عمران سیریز
سائرل
وقار عظیم
پاکستانی پوائنٹ
ڈاٹ کام
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ میرا نیا ناول ''سائرل'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول اپنی نوعیت کے اعتبار سے انتہائی دلچسپ اور خوبصورت پیرائے میں لکھا گیا ہے جو یقیناً میرے سابقہ ناولوں کی طرح آپ کے اعلیٰ معیار پر پورا اترے گا۔ اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو سائرل کے خلاف کن کن مصائب کا سامنا کرنا پڑا یہ سب تو آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہوگا۔ ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط کا مطالعہ کر لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کسی بھی طرح کم نہیں ہیں۔

لاہور سے عطیہ شہزادی لکھتی ہیں۔ میرے پاس آپ کے اب تک لکھے گئے تمام ناول موجود ہیں جن کی میں نے باقاعدہ لائبریری ترتیب دے رکھی ہے۔ اس لائبریری میں چند گنے چنے مصنفین کے ناول موجود ہیں جن میں زیادہ تعداد آپ کے ناولوں کی ہے اور میری کوشش ہوتی ہے کہ میں ان ناولوں کو باقاعدگی سے اور بار بار پڑھتی رہوں۔ آپ کی تحریریں واقعی اس صدی کی بہترین تحریریں ہیں جنہیں پڑھ کر دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور ہر بار پرانا ناول بھی پڑھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے جیسے یہ پہلی بار پڑھ رہی ہوں۔ میری طرف سے اس قدر بہترین آئیڈیاز پر ناول لکھنے کے لئے مبارک باد قبول کریں اور میری دعا ہے کہ آپ طویل ترین

عرصہ تک ہمارے لئے ایسے ہی انوکھے، منفرد اور انتہائی خوبصورت ناول تحریر کرتے رہیں۔

محترمہ عطیہ شہزادی صاحبہ۔ سب سے پہلے میری طرف سے خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا شکریہ۔ آپ جیسی قاریہ میرے لئے سرمایہ افتخار ہے۔ میں آپ کا دلی ممنون ہوں کہ آپ نہ صرف میرے ناول بار بار پڑھتی ہیں اور میری کاوشوں کو پسند کرتی ہیں بلکہ آپ نے میرے ناولوں کی مکمل کلیکشن سنبھال رکھی ہے۔ مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ میرے سابقہ ناول پڑھنے کے باوجود آپ کو نئی تازگی اور فرحت کا احساس ہوتا ہے۔ آپ کا ایک بار پھر شکریہ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتی رہیں گی۔

علی پور سے ناصر چٹھہ صاحب لکھتے ہیں۔ میں نے بچپن سے ہی آپ کے ناول پڑھنے شروع کر دیئے تھے اور اب میں بال بچے دار ہو گیا ہوں لیکن ابھی تک میرا آپ کے ناول پڑھنے کا شوق ختم ہوا ہے اور نہ ہی آپ کے ناولوں کا وہ انداز، وہ مزاح، سسپنس، ایکشن، خوبصورت واقعات اور تحریری مٹھاس ختم ہوئی ہے۔ آپ کا یہ خوبصورت اور دل موہ لینے والا انداز ہی ہے جو آپ کو آپ کے کسی قاری سے جدا نہیں ہونے دیتا اور میں اور مجھ جیسے سینکڑوں قارئین اب بھی آپ کے ناول اسی ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ پڑھتے رہیں گے کیونکہ نہ تو آج تک آپ جیسا کوئی لکھ سکا ہے اور نہ لکھ سکے گا۔ آپ سے ایک گزارش ہے کہ آپ نے بہت عرصہ سے اسرائیل کے خلاف کوئی ناول نہیں لکھا۔ اگر ممکن ہو سکے تو اسرائیل کے خلاف زیادہ سے زیادہ ناول لکھیں جو مجھے اور مجھ جیسے قارئین کو یقیناً بے حد پسند آتے ہیں۔ امید ہے میری اس خواہش کو آپ ضرور پورا کریں گے۔

محترم ناصر چٹھہ صاحب۔ آپ کا خط لکھنے اور ناولوں کی اس قدر پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جس انداز میں میرے ناولوں کی تعریف کی ہے یہ واقعی میرے لئے قابل ستائش ہے اور مجھے خوشی ہے کہ میری محنت رائیگاں نہیں گئی اور میرے لکھے ہوئے تمام ناول آپ جیسے قارئین کے دلوں میں مسلسل محفوظ ہو رہے ہیں۔ آپ نے اسرائیل کے خلاف ناول لکھنے کی فرمائش کی ہے تو میں جلد ہی اس پر عمل کروں گا اور اسرائیل کے خلاف ایک بھرپور اور انتہائی دلچسپ ناول لکھوں گا جو آپ کو یقیناً پسند آئے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

جہانیاں سے عاشر سلطان اور ان کے دوست لکھتے ہیں۔ میں اور میرے بہت سے دوست آپ کے ناولوں کے شیدائی ہیں اور ہم تسلسل کے ساتھ آپ کے ناول پڑھتے ہیں۔ آپ کے لکھے ہوئے ناول واقعی انتہائی خوبصورت اور قابل تعریف ہوتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ کسی ناول میں اب آپ واقعی عمران اور جولیا کی شادی کر دیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ بوڑھے ہو گئے تو پھر ان کے لئے یقیناً مشکل ہو جائے گی۔

محترم عاشر سلطان صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔ آپ اور آپ کے دوست میرے ناول مسلسل پڑھتے ہیں یہ میرے لئے انتہائی خوشی کی بات ہے اور مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے کہ میں آپ کے ذوق کے عین مطابق ناول لکھ رہا ہوں۔ آپ نے جولیا اور عمران کی شادی کی بات کی ہے کہ بوڑھے ہو کر ان کے لئے مشکل ہو جائے گی تو اس کے لئے میں یہی کر سکتا ہوں کہ یہ بات عمران تک پہنچا دوں۔ اب یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ شادی اسی عمر میں کرتا ہے یا پھر بوڑھا ہو کر۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ سارا اخبار پڑھ کر اس نے اخبار تہہ کر کے ایک طرف رکھا اور پھر وہ ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ سلیمان اسے ناشتہ سرو کرنے کے بعد بازار سے سودا سلف لینے چلا گیا تھا اس لئے عمران فلیٹ میں اکیلا ہی تھا۔

”ناشتہ بھی کر لیا ہے اور معمول کے مطابق اخبار بھی پڑھ لیا ہے۔ اب کرنے کے لئے کوئی بھی کام باقی نہیں ہے اور بڑے بوڑھے کہتے ہیں کہ کام نہ کرنے والا آدمی ناکارہ ہو جاتا ہے۔ میری ابھی شادی نہیں ہوئی ہے۔ اگر میں ناکارہ ہو گیا تو ہونے والی بیوی اور بچوں کو کھلاؤں گا کہاں سے۔ کم بخت میرے پاس جمع پونجی بھی نہیں ہے جس سے گزارا کیا جا سکے۔ جو بھی جمع کرتا ہوں سلیمان جس کی نظریں بلی سے بھی زیادہ تیز ہیں سب کچھ غائب کر جاتا ہے اور پھر وہ میرا سارا مال ہضم بھی کر لیتا ہے اور ڈکار بھی نہیں مارتا“...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

’’مجھے اور کچھ نہیں تو اپنے بیوی بچوں کے مستقبل کے لئے کچھ انتظام کر لینا چاہئے۔ بڑھاپے میں اگر بیوی بچے ساتھ چھوڑ گئے تو پھر شادی شدہ اور کنوارے میں کیا فرق رہ جائے گا‘‘...... عمران نے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے سٹنگ روم میں جا کر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

’’سوپر فیاض بول رہا ہوں‘‘...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سوپر فیاض کی آواز سنائی دی تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس نے سوپر فیاض کے گھر کے نمبر ملائے تھے اور یہ اتفاق ہی تھا کہ کسی ملازم کی بجائے فون خود سوپر فیاض نے اٹھا لیا تھا۔

’’منکہ مسمی۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بلکہ بدہان خود بول رہا ہوں‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’کیا بات ہے۔ تم نے صبح صبح کیوں فون کیا ہے‘‘ عمران کی آواز سن کر سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’خدا کا خوف کرو۔ یہ صبح صبح ہے [illegible] آدمی شاید تمہاری گھڑی رک گئی ہے۔ وقت دیکھو [illegible] بج رہے ہیں اور تم ابھی تک گھر میں ہی ہو [illegible] جانے کا ارادہ نہیں ہے‘‘ عمران نے کہا

’’کون سے آفس۔ آج سنڈے ہے نانسنس۔ ایک ہی دن تو ملتا ہے جب سکون کی نیند سوتا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’سن ڈے۔ تمہارا مطلب ہے آج سورج کا دن ہے۔ لیکن سورج تو روز نکلتا ہے اس لحاظ سے تو ہر دن سورج کا دن مطلب سن ڈے ہونا چاہئے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’میں اس وقت تمہاری فضول باتیں سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ یہ بتاؤ فون کیوں کیا ہے‘‘...... سوپر فیاض نے غراتے ہوئے کہا۔

’’ابھی تھوڑی دیر پہلے ڈیڈی کا فون آیا تھا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تمہارے ڈیڈی ہیں۔ ان کا تمہیں فون نہیں آئے گا تو اور کسے آئے گا‘‘...... سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’فون انہوں نے مجھے ہی کیا تھا لیکن وہ بات تمہاری کر رہے تھے بلکہ تمہارے بارے میں پوچھ رہے تھے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کیا۔ کیا مطلب۔ میرے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ کیا پوچھ رہے تھے‘‘...... دوسری طرف سے سوپر فیاض نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

’’وہ جاننا چاہتے تھے کہ کیا سوپر فیاض نے رائل بنک میں کوئی نیا اکاؤنٹ کھلوالا ہے کیونکہ انہیں اطلاع ملی ہے کہ کانگری روڈ کے ای بلاک کی برانچ میں ایک اکاؤنٹ جو جمیل وارثی کے نام پر کھلا

ہے وہ اصل میں سوپر فیاض کا ہے۔ وہ مجھ سے اس لئے تصدیق کر رہے تھے کہ انہیں جس نے اس اکاؤنٹ کی اطلاع دی تھی کے مطابق مجھے بھی اس بارے میں معلوم ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میرا اکاؤنٹ کسی رائل بنک میں۔ کس نے اطلاع دی ہے انہیں''۔ سوپر فیاض نے بے حد بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''انہوں نے مجھے اس مخبر کے بارے میں کچھ نہیں بتایا ہے لیکن بہرحال ان کے پاس مصدقہ اطلاع ہے کہ رائل بنک میں تم نے نئے نام سے اکاؤنٹ کھلوایا ہے اور اس میں باقاعدہ دس کروڑ روپے جمع کرائے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ یہ غلط ہے۔ جھوٹ ہے۔ میرا کوئی اکاؤنٹ رائل بنک میں نہیں ہے اور نہ ہی میں نے اس اکاؤنٹ میں دس کروڑ جمع کرائے ہیں۔ وہ کون ہے نانسنس جو مجھے خواہ مخواہ پھنسا رہا ہے''...... سوپر فیاض نے دھاڑتے ہوئے کہا۔

''اب وہ نانسنس کون ہے۔ میں اس کے بارے میں کیسے بتا سکتا ہوں''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''اس نانسنس کو چھوڑو۔ تم بتاؤ۔ تم نے اپنے ڈیڈی کو کیا جواب دیا ہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''میں بھلا انہیں کیسے جواب دے سکتا تھا۔ وہ میرے ڈیڈی ہیں

اور اچھی اولاد ماں باپ کو جواب نہیں دیتی''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ میرے کہنے کا مطلب ہے تم نے میرے بارے میں اور اس اکاؤنٹ کے بارے میں انہیں کیا بتایا ہے''...... سوپر فیاض نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں کیا کہتا۔ مجھے تو یہ بھی نہیں معلوم کہ بنک ہوتا کیا ہے اور وہ بھی رائل زمانے کا رائل بنک۔ میں نے تو شاید ایسے کسی بنک کا آج تک بورڈ بھی نہیں پڑھا''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ پوری بات بتاؤ مجھے۔ تم نے کہا کیا ہے ان سے''۔ سوپر فیاض نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں نے کیا کہنا ہے۔ وہ خود ہی کہہ رہے تھے کہ جو رقم بنک میں جمع کرائی گئی ہے وہ ہوٹل البانیہ کے جنرل منیجر حامد کیانی سے باقاعدہ رشوت کے طور پر لی گئی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں فوری طور پر انکوائری کروں کہ کیا واقعی تم نے حامد کیانی سے دس کروڑ رشوت لی ہے۔ اگر لی ہے تو کس بات کی اور کیا وہی رقم رائل بنک کے نئے اکاؤنٹ میں جمع کرائی گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ کیا تم سچ کہہ رہے ہو''...... سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں تو تمہارا خیر خواہ ہوں مجھے تم سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن یہ سچ ہے کہ میں نے کسی رائل بنک میں اکاؤنٹ نہیں کھلوالا ہے اور نہ ہی میں نے اتنی رقم کسی بھی بنک میں جمع کرائی ہے''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''اب ڈیڈی کا حکم ہے اس لئے مجھے انکوائری تو کرنی ہی پڑے گی۔ بس یہ یاد رکھنا کہ البانیہ ہوٹل کا جنرل منیجر اور مالک حامد کیانی میرا دوست ہے اور وہ مجھ سے کچھ نہیں چھپا سکتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ پلیز عمران۔ تم میرے دوست ہو۔ میرے بھائی ہو، پلیز میرے بارے میں کوئی انکوائری نہ کرو اور اپنے ڈیڈی کو میری کلیئرنس کی رپورٹ دے دو۔ ان سے کہو کہ اس اکاؤنٹ سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم نہیں جانتے۔ اگر سر عبدالرحمٰن کو شک ہو گیا تو وہ مجھے کھڑے کھڑے گولی مار دیں گے۔ پلیز عمران۔ پلیز''۔ دوسری طرف سے سوپر فیاض نے گھگھیاتے ہوئے کہا۔ وہ شاید حامد کیانی کے عمران کا دوست ہونے کا سن کر ڈر رہا تھا۔ یہ بات تھی بھی درست کہ حامد کیانی نے ہی اسے دس کروڑ روپے دیئے تھے تاکہ وہ ہوٹل میں اپنے شراب فروخت کرنے کے لائسنس کا ناجائز فائدہ اٹھا سکے اور حامد کیانی اچھی طرح سے جانتا تھا کہ اگر یہ رپورٹ سر عبدالرحمٰن تک پہنچ گئی تو انہوں نے نہ صرف ان کا شراب خانہ بلکہ ہوٹل ہی بند کرا دینا ہے اس لئے اس نے اپنی اور اپنے ہوٹل کے ساتھ شراب خانے کی پروٹیکشن کے لئے سوپر فیاض کو خود بلا کر

اسے دس کروڑ دیئے تھے جو ظاہر ہے سوپر فیاض کے اکاؤنٹ میں ہی منتقل ہوئے تھے۔

''نہیں مائی ڈیئر سوپر فیاض۔ مجھ پر ڈیڈی نے پہلی بار اعتماد کیا ہے اسی لئے انہوں نے ڈائریکٹ مجھے فون کر کے مکمل انکوائری کا حکم دیا ہے۔ انکوائری کے بعد جو بھی بات سامنے آئے گی وہ من و عن میں ان کے سامنے رکھ دوں گا لیکن بہرحال تم میرے دوست ہو اس لئے تمہارا مجھے کچھ تو خیال کرنا ہی پڑے گا۔ اب تم بتاؤ کہ میں ڈیڈی کے فون کی لاج رکھوں یا پھر تمہاری دوستی کی''...... عمران نے کہا۔

''کچھ کرو عمران۔ خدا کے لئے کوئی تو راستہ نکالو۔ تم ہی ہو جو مجھے سر عبدالرحمٰن کے عتاب سے بچا سکتے ہو۔ اگر تم نے میری، مدد نہ کی تو میں اس بات کا انتظار نہیں کروں گا کہ سر عبدالرحمٰن مجھے گولی ماریں۔ میں خود اپنے ہاتھوں سے خود کو گولی مار لوں گا''...... سوپر فیاض نے اسی طرح سے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو بتاؤ کیا کروں''...... عمران نے کہا۔

''میں اس اکاؤنٹ کو آج ہی بند کرا دیتا ہوں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''تو تم مانتے ہو کہ وہ تمہارا ہی اکاؤنٹ ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

"اب جب تمہیں ہر بات کا علم ہو گیا ہے تو پھر میں انکار کیسے کر سکتا ہوں۔ میں ابھی جا کر بنک سے رقم نکلواتا ہوں اور اکاؤنٹ ختم کرا دیتا ہوں۔ بنک کا منیجر میرا واقف کار ہے۔ میں اس سے کہہ کر سارا ریکارڈ ہی تلف کرا دوں گا"...... سوپر فیاض نے کہا۔

"ایسی غلطی نہ کرنا۔ اگر تم نے بنک اکاؤنٹ کا ریکارڈ تلف کرانے کی کوشش بھی کی تو تمہیں لینے کے دینے پڑ سکتے ہیں۔ اس کے بعد تمہارے پاس بچ نکلنے کا کوئی راستہ بھی نہیں بچے گا"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ تو پھر تم بتاؤ کہ میں کیا کروں"...... سوپر فیاض نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"اس کے لئے ہمیں کوئی درمیانی راستہ دیکھنا ہو گا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے"...... عمران نے کہا۔

"تو تم ہی بتاؤ۔ وہ کون سی لاٹھی ہے جو ٹوٹے بغیر سانپ کو مار سکتی ہے"...... سوپر فیاض نے منت کرنے والے انداز میں کہا۔

"تم میرے دوست ہو اور سلمٰی بھابھی کے تابعدار شوہر بھی ہو اس لئے مجھے سلمٰی بھابھی کے شوہر نامدار ہونے کے ناطے تمہاری حفاظت بھی کرنی پڑے گی اور پھر مجھے یہ بھی دیکھنا ہے کہ میرا بھرم بھی ڈیڈی کے سامنے بنا رہے۔ انہوں نے مجھ پر پہلی بار جو اعتماد کیا ہے وہ نہ ٹوٹ جائے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ سوچو۔ کون سا ہو سکتا ہے درمیانی راستہ۔ جلدی سوچو۔ تمہاری باتیں سن کر میں ہل کر رہ گیا ہوں عمران۔ مجھے یقین ہے کہ یہ خبر اس ہوٹل کے مالک اور جنرل منیجر حامد کیانی نے ہی سر عبدالرحمٰن کو دی ہو گی۔ ایک بار میں اس مسئلے سے کلیئر ہو جاؤں تو پھر میں جا کر اسے اپنے ہاتھوں سے گولی مار دوں گا۔ نانسنس"۔ سوپر فیاض نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس مسئلے سے نکلنے کے لئے تمہیں اس دس کروڑ سے ہاتھ دھونے پڑیں گے پیارے۔ اگر ہمت ہے تو بتاؤ پھر میں کوئی راستہ نکالتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"دس کروڑ سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... سوپر فیاض نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جس رقم سے جان عذاب میں پڑتی ہو اس سے جان چھڑا لینا ہی اچھا ہوتا ہے۔ اگر تم اس رقم کو کسی نیکی کے کام میں لگا دو تو تمہیں اس کا صلہ ضرور ملے گا۔ اس وقت تمہاری گردن میں پھندا پڑ چکا ہے۔ اگر رسی سخت ہو گئی تو تمہاری گردن لمبی ہو جائے گی اور زبان باہر نکل آئے گی۔ ایسی صورت میں ظاہر ہے تمہارے جسم سے روح نکلنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگے گی۔ ان سب سے بچنا چاہتے ہو تو میری بات مان لو اور یہ ساری رقم کسی فلاحی ادارے کو عطیہ کر دو۔ رقم ٹرانسفر ہوتے ہی اکاؤنٹ ختم ہو جائے گا اور میں بھی ڈیڈی کو رپورٹ دے دوں گا کہ اس نام کا کوئی

اکاؤنٹ موجود ہی نہیں ہے“...... عمران نے کہا۔

”دس کروڑ کی رقم میں فلاحی ادارے کو عطیہ کر دوں۔ یہ۔ یہ۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو عمران۔ میں اتنی بڑی رقم بھلا کسی فلاحی ادارے کو کیسے دے سکتا ہوں“...... دوسری طرف سے سوپر فیاض نے ایک بار پھر بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جس طرح تم نے ہوٹل البانیہ کے مالک اور جنرل مینجر حامد کیانی سے بغیر کوئی محنت کئے رقم حاصل کی تھی اسی طرح بغیر سوچے رقم فلاحی ادارے میں جمع کرا دو اور بس“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں اتنی بڑی رقم سے ہاتھ نہیں دھو سکتا“...... سوپر فیاض نے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا۔

”تو پھر ڈیڈی کے ہاتھوں اپنی جان سے ہاتھ دھونے کے لئے تیار رہنا“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ نہیں۔ ایسا نہ کہو۔ پلیز۔ اچھا تم کہتے ہو تو میں نیکی کے لئے کسی فلاحی ادارے کو دس لاکھ کا چیک دے دیتا ہوں۔ میرا وعدہ کہ باقی کی رقم نکلوا کر میں اکاؤنٹ ختم کر دوں گا۔ میرے خیال میں یہ تجویز معقول ہے“...... سوپر فیاض نے رک رک کر کہا۔

”نہیں۔ یہ تجویز انتہائی نامعقول ہے اور تم جانتے ہو کہ میں نامعقولات کے سراسر خلاف ہوں۔ اب تمہارے مرضی ہے۔ اگر قسمت کو یہی منظور ہے کہ سلمیٰ بھابھی بیوہ اور تمہارے پیارے پیارے بچے یتیم ہو جائیں تو میں کیا کر سکتا ہوں“۔ عمران نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

”کک کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ تم ہوش میں تو ہو“...... سوپر فیاض نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں باہوش وحواس خمسہ بول رہا ہوں لیکن شاید تمہارے ہوش کوچ کر گئے ہیں۔ تم شاید ڈیڈی کی عادت بھول رہے ہو۔ انہیں ایک اکاؤنٹ کا پتہ چل گیا تو پھر ان کی انکوائری کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ وہ پورے پاکیشیا بلکہ غیر ملکی بنکوں کے اکاؤنٹس بھی کھنگال ڈالیں گے اور پھر جب انہیں تمہارے اکاؤنٹس اور ان میں جمع شدہ رقومات کی تفصیلی رپورٹ ملے گی تو پھر ظاہر ہے سلمیٰ بھابھی نے بیوہ اور تمہارے بچوں نے یتیم ہی ہونا ہے۔ انکوائریوں کے چکروں کے بارے میں تو تم مجھ سے بہتر جانتے ہو آخر تم سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کے سپرنٹنڈنٹ ہو گھسیارے تو نہیں ہو“...... عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ۔ تم نے تو میرے پیروں تلے سے زمین ہی نکال دی ہے۔ بتاؤ۔ میں کیا کروں۔ کہاں جاؤں“...... سوپر فیاض نے چیختے ہوئے کہا۔

”سیدھے سیدھے بنک جاؤ اور ساری کی ساری رقم فلاحی ادارے میں جمع کرا دو۔ بلکہ رکو میں تمہیں ایک ادارے کا نام اور اس کا اکاؤنٹ نمبر بتاتا ہوں۔ تم نے بنک جا کر ساری رقم اس اکاؤنٹ میں منتقل کرانی ہے۔ رقم اس اکاؤنٹ میں پہنچ گئی تو سمجھ لو

کہ تمہاری جان کی خلاصی ہو جائے گی ورنہ دو گھنٹوں بعد میں ہوٹل کے مالک اور جنرل منیجر حامد کیانی اور بنک منیجر ابراہیم خان کو لے کر ڈیڈی کے پاس پہنچ جاؤں گا پھر تم جانو اور ڈیڈی جانیں میرا کام ختم ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''بتاؤ۔ کیا نام ہے فلاحی ادارے کا اور اس کا اکاؤنٹ نمبر کیا ہے''...... سوپر فیاض نے مرے مرے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے عمران کی اس دھمکی کے بعد اس کے پاس عمران سے مزید کوئی بات کرنے کا جواز ہی نہ رہ جاتا تھا۔

''آل ورلڈ ککس آرگنائزیشن کا نام سنا ہے تم نے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ یہ نام تو میں پہلی بار سن رہا ہوں۔ کون سا ادارہ ہے یہ اور کس کے تحت کام کرتا ہے''...... سوپر فیاض نے چونک کر کہا۔

''یہ چھوڑو۔ میں اس ادارے کے بارے میں جانتا ہوں۔ بڑا ہی فعال ادارہ ہے اور یہ خاص طور پر آل ورلڈ ککس ایسوسی ایشن کے مفلس مالکان کے لئے بنایا گیا ہے جس کے تحت دنیا کے تمام کک اپنے مفلس مالکان کی ضروریات زندگی کا خیال رکھتے ہیں اور انہیں وقت پر مقوی غذائیں بھی فراہم کرتے ہیں بلکہ کنوارے مالکان کی شادیوں پر بھی کھلے دل سے خرچہ کرتے ہیں اور کک کے مفلس مالکان بھی کنوارگی کی زندگی سے نکل کر شادی شدگان کی زندگیاں اختیار کر لیتے ہیں اور اپنے کک سے زندگی بھر خدمت

کراتے ہیں''۔ عمران نے رکے بغیر بولتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا۔ میں کچھ سمجھا نہیں''...... سوپر فیاض چونکہ بری طرح سے الجھا ہوا تھا اس لئے اسے عمران کی کوئی بھی بات سمجھ میں نہ آئی تھی۔

''کچھ نہیں۔ تم اکاؤنٹ نمبر نوٹ کرو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ رکو۔ میں خود آ رہا ہوں تمہارے پاس اور پھر مل بیٹھ کر بات کرتے ہیں''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''ارے ارے۔ ایسی غلطی نہ کرنا۔ ڈیڈی یہاں آنے والے ہیں تاکہ انکوائری کے لئے وہ باقاعدہ مجھے آفیشل لیٹر دے سکیں۔ اگر انہوں نے تمہیں دیکھ لیا تو پھر سارا کام خراب ہو جائے گا''۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر کیا کروں میں''...... سوپر فیاض نے ہراساں ہوتے ہوئے کہا۔

''ایسا کرو کہ تم بنک میں بھی مت جاؤ۔ میں سلیمان کو تمہارے پاس بھیج دیتا ہوں۔ تم اسے چیک بنا کر دے دو۔ وہ خود ہی چیک بنک لے جا کر کیش کرا لے گا اور پھر رقم آل ورلڈ ککس آرگنائزیشن کے دفتر میں جا کر جمع کرا دے گا۔ سلیمان یہ کام نہایت راز داری سے کر لے گا اس طرح ڈیڈی کو کچھ بھی علم نہ ہو سکے گا۔ اب آگے تم خود سوچ لو''...... عمران نے کہا۔

''اب سوچنے کے لئے رہ ہی کیا گیا ہے۔ ٹھیک ہے میں چیک

بنا دیتا ہوں۔ تم سلیمان کو بھیج دو لیکن اس کے بعد اپنے ڈیڈی کو کیسے رام کرنا ہے یہ تم سوچنا۔ مجھے اس انکوائری کے چکروں میں نہ گھسیٹنا اب۔ دس کروڑ ہاتھ سے نکلنے کا سوچ کر ہی میرے ہاتھ پاؤں پھول گئے ہیں۔ انکوائری ہوئی تو میرے ساتھ نجانے کیا ہو گا''...... سوپر فیاض نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''دس کروڑ دے کر تم بے فکری سے سو جانا۔ ڈیڈی اس معاملے پر تم سے بات ہی نہیں کریں گے میں انہیں اس انداز میں قائل کروں گا کہ وہ تمہاری طرف سے مکمل طور پر مطمئن ہو جائیں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے لیکن آج تو سنڈے ہے۔ چیک آج تو کلیئر نہیں ہو گا پھر''...... سوپر فیاض نے کہا۔

''تم کل کی تاریخ کا چیک بنا کر دے دو اور کل دفتر ذرا لیٹ چلے جانا تاکہ تمہارے دفتر پہنچنے سے پہلے سارا کام مکمل ہو جائے۔ اس کے بعد میں سب کچھ سنبھال لوں گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اللہ حافظ''...... سوپر فیاض نے کہا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''اب میں سلیمان کے میک اپ میں سوپر فیاض کے پاس جاتا ہوں اور اس سے چیک لے آتا ہوں۔ اسے آل ورلڈ لکس آرگنائزیشن کے دفتر میں نہیں بلکہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس

سی (آکسن) کے خفیہ اکاؤنٹ میں جمع کراؤں گا تاکہ یہ خطیر رقم مستقبل میں میرے ہونے والے بیوی اور بچوں کے کام آ سکے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایسی صورت میں بڑے صاحب نے مجھے آپ کی انکوائری کرنے پر مامور کر دیا تو''...... اچانک سلیمان کی آواز سنائی دی تو عمران اس کی آواز سن کر بری طرح سے اچھل پڑا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے چونک کر دیکھا تو سلیمان دروازے پر بڑے اطمینان سے کھڑا تھا۔ اس کے ہاتھوں میں چند شاپنگ بیگز تھے۔ وہ کب واپس آیا تھا اور کب دروازے پر آ کر کھڑا ہو گیا تھا اس کے بارے میں عمران کو واقعی پتہ ہی نہ چلا تھا۔

''تت۔ تت۔ تم۔ تم کب آئے''...... عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جب آپ بے چارے سوپر فیاض کو بڑے صاحب کی انکوائری کے بارے میں تفصیل بتا رہے تھے''...... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران دیدے گھما کر رہ گیا۔

''تم نے کچھ سنا تو نہیں تھا''...... عمران نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں نے کچھ نہیں سنا۔ میں تو بہرہ ہوں۔ البتہ آپ کو میرا میک اپ کر کے سوپر فیاض کے گھر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کام میں خود کر آؤں گا اور چیک بھی اسی اکاؤنٹ میں جمع

کرا دوں گا جس کے بارے میں آپ نے سوپر فیاض کو بتایا ہے۔ آل ورلڈ لکس آرگنائزیشن“...... سلیمان نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کچن کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”ارے ارے۔ میری بات تو سنو۔ ارے۔ کہاں جا رہے ہو۔ ارے“...... عمران نے چیختے ہوئے کہا لیکن سلیمان بھلا اب اس کی کہاں سننے والا تھا۔ اس کے جاتے ہی عمران دھم سے کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔

”سلیمان جیسے باورچی کے ہوتے ہوئے میں اپنے ہونے والے بیوی بچوں کے مستقبل کے لئے رقم کیسے جمع کر پاؤں گا۔ کاش کہ مجھ جیسے غریبوں کے خانساماں سچ مچ بہرے ہی ہوتے“...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران چونک پڑا۔

”مفلس و قلاش، بے یار و مددگار علی عمران بول رہا ہوں“۔ عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے بڑے مرے مرے سے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ طاہر بول رہا ہوں۔ ایک بہت بری خبر ہے“...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

”اس سے بری خبر بلکہ بات میرے لئے کیا ہوگی کہ میں نے کتنی محنت سے اور مسلسل پینترے بدل بدل کر سوپر فیاض کو اپنے

جال میں پھنسایا تھا اور اپنے لئے بلکہ اپنے ہونے والے بیوی اور نجانے کتنے بچوں کے مستقبل کے لئے رقم اینٹھی تھی لیکن اس کے بارے میں لٹیرے سلیمان کو علم ہو گیا اور اس نے ایک ہی لمحے میں میرے اور میرے بیوی بچوں کے مستقبل کی شمع بجھا دی ہے“۔ عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

”مجھے ابھی کچھ دیر پہلے اطلاع ملی ہے کہ جولیا کو کسی نے گولی مار دی ہے۔ وہ شدید زخمی ہیں۔ وہ ایک شاپنگ مال سے باہر نکل رہی تھیں۔ اس کے ساتھ ایک لڑکی تھی۔ وہاں فائرنگ ہوئی اور اس لڑکی کو گولیاں مار دی گئیں۔ جولیا چونکہ قریب تھی اس لئے ایک گولی اسے بھی لگ گئی۔ تنویر اتفاق سے اپنی کار میں اسی سڑک سے گزر رہا تھا۔ اس نے جولیا کو گولی لگ کر گرتے دیکھ لیا تھا۔ جولیا بری طرح سے تڑپ رہی تھی چنانچہ اس نے کار روکی اور دوڑ کر جولیا اور اس لڑکی کو اٹھا کر اپنی کار میں ڈالا اور ہسپتال پہنچا دیا۔ جولیا اور اس لڑکی کی حالت انتہائی تشویش ناک ہے۔ تنویر نے مجھے ہسپتال سے کال کیا ہے۔ میں نے خود ڈاکٹر صدیقی سے بات کی ہے۔ ان کے کہنے کے مطابق جولیا کو دل کے قریب گولی لگی ہے اس لئے وہ فوری موت سے بچ گئی ہے البتہ اس کی حالت تشویش ناک ہے۔ دوسری لڑکی کے پیٹ اور کاندھوں پر گولیاں لگی ہیں لیکن اس کی حالت بھی اچھی نہیں ہے۔ ڈاکٹر آپریشن کر رہے ہیں“...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے عمران کی بات ان سنی کر کے تفصیل

بتاتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اوہ۔ کیا تنویر نے گولی چلانے والے کو دیکھا تھا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اس وقت اسے جولیا اور اس لڑکی کی فکر تھی اس لئے اس نے گولی چلانے والے پر توجہ نہ دی تھی۔ جولیا کی حالت تشویشناک تھی اس لئے وہ ان دونوں کو لے کر فوراً ہسپتال کے لئے روانہ ہو گیا تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تنویر کے ساتھ اور کون ہے ہسپتال میں''...... عمران نے پوچھا۔

''ابھی تنویر ہی ہے وہاں البتہ میں نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو جائے مقام پر بھیجا ہے تاکہ وہ پتہ چلاسکیں کہ جولیا پر کس نے اور کیوں گولی چلائی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ہسپتال جا رہا ہوں۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف سے کوئی رپورٹ آئے تو مجھے بتا دینا''...... عمران نے کہا۔

''او کے''...... بلیک زیرو نے کہا اور رابطہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا اور فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ بلیک زیرو کے کہنے کے مطابق گولیاں اس لڑکی پر چلائی گئی تھیں جو جولیا کے قریب موجود تھی اور اس فائرنگ کی زد میں جولیا بھی آ گئی تھی اور وہ بھی زخمی ہو گئی تھی۔ ان دونوں کو بھرے بازار میں گولیاں مار دی گئی تھیں لیکن یہ

جولیا کی خوش قسمتی تھی کہ گولی دل میں لگنے کی بجائے قدرے ہٹ کر لگی ورنہ اس کی سپاٹ پر ہی ڈیتھ ہو جاتی جبکہ لڑکی پر چلائی جانے والی گولیاں زیادہ تھیں۔ وہ تیزی سے ڈریسنگ روم میں گھسا اور چند لمحوں بعد جب وہ باہر آیا تو اس کے جسم پر قرینے کا لباس تھا۔ وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد وہ کار میں سوار سپیشل ہسپتال کی طرف اُڑا جا رہا تھا۔ اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ وہ دل ہی دل میں جولیا اور اس لڑکی کی صحت یابی کے لئے دعائیں مانگ رہا تھا جسے جولیا کے ساتھ گولیاں لگی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار سپیشل ہسپتال کے گیٹ پر پہنچ گئی۔ عمران کار اندر لے گیا اور پھر وہ تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر صدیقی کے آفس میں پہنچ گیا۔

''السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاۃ''...... عمران نے انہیں دیکھ کر کہا تو ڈاکٹر صدیقی چونک پڑے۔

''اوہ۔ عمران صاحب۔ آپ یہاں''...... ڈاکٹر صدیقی نے اٹھ کر اس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اور عمران سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

''جولیا اور وہ لڑکی کیسی ہے ڈاکٹر صدیقی جسے تنویر یہاں لایا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ اب ٹھیک ہیں۔ میں نے ان کے آپریشن کر دیئے ہیں لیکن دونوں ابھی وہ بے ہوش ہیں''...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"کیا ان کے آپریشن کامیاب ہوئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ ان دونوں کی زندگیاں ابھی باقی تھیں اس لئے بچ گئیں ورنہ ان کی حالت واقعی تشویشناک تھی۔ مس جولیا کو دل کے قریب گولی لگی تھی جبکہ ان کے ساتھ آنے والی لڑکی پر گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی تھی۔ اس کا دایاں کاندھا اور ہاتھ بری طرح سے متاثر ہوا ہے اور چند گولیاں اس کے پیٹ میں بھی لگی ہیں۔ اس کی حالت زیادہ تشویشناک تھی لیکن بہرحال اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا ہے اور اب دونوں خطرے سے باہر ہیں"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"انہیں کب تک ہوش آ جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"مس جولیا کو تو دو سے تین گھنٹوں تک ہوش آ جائے گا لیکن اس لڑکی کے لئے ابھی کچھ کہنا مشکل ہے۔ اسے ہم کم از کم چوبیس گھنٹوں کے لئے آبزرویشن میں رکھیں گے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

"اوہ۔ تو آپ کے کہنے کا مطلب ہے میں اس سے چوبیس گھنٹوں تک نہیں مل سکتا"...... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ مشکل ہے"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے تین گھنٹے وہیں انتظار کیا اور پھر ڈاکٹر صدیقی نے اسے بتایا کہ جولیا کو ہوش آ گیا ہے تو عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیل گئے۔

"تو کیا اب میں جولیا سے مل سکتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن بہتر ہو گا کہ آپ اس سے بات چیت مختصر ہی کریں۔ زیادہ بولنا اس کے لئے مناسب نہ ہو گا"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ڈاکٹر صدیقی اسے لے کر ایک پرائیویٹ روم میں آ گیا جہاں پر جولیا بیڈ پر آنکھیں بند کئے لیٹی ہوئی تھی۔ آہٹ سن کر اس نے آنکھیں کھول دیں۔

"آپ ان سے مل لیں میں چلتا ہوں"...... ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ڈاکٹر صدیقی دروازے سے ہی رخصت ہو گیا۔

"مبارک ہو۔ تم نے آخر اپنا دل بچا ہی لیا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس سے کیا کہ دل بچا ہے یا نہیں۔ تم تو ہو ہی کٹھور انسان۔ تمہارے سینے میں تو دل ہی نہیں ہے"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"اچھا ہے نا کہ میرے پاس دل نہیں ہے۔ اگر ہوتا تو تم نجانے کب کا چھین چکی ہوتی۔ ایک طرف تمہارا دل ہوتا اور دوسری طرف میرا۔ تم نے تو اپنا دل بچا لینا تھا لیکن میرے دل میں یقیناً سوراخ ہو جاتا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بھی مسکرا دی۔

"تمہارا دل بچانے کے لئے میں اپنا دل نشانے پر لے آتی۔

''نانسنس۔ تم کبھی سمجھو تو سہی''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر سمجھ ہوتی تو کیا میں اب تک کنوارا ہوتا''...... عمران نے کہا تو جولیا کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔

''اب میں تم سے کیا کہوں''...... جولیا نے کہا۔

''کچھ نہ کہو صرف یہ بتاؤ کہ ہوا کیا تھا۔ آخر تم نے اپنا دل بچایا کیسے اور وہ لڑکی کون تھی جس نے تم سے زیادہ گولیاں کھائی تھیں۔ شاید اسے زیادہ گولیاں کھانا پسند تھا''...... عمران نے کہا۔

''میں اس لڑکی کو نہیں جانتی۔ میں شاپنگ کر کے باہر نکلی تو وہ بھی چند شاپنگ بیگ لے کر باہر آئی تھی۔ ہم دونوں ایک ساتھ شاپنگ مال کی سیڑھیاں اتر رہی تھیں کہ اچانک سامنے ایک کار رکی۔ اس سے پہلے کہ میں کچھ سمجھتی اچانک تیز فائرنگ ہوئی اور میں نے اس لڑکی کو گولیوں سے چھلنی ہوتے دیکھا۔ میں نے گولیوں سے بچنے کے لئے چھلانگ لگائی لیکن دوسرے لمحے مجھے اپنے سینے میں گرم سلاخ گھستی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس کے بعد مجھے نہیں پتہ کہ کیا ہوا اور میں یہاں کیسے پہنچی''...... جولیا نے کہا۔

''شاید فائرنگ کرنے والے کا نشانہ وہ لڑکی ہی تھی۔ ورنہ وہ تم پر ڈائریکٹ فائرنگ کرتا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ وہاں چلنے والی گولیاں میرے لئے نہیں اس لڑکی کے لئے تھیں۔ کہاں ہے وہ اور کیا وہ بچ گئی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ڈاکٹر صدیقی نے اس کا آپریشن کیا ہے۔ آپریشن تو کامیاب

ہو گیا ہے لیکن ابھی وہ آبزرویشن میں ہے۔ اگلے چوبیس گھنٹے اس کے لئے خطرناک ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ چوبیس گھنٹوں تک ہوش میں آ گئی تو بچ جائے گی ورنہ......'' عمران نے کہا۔

''اوہ''...... جولیا کے منہ سے نکلا۔

''کیا تم نے فائرنگ کرنے والے کو نہیں دیکھا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ میرا اس طرف دھیان نہیں تھا۔ جب فائرنگ ہوئی تو اتفاق سے میری نظر اس کار پر پڑی تھی جس کی کھڑکی سے شعلے نکل رہے تھے۔ کار کا رنگ سیاہ تھا اور اس کے فرنٹ پر ایک اسٹیکر لگا ہوا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''کیا تھا اسٹیکر''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''ایک سیاہ نقاب پوش کا اسٹیکر تھا۔ بالکل نیا تھا جیسے اسے حال میں ہی کار کے فرنٹ پر چپکایا گیا ہو''...... جولیا نے جواب دیا۔

''اور کوئی خاص نشانی جو تمہیں یاد ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''اسٹیکر میں اس نقاب پوش کا چہرہ مکمل طور پر سیاہ نقاب میں چھپا ہوا تھا البتہ اس کی آنکھیں سرخ سرخ سی تھیں''...... جولیا نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں اس کے بارے میں پتہ کرا لوں گا۔ اب تم آرام کرو''...... عمران نے کہا۔

''کچھ دیر رکو گے نہیں''...... جولیا نے اس کی طرف فہمائشی

نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ابھی تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر صدیقی نے تمہیں زیادہ بولنے سے منع کیا ہے۔ تم جانتی ہو میں یہاں رہوں گا تو بک بک کرتا رہا ہوں اور خواہ مخواہ تمہاری طبیعت بگڑ جائے گی۔ ایسا ہوا تو ڈاکٹر صدیقی نے میری یہاں آمد پر ہی پابندی لگا دینی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ عمران مڑا اور پھر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر آ گیا۔ وہ ڈاکٹر صدیقی کے آفس میں آیا اور پھر ان سے مل کر اس نے اس لڑکی کو ایک نظر دیکھا جسے جولیا کے ساتھ گولیاں لگی تھیں۔ لڑکی نوجوان اور خاصی حسین تھی اور شکل وصورت سے وہ مقامی ہی معلوم ہو رہی تھی۔ چونکہ وہ ہوش میں نہیں تھی اس لئے عمران نے وہاں رکنا مناسب نہ سمجھا اور کار میں سوار ہو کر وہ ہسپتال سے نکلا اور پھر اس نے اپنا رخ دانش منزل کی طرف موڑ لیا لیکن پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے کار سڑک کے کنارے پر روک لی۔ اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور ٹائیگر سے رابطہ کرنے لگا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ چونکہ عمران نے اس کے سیل فون پر رابطہ کیا تھا اس لئے اس نے ڈسپلے پر عمران کی کال دیکھ لی تھی۔

''ٹائیگر وڈسن روڈ کے شاپنگ مال کے سامنے جولیا اور ایک

لڑکی کو گولیاں ماری گئی ہیں۔ گولیاں شاپنگ مال کے سامنے سڑک پر آنے والی ایک سیاہ کار سے چلائی گئی تھی۔ اصل نشانہ وہ لڑکی تھی لیکن جولیا چونکہ اس کے ساتھ تھی اس لئے ایک گولی اسے بھی لگ گئی تھی۔ لڑکی کو زیادہ گولیاں لگی ہیں اس لئے اس کی حالت تشویش ناک ہے جبکہ جولیا کو چار گھنٹوں بعد ہوش آ گیا ہے۔ میری اس سے بات ہوئی ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق اس نے اس سیاہ کار کو دیکھا تھا جس سے فائرنگ کی گئی تھی۔ جولیا نے بتایا ہے کہ کار کے فرنٹ پر ایک نقاب پوش چہرے کا بڑا سا اسٹیکر لگا ہوا ہے جس کی آنکھیں سرخ رنگ کی ہیں۔ تم فوری طور پر پتہ لگاؤ کہ یہ کار کس کے استعمال میں ہے''...... عمران نے ٹائیگر کو مکمل تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''نقاب پوش چہرے والا اسٹیکر''...... ٹائیگر نے ساری تفصیل سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس نقاب پوش کی آنکھیں سرخ ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں نے ایسی کار دیکھی ہے باس اور وہ بھی حال میں ہی''۔ ٹائیگر نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''تو یاد کرو کہ یہ کس کی کار ہے''......عمران نے پوچھا۔

''میں ابھی تھوڑی دیر تک آپ کو کال کر کے بتاتا ہوں باس''۔ ٹائیگر نے کہا۔

"اوکے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رابطہ ختم کیا اور صفدر سے رابطہ کرنے لگا۔

"صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"کچھ پتہ چلا"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اس کار کا پتہ چل گیا ہے جس سے فائرنگ کی گئی تھی۔ اس کار پر سیاہ رنگ کے نقاب پوش آدمی کا چہرہ بنا ہوا تھا جس کی آنکھیں سرخ رنگ کی ہیں۔ اس کے بارے میں ہم نے معلومات حاصل کیں تو اس علاقے میں موجود ایک آدمی نے ہمیں بتایا ہے کہ یہ کار ایک نامور بدمعاش ماسٹر شوگی کی ہے اور کار میں وہی موجود تھا جس نے لڑکیوں پر فائرنگ کی تھی۔ فائرنگ کر کے لڑکیوں کو نشانہ بناتے ہی وہ فوراً بھاگ گیا تھا"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر شوگی۔ کون ہے یہ۔ کہاں رہتا ہے"...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اس آدمی کے کہنے کے مطابق پہلے وہ بلیک کلب میں کام کرتا تھا اور اس نے اسے وہیں دیکھا تھا"...... صفدر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اس لڑکی کے بارے میں کیا پتہ چلا ہے۔ کون ہے وہ جسے نشانہ بنایا گیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"اس کے بارے میں ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہوا ہے۔ ہم

پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ جیسے ہی کچھ علم ہو گا ہم آپ کو بتا دیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"اوکے۔ تم اس لڑکی کے بارے میں معلومات حاصل کرو تب تک میں بلیک کلب میں جا کر اس ماسٹر شوگی کا پتہ کراتا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے۔ اچھا کیا آپ نے بتا دیا ہے ورنہ ہم بھی اسی طرف جا رہے تھے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ تم لڑکی کا پتہ کراؤ۔ اس کے بارے میں پتہ چلنا ضروری ہے کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لوگوں کے کہنے کے مطابق شاپنگ مال کی پارکنگ میں اس کی کار موجود ہے۔ ہم اس کار کا پتہ کر کے اس لڑکی کے بارے میں معلوم کرتے ہیں کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتی ہے"...... صفدر نے کہا۔

"تنویر سے بھی بات کرو۔ ہو سکتا ہے کہ اس کا ہینڈ بیگ تنویر کے پاس ہو اور اس میں اس لڑکی کا سیل فون بھی ہو۔ سیل فون سے اس کے بارے میں پتہ چل سکتا ہے۔ چیف نے بتایا تھا کہ وہ ہسپتال میں ہے لیکن میں وہاں گیا تو وہ مجھے نہیں ملا۔ ہو سکتا ہے وہ کسی کام سے باہر گیا ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہماری تنویر سے بات ہوئی تھی۔ وہ مس جولیا اور زخمی لڑکی کے

لئے فکر مند تھا اس لئے فوری طور پر وہ انہیں لے گیا تھا۔ اس نے مس جولیا اور زخمی لڑکی کے سامان کی طرف توجہ نہ دی تھی۔ ہم نے بھی یہاں پتہ کیا ہے لیکن لوگوں کے کہنے کے مطابق سامان متعلقہ تھانے والے لے گئے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''تو اس تھانے میں جا کر سامان حاصل کرو اور لڑکی کے سیل فون کو چیک کرو''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ ہم وہیں چلے جاتے ہیں''...... صفدر نے کہا تو عمران نے رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے کچھ سوچا اور ایک بار پھر ٹائیگر کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس باس''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کچھ معلوم ہوا''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ مجھے یاد آ گیا ہے۔ یہ کار بلیک کلب کے ایک نامور بدمعاش ماسٹر شوگی کی ہے۔ وہ انتہائی بے رحم اور سفاک درندہ ہے جو انسانوں کو کیڑے مکوڑوں کی طرح ہلاک کر دیتا ہے۔ وہ کلب کے مالک اور جنرل منیجر ڈیوس کا خاص آدمی ہے اور اس کے حکم پر ٹارگٹ کلنگ کرتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ہاں۔ مجھے بھی ماسٹر شوگی کا نام معلوم ہوا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ بلیک کلب کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ تم کہاں ہو''...... عمران نے کہا۔

''میں اپنے فلیٹ میں ہوں باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم باہر آ جاؤ۔ میں تمہیں پک کر لیتا ہوں پھر ہم دونوں کلب میں ایک ساتھ جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوکے باس۔ دس منٹ بعد میں آپ کو رہائشی پلازہ کے باہر ملتا ہوں''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے کان سے سیل فون ہٹایا اور رابطہ ختم کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ اس نے دوبارہ کار آگے بڑھائی اور تیزی سے اس سڑک کی طرف دوڑاتا لے گیا جس طرف آج کل ٹائیگر کی رہائش گاہ والا پلازہ تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر نیم دراز غیر ملکی نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایلس بول رہا ہوں''...... نوجوان نے کہا۔

''ڈیوڈ بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس ڈیوڈ۔ کیوں کال کیا ہے۔ کوئی خاص بات''...... ایلس نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ اگر اجازت ہو تو آپ کے پاس آ جاؤں۔ فون پر بات کرنا مناسب نہ ہو گا''...... دوسری طرف سے ڈیوڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے آ جاؤ''...... ایلس نے کہا اور اس نے رسیور رکھ دیا۔ رسیور رکھتے ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ڈیوڈ آ رہا ہے۔ اسے میرے پاس بھیج دینا''...... ایلس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی تو ایلس نے چونک کر سر اٹھایا۔

''یس۔ کم اِن''...... اس نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور لمبے قد اور چوڑے جسم والا ایک نوجوان اندر آ گیا۔

''آؤ ڈیوڈ''...... ایلس نے کہا تو نوجوان آگے بڑھ آیا۔

''بیٹھو''...... ایلس نے کہا تو نوجوان میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تھینک یو باس''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''اب بتاؤ۔ کیا مسئلہ ہے''...... ایلس نے کہا۔

''ایک گڑبڑ ہو گئی ہے باس''...... ڈیوڈ نے کہا تو ایلس بے اختیار چونک پڑا۔

''گڑبڑ۔ کیا مطلب۔ کیسی گڑبڑ''...... ایلس نے چونک کر کہا۔

''کیا آپ نے بلیک کلب کے مینجر ڈیوس کو کسی لڑکی کو ہلاک کرنے کا ٹاسک دیا تھا باس''...... ڈیوڈ نے پوچھا۔

''ہاں۔ ایک پاکیشیائی لڑکی ہے جس کا نام شہنیلا بتایا جاتا ہے مجھے اس لڑکی کو سائرل نے ہلاک کرنے کا ٹاسک دیا تھا۔ پاکیشیا میں ڈیوس میرے لئے کام کرتا ہے۔ میں نے اسے لڑکی کی تصویر بھجوا دی تھی اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ اسے ڈھونڈ کر ہلاک کر دے۔ کیوں کیا ہوا ہے''...... ایلس نے چونک کر کہا۔

"ڈیوس نے لڑکی کو تلاش کرنے اور اسے ہلاک کرنے کا ٹاسک اپنے خاص آدمی ماسٹر شوگی کو دیا تھا باس جو ٹارگٹ کلر ہے۔ اس کے پاس چونکہ اس لڑکی کا ایڈریس نہ تھا اس لئے وہ شہر بھر میں لڑکی کو ڈھونڈ رہا تھا۔ پھر اسے لڑکی ایک شاپنگ مال سے باہر نکلتی ہوئی دکھائی دی تو وہ چونک پڑا اور اس نے اس لڑکی کو وہیں ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے پاس مشین پسٹل تھا اس نے کار سڑک کے کنارے پر ہی روک کر اس لڑکی پر فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں لڑکی بری طرح سے زخمی ہو گئی۔ اس لڑکی کے ساتھ ایک اور لڑکی شاپنگ مال سے نکلی تھی۔ وہ بھی ماسٹر شوگی کی ایک گولی کا نشانہ بن گئی۔ ماسٹر شوگی انہیں گولیاں مارتے ہی وہاں سے فرار ہو گیا۔ دونوں لڑکیاں وہاں زخمی حالت میں تڑپ رہی تھیں کہ وہاں ایک آدمی بھاگتا ہوا آیا اور اس نے ان دونوں لڑکیوں کو اٹھا کر اپنی کار میں ڈالا اور انہیں لے کر ہسپتال چلا گیا"...... ڈیوڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا وہ دونوں لڑکیاں ہلاک ہو گئی ہیں"...... ایلس نے چونکتے ہوئے کہا۔

"ان کے بارے میں ابھی تک میرے پاس کوئی تفصیل نہیں ہے باس لیکن میں آپ کو جو بات بتانے کے لئے آیا ہوں وہ انتہائی پریشان کن ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ۔ کون سی بات"...... ایلس نے چونک کر کہا۔

"ماسٹر شوگی کی گولی کا جو دوسری لڑکی شکار ہوئی تھی اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے چیف اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جولیانا فٹز واٹر ہے"...... ڈیوڈ نے کہا تو اس کی بات سن کر ایلس بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"...... ایلس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف وہاں کیا کر رہی تھی"...... ایلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ اتفاق کی بات ہے باس کہ وہ بھی اسی شاپنگ مال میں شاپنگ کرنے گئی ہوئی تھی اور واپسی پر دونوں ایک ساتھ ہی شاپنگ مال سے باہر نکل رہی تھیں اور ماسٹر شوگی نے دوسری لڑکی کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مطلوبہ لڑکی پر اندھا دھند فائرنگ کر دی تھی"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"تمہیں یہ ساری باتیں کیسے معلوم ہوئی ہیں اور تم اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہو کہ دوسری ٹارگٹ ہونے والی لڑکی کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے"...... ایلس نے حیرت بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"جس شاپنگ پلازہ کے سامنے یہ سارا واقعہ ہوا تھا وہاں قریب

ہی میرے ایک دوست کا ریسٹورنٹ ہے۔ اس کا نام ساڈنی ہے اور وہ پاکیشیا میں اس ریسٹورنٹ کی آڑ میں مخبری کا دھندہ کرتا ہے۔ اس نے اس ساری واردات کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا اور اس کے پاس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں بھی کچھ معلومات موجود ہیں۔ وہ سوئس نژاد لڑکی کے بارے میں جانتا ہے جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتی ہے اور اس کے کہنے کے مطابق جولیانا فٹز واٹر نے ہلکا پھلکا میک اپ کر رکھا تھا اس لئے اس نے اسے پہچان لیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنے خفیہ ذرائع سے معلومات حاصل کیں تو اسے پوری بات کا علم ہو گیا اور پھر اس نے مجھے فوراً کال کر کے اس صورتحال سے آگاہ کیا تھا''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''تو کیا اسے یہ بھی معلوم ہے کہ اس لڑکی کو ہلاک کرنے کا ٹاسک میں نے پاکیشیا کے ڈیوس کو دیا تھا''...... ایلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیس باس۔ ساڈنی انتہائی باوسائل تنظیم کا چیف ہے اس تنظیم کا نام ٹاپ ہینڈ ہے اور اس کا نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ پاکیشیا میں اس کا چھوٹا سا نیٹ ورک ہے لیکن بہرحال وہ ہر قسم کی معلومات کا ذخیرہ رکھتا ہے اور معاوضے کے بدلے یہ معلومات مختلف ایجنسیوں اور ایجنٹوں کو فروخت کرتا ہے۔ اس کا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے لیکن وہ پوری دنیا میں گھومتا پھرتا رہتا

ہے۔ اتفاق سے ان دنوں پاکیشیا گیا ہوا ہے اور یہ بھی ایک اتفاق ہی ہے کہ وہ وہاں موجود تھا جہاں یہ ساری کارروائی ہوئی تھی''۔ ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''اگر وہ معلومات فروخت کرنے کا دھندہ کرتا ہے تو اس نے از خود تمہیں کال کر کے یہ ساری معلومات کیوں دے دیں''۔ ایلس نے کہا۔ اس کے لہجے میں بدستور حیرت تھی۔

''اس نے مجھے اصل میں ایک اور بات بتانے کے لئے کال کیا تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق اس کے پاس آپ کے لئے ایک اہم خبر ہے اور اس کے لئے اس نے مجھ سے بھاری معاوضہ طلب کیا ہے اور میں یہاں اس سلسلے میں آپ سے بات کرنے آیا ہوں''...... ڈیوڈ نے کہا تو ایلس چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کون سی بڑی خبر ہے اس کے پاس جس کے لئے وہ تم سے بھاری معاوضہ مانگ رہا ہے''...... ایلس نے کہا۔

''اس کے کہنے کے مطابق اس اہم خبر کا تعلق آپ سے ہے باس اور اس کا خیال ہے کہ اگر میں آپ کی اس سے بات کرا دوں تو وہ معاوضے کے عیوض آپ کو ایک اہم خبر دے سکتا ہے''۔ ڈیوڈ نے کہا۔

''ہونہہ۔ مجھے دینے کے لئے اس کے پاس کون سی اہم خبر ہو سکتی ہے''...... ایلس نے منہ بنا کر کہا۔

"آپ ایک بار اس سے بات کر لیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے پاس واقعی آپ کے لئے کوئی اہم خبر ہو۔ اگر وہ خبر واقعی اہم ہوئی تو آپ اسے معاوضہ دیں ورنہ اسے اگنور کر دینا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"کیا نمبر ہے اس کا"...... ایلس نے چند لمحے سوچنے کے بعد اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو ڈیوڈ نے اسے پاکیشیا اور پاکیشیا کے دارالحکومت کے کوڈ بتاتے ہوئے ایک نمبر بتانا شروع کر دیا۔

"یہ تو سیٹلائٹ نمبر معلوم ہو رہا ہے"...... ایلس نے کہا۔

"یس باس۔ یہ محفوظ نمبر ہے اور اسے خود ساڈنی ہی رسیو کرتا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"تو تم خود کرو اس سے بات اور پھر مجھ سے بھی کرا دینا"۔ ایلس نے سامنے پڑا ہوا فون سیٹ اس کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس کرتے ہی اس نے فون کے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ ایلس بھی ان کی باتیں سن سکے۔

"ساڈنی بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"گریٹ لینڈ سے ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... ڈیوڈ نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ تم۔ میں تمہاری ہی کال کا منتظر تھا۔ میری بات فوراً اپنے باس سے کراؤ"...... دوسری طرف سے ساڈنی نے کہا تو نہ صرف

ڈیوڈ بلکہ ایلس بھی چونک پڑا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے کہ میں باس کے پاس بیٹھا ہوں"۔ ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا سیٹلائٹ نمبر دیکھ کر اور میں جانتا ہوں یہ نمبر تمہاری تنظیم بلیو سرکل کے چیف ایلس کے استعمال میں ہے"...... دوسری طرف سے ساڈنی نے ہنستے ہوئے کہا تو ایلس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے ڈیوڈ کو اشارہ کیا کہ رسیور اسے دے دے۔

"یہ لو باس سے بات کرو"...... ڈیوڈ نے کہا اور رسیور ایلس کی طرف بڑھا دیا۔

"ایلس بول رہا ہوں"...... ایلس نے سخت اور کرخت لہجے میں کہا۔

"جانتا ہوں"...... دوسری طرف سے ساڈنی نے جواب دیا۔

"مجھ سے کیا بات کرنا چاہتے ہو اور کیوں"...... ایلس نے اسی انداز میں کہا۔

"تمہاری جان خطرے میں ہے ایلس۔ میں تمہیں ایک بڑے خطرے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں"...... دوسری طرف سے ساڈنی نے کہا تو ایلس چونک پڑا۔

"میری جان خطرے میں ہے۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ نانسنس"...... ایلس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم نے اپنے دوست ڈیوس کو جس لڑکی کو ہلاک کرانے کا

ٹاسک دیا تھا اس ڈیوس نے اپنے ایک آدمی ماسٹر شوگی کی مدد سے اس لڑکی کو تو ٹارگٹ کر دیا ہے لیکن اس کے ساتھ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جولیانا فٹز واٹر کو بھی گولی مار دی ہے۔ وہ دونوں شدید زخمی حالت میں ہسپتال پہنچ گئی ہیں اور......'' دوسری طرف سے ساڈنی نے کہا اور خاموش ہو گیا۔

''اور کیا''...... ایلس نے اسی انداز میں پوچھا۔

''آگے کی بات میں معاوضہ طے کئے بغیر نہیں بتاؤں گا مسٹر ایلس۔ مجھ سے معاوضہ طے کرو تو میں تمہیں پوری بات بتاؤں گا اور یہ سن لو کہ اگر تم نے میری پوری بات نہ سنی تو گریٹ لینڈ کے ماسٹر گروپ کا ایک آدمی تمہارے شکار کے لئے نکل پڑا ہے۔ وہ کسی بھی وقت تم تک پہنچ سکتا ہے۔ ممکن ہے وہ تمہیں ہلاک کرنے کے لئے تمہارے پرائیویٹ کلب کو ہی اُڑا دے۔ اگر تم اس ماسٹر گروپ اور مخصوص آدمی کا نام جاننا چاہتے ہو تو پھر تمہیں اس کے لئے مجھے معاوضہ دینا پڑے گا''...... دوسری طرف سے ساڈنی نے کہا تو ایلس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''میں تمہاری اس بات پر کیوں یقین کروں اور پھر میں جس جگہ موجود ہوں اس کے بارے میں کسی کو بھی علم نہیں ہے۔ مجھ تک کوئی انسان تو کیا موت کا فرشتہ بھی نہیں پہنچ سکتا ہے''...... ایلس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہ تمہاری خام خیالی ہے ایلس کہ تم تک موت کا فرشتہ بھی نہیں

پہنچ سکتا ہے۔ وہ آدمی جسے تمہیں اٹھانے کا حکم دیا گیا ہے اس کا نام سنو گے تو تمہارے پسینے چھوٹ جائیں گے اور تمہیں نہ صرف اپنا یہ ٹھکانہ بلکہ ہر محفوظ ٹھکانہ بھی غیر محفوظ لگنا شروع ہو جائے گا۔ اس سے بچنے کا یہی طریقہ ہے کہ اس آدمی کے آنے سے پہلے اسے ٹھکانے لگا دو۔ اگر وہ تم تک پہنچ گیا تو پھر تم خود بھی اپنی زندگی کی ضمانت کوئی نہیں دے سکو گے''...... ساڈنی نے کہا۔

''کون ہے وہ آدمی جس سے تم مجھے ڈرانے کی کوشش کر رہے ہو''...... ایلس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''معاوضہ لئے بغیر میں تمہیں نہ اس آدمی کے بارے میں بتاؤں گا اور نہ ہی یہ بتاؤں گا کہ اسے کس نے تم تک پہنچنے کا ٹاسک دیا ہے۔ یہ سب جاننا چاہتے ہو تو میں تمہیں اپنا ایک اکاؤنٹ نمبر دیتا ہوں۔ آن لائن سروس کے ذریعے تم میرے اکاؤنٹ میں معاوضہ ٹرانسفر کرو تو میں تمہیں خود کال کروں گا اور پھر تمہیں ساری تفصیل بتا دوں گا اور یقین کرو میں ایک کاروباری آدمی ہوں اس لئے تمہیں کوئی من گھڑت بات نہیں بتاؤں گا''...... ساڈنی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''معاوضے کے لئے منہ کھولو اپنا۔ کتنا چاہتے ہو''...... ایلس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''تم اپنی جان کی کتنی قیمت دے سکتے ہو''...... ساڈنی نے پوچھا۔

"فضول بکواس مت کرو اور بتاؤ۔ کتنا معاوضہ چاہئے تمہیں"۔ ایلس نے غرا کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے ہی طے کرنا ہے تو میرے خیال میں اگر تم واقعی اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو تمہیں میرے اکاؤنٹ میں دس لاکھ ڈالرز ٹرانسفر کرنے ہوں گے وہ بھی ابھی۔ جیسے ہی تم معاوضہ ٹرانسفر کرو گے میں تمہیں کال کر لوں گا ورنہ تمہاری کوئی کال رسیو نہیں کروں گا۔ گڈ بائی"...... ساڈنی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ایلس مزید کچھ کہتا دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

"یہ ساڈنی کیا چاہتا ہے۔ نانسنس۔ کیا اس کا آخری وقت آ گیا ہے جو یہ مجھ سے، گریٹ لینڈ کی سب سے طاقتور اور باوسائل تنظیم بلیو سرکل کے چیف ایلس سے اس انداز میں بات کر رہا تھا"...... ایلس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"سوری باس۔ اس کی اطلاع کے مطابق دوسری زخمی ہونے والی لڑکی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے۔ اسے کس نے گولی ماری ہے اس کے بارے میں پتہ لگانے کے لئے یقیناً اب تک پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آ چکی ہو گی۔ ہو سکتا ہے کہ انہیں جلد ہی ماسٹر شوگی کا پتہ چل جائے۔ اگر ایسا ہوا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے آپ کے دوست ڈیوس تک پہنچنا مشکل ثابت نہ ہو گا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سامنے ڈیوس کی زبان فوراً

کھل جائے گی اور اس کی زبان کھلی تو انہیں اس بات کا پتہ چل جائے گا کہ اس لڑکی کو ہلاک کرنے کا ٹاسک آپ نے دیا تھا۔ اور باس اس لڑکی کو ہلاک کرنے کے لئے گریٹ لینڈ کی سب سے بڑی اور خوفناک تنظیم سائرل نے آپ کو کہا تھا جس کے سامنے ہماری تو کیا گریٹ لینڈ اور پوری دنیا کی ایجنسیاں بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ سائرل نے جس لڑکی کو ہلاک کرنے کا آپ کو کہا تھا وہ کوئی عام لڑکی نہیں ہو سکتی۔ اسے یقیناً سائرل نے آپ سے کسی خاص مقصد کے لئے ہلاک کرایا ہے۔ اب اگر ہم اس رخ سے سوچیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنی ڈپٹی چیف پر گولی چلانے والوں تک پہنچ جاتی ہے تو وہ یقیناً اس لڑکی میں بھی دلچسپی لیں گے کہ وہ کون تھی اور اس پر فائرنگ کیوں کرائی گئی تھی۔ ڈیوس آپ کے بارے میں بتائے گا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس یقیناً یہاں کا رخ کر سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے یہاں موجود کسی گروپ کو یہی حکم دیا ہو کہ آپ کو اٹھایا جائے اور آپ سے معلومات حاصل کی جائیں۔ جس خطرناک آدمی کا ساڈنی نے ذکر کیا ہے ہو سکتا ہے کہ اس کا تعلق پاکیشیا کے کسی فارن ایجنٹ سے ہو اور وہ واقعی آپ کے لئے خطرہ بن سکتا ہو"...... ڈیوڈ نے بھرپور انداز میں اپنا تجزیہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ ساڈنی نے کہا تھا کہ میں اس آدمی کا نام جانتا ہوں۔ اس کا نام سن کر مجھے پسینہ آ جائے گا اور اس ٹھکانے سمیت میرا

کوئی بھی ٹھکانہ اس آدمی سے محفوظ ثابت نہیں ہو سکتا۔ یہ کام کوئی فارن ایجنٹ نہیں کر سکتا“...... ایلس نے منہ بنا کر کہا۔

”ممکن ہے کہ اس خطرناک آدمی کا تعلق کسی بڑی ایجنسی یا خوفناک تنظیم سے ہو اور درپردہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہو“...... ڈیوڈ نے کہا۔

”تم تو ایسے کہہ رہے وہ جیسے تمہیں ساڈنی نے اس آدمی کا نام بتا دیا ہو“...... ایلس نے منہ بنا کر کہا۔

”نو باس۔ اگر اس نے نام بتا دیا ہوتا تو میں آپ سے کیوں چھپاتا۔ میں تو محض اپنا خیال بتا رہا ہوں“...... ڈیوڈ نے فوراً کہا۔

”میرے لئے دوسری تمام باتوں سے زیادہ اس خطرناک آدمی کا نام معلوم کرنا اہم ہے۔ عمران یا پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر مجھ سے رابطہ کریں کہ اس لڑکی کو ہلاک کرنے کا ٹاسک مجھے کس نے دیا تھا تو میں سائرل کا نام بتا سکتا ہوں۔ سائرل ایک دہشت کا نام ہے جس کا خوف پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ سائرل کون ہے اور اس کے پنجے کہاں کہاں اور کس کس ملک میں گڑے ہوئے ہیں اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔ سائرل ایک آواز ہے جو فون یا ٹرانسمیٹر پر سنائی دیتی ہے اور احکامات دینا جانتی ہے اور بس۔ سائرل دنیا کی کسی بھی مجرم تنظیم کو ہائر کر سکتی ہے اور چونکہ یہ تنظیم کو کام کرنے کا بھرپور معاوضہ دیتی ہے اس لئے کوئی بھی تنظیم اس کا کام کرنے سے انکار نہیں کرتی۔ مجھے بھی اس لڑکی کو ہلاک کرنے کا

ٹاسک دیا گیا تھا۔ اب جیسے ہی سائرل کو اس بات کا علم ہو گا کہ وہ لڑکی ہلاک ہو چکی ہے تو تنظیم کی طرف سے میرے اکاؤنٹ میں خودبخود معاوضہ منتقل ہو جائے گا۔ اس لئے مجھے خواہ مخواہ دس لاکھ ڈالرز ضائع کرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ آنے والے کا تعلق اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس یا اس کے کسی فارن ایجنٹ سے ہے تو میں بغیر کسی خوف کے اسے سائرل کا بتا دوں گا پھر وہ ڈھونڈتا رہے سائرل اور اس تنظیم کو۔ جب میں خود ہی اسے سائرل کے بارے میں بتا دوں گا تو پھر مجھے کسی سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے“۔ ایلس نے کہا۔

”یس باس۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ لیکن ہماری یہ ساری باتیں مفروضوں پر مشتمل ہیں۔ اصل بات کیا ہے اس کے بارے میں ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ معاملہ کچھ اور ہو۔ ایسا نہ ہو کہ معاوضہ بچانے کے لئے آپ کسی ناقابل تلافی نقصان سے دوچار ہو جائیں“...... ڈیوڈ نے کہا۔

”ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہماری باتیں واقعی مفروضوں پر مشتمل ہیں۔ ہم اصل حقائق سے لاعلم ہیں اور اصل حقائق جاننے کے لئے مجھے ساڈنی کی مدد لینی ہی پڑے گی۔ ایسا نہ ہو کہ میں ان مفروضوں کی بنا پر یہاں مطمئن ہو کر بیٹھا رہوں اور وہ خطرناک انسان جس کا ذکر ساڈنی کر رہا ہے اچانک میرے سر پر پہنچ جائے۔ ویسے بھی مجھے سائرل کی طرف سے لڑکی کو ہلاک کرنے پر ایک

کروڑ ڈالر ملنے والے ہیں اگر ان میں سے دس لاکھ ڈالر خرچ کر دیئے جائیں تو اس سے مجھے کوئی فرق نہیں پڑے گا''۔ ایلس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ایک کروڑ ڈالر۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ لڑکی واقعی بے حد اہمیت کی حامل تھی جسے ہلاک کرنے کے لئے سائرل جیسی تنظیم نے آپ کو ایک کروڑ ڈالر دینے کا وعدہ کیا تھا''...... ڈیوڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... ایلس نے کہا۔

''تو کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ لڑکی کون تھی اور سائرل نے اسے آپ کے ذریعے کیوں ہلاک کرایا ہے۔ اس تنظیم کے پنجے پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ایک لڑکی کو ہلاک کرنا بھلا ان کے لئے کیا مسئلہ ہوسکتا تھا''...... ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اس لڑکی کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ مجھے بس سائرل کی کال آئی تھی۔ اس لڑکی کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ یہ پاکیشیا میں موجود ہے مجھے اسے تلاش کرا کر ہلاک کرانا ہے اور بس۔ مجھے کورئیر کے ذریعے لڑکی کا فوٹو بھیج دیا گیا تھا جسے میں نے ڈیوس سے بات کر کے اسے کورئیر کر دیا تھا۔ اس کے بعد اس کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس لڑکی کو کیسے تلاش کرتا ہے اور ہلاک کراتا ہے۔ اس نے کام کر دیا ہے میرے لئے یہی کافی ہے۔ اب سائرل کے ذریعے مجھے معاوضہ مل جائے گا۔ سائرل ایک طاقتور مگر خفیہ تنظیم

ہے جس کے بارے میں کوئی کچھ نہیں جانتا ہے۔ سائرل کا چیف کون ہے وہ کہاں رہتا ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور وہ کہاں رہتا ہے اس کے بارے میں کسی کو کچھ علم نہیں ہے اور نہ ہی کسی کو اس بات کا علم ہے کہ سائرل کا تعلق کس ملک سے ہے۔ چونکہ وہ چھوٹے چھوٹے کاموں کے لئے بھی بڑے بڑے معاوضے ادا کرنے والی تنظیم ہے اس لئے پوری دنیا میں کوئی بھی تنظیم اس کا کام کرنے سے انکار نہیں کرتی۔ مجھے بھی ایسے ہی ایک کال موصول ہوئی تھی۔ سائرل کے چیف نے مجھے ایسا کوئی حکم نہیں دیا تھا کہ مجھے یہ بات چھپانی ہے کہ اس لڑکی کو کس کے کہنے پر قتل کرایا گیا ہے۔ اب اگر کوئی اس بارے میں معلوم کرنے میرے پاس آئے گا تو میں اسے سائرل کے بارے میں بتا دوں گا پھر وہ ڈھونڈتا پھرے سائرل اور اس کے چیف کو۔ مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہے اور نہ ہی میں سائرل اور اس کے چیف کے بارے میں کچھ جانتا ہوں''...... ایلس نے کہا۔

''ٹھیک ہے باس۔ آپ مطمئن ہیں تو پھر آپ کو ساڈنی سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ واقعی جب ساری حقیقت واضح ہے تو پھر آپ کو اسے دس لاکھ ڈالر دینے کی بھی ضرورت نہیں ہے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''لیکن یہ بات جاننا بے حد اہم ہے کہ وہ کون آدمی ہے جو میرے بارے میں جانتا ہے اور میرا کوئی بھی ٹھکانہ اس سے محفوظ

نہیں ہے ورنہ کسی اور موقع پر وہ میرے ہر ٹھکانے کے بارے میں متعلقہ حکام کو بتا دے تو میرا سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ ایسے خطرناک انسان کا زندہ رہنا میرے مفاد کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوسکتا ہے''...... ایلس نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا اب آپ اس آدمی کا نام معلوم کرنے کے لئے ساڈنی کو دس لاکھ ڈالر دیں گے''...... ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ ایک کروڑ ڈالر کے مقابلے میں دس لاکھ ڈالروں کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور جہاں مفادات کے معاملات ہوں وہاں اس سے زیادہ دولت بھی خرچ کی جا سکتی ہے۔ میں اس کے اکاؤنٹ میں معاوضہ منتقل کر دیتا ہوں پھر اس سے بات کرتا ہوں''...... ایلس نے کہا اور پھر اس نے اپنے سامنے پڑا ہوا کمپیوٹر آن کیا اور پھر وہ آن لائن سروس کے ذریعے ساڈنی کے بتائے ہوئے اکاؤنٹ میں معاوضہ منتقل کرنے میں مصروف ہو گیا۔ جب معاوضہ ٹرانسفر ہو گیا تو اس نے کمپیوٹر آف کر دیا۔

''اب ملاؤ اس کا نمبر''...... ایلس نے کہا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک بار پھر ساڈنی کے نمبر پریس کرنا شروع ہو گیا۔

''ساڈنی بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ساڈنی کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

''ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ باس سے بات کرو''...... ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

''کراؤ بات''...... ساڈنی نے کہا تو ڈیوڈ نے رسیور کان سے ہٹا کر ایلس کی طرف بڑھا دیا۔

''مل گیا معاوضہ''...... ایلس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مل گیا ہے اسی لئے تو تمہاری کال ریسیو کی ہے''۔ دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا۔

''اب اگر تم نے مجھے غیر مصدقہ معلومات دینے کی کوشش کی یا ایسی معلومات دیں جو میرے مطلب کی نہ ہوئیں تو یاد رکھنا تم دنیا کے کسی بھی حصے میں جا کر چھپ جاؤ تو میں تمہیں وہاں سے بھی کھوج نکالوں گا اور پھر تمہارا حشر انتہائی عبرتناک ہو گا''۔ ایلس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''بے فکر رہو۔ ایسی نوبت نہیں آئے گی۔ بہرحال سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو علم ہو گیا ہے کہ ان کی ڈپٹی چیف جولیانا فٹز واٹر پر کس نے گولی چلائی تھی۔ علی عمران نے اپنے شاگرد ٹائیگر کے ساتھ مل کر ماسٹر شوگی کو اٹھا لیا تھا اور پھر اس کے ذریعے وہ ڈیوس تک پہنچ گئے۔ ڈیوس نے عمران کے سامنے آسانی سے زبان کھول دی ہے کہ اس نے اس لڑکی کو تمہارے کہنے پر ہلاک کرایا ہے۔ عمران کو تمہارے بارے میں اس نے سب کچھ بتا دیا ہے جس پر عمران نے دنیا کے ایک خطرناک انسان ٹرومین کو جو دنیا کی خطرناک تنظیم بلیک تھنڈر کے لئے کام کر چکا ہے اور اب اس نے ایکریمیا میں اپنی الگ تنظیم بنا لی ہے اور ہر طرف اپنی طاقت کی

دھاک جمالی ہے تم سے حقیقت معلوم کرنے کا ٹاسک دیا ہے۔ اگر تم نے اس کا نام سنا ہے تو تم خود ہی سوچ سکتے ہو کہ وہ کس طرح تمہارے ہر ٹھکانے تک پہنچ کر تمہاری گردن دبوچ سکتا ہے اور تمہاری اطلاع کے لئے میں بتا دوں کہ ان دنوں ٹرومین ایک ذاتی کام کے سلسلے میں گریٹ لینڈ میں ہی موجود ہے۔ جتنی جلد ممکن ہو سکے اسے اپنے کلنگ گروپ کے ذریعے ہلاک کرا دو۔ اگر وہ زندہ رہا تو یہ طے ہے کہ تم زندہ نہیں رہو گے''...... دوسری طرف سے ساڈنی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈیوڈ اور ایلس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ان ساری باتوں کا وہ پہلے ہی تجزیہ کر چکے تھے البتہ یہ اطلاع ان کے لئے نئی تھی کہ عمران نے لڑکی کے قتل کی وجوہات معلوم کرانے کے لئے بلیک تھنڈر کے سابقہ ایجنٹ ٹرومین کو ٹاسک دیا تھا جو گریٹ لینڈ میں ہی موجود تھا اور ایکریمیا میں کام کرنے والے ٹرومین کو دنیا کی تمام ایجنسیاں اور تنظیمیں بلیک تھنڈر کے سابقہ ایجنٹ کی حیثیت سے ہی جانتی تھیں۔

''اگر تمہیں یہ سب کچھ معلوم ہے تو پھر تم یقیناً یہ بھی جانتے ہو گے کہ ٹرومین گریٹ لینڈ میں کہاں پر موجود ہے''...... ایلس نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''وہ ہوٹل کراؤن کے تھرڈ فلور کے سات نمبر کمرے میں موجود ہے۔ گڈ بائی''...... دوسری طرف سے ساڈنی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

''یہ تو واقعی خطرناک بات ہے باس کہ پاکیشیا کے عمران نے آپ سے معلومات حاصل کرنے کے لئے بلیک تھنڈر کے سابقہ ایجنٹ ٹرومین کی خدمات حاصل کی ہیں۔ ٹرومین ایک انتہائی خطرناک اور طاقتور آدمی سمجھا جاتا ہے جسے ماسٹر فائٹر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین ہونے کا بھی شرف حاصل ہے اور واقعی وہ ایسا انسان ہے جو زمین میں چھپے ہوئے کیڑوں کو بھی کھوج نکالنے کا فن جانتا ہے۔ اس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے سامنے پتھر بھی بولنے پر مجبور ہو جاتے ہیں''...... ڈیوڈ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''وہ یہاں نہیں آئے گا''...... ایلس نے مطمئن لہجے میں کہا تو ڈیوڈ چونک پڑا۔

''اگر عمران نے اسے کہا ہے تو وہ یہاں کیوں نہیں آئے گا باس۔ یہ بات تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ایک طاقتور اور باوسائل تنظیم کا سربراہ ہونے کے باوجود وہ عمران کی بے حد قدر کرتا ہے اور اس کی ہر بات کو حکم کا درجہ دیتے ہوئے مانتا ہے اور اس کے لئے ہر وقت کٹ مرنے کے لئے بھی تیار رہتا ہے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''وہ اس لئے یہاں نہیں آئے گا کیونکہ میں اسے ابھی یہاں سے فون کر کے ساری حقیقت سے آگاہ کر دوں گا۔ حقیقت معلوم ہونے کے بعد اسے یہاں آنے کی ضرورت باقی نہیں رہے گی اور

وہ عمران کو بتا دے گا کہ یہ کام میں نے معاوضہ لے کر سائرل کے لئے کیا ہے۔ اس طرح ساری بات ختم ہو جائے گی''...... ایلس نے کہا۔

''اوہ۔ یہ ٹھیک رہے گا''...... ڈیوڈ نے کہا تو ایلس نے فون اپنی طرف کھینچا اور رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے لگا۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ملتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔

''دارالحکومت کے کراؤن ہوٹل کا نمبر دیں پلیز''...... ایلس نے کہا۔

''ایک منٹ ہولڈ کریں پلیز''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ایلس نے سامنے پڑی ہوئی نوٹ بک اپنی جانب کھینچی اور قلمدان سے ایک قلم نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔

''نمبر نوٹ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر اسے ایک نمبر نوٹ کرا دیا گیا۔ ایلس نے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''کراؤن ہوٹل''...... رابطہ ملتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''میرا نام ایلس ہے۔ میرے ایک دوست تھرڈ فلور کے کمرہ نمبر سات میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میری ان سے بات کرائیں''۔ ایلس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ایک منٹ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر رسیور میں خاموشی چھا گئی۔

''یس''...... چند لمحوں بعد ایک انتہائی کرخت اور سرد آواز سنائی دی۔

''کیا میں جناب ٹرومین سے بات کر سکتا ہوں''...... ایلس نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم کون ہو''...... دوسری طرف سے چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''میرا نام ایلس ہے اور میں گریٹ لینڈ کی تنظیم بلیو سرکل کا چیف ہوں''...... ایلس نے کہا۔

''اوہ۔ تمہیں میرے بارے میں کیسے معلوم ہوا اور کیوں کال کیا ہے مجھے''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''مجھے معلوم ہوا ہے جناب کہ آپ مجھ سے پاکیشیا میں ہونے والی ایک واردات کے بارے میں معلومات لینے کے لئے آنے والے ہیں اس لئے میں نے سوچا کہ آپ کو یہاں آنے کی تکلیف نہیں دینی چاہئے اور مجھے آپ کو خود ہی ساری بات بتا دینی چاہئے''...... ایلس نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... دوسری طرف سے ٹرومین نے چونکتے ہوئے کہا۔

''مجھے معلوم ہے جناب کہ آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے جناب علی عمران صاحب کے حکم پر مجھ تک پہنچنے کی کوشش کر رہے ہیں تاکہ مجھ سے یہ معلوم کر سکیں کہ پاکیشیا میں جس لڑکی کو قتل کیا

گیا تھا وہ کون ہے اور اسے کیوں قتل کیا گیا ہے۔ میں آپ کو ساری حقیقت بتا دیتا ہوں۔ آپ عمران صاحب کو کال کر کے بتا دیں۔ اس لڑکی کے بارے میں مجھے کچھ بھی علم نہیں ہے اور نہ ہی میں یہ جانتا ہوں کہ اسے کیوں قتل کرایا گیا ہے''...... ایلس نے کہا اور پھر اس نے ٹرومین کو سائرل کے حوالے سے ساری بات تفصیل سے بتانی شروع کر دی۔

''سائرل۔ یہ نام تو سنا ہوا ہے۔ کیا سائرل کے چیف سے تمہارا براہ راست رابطہ ہے''...... دوسری طرف سے ٹرومین نے ساری بات سن کر کہا۔

''ان سے کوئی رابطہ کرے یہ ممکن ہی نہیں ہے جناب۔ وہ ہر بار نئے نمبر سے کال کرتے ہیں اور ان کا ہر نمبر سیٹلائٹ ہوتا ہے۔ وہ کام کی مناسبت سے تنظیم منتخب کرتے ہیں اور پھر اسے بھاری معاوضہ دے کر اپنا کام کراتے ہیں''...... ایلس نے کہا۔

''میں کیوں تم پر یقین کر لوں کہ تم جو کہہ رہے ہو وہ صحیح ہے''۔ ٹرومین نے کہا۔

''میں آپ کے بارے میں جانتا ہوں جناب۔ آپ پتھروں کو بھی بولنے پر مجبور کر سکتے ہیں۔ میں ابھی زندہ رہنا چاہتا ہوں اس لئے میں نے آپ کو خود کال کر کے ہر بات سچ سچ بتا دی ہے۔ اس کی آپ اپنے ذرائع سے تصدیق بھی کر سکتے ہیں۔ اگر میری ایک بھی بات غلط ثابت ہو تو آپ بے شک یہاں آ کر مجھے گولی

مار دینا''...... ایلس نے کہا۔

''جس نمبر سے تمہیں سائرل کے چیف نے کال کیا تھا۔ وہ نمبر بتاؤ مجھے''...... ٹرومین نے کہا۔

''مجھے ایک ہفتہ قبل کال کیا گیا تھا جناب۔ وہ فون نمبر میرے فون کی میموری میں موجود ہو گا جسے ٹریس کرنا پڑے گا''...... ایلس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ نمبر ٹریس کرو اور پھر مجھے بتاؤ۔ تب تک میں عمران صاحب کو کال کر کے تمہاری بتائی ہوئی باتیں بتا دیتا ہوں۔ اگر انہوں نے تمہاری باتوں پر یقین کر لیا تو ٹھیک ہے ورنہ تم دنیا کے کسی کونے میں بھی جا کر چھپ جاؤ میں تم تک پہنچ جاؤں گا اور پھر تمہارا کیا انجام ہو گا اس کا شاید تم تصور بھی نہ کر سکو۔ گڈ بائی''۔ دوسری طرف سے ٹرومین نے انتہائی سخت اور کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ایلس نے ایک طویل سانس لیا اور رسیور کریڈل پر رکھا اور کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر سکون سے آنکھیں موند کر بیٹھ گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''بیٹھو'' ...... سلام و دعا کے بعد عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بھی بیٹھ گیا۔

''آپ شاید ہسپتال سے آ رہے ہیں'' ...... بلیک زیرو نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہیں کیسے پتہ چلا۔ کیا تم نے علم نجوم سیکھنا شروع کر دیا ہے'' ...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں نے آپ کے جوتے دیکھ کر اندازہ لگایا ہے'' ...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لوگ جوتے کھا کر سیدھے ہوتے ہیں یہ تو سنا تھا۔ تم جوتے دیکھ کر اندازے لگاتے ہو یہ آج ہی دیکھ رہا ہوں'' ...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''جو لطف ماں کے ہاتھوں سے جوتے کھانے کا ہے وہ کسی اور کے جوتے کھانے کا نہیں اور ماں بھی ایسی ہو جو سر پر تابڑ توڑ جوتے برسائے'' ...... بلیک زیرو نے کہا تو اس بار عمران ہنس پڑا اور اس کا ہاتھ بے اختیار اپنے سر پر پہنچ گیا۔

''سر پر پڑنے والی ماں کی جوتیاں سافٹ ہوتی ہیں لیکن اگر باپ جوتا اٹھا لے تو وہ ہارڈ ہو گا اور پھر سر کا کیا حشر ہو گا یہ شاید تم مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہو'' ...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''نہیں۔ میرے باپ نے مجھے کبھی جوتے نہیں مارے۔ انہیں صرف ڈانٹ ڈپٹ کرنے کی عادت تھی'' ...... بلیک زیرو نے فوراً کہا۔

''اسی لئے ابھی تک تمہارے سر کے بال سلامت ہیں''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو کی ہنسی تیز ہو گئی۔

''اچھا اس معاملے کا کیا ہوا جس کی آپ تحقیقات کر رہے تھے'' ...... بلیک زیرو نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

''صرف اتنا پتہ چل سکا ہے کہ سائرل نام کی کوئی تنظیم ہے س نے اس لڑکی کو قتل کرنے کے لئے گریٹ لینڈ کی بلیو سرکل ظیم کو ہائر کیا تھا۔ بلیو سرکل کا سربراہ ایلس ہے اس نے یہ کام ٹ لینڈ میں ہی بیٹھے بیٹھے پاکیشیا کے انڈر ورلڈ کے ایک آدمی

ڈیوس کو سونپ دیا تھا جو ٹارگٹ کلنگ کراتا ہے۔ جب ڈیوس کو کام ملا تو اس نے اپنے ایک خاص آدمی کو اس لڑکی کی تصویر دے کر اس کی تلاش اور اسے ہلاک کرنے پر لگا دیا۔ اس آدمی کا نام ماسٹر شوگی تھا۔ ماسٹر شوگی کے پاس لڑکی کا نام و پتہ نہ تھا۔ وہ ایک تصویر لے کر لڑکی کو پورے شہر میں تلاش کرتا پھر رہا تھا پھر اسے لڑکی ایک شاپنگ مال کے سامنے نظر آ گئی۔ اس نے تصویر کے ذریعے ہی لڑکی پہچانی تھی اور پھر اس نے اس لڑکی کو دیکھتے ہی اس پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ جولیا بھی اسی شاپنگ مال میں تھی اور وہ بھی اتفاق سے اپنی شاپنگ مکمل کر کے اس لڑکی کے ساتھ باہر آ گئی اور جب ماسٹر شوگی نے فائرنگ کی تو اس کی زد میں جولیا بھی آ گئی۔ اس طرح دونوں ہسپتال پہنچ گئیں۔ جولیا کو چونکہ ایک گولی لگی تھی اس لئے وہ بچ بھی گئی اور جلد ہوش میں بھی آ گئی تھی لیکن لڑکی کو لگنے والی گولیوں کی تعداد زیادہ تھی۔ اس کی جان تو بچ گئی ہے اور اسے کچھ دیر کے لئے ہوش بھی آیا تھا لیکن ہوش میں آنے کے بعد وہ کومے میں چلی گئی ہے اور اب وہ ہسپتال کے بستر پر پڑی نہ زندوں میں شمار ہو رہی ہے اور نہ ہی مردوں میں۔ ہماری ساری بھاگ دوڑ تو بے کار گئی ہے۔ اب وہ کومے سے باہر آئے گی تو تب ہی معلوم ہو گا کہ وہ کون ہے اور اسے ہلاک کرنے کی کوشش کیوں کی گئی ہے اور اس کا سائرل سے کیا تعلق ہے تب تک ہم سوائے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنے کے اور کیا کر سکتے ہیں‘‘...... عمران

نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

’’کیا آپ نے گریٹ لینڈ میں موجود بلیو سرکل کے سربراہ ایلس سے معلومات حاصل کرنے کے لئے ٹرومین سے کہا تھا۔ لیکن وہ تو ایکریمیا میں ہوتا ہے۔ اس کا گریٹ لینڈ میں کیا کام‘‘۔ بلیک زیرو نے کہا۔

’’اس کی اتفاق سے مجھے کال آئی تھی کہ ایک نجی کام کے سلسلے میں وہ گریٹ لینڈ میں موجود تھا۔ جب اس نے مجھے بتایا کہ وہ گریٹ لینڈ میں موجود ہے تو میں نے ایلس سے معلومات حاصل کرنے کے لئے خود جانے یا ٹائیگر کو بھیجنے کی بجائے اسی سے کام لینے کا فیصلہ کر لیا اور اسے ساری بات بتا دی لیکن اس سے پہلے کہ وہ ایلس سے ملنے اس کے مخفی ٹھکانے پر جاتا ایلس کو شاید اپنے ذرائع سے معلوم ہو گیا کہ اس معاملے کی تحقیق کرنے کے لئے بلیک تھنڈر کا سابقہ ایجنٹ اس کے پاس پہنچ رہا ہے اس لئے اس نے فوراً ٹرومین کا پتہ کرایا اور پھر وہ جس ہوٹل میں ٹھہرا ہوا تھا اس نے وہاں کال کر کے خود ہی ٹرومین کو ساری تفصیل بتا دی تھی۔ وہ شاید اس بات سے ڈر گیا تھا کہ ٹرومین اس تک پہنچ گیا تو وہ اس پر شدید تشدد کر کے اس سے معلومات حاصل کرے گا۔ اس نے تشدد سے بچنے کے لئے خود ہی ساری حقیقت بتا دی۔ چونکہ اس نے یہ کام سائرل کے لئے کیا تھا۔ سائرل یورپی ممالک کے ساتھ ساتھ پوری دنیا پر اثر انداز ہونے والی نئی اور انتہائی طاقتور تنظیم سمجھی جاتی

ہے جس کے بارے میں خبررساں ایجنسیوں کے پاس کوئی معلومات نہیں ہیں اور نہ ہی اس سائرل کے بارے میں کوئی جانتا ہے اس لئے ایلس نے ساری ذمہ داری سائرل پر ڈال کر اپنی جان چھڑا لی تھی''۔ عمران نے جواب دیا۔

''کیا یہ ضروری ہے کہ اس نے ٹرومین کو جو بتایا ہے وہ سب سچ ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹرومین کے کہنے کے مطابق وہ سچ بول رہا تھا۔ اس نے ایلس سے سائرل کا وہ نمبر بھی حاصل کیا ہے جس نمبر سے سائرل کے چیف نے ایلس کو کال کر کے لڑکی کے قتل کا کام سونپا تھا۔ اس کے علاوہ ٹرومین میری طرح بولنے والے کے لہجے سے بھی یہ اندازہ لگانے کا ایکسپرٹ ہے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے یا کہ سچ''۔ عمران نے کہا۔

''تو کیا اس نمبر سے سائرل کا پتہ چل سکتا ہے کہ وہ کون ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ میں نے سائرل کے بارے میں سنا ہے کہ یہ تنظیم نئی ضرور ہے لیکن یہ تیزی سے پوری دنیا میں پھیلتی جا رہی ہے۔ اس تنظیم کا بنیادی ڈھانچہ کہاں رکھا گیا۔ اس کا کس ملک سے تعلق ہے اور اس تنظیم کو چلانے والا کون ہے اس کے بارے میں یورپی تنظیمیں اور سرکاری ایجنسیاں بھی کوئی معلومات حاصل نہیں کر سکی ہیں۔ اس تنظیم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس تنظیم کا گٹھ جوڑ صرف مجرم تنظیموں سے ہے۔ سائرل کا چیف جو خود کو بھی

سائرل ہی کہتا ہے کسی بھی تنظیم کے سربراہ کو ایک کال کرتا ہے اور اسے اپنا کام سونپ دیتا ہے۔ جو اس کا کام کر دیتا ہے سائرل کی طرف سے اس کے بنک اکاؤنٹ میں بھاری معاوضہ ٹرانسفر کر دیا جاتا ہے اور جو سائرل کی بات ماننے سے انکار کرتا ہے یا اس کا کام پورا نہیں کرتا دوسرے روز اس تنظیم کا نام و نشان تک باقی نہیں بچتا۔ سائرل کی سپر فورس آندھی اور طوفان کی طرح آتی ہے اور سربراہ سمیت اس سے متعلق تمام افراد کو قتل کر کے اور اس کی املاک بموں اور میزائلوں سے اُڑا کر گدھے کے سر سے سینگوں کی طرح غائب ہو جاتی ہے۔ بے شمار ایجنسیاں اس سائرل اور اس کی سپر فورس کی تلاش میں لگی ہوئی ہیں لیکن ابھی تک وہ اس تنظیم کا ایک نمائندہ بھی تلاش نہیں کر سکی ہیں۔ پوری دنیا میں سائرل اور اس کی سپر فورس کی دہشت پھیلی ہوئی ہے اور سائرل کا حکم نہ ماننے والوں کے سپر فورس کے ہاتھوں نام و نشان بھی مٹ چکے ہیں اور اس کی اسی شہرت اور طاقت نے ہر طرف دہشت اور خوف پھیلایا ہوا ہے اور یہ سارا خوف و دہشت مجرم تنظیموں تک ہی محدود ہے۔ اس تنظیم نے آج تک کسی سرکاری ایجنسی کے خلاف کام نہیں کیا ہے اور نہ ہی کسی ملک کے خلاف کام کر کے اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اس لئے اس تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے سرکاری ایجنسیاں کام ضرور کر رہی ہیں لیکن اسے مٹانے اور جڑ سے اکھاڑنے کے لئے ایک بھی کوشش نہیں کی

گئی ہے جس کی وجہ سے اس تنظیم کو یورپ سے نکل کر پوری دنیا میں پھیلنے کا موقع مل رہا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”کافی تفصیل جانتے ہو تم اس تنظیم کے بارے میں۔ کہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس چھوڑ کر اس تنظیم میں شامل ہونے کا پروگرام تو نہیں بن گیا تمہارا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایسی بات نہیں ہے۔ جب سے سائرل کا نام میرے سامنے آیا ہے میں نے یہاں بیٹھ کر کراس ورلڈ آرگنائزیشن سمیت دنیا بھر کی معلومات فروخت کرنے والی ایجنسیوں سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی جس کے نتیجے میں یہ ساری باتیں معلوم ہوئی ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اور کیا پتہ چلا ہے اس تنظیم کے بارے میں“...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”مزید کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ یورپ میں سائرل سے زیادہ اس کی سپر فورس کی دہشت ہے۔ سائرل تو محض احکامات دینے تک محدود ہے اور وہ ہر بار نئے سیٹلائٹ نمبر سے کسی بھی مجرم تنظیم کے سربراہ کو کال کرتا ہے اور اسے اپنا کام کرنے کا حکم دے دیتا ہے۔ وہ ان ممالک میں اپنا کام دوسری تنظیموں کے ذریعے کرتا ہے جہاں اس کا نیٹ ورک نہیں ہے جیسے پاکیشیا۔ شاید پاکیشیا میں ابھی تک سائرل نے اپنا نیٹ ورک قائم نہیں کیا اس لئے اس نے گریٹ لینڈ کی تنظیم بلیو سرکل کی خدمات حاصل کیں اور اسے پاکیشیا میں

اس لڑکی کے قتل کا ٹاسک دیا تھا“...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”اگر سائرل ہر بار نمبر بدلتا ہے تو پھر ٹرومین کو ملنے والے اس کے نمبر کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ایکریمیا واپس جا کر اپنے جدید پاور سسٹم سے اس سیٹلائٹ نمبر کا سراغ لگائے گا اور پتہ کرنے کی کوشش کرے گا کہ سائرل کون ہے اور اس نے ایلس کو کہاں سے کال کیا تھا“...... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ نمبرز کے ذریعے کئی سرکاری ایجنسیوں نے پہلے بھی سائرل کا نام، پتہ ٹھکانہ معلوم کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ان نمبرز کا بھی انہیں کوئی فائدہ نہ ہوا تھا“...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

”بہرحال جو بھی ہے اس تنظیم کا چونکہ پاکیشیا سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ دوسرے ممالک کے ساتھ ساتھ اس تنظیم نے پاکیشیا کے خلاف بھی کوئی کارروائی نہیں کی ہے اس لئے ہمیں خواہ مخواہ اس کا سر درد نہیں لینا چاہئے۔ ہوسکتا ہے سائرل نے جس لڑکی کو نشانہ بنایا ہے اس کا تعلق سائرل سے ہو اور اسے تنظیم کے رولز کے مطابق کسی جرم کی سزا دی گئی ہو“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ممکن ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”تو پھر ہمیں خواہ مخواہ اس جھمیلے میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے۔ لڑکی زندہ بچ گئی تو اس کی قسمت اور اگر نہیں تو بھی اس کی قسمت۔ ہمارے لئے جولیا کی اہمیت ہے۔ وہ زندہ بچ گئی ہے اور

بس''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا آپ اس معاملے میں مزید کام نہیں کریں گے''۔ بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''مجھے تو اس تنظیم کے خلاف کام کرنے کی کوئی وجہ سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ اس تنظیم کا دائرہ کار یورپ تک محدود ہے۔ جن کا سر درد ہے پین کلر وہی کھائیں تو بہتر ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن انہوں نے اس لڑکی کو پاکیشیا میں ہلاک کرانے کی کوشش کی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جس نے اس لڑکی اور جولیا پر گولی چلائی تھی وہ اور اس کا سربراہ ٹائیگر کے ہاتھوں اپنے انجام تک پہنچ گئے ہیں۔ اس لئے ہمیں اس سلسلے میں وسیع پیمانے تک تحقیقات کا دائرہ پھیلانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بھی ہم اس لڑکی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے کہ وہ کون ہے، کہاں کی رہنے والی ہے اور اس کا نام کیا ہے۔ جب اسے ہوش آئے گا تب ہی پتہ چلے گا کہ وہ کون ہے اور اسے سائرل جیسی خطرناک تنظیم نے کسی کو اسے ہلاک کرنے کا ٹاسک کیوں دیا تھا۔ مجھے صرف اس بات پر حیرت ہے کہ اس لڑکی کو ہلاک کرنے کے لئے سائرل نے بلیو سرکل کے سربراہ کو ایک کروڑ ڈالر دینے کا کہا تھا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''ایک عام سی لڑکی کو قتل کرانے کے لئے ایک کروڑ ڈالر''۔

بلیک زیرو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اس ایک کروڑ ڈالر نے ہی مجھے الجھا رکھا ہے کہ اس لڑکی میں ایسی کون سی خاص بات ہے جسے ہلاک کرنے کے لئے سائرل نے ایلس کو ایک کروڑ ڈالر دینے کا کہا تھا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''واقعی یہ عجیب سی بات ہے۔ ابھی تک اس لڑکی کے بارے میں ایسی کوئی خاص بات معلوم نہیں ہوئی ہے کہ اسے ہلاک کرنے کے لئے ایک کروڑ ڈالر دیئے جائیں''...... بلیک زیرو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس سے اچھا ہوتا سائرل مجھ سے رابطہ کر لیتا۔ میں اس کے لئے لڑکی کو ایک لاکھ ڈالر میں قتل کر دیتا۔ پاکیشیا میں ایک لاکھ ڈالر کی ویلیو ایک کروڑ سے کم نہیں ہے''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''تو کیا اس معاملے کو میں یہیں ختم کر دوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے تو ایک لڑکی کے قتل کی واردات کے علاوہ اس معاملے میں کوئی خاص بات دکھائی نہیں دی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اگر وہ لڑکی خاص ہوئی تو''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہیں اس لڑکی کے بارے میں کچھ معلوم ہوا

ہے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں ویسے ہی ایک بات کر رہا ہوں''...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''صفدر نے متعلقہ تھانے سے اس لڑکی کا سامان، اس کا سیل فون، کار لائسنس اور دوسری چیزیں حاصل کی تھیں۔ کہاں ہیں وہ اور کیا تم نے ان کی فرانسک جانچ کرائی ہے''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ لڑکی کے سامان سے بہت سے دستاویزی ثبوت ملے ہیں۔ جن میں اس کا نام اور پتہ ٹھکانہ بھی موجود ہے لیکن آپ کو یہ سب سن کر حیرت ہو گی کہ اس کے پاس موجود ساری دستاویزات جعلی ہیں''...... بلیک زیرو نے انکشاف کرتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''جعلی دستاویزات''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ اس کا آئیڈنٹٹی کارڈ، اس کا لائسنس اور چند تعلیمی اسناد بھی اس کے ہینڈ بیگ میں موجود تھیں لیکن سب کی سب جعلی ہیں۔ انہی جعلی دستاویزات کے ساتھ اس نے ایک کمپنی کا سم کارڈ بھی لیا تھا جسے وہ سیل فون میں استعمال کر رہی تھی اور آپ کو یہ سب سن کر اور بھی زیادہ حیرت ہو گی کہ اس کے سیل فون کا ڈیٹا مکمل طور پر واش ہو گیا ہے۔ فرانسک لیبارٹری کو کسی طرح بھی نہ تو اس کے سیل فون سے اس کا کوئی ڈیٹا ملا ہے اور نہ ہی متعلقہ کمپنی میں اس کا کوئی ڈیٹا موجود ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی خاص

کمپیوٹرائزڈ مشینری کے ذریعے نہ صرف اس لڑکی کے سیل فون بلکہ کمپنی میں موجود اس کے نمبر کا ڈیٹا بھی صاف کر دیا گیا ہو جس پر کمپنی بھی حیرت اظہار کر رہی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے ڈیٹا واش کرنے کے لئے جدید کمپیوٹرائزڈ مشینری کا استعمال کیا گیا ہے وہ بھی سیٹلائٹ کے تھرو''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں''...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

''تب تو یہ لڑکی واقعی اہمیت کی حامل ہے لیکن اس کی ہلاکت کا مقصد ابھی تک سمجھ نہیں آیا ہے۔ یہ سائرل تنظیم بھی خاصی باوسائل معلوم ہو رہی ہے کہ اس نے سیٹلائٹ کے ذریعے اس لڑکی کے سیل فون اور اس کے نمبر کا کمپنی میں موجود سارا ڈیٹا ہی ختم کر دیا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لڑکی شکل وصورت سے اچھے خاندان کی دکھائی دیتی ہے اور اس کے چہرے پر معصومیت بھی ہے۔ پھر نجانے کیوں وہ سائرل جیسی مجرم تنظیم کے لئے اس قدر اہمیت کی حامل بنی ہوئی ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''تم نے دیکھا ہے اس لڑکی کو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں نے ممبران سے کہہ کر اس کی چند تصویریں حاصل کی تھیں اپنے سیل فون میں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب تو معاملہ واقعی قدرے اہم ہوتا جا رہا ہے۔ اس لڑکی کے

پاس ایسا ضرور کچھ تھا جس کے لئے سائرل اسے ہلاک کرانا چاہتی تھی اور اس نے اس کے سیل فون سمیت کمپنی کے ریکارڈ میں سے بھی نمبر کا سارا ڈیٹا صاف کر دیا''...... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''تو کیا اس لڑکی کے پاس جو کچھ تھا وہ اس کے سیل فون میں تھا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہوسکتا ہے ورنہ انہیں اس طرح اس کا ڈیٹا واش کرنے کی کیا ضرورت تھی''...... عمران نے کہا۔

''ممکن ہے کہ اس ڈیٹا کے ذریعے سائرل کا کوئی راز معلوم ہو سکتا ہو اور اس سیل فون میں ایسا کچھ موجود ہو جو سائرل کے لئے پریشانی کا باعث بن سکتا ہو اس لئے اس نے ڈیٹا واش کیا ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہوسکتا ہے کیونکہ اگر انہیں لڑکی میں دلچسپی ہوتی تو وہ اسے کسی دوسری تنظیم کے ذریعے ہلاک نہ کراتے۔ تمہاری اس بات سے میرے دماغ کی ایک بند گرہ کھل گئی ہے۔ اب مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ یہ لڑکی ضرور سائرل کے کسی خاص راز سے واقف ہے یا پھر وہ کسی ایسے آدمی کے بارے میں جانتی ہے جس کے ذریعے سائرل تک پہنچا جا سکتا ہے اس لئے وہ اس لڑکی کو ہر صورت ہلاک کرنے کے درپے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''شکل و صورت سے لڑکی مقامی معلوم ہو رہی ہے۔ اس کے

پاس اصل دستاویزات بھی نہیں ہیں۔ ہم اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے وہ کون ہے کہاں سے آئی ہے۔ اس کا اصل نام کیا ہے اور وہ کس قومیت سے تعلق رکھتی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''جعلی دستاویزات میں اس کا کیا نام لکھا ہے''...... عمران نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''شہنیلا رضا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو کیا رضا اس کے باپ کا نام ہے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اس کے باپ کا نام آصف ہارون لکھا ہے۔ اس کا اپنا پورا نام شہنیلا رضا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اور اس کا پتہ کس جگہ کا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اورینٹ کالونی، ڈی بلاک، کوٹھی نمبر سات سو چالیس۔ تمام دستاویزات پر یہی نام و پتہ لکھا ہوا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اور اس پتے پر رہتا کون ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''کوئی ڈاکٹر آفتاب عالم ہے جس کا ایک نجی ہسپتال ہے۔ وہ اپنی فیملی کے ہمراہ وہاں رہائش پذیر ہے اور کوٹھی اسی کے نام پر ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اس کے بارے میں انکوائری کرائی ہے تم نے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ اس کا کوئی کرمنل ریکارڈ نہیں ہے۔ وہ ایک شریف آدمی ہے اور شریف فیملی سے تعلق رکھتا ہے''...... بلیک زیرو نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اس لڑکی نے مقامی ایجنٹوں کو بھاری معاوضہ دے کر یہ ساری دستاویزات بنوائی ہوں گی''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب موجود ہیں یہاں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ موجود ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا اور رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''اب تو تم بے حد خوش ہو گے۔ سوپر فیاض کے دس کروڑ اپنے اکاؤنٹ میں منتقل کرا کر۔ اب تو یقیناً تم نے مجھے استعفیٰ دینے کا فیصلہ کر لیا ہو گا اور وہ بھی ساری سابقہ تنخواہیں معاف کر کے''۔ عمران نے رسیور کان سے لگا کر کہا۔

''سوپر فیاض کے دس کروڑ میرے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتے۔ وہ حرام کی کمائی تھی۔ میں نے اس میں سے ایک روپیہ بھی اپنے اکاؤنٹ میں نہیں رکھا ہے۔ ساری کی ساری رقم میں نے فلاحی اداروں کے اکاؤنٹس میں منتقل کرا دی ہے۔ میری حلال کی کمائی تو وہی ہے جو آپ نے دینی ہے اور جب تک مجھے ساری سابقہ

تنخواہیں اور الاؤنس نہیں مل جاتے میں آپ کی جان چھوڑنے والا نہیں ہوں اس لئے استعفے کا سوچیں بھی نہ''...... دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''ساری کی ساری رقم فلاحی اداروں میں جمع کرا دی ہے تم نے۔ ارے اللہ کے بندے ایک کروڑ یا بیس پچیس لاکھ میرے کسی اکاؤنٹ میں جمع کرا دیتے۔ کم از کم میں تمہاری سابقہ تنخواہیں اور الاؤنس ہی دینے کے قابل ہو جاتا۔ حرام کی کمائی پر میری مہر لگ جاتی اور تمہیں دینے کے بعد وہ ساری کمائی حلال کی ہو جاتی۔ کم از کم میری جان تو چھوٹ جاتی۔ یہ سن سن کر تو سچ میں میرے کان پک گئے ہیں کہ مجھے تمہاری سابقہ تنخواہیں اور الاؤنس دینے ہیں''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''جان چھڑانی ہے تو محنت کر کے رقم جمع کریں اور پھر وہ مجھے دے دیں''...... سلیمان نے کہا۔

''محنت مزدوری کر کے میں بس تمہاری سابقہ تنخواہیں اور الاؤنس ہی دیتا رہ جاؤں گا جب تک سابقہ تنخواہوں اور الاؤنسز کا حساب ختم ہو گا تب تک مجھ پر تمہارا اگلا قرض چڑھ چکا ہو گا۔ اس کا کیا کروں گا میں۔ وہ کیسے ادا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ایک ساتھ سارا حساب چکانا ہے تو اس کا بھی حل ہے میرے پاس''...... سلیمان نے کہا۔

''کون ساحل''...... عمران نے کہا۔

''کسی مالدار بیوہ کو تلاش کریں اور اس سے شادی کر لیں۔ بیوہ ستر اسی سالہ ہونی چاہئے جس کے پیر قبر میں لٹک رہے ہوں تاکہ وہ جلد سے جلد اپنی ساری دولت آپ کے نام کر دے اور پھر اس کے لڑھکتے ہی وہ ساری دولت آپ مجھے دے دیں اس طرح آپ کا کام بھی بن جائے گا اور میرا بھی۔ مجھے میری سابقہ تنخواہیں اور سارے الاؤنسز مل جائیں گے اور آپ پر جو کنوارگی کی مہر لگی ہوئی ہے وہ بھی ختم ہو جائے گی''...... سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''اگر اس بڑھیا کے لڑھکنے سے پہلے اس نے مجھے ہی لڑھکا دیا تو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو آپ کی جگہ میں اس کا سہارا بن جاؤں گا اور اسے چائے میں اپنے ہاتھوں سے زہر دے کر ہلاک کر دوں گا''...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ بلیک زیرو بھی اپنی ہنسی نہ روک سکا تھا۔

''تو کیا کسی مالدار بیوہ کا پتہ بتانے کے لئے فون کیا ہے تم نے مجھے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ٹرومین کی کال آئی تھی۔ اس کے پاس آپ لئے اہم اطلاع ہے۔ آپ اس کے سیل فون پر کال کر لیں''...... دوسری طرف سے سلیمان نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

''شاید ٹرومین کو سائرل کے بارے میں کوئی خبر ملی ہو''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔ اس نے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ٹرومین بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ٹرومین کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ سچا آدمی بول رہا ہے لیکن سچ تو بے حد کڑوا ہوتا ہے اور سچ بولنے والے کو ہمیشہ جوتے ہی کھانے پڑتے ہیں لیکن بہرحال جیت ہمیشہ جوتے کھانے والوں میرا مطلب ہے سچے انسانوں کی ہی ہوتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف ٹرومین بے اختیار ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ پاکیشیا کے کسی سائنس دان ڈاکٹر عبدالحسن کو جانتے ہیں''...... ٹرومین نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''ڈاکٹر عبدالحسن۔ نہیں۔ کیوں''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''تو پھر پہلے اس سائنس دان کے بارے میں معلوم کریں کہ وہ کون ہے اور پاکیشیا کے لئے کس قدر اہمیت رکھتا ہے اس کے بعد ہی میں آپ کو ساری بات بتاؤں گا''...... ٹرومین نے جواب دیا۔

''تم بتاؤ۔ کیا معاملہ ہے۔ تمہاری بات سننے کے بعد ہی میں معلوم کر سکوں گا کہ ڈاکٹر عبدالحسن کون ہے اور اس کی پاکیشیا کے

لئے کیا اہمیت ہے''...... عمران نے کہا۔

''جس لڑکی کو سائرل نے پاکیشیا میں قتل کرایا ہے اس کا اصل نام نسرین حسن ہے۔ نسرین حسن پاکیشیا کی کسی اہم لیبارٹری میں کام کرنے والے سائنس دان ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی ہے۔ ڈاکٹر عبدالحسن کو چند ماہ قبل پاکیشیا سے اس کے کسی اہم فارمولے سمیت اغوا کر لیا گیا تھا۔ ڈاکٹر عبدالحسن کے ساتھ اس کی بیٹی کو بھی اغوا کیا گیا تھا۔ ان دونوں کو ساریانا کے مقام پر ایک شپ میں کسی نامعلوم مقام کی طرف لے جایا جا رہا تھا کہ لڑکی نسرین حسن کو وہاں سے فرار ہونے کا موقع مل گیا اور اس نے شپ سے چھلانگ لگا دی۔ اس وقت چونکہ رات کا وقت تھا اور جس مقام سے شپ گزر رہا تھا وہاں سمندر کی لہریں تیز اور طوفانی تھیں اس لئے شپ کے محافظ کوشش کے باوجود نسرین حسن کو سمندر میں تلاش نہ کر سکے تھے۔ نسرین حسن سمندری لہروں میں گر کر بے ہوش ہو گئی تھی اور بے ہوشی کی ہی حالت میں سالام کے ساحل پر پہنچ گئی تھی۔ وہاں ماہی گیروں کی بے شمار کشتیاں تھیں۔ نسرین حسن ایک ماہی گیر کے مچھلیوں کے شکار کے لئے لگائے گئے جال میں پھنس گئی۔ پہلے اسے لاش سمجھا گیا لیکن جب اس کی سانس اور نبض چیک کی گئی تو وہ زندہ تھی۔ ماہی گیروں نے اسے فوری طور پر کنارے پر لا کر کوسٹ گارڈز کے حوالے کر دیا۔ جنہوں نے اس لڑکی کو سالام کے ایک سرکاری ہسپتال میں پہنچا دیا۔ وہاں اس کا علاج ہوا۔ اس سے

پہلے کہ سالام کے حکام اس سے کچھ پوچھ گچھ کرتے کہ وہ کون ہے اور کہاں سے آئی ہے نسرین حسن وہاں سے فرار ہو گئی اور پورے سالام میں اس کی تلاش کے بعد بھی اس کا کچھ پتہ نہ چلا۔ نسرین حسن سالام سے فوری طور پر فرار ہو کر امانیہ پہنچ گئی۔ وہاں سے وہ رکے بغیر مختلف ممالک کا سفر کرتی ہوئی پاکیشیا پہنچ گئی۔ وہ میک اپ ایکسپرٹ ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اسے نقلی دستاویز بنانے میں بھی دسترس حاصل ہے اس لئے ایک ملک سے دوسرے ملک جانا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر عبدالحسن ایسے انسان تھے جو فارمولا تیار کرنے کے بعد اسے تحریر نہ کرتے تھے بلکہ اپنے ذہن میں رکھتے تھے۔ ان کی طرح ان کی بیٹی نسرین حسن بھی انتہائی ذہین اور بہترین میموری رکھنے والی لڑکی ہے۔ ڈاکٹر عبدالحسن جو بھی فارمولا بناتے تھے وہ اسے نہ صرف اپنی مائنڈ میموری میں محفوظ کر لیتے تھے بلکہ اپنی بیٹی نسرین حسن کو بھی نوبانی یاد کرا کر اس کے ذہن میں محفوظ کر دیتے تھے۔ چونکہ سائرل نے ڈاکٹر عبدالحسن کو اغوا کر لیا تھا اور اس سے فارمولا حاصل کر سکتے تھے اس لئے انہیں ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی سے خطرہ تھا کہ اگر ان کا مطلوبہ فارمولا نسرین حسن کے ذہن میں رہا تو وہ اسے پاکیشیا کے حوالے کر سکتی ہے اس لئے سائرل کی طرف سے اس لڑکی کی تلاش اور اس کے ڈیتھ آرڈر جاری کئے گئے تھے لیکن چونکہ نسرین حسن میک اپ ایکسپرٹ تھی اور اس کا تعلق پاکیشیا سے تھا اور پاکیشیا میں سائرل کا کوئی

سیٹ اپ موجود نہ تھا اس لئے سائرل نے اس کی ہلاکت کی ذمہ داری متعلقہ تنظیموں کے سپرد کر دی تھی۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ نسرین حسن پر جس روز حملہ کیا گیا اس روز وہ میک اپ میں نہ تھی اور ضروری سامان کی خریداری کے لئے بنا میک اپ کے ہی نکل گئی تھی اور یہی غلطی اس پر بھاری پڑ گئی اور اسے گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا''...... دوسری طرف سے ٹرومین نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر عمران اور بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''حیرت ہے۔ پاکیشیا میں ایسا کون سا سائنس دان ہے جو فارمولے اپنی مائنڈ میموری میں محفوظ رکھتا ہے اور اس کی بیٹی بھی اسی خوبی کی حامل ہے کہ وہ سارا فارمولا اپنی مائنڈ میموری میں ہی محفوظ کر سکتی ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ میں نہیں جانتا''...... ٹرومین نے کہا۔

''لیکن تمہیں یہ ساری معلومات کہاں سے ملی ہیں۔ اگر اس لڑکی کا نام نسرین حسن ہے تو وہ تو پاکیشیا میں زیر علاج ہے اور اس وقت کوما کی حالت میں ہے۔ اگر تم یہاں ہوتے اور وہ یہاں کے ہسپتال سے غائب ہو گئی ہوتی تو میں یہی سمجھتا کہ وہ تمہیں ملی ہے اور اس نے ہی تمہیں یہ ساری باتیں بتائی ہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس ساری کہانی کے پیچھے گریٹ لینڈ کی ایک اور مجرم تنظیم

موجود ہے عمران صاحب جس نے ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کو پاکیشیا سے اغوا کیا تھا اور اسے خفیہ طور پر پاکیشیا سے نکال کر لائی تھی اور پھر یہی تنظیم ایک مال بردار شپ کے ذریعے انہیں کوشوالا کے جزیرے پر منتقل کر رہی تھی لیکن اسی دوران نسرین حسن کو اس شپ سے نکلنے کا موقع مل گیا اور وہ شپ سے فرار ہو گئی''۔ ٹرومین نے جواب دیا۔

''کون سی تنظیم''...... عمران نے پوچھا۔

''اس تنظیم کا نام سوگان ہے اور وہ ایسے ہی دھندوں میں ملوث رہتی ہے۔ اس تنظیم کا کام اہم شخصیات کو اغوا کرنا یا انہیں ٹارگٹ کلنگ کرنا ہے۔ سوگان نے چند ماہ قبل اپنے دو اہم افراد کو پاکیشیا بھیجا تھا جن کے نام مارسن اور جیمز ہیں۔ ان دونوں نے ہی ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اور پھر سوگان کے چیف کے حکم پر انہیں اغوا کر لیا تھا اور پھر انہیں تابوتوں میں بند کر کے بندرگاہ پہنچا دیا گیا جہاں سے انہیں مختلف شپس میں پہنچانے کا کام کیا گیا اور گریٹ لینڈ کے ایک مخصوص پوائنٹ پر پہنچا دیا گیا اور پھر سائرل کے اگلے حکم پر ان دونوں کو تابوتوں سے نکال کر ایک مال بردار شپ میں پہنچا دیا گیا جس کی منزل کوشوالا جزیرہ تھا۔ ان دونوں کو اس جزیرہ پر ایک مقام پر چھوڑا جانے والا تھا جہاں سے سائرل کے آدمی انہیں لے جاتے اور نامعلوم مقام پر منتقل کر دیتے۔ چونکہ نسرین حسن شپ سے ہی

فرار ہو گئی تھی اس لئے سوگان نے ڈاکٹر عبدالحسن کو بے ہوشی کی
حالت میں مخصوص جگہ پہنچایا اور پھر ان کا کام ختم ہو گیا۔ یہاں میں
آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ سوگان کو بھی یہ کام کرنے کے لئے
سائرل نے فون پر ہائر کیا تھا اور اس کام کے لئے سوگان کے
اکاؤنٹ میں پچاس کروڑ ڈالر ٹرانسفر کئے گئے تھے۔ کام مکمل ہونے
کے بعد انہیں مزید اتنا ہی معاوضہ ملنے والا تھا لیکن چونکہ سوگان
ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی دونوں کو مخصوص مقام پر نہ پہنچا سکا تھا
اس لئے اس کے اکاؤنٹ میں مزید معاوضہ ٹرانسفر نہ کیا گیا
تھا''...... ٹرومین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو کیا یہ سب تمہیں سوگان کے چیف نے بتایا ہے''...... عمران
نے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ کا اندازہ صحیح ہے۔ سوگان کا چیف جس کا نام
ایلن ہے اس نے ہی مجھے یہ سب بتایا ہے۔ میں گریٹ لینڈ میں
اسی سے ملنے آیا تھا۔ باتوں باتوں میں اس کے سامنے آپ کا ذکر
ہوا اور پھر میں نے اسے پاکیشیا میں لڑکی پر ہونے والے حملے کے
بارے میں بتایا تو اس نے مجھ سے اس لڑکی کی تصویر دیکھنے کی
خواہش کی جس کی تصویر میں نے ایلس سے حاصل کر لی تھی۔ اس
لڑکی کی تصویر دیکھتے ہی اس نے مجھے یہ ساری باتیں بتا دی تھیں''۔
ٹرومین نے جواب دیا۔

''اور کیا بتایا ہے تمہارے کرمنل دوست نے تمہیں اس لڑکی کے

بارے میں۔ کیا اس نے یہ بتایا ہے کہ اسے اس بات کا کیسے علم ہوا
کہ لڑکی شپ سے فرار ہونے کے بعد ماہی گیروں کے ہاتھ کیسے لگی
کس ہسپتال میں ایڈمٹ ہوئی اور پھر وہاں سے فرار ہو کر مختلف
ممالک کا سفر کرتے ہوئے پاکیشیا کیسے پہنچ گئی''...... عمران نے کہا۔

''لڑکی کو تلاش کرنے کے سائرل نے اسے بھی احکامات دیئے
تھے۔ اس نے ہر طرف لڑکی کی تلاش شروع کر دی تھی۔ سالام سے
اسے بے ہوشی کی حالت میں ملنے والی ایک لڑکی کی خبر ملی تو اس
نے اپنی ساری توجہ اس کی طرف مبذول کر لی اور پھر جب اس
نے لڑکی کے بارے میں تفصیلات حاصل کیں تو اسے پتہ چل گیا
کہ یہ وہی لڑکی ہے جو شپ سے فرار ہوئی تھی۔ اس کے بعد اس
نے مسلسل اس لڑکی کو ٹریس کرنا شروع کر دیا۔ لڑکی کے بارے میں
اسے مسلسل اطلاعات مل رہی تھیں۔ وہ کس ملک میں گئی کہاں ٹھہری
اور پھر کس طرح سے پاکیشیا پہنچی۔ جب لڑکی پاکیشیا پہنچ گئی تو وہ
غائب ہو گئی۔ لاکھ کوشش کے باوجود بھی ساگان کے آدمی اسے
ٹریس نہ کر سکے۔ ان کا خیال تھا کہ لڑکی پاکیشیا سے بھی فرار ہو چکی
ہے اور کسی اور ملک میں منتقل ہو چکی ہے۔ لیکن انہیں اس بارے
میں کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ پاکیشیا سے نکلنے کے لئے نسرین حسن
نے کون سا میک اپ کیا ہے اور کس نام کی دستاویزات ہیں۔ اس
لئے سوگان نے سائرل کے فون کرنے پر اپنی ناکامی کی اطلاع
دے دی۔ اس کے بعد سائرل نے اس لڑکی کو نجانے کیسے ٹریس کیا

اور پھر اس کے پیچھے بلیو سرکل کو لگا دیا جس نے اس لڑکی کے لئے اپنے آدمی پھیلا دیئے اور پھر نسرین حسن اپنی غلطی کی وجہ سے ماسٹر شوگی کی نظروں میں آ کر گولیوں کا شکار بن گئی“...... ٹرومین نے کہا۔

”تو کیا سائرل نے تمہارے دوست ایلن کو بھی فون پر ہی ہائر کیا تھا“...... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ سائرل نے ایلن کو بھاری معاوضہ دینے کے ساتھ ساتھ اسے مکمل طور پر تباہ کرنے اور اسے ہلاک کرنے کی دھمکی بھی دی تھی۔ اس کا کہنا تھا کہ اگر اس نے کام کر دیا تو اسے بھرپور معاوضہ دیا جائے گا اور اگر وہ کام نہ کر سکا تو پھر اسے اپنی تنظیم کی تباہی اور اپنی ہلاکت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چونکہ گریٹ لینڈ میں سائرل کی دہشت کے بادل چھائے ہوئے ہیں اس لئے ایلن کے پاس اس کی بات مان لینے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا“...... ٹرومین نے کہا۔

”کیا تم اس وقت ایلن کے پاس موجود ہو“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں ہوٹل میں ہوں۔ اس سے ملنے کے بعد ابھی لوٹا ہوں اور میں نے پہلی فرصت میں آپ کو کال کر کے یہ سب بتانا ضروری سمجھا تھا“...... ٹرومین نے کہا۔

”تمہارا شکریہ کہ تم نے میرے لئے اتنا سب کچھ کیا۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ تم مجھے اس ایلن کا فون نمبر دو اور اسے فون کر کے بتاؤ

کہ وہ مجھے اس معاملے میں مکمل تفصیلات فراہم کرے“...... عمران نے کہا۔

”اس نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔ آپ اگر خود اس سے بات کرنا چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔ میں اسے کال کر دیتا ہوں۔ آپ اس کا فون نمبر نوٹ کر لیں“...... ٹرومین نے کہا۔

”تمہیں اس نے جو بتایا ہے ہوسکتا ہے ان میں کچھ باتیں ایسی ہوں جو وہ تمہیں نہ بتا سکا ہو۔ میں اسے مکمل طور پر کریدنا چاہتا ہوں۔ یہ معاملہ ایک پاکیشیائی سائنس دان کا ہے۔ اس لئے میرا اس سے رابطہ ضروری ہے اگر تمہیں اعتراض نہ ہو تو“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس سلسلے میں اگر آپ کو میرے تعاون کی کسی وقت بھی ضرورت ہو تو میں حاضر ہوں“...... ٹرومین نے صاف گوئی سے کہا اور پھر اس نے عمران کو ایلن کا فون نمبر بتا دیا۔

”آپ اسے دس منٹ بعد کال کریں تب تک میں اسے کال کر کے آپ کے بارے میں بتا دیتا ہوں اور اسے ہدایات دے دیتا ہوں کہ وہ آپ سے کچھ نہ چھپائے ورنہ آپ اس کے لئے سائرل سے بھی زیادہ تباہ کن ثابت ہو سکتے ہیں“...... ٹرومین نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”بے فکر رہو۔ میں بم ضرور ہوں۔ ایٹم بم نہیں جو کسی کے لئے

انتہائی حد تک تباہ کن ثابت ہو سکتا ہوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف ٹرومین بھی ہنس پڑا۔

''میرے لئے تو آپ ہائیڈروجن بم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایٹم بم سے ہونے والی تباہی تو مخصوص اور محدود حد تک ہوتی ہے لیکن ہائیڈروجن کی تباہی لامحدود حد تک ہوتی ہے جس کی زد سے مجھ جیسا انسان بھی نہیں بچ سکتا''...... ٹرومین نے کہا تو اس کے خوبصورت جواب پر عمران بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''تو تم مجھے عمران کی بجائے ہائیڈروجن بم کہہ لیا کرو اور کچھ نہیں تو تم پر میرا رعب ہی پڑا رہے گا''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو ٹرومین ہنسنا شروع ہو گیا۔

''سوچ لیں۔ اگر میں نے آپ کو ہائیڈروجن بم کا نام دیا تو پوری دنیا کے ایجنٹ آپ کو حاصل کرنے کے لئے دوڑ پڑیں گے تاکہ ان کے ملک کا نام سپر پاور ممالک کی فہرست میں سرفہرست آ جائے''...... ٹرومین نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ارے باپ رے.. اگر ایسا ہوا تو پھر مجھے کسی ایسی جگہ قید کر دیا جائے گا جہاں مجھے آکسیجن بھی نہ ملے گی اور میں کنوارا ہی اس دنیا سے سدھار جاؤں گا''...... عمران نے کہا تو ٹرومین کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اچھا۔ اب آپ فون بند کریں تاکہ میں ایلن کو کال کر سکوں''...... دوسری طرف سے ٹرومین نے کہا۔

''اسے میرے پرنس آف ڈھمپ کا حوالہ دینا۔ گڈ بائی''۔ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ بلیک زیرو عمران سے کچھ پوچھتا عمران نے کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ سر داور سے بات کرائیں''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''ایک منٹ ہولڈ کریں پلیز''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر رسیور سائیڈ پر رکھنے کی آواز سنائی دی۔

''داور بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے سر داور کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''شکر ہے آپ خیریت سے ہیں۔ مجھے تو ہر دم آپ کی ہی فکر رہتی ہے''...... سلام و دعا کے بعد عمران نے کہا۔

''ارے۔ کیا ہوا ہے مجھے جو تمہیں میری فکر ہو رہی ہے''۔ سر داور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ بزرگوار ہیں۔ مجھے ڈر رہتا ہے کہ اس عمر میں اگر آپ پھسل گئے تو میں آپ کو کہاں ڈھونڈتا پھروں گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم۔ واقعی شیطان ہو۔ اچھے بھلے سنجیدہ انداز میں بات کرتے

کرتے یکلخت پٹڑی بدل جاتے ہو۔ یہ میری عمر ہے پھسل جانے کی۔ نانسنس''...... دوسری طرف سے سرداور نے ہنستے ہوئے کہا۔

''نوجوانی میں تو پیر سنبھالے جا سکتے ہیں لیکن بڑھاپے میں جب کمزوری غالب آ جائے تو پھر پھسل جانے کا زیادہ ڈر ہوتا ہے چاہے باتھ روم میں پھسلا جائے یا کہیں اور''...... عمران نے جواب دیا تو سرداور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''اچھا بتاؤ کس لئے فون کیا ہے۔ میں ایک ضروری کام میں مصروف تھا۔ اگر تم نے ہنسی مذاق ہی کرنا ہے تو میں پہلے کام کر لوں پھر تم سے دوبارہ بات کر لوں گا''...... سرداور نے کہا۔

''یہ بتائیں کہ آپ کسی ڈاکٹر عبدالحسن کو جانتے ہیں جن کی ایک صاحبزادی بھی ہیں جس کا نام نسرین حسن ہے''...... عمران نے کہا۔

''ڈاکٹر عبدالحسن، نسرین حسن۔ کیا مطلب۔ یہ نام تمہیں کیسے معلوم ہوئے''...... دوسری طرف سے سرداور نے چونکتے ہوئے کہا تو عمران بھی چونک پڑا۔ سر داور کے بات کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ان دونوں ناموں سے بخوبی واقف ہوں۔

''ظاہر ہے جس ڈاکٹر کی جوان اور حسین بیٹی ہو اس کے بارے میں مجھ جیسے کنوارے کو علم نہیں ہو گا تو اور کسے ہو گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سر داور بے اختیار ہنس پڑے۔

''تم شریر آدمی ہو۔ لیکن مجھے بتاؤ کہ تم ان دونوں کو کیسے جانتے ہو۔ ان دونوں کو تو حکومت نے انتہائی خفیہ رکھا ہوا ہے۔ اس قدر

خفیہ کے ان کے بارے میں صدر مملکت، پرائم منسٹر، میرے اور چند اعلیٰ حکام کے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ یہ پاکیشیا میں ہیں بھی یا نہیں''...... سرداور نے کہا تو عمران کے چہرے پر سچ مچ حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔

''کیا مطلب۔ کیا یہ اتنے ہی اہم لوگ ہیں کہ انہیں اس قدر خفیہ رکھا گیا ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم ان کی اہمیت کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ ڈاکٹر عبدالحسن وقت حاضر کے سب سے بڑے موجد ہیں۔ جنہوں نے ایک ایسا فارمولا بنایا ہے جس کے مکمل ہوتے ہی پوری دنیا میں تہلکہ مچ جائے گا اور پاکیشیا حقیقتاً ناقابل تسخیر بن جائے گا پھر پاکیشیا پر حملہ کرنا یا اسے تسخیر کرنا ناممکن ہو جائے گا اور پاکیشیا کا نام سپر پاور ملکوں کی ٹاپ لسٹ میں سرفہرست ہو گا''...... سرداور نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ایسا کون سا فارمولا تیار کیا ہے ڈاکٹر عبدالحسن نے جو پاکیشیا اس حد تک ناقابل تسخیر ملک بن جائے گا کہ اس کا نام سپر پاور ممالک کی لسٹ کے ٹاپ پر آ جائے اور یہ ڈاکٹر عبدالحسن صاحب ہیں کون۔ میں نے تو آج تک ان کا نام بھی نہیں سنا ہے کیا یہ واقعی پاکیشیائی سائنس دان ہیں یا کسی اور ملک سے شفٹ ہو کر یہاں آئے ہیں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا دوسرا اندازہ درست ہے۔ یہ پاکیشیائی نژاد گریٹ لینڈ

کے سائنس دان ہیں جو دو سال پہلے گریٹ لینڈ سے پاکیشیا شفٹ ہوئے تھے لیکن انتہائی خفیہ طور پر۔ بہرحال میں تمہیں یہ سب کچھ فون پر نہیں بتا سکتا ہوں۔ میں دو گھنٹوں بعد لیبارٹری سے اپنی رہائش گاہ جا رہا ہوں۔ اگر تمہیں ڈاکٹر عبدالحسن اور ان کی بیٹی نسرین حسن کے بارے میں جاننا ہے تو میری رہائش گاہ میں آ جاؤ۔ میں تمہیں ان کے بارے میں سب کچھ بتا دوں گا اور تم بھی مجھے بتا دینا کہ تمہیں ان کے بارے میں کیسے معلوم ہوا ہے اور تم ان کے بارے میں اور کیا جانتے ہو۔ اللہ حافظ''...... دوسری طرف سے سر داور نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا انہوں نے رابطہ ختم کر دیا۔

''حیرت ہے۔ سر داور کی باتوں نے تو مجھے حیران کر دیا ہے۔ ڈاکٹر عبدالحسن پاکیشیائی نژاد گریٹ لینڈ کے سائنس دان ہیں جو دو سال پہلے یہاں آئے تھے اور کوئی فارمولا ایجاد کر رہے تھے جس کے لئے حکومت نے انہیں انتہائی خفیہ طور پر یہاں منتقل کیا اور انہیں مسلسل خفیہ طور پر چھپا کر رکھا ہوا ہے اور اس کے بارے میں ہمیں کچھ علم ہی نہیں ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''شاید اس فارمولے کو حکومت ٹاپ سیکرٹ رکھنا چاہتی ہو اسی لئے ہمیں بھی اس بات سے لاعلم رکھا گیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''معاملہ جو بھی ہو اس کے بارے میں بہرحال ہمیں بتانا چاہئے تھا کیونکہ ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کی سیکورٹی کا معاملہ تھا۔ یہ سیکورٹی کا غیر ذمہ دارانہ فعل ہے کہ گریٹ لینڈ کی مجرم تنظیم کے دو آدمی نہ صرف وہاں پہنچ گئے بلکہ انہوں نے ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کو اغوا کیا اور تابوتوں میں ڈال کر یہاں سے نکال کر لے جانے میں بھی کامیاب ہو گئے اور مجھے سر داور کی معلومات پر حیرت ہو رہی ہے۔ وہ تو اس انداز میں بات کر رہے تھے جیسے انہیں اس بات کا علم ہی نہ ہو کہ ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کے ساتھ کیا ہوا ہے۔ وہ خفیہ مقام پر موجود بھی ہیں یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ واقعی یہ حیران کن بات ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''مجھے سر داور سے ملنا بھی پڑے گا اور اس خفیہ مقام کو جا کر چیک بھی کرنا پڑے گا کہ آخر وہاں ہوا کیا تھا اور ان کی گمشدگی کا سر داور اور اعلیٰ حکام کو علم کیوں نہیں ہے جبکہ ڈاکٹر عبدالحسن کو اغوا ہوئے کئی روز ہو چکے ہیں''...... عمران نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''سر سلطان سے بات کر لیں ہو سکتا ہے کہ وہ اس معاملے سے آگاہ ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ اگر سر سلطان کو اس واقعے کے بارے میں معلوم ہوتا تو وہ کم از کم مجھے ضرور بتا دیتے۔ ڈاکٹر عبدالحسن کی حیرت انگیز ایجاد کے بارے میں جس انداز میں سر داور نے بات کی ہے وہ

معمولی نہیں ہے۔ اگر واقعی ان کی ایجاد ملک کو ناقابل تسخیر بنا سکتی تھی تو ڈاکٹر عبدالحسن کی اس طرح سے گمشدگی سے پاکیشیا میں طوفان مچ جاتا لیکن یہاں تو مکمل طور پر خاموشی چھائی ہوئی ہے اب اس پراسرار خاموشی کا راز تب ہی کھلے گا جب میں سرداور سے ملوں گا اور اس مقام کا جائزہ لوں گا جہاں ڈاکٹر عبدالحسن کو رکھا گیا تھا''۔ عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا تھا۔ دس پندرہ منٹ گزرنے کے بعد اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ملتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''گریٹ لینڈ کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر بتائیں''...... عمران نے کہا تو اسے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے دوسری بار کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی کے پھر گریٹ لینڈ اور دارالحکومت کے رابطہ نمبر پریس کرنے کے بعد وہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے جو اسے ٹرومین نے بتائے تھے۔

''ساگان کلب''...... رابطہ ملتے ہی ایک چیختی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ ایلن سے بات کراؤ''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں پلیز''...... دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم

لہجے میں کہا گیا۔ شاید اس پر عمران کے سخت لہجے اور پرنس ہونے کا رعب پڑ گیا تھا۔

''ایلن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک کرخت اور سرد آواز سنائی دی۔

''پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں پاکیشیا سے۔ حوالے کے لئے ٹرومین''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ ہاں۔ مجھے ابھی کچھ دیر پہلے ٹرومین کا فون آیا تھا۔ بتائیں میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''...... دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

''اگر میں گریٹ لینڈ میں ہوتا تو تم سے اپنے سر پر تیل کی مالش کرا لیتا لیکن افسوس کہ ابھی ایسا کوئی سائنسی آلہ ایجاد نہیں ہوا ہے کہ تم گریٹ لینڈ سے بیٹھے بیٹھے میرے سر پر تیل کی مالش کر سکو''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا دیا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''کچھ نہیں۔ ٹرومین نے تمہیں بتا دیا ہو گا کہ میں تم سے کس سلسلے میں بات کرنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ اس نے کہا ہے کہ تم ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کے بارے میں مجھ سے تفصیلی بات کرنا چاہتے ہو''...... ایلن نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

"تفصیل مجھے ٹرومین نے بتا دی ہے۔ میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم نے اپنے آدمیوں کے ذریعے پاکیشیا میں ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی نسرین حسن کو کیسے ٹریس کیا تھا۔ میری معلومات کے مطابق ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی ایک خفیہ مقام پر اور سخت سیکورٹی کے حصار میں موجود تھے۔ تمہارے آدمی وہاں کیسے پہنچے اور پھر وہ انہیں سیکورٹی حصار میں موجودگی کے باوجود کیسے نکال کر لے گئے۔ میں پوری تفصیل جاننا چاہتا ہوں"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"میرے آدمیوں کو ان دونوں کی رہائش گاہ کا پتہ اتفاق سے معلوم ہوا تھا"...... دوسری طرف سے ایلن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں اس اتفاق کی پوری تفصیل جاننا چاہتا ہوں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

میرے دو ساتھی جن کے نام مارسن اور جیمز ہیں انہوں نے ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی نسرین حسن کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے مقامی اور غیر ملکی معلومات فراہم کرنے والی ایجنسیوں سے رابطہ کیا تھا۔ غیر ملکی معلومات فراہم کرنے والی ایجنسیوں سے تو انہیں کچھ معلوم نہیں ہوا تھا لیکن پاکیشیا میں ایک کلب ہے جس کا نام رین بو کلب ہے۔ وہ دونوں اس کلب میں

بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ان کے قریب دوسری میز پر ایک اور آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ میرے آدمی ڈچ میں بات کر رہے تھے۔ اس کلب میں موجود چونکہ تم افراد مقامی تھے اس لئے میرے آدمیوں کو یقین تھا کہ وہاں ڈچ زبان جاننے والا کوئی نہیں ہے اس لئے وہ کھل کر باتیں کر رہے تھے۔ ان کی باتوں کے دوران جو آدمی ان کی میز کے قریب بیٹھا ہوا تھا وہ اچانک اٹھ کر ان کے قریب آ گیا اور اس نے ان سے ڈچ میں کہا کہ وہ اس سلسلے میں ان کی مدد کر سکتا ہے تو میرے ساتھی چونک پڑے۔ انہیں اس بات کی پریشانی لاحق ہو گئی تھی کہ ان کے پاس جو آدمی آیا تھا شکل وصورت سے وہ ان پڑھ اور عام سا مقامی آدمی لگتا تھا ڈچ کیسے جانتا تھا۔ اس کے ڈچ جاننے کا مطلب واضح تھا کہ اس نے ان کی ساری باتیں سن لی ہیں جو ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کو تلاش کرنے اور انہیں اغوا کر کے لے جانے کے متعلق ہی تھیں۔ میرے ساتھیوں نے اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ وہ آدمی بلا نوش معلوم ہوتا تھا۔ میرے ساتھیوں نے اس کے لئے شراب کی دو بوتلیں منگوا لیں۔ وہ آدمی چند منٹوں میں دونوں بوتلیں خالی کر لیا۔ اس نے میرے ساتھیوں سے کہا کہ اگر وہ اسے ایک لاکھ ڈالر دیں تو وہ نہ صرف انہیں ڈاکٹر عبدالحسن کی رہائش گاہ تک پہنچا سکتا ہے بلکہ ان دونوں کو اغوا کرانے میں بھی ان کی مدد کر سکتا ہے۔ وہ چونکہ ڈچ جانتا تھا اور ان کی ساری باتیں سن چکا تھا اس لئے میرے آدمیوں کے پاس

اس پر اعتماد کرنے کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ میرے آدمی اسے لے کر اپنی رہائش گاہ پر آ گئے۔ تب اس آدمی نے انہیں بتایا کہ وہ اسی خفیہ رہائش گاہ میں کام کرتا ہے جہاں پر ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی نسرین حسن کو رکھا گیا ہے۔ اس نے بتایا کہ وہ رہائش گاہ کا سیکورٹی گارڈ تھا جس کی ڈیوٹی رہائش گاہ کے اندر تھی۔ اسے وہاں رکھا تو سیکورٹی گارڈ کے تحت گیا تھا لیکن ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی اس سے عام نوکروں جیسا کام لیتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ہر وقت اسے ڈانٹتی ڈپٹتی رہتی تھی۔ اس کے کہنے کے مطابق نجانے نسرین حسن کو اس پر کس بات کا غصہ تھا کہ وہ اس سے انتہائی نفرت انگیز انداز میں بات کرتی تھی اور اسے بے عزت کرنے کا کوئی موقع نہ جانے دیتی تھی۔ جس سے وہ سخت نالاں تھا''۔ دوسری طرف سے ایلن نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ۔ اس سیکورٹی گارڈ کا نام کیا ہے''...... عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''اس سیکورٹی گارڈ کا نام جواد نذیر تھا''...... ایلن نے جواب دیا تو عمران چونک پڑا۔

''تھا سے مطلب اب وہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ کام پورا ہونے کے بعد جیمز نے اسے گولی مار دی تھی کیونکہ اس کی ڈیمانڈ روز بروز بڑھتی جا رہی تھی۔ ایک لاکھ سے بات شروع ہوئی تھی اور دس لاکھ ڈالر تک جا پہنچی تھی اور اس نے

مہنگی ترین شراب پینے کے ساتھ ساتھ میرے ساتھیوں کو بھی بری طرح سے زچ کرنا شروع کر دیا تھا۔ میرے آدمیوں نے اسے کام کی وجہ سے برداشت کیا تھا اور جب کام پورا ہو گیا تو انہوں نے اسے گولی مار دی تھی''...... ایلن نے کہا تو عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''اوکے۔ آگے کی تفصیل بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

''میرے آدمیوں نے جواد نذیر سے دوستی کر لی اور اس کی ہر ضروریات پوری کرنے لگے۔ جواد نذیر نے میرے آدمیوں کو بتایا کہ ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کو دارالحکومت سے دور ایک ویران علاقے میں رکھا گیا ہے جہاں سیکورٹی کا سخت حصار ہے۔ عمارت کے اندر اور باہر ہر طرف پہرہ ہے اور یہ پہرہ اس قدر سخت ہے کہ سیکورٹی کی نظروں میں آئے بغیر اس عمارت میں ایک پرندہ بھی نہیں گھس سکتا ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ عمارت باہر سے بظاہر ویران کھنڈر دکھائی دیتی ہے لیکن اندر سے اسے انتہائی شاندار اور جدید طرز پر بنایا گیا ہے۔ عمارت کے تہہ خانے میں ایک عظیم الشان لیبارٹری بھی موجود ہے جہاں ڈاکٹر عبدالحسن باقاعدہ کام کرتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی اس عمارت کے اندر ہی رہتے ہیں۔ اگر انہیں عمارت کے باہر آنا ہو تو وہ باقاعدہ میک اپ کر کے عمارت کے مین راستے سے نکلنے کی بجائے ایک خفیہ سرنگ کے راستے باہر آتے تھے۔ وہاں سے وہ شہر میں آ کر وہ اپنا نجی کام

کرتے تھے اور پھر اسی خفیہ راستے سے واپس لوٹ جاتے تھے اور
کسی کے کانوں کان خبر نہ ہوتی تھی۔ اس خفیہ راستے کے بارے
میں بتایا گیا کہ وہ وہاں سے کافی دور ایک پہاڑی علاقے میں
موجود ہے جو ایک عام سے مکان کے اندر تہہ خانے میں بنایا گیا
ہے بظاہر اس مکان میں ایک چھوٹا سا غریب خاندان رہتا ہے۔
جواد نذیر نے میرے آدمیوں کو وہ مکان بھی دکھایا اور پھر ایک
رات میرے آدمی جواد نذید کے ہمراہ اس مکان میں پہنچ گئے۔ اندر
داخل ہونے سے پہلے انہوں نے خاندان کے تمام افراد کو گیس
کیپسول سے بے ہوش کیا اور پھر اس خفیہ سرنگ میں داخل ہو گئے
جسے اوپن اور کلوز کرنے کے بارے میں جواد نذیر جانتا تھا کیونکہ وہ
بھی کئی بار ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن کے ہمراہ اس راستے
سے آ جا چکا تھا۔ اس راستے سے وہ سرنگ میں پہنچے اور پھر سرنگ
میں داخل ہونے کے بعد وہ ڈاکٹر عبدالحسن کی خفیہ رہائش گاہ تک
پہنچ گئے۔ سرنگ چونکہ خفیہ تھی اس لئے وہاں حفاظت کا کوئی انتظام
نہ کیا گیا تھا۔ بہرحال میرے آدمیوں نے وہاں پہنچ کر گیس بم کے
ذریعے تمام افراد کو بے ہوش کیا اور پھر وہ عمارت میں گھس گئے اور
وہاں سے ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کو جو بے ہوش ہو چکے تھے
اسی راستے سے باہر نکال لائے۔ ان کی اس کارروائی کے بارے
میں باہر موجود سیکورٹی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی تھی اس لئے یہ سارا
کام بغیر کسی رکاوٹ کے ہو گیا اور پھر میرے آدمیوں نے جواد نذیر

کو گولی مار کر ہلاک کر کے اسی خفیہ سرنگ میں پھینکا اور ان دونوں
کو لے کر وہاں سے نکل گئے۔ اس کے بعد ان کے لئے بھلا ان
دونوں کو ملک سے باہر لانا کیا مشکل ہو سکتا تھا۔ انہوں نے دونوں
کو طویل مدت کی بے ہوشی کے انجکشن لگائے اور انہیں تابوتوں میں
بند کر دیا۔ تابوتوں میں ان کے چہروں پر ماسک لگا دیئے گئے تھے
اور اندر آکسیجن سلنڈر بھی رکھ دیئے گئے تھے تا کہ وہ ہلاک نہ ہو
جائیں''...... ایلن نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''جب ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی گریٹ لینڈ پہنچ گئے تو تم
نے انہیں کہاں رکھا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''یہاں میرے بے شمار خفیہ ٹھکانے ہیں ان میں سے ایک
ٹھکانے پر رکھا تھا میں نے''...... ایلن نے کہا۔

''کیا اس وقت وہ دونوں ہوش میں تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ سائرل نے کہا تھا کہ جب تک وہ اس تک نہیں پہنچ
جاتے اس وقت تک ہم انہیں لیکوئڈ غذائیں دیں اور انہیں مسلسل
بے ہوش رکھیں اور ہم ایسا ہی کر رہے تھے۔ اس دوران انہیں ایک
بار بھی ہوش نہ آیا تھا''...... ایلن نے کہا۔

''تو پھر شپ میں لڑکی کو کیسے ہوش آ گیا اور وہ فرار کیسے ہو
گئی''...... عمران نے کہا۔

''ایسا میرے آدمیوں کی غیر ذمہ داری کی وجہ سے ہوا تھا چونکہ
ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کو ہر صورت زندہ رکھنے کا کہا گیا تھا

اس لئے ہم انہیں ہر پانچ گھنٹوں بعد بے ہوشی کا ہلکا ڈوز دیتے تھے تاکہ ان کے جسمانی اور خاص طور پر ذہنی نظام کو کوئی نقصان نہ ہو لیکن میرے آدمیوں نے شپ میں لاپرواہی برتی اور آٹھ گھنٹوں تک انہیں بے ہوشی کے انجکشن نہ لگائے۔ اس دوران ظاہر ہے ان کا ہوش میں آ جانا قدرتی امر تھا اور پھر میرے آدمیوں نے دوسری بڑی غلطی یہ کی کہ انہیں بے ہوش سمجھ کر ان کی حفاظت اور نگرانی نہ کی تھی۔ انہیں کیبنوں میں بغیر ہاتھ پاؤں باندھے ڈال دیا گیا تھا اور کیبنوں کے دروازے بھی بند نہ کئے گئے تھے۔ اس لئے جیسے ہی لڑکی کو ہوش آیا اس کے لئے سارے راستے کلیئر تھے وہ اٹھی۔ حالات کا جائزہ لیا اور پھر وہ سمندر میں کود گئی“...... ایلن نے جواب دیا۔

”اگر ان کے لئے جہاز سے نکلنا اتنا ہی آسان تھا تو پھر وہ اکیلی وہاں سے کیوں نکلی تھی۔ اپنے باپ کو ساتھ کیوں نہیں لے گئی“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انہیں جب سے پاکیشیا سے لایا گیا تھا ایک بار بھی ہوش میں نہ آنے دیا گیا تھا اور پھر شپ میں انہیں الگ الگ کیبنوں میں رکھا گیا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ اسے اس بات کا علم ہی نہ ہو کہ وہ جس شپ میں موجود ہے اس شپ میں اس کا باپ بھی موجود ہے“۔ ایلن نے کہا تو عمران نے سمجھ جانے والے انداز میں اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہاں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ یہی سمجھ رہی ہو کہ صرف اسے ہی اغوا کیا گیا ہے۔ اس لئے اس نے فرار ہونے میں دیر نہ لگائی اور اس بات کی بھی پرواہ نہیں کی کہ اس وقت شپ سمندر کے انتہائی طوفانی راستے سے گزر رہا ہے اس نے بلا سوچے سمجھے چھلانگ لگا دی“۔ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ایسا ہی ہوا تھا“...... ایلن نے کہا۔

”لڑکی کے فرار ہونے کا جب سائرل کو علم ہوا تو کیا اس نے تم سے رابطہ کیا تھا“...... عمران نے پوچھا۔

”ہاں۔ جب میرے آدمیوں نے ڈاکٹر عبدالحسن کو کوشالا کے خفیہ مقام پر پہنچایا اور سائرل کے آدمی اسے وہاں سے لے گئے تب سائرل نے مجھ سے فون پر رابطہ کیا تھا اور لڑکی کے بارے میں سخت باز پرس کی تھی اور اسے پھر سے ڈھونڈھنے اور اس تک پہنچانے کا حکم دیا تھا“...... ایلن نے کہا۔

”کیا واقعی یہ سچ ہے کہ دوسری تنظیموں کے ساتھ ساتھ تم بھی نہیں جانتے کہ سائرل کون ہے اور کس ملک کے لئے کام کرتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ سائرل ایک آواز ہے جسے ہر کوئی سنتا ضرور ہے لیکن فون پر یا پھر ٹرانسمیٹر پر۔ نجانے سائرل ہم جیسے افراد کے فون نمبر اور ٹرانسمیٹر فریکوئنسی کہاں سے حاصل کر لیتا ہے۔ اس کا حکم نہ ماننے کا مطلب تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہے اس لئے وہ

جسے بھی کال کرتا ہے اسے اس کا کام ہر صورت میں کرنا پڑتا ہے''...... ایلن نے جواب دیا۔

''تو کیا سائرل اس بات پر غصہ نہیں کرتا کہ تم نے اس کے لئے جو کام کیا ہے وہ راز رکھو''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ اس نے ایسا کبھی کوئی حکم نہیں دیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو میں ٹرومین کو کچھ نہ بتاتا اور نہ ہی تمہیں مکمل تفصیل سے آگاہ کرتا''...... ایلن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ اس سیکورٹی گارڈ جس کا نام تم نے جواد نذیر بتایا ہے اس نے تمہارے آدمیوں کا صرف رقم حاصل کرنے کے لئے ہی ساتھ دیا تھا یا اس کا کوئی اور بھی مقصد تھا''...... عمران نے کہا۔

''میں نے بتایا ہے نا کہ ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن اس کی بات بات پر بے عزتی کرتی تھی اور اس سے اپنے جوتے تک بھی صاف کراتی تھی جس کا اسے بے حد غصہ تھا اور پھر ایک روز نسرین حسن نے اسے لیٹ آنے کی سزا دیتے ہوئے نوکری سے نکال دیا۔ جواد نذیر اس کے سامنے بہت رویا گڑگڑایا اور اسے نوکری سے نہ نکالنے کا کہا لیکن نسرین حسن بے حد غصے میں تھی اس نے اسے زبردستی وہاں سے نکلوا دیا۔ جواد نذیر اکیلا رہتا تھا اور غریب آدمی تھا جس کا گزارہ اسی تنخواہ سے ہوتا تھا۔ نوکری سے نکلنے کے بعد اس نے جگہ جگہ نوکری تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن

اسے نوکری نہ ملی۔ پھر کچھ عرصہ بعد اسے اسی کلب میں نوکری ملی جہاں اسے میرے آدمی ملے تھے۔ وہ کلب سے جو تنخواہ لیتا اسے شراب نوشی میں اُڑا دیتا تھا''...... ایلن نے جواب دیا۔

''حیرت ہے۔ اس قدر پڑھا لکھا آدمی جسے ڈچ زبان پر بھی عبور حاصل تھا ایک سیکورٹی گارڈ کی نوکری کیوں کر رہا تھا اور پھر اسے دوبارہ کوئی اچھی نوکری کیوں نہیں ملی''...... عمران نے کہا۔

''اس بات کا جواب میرے پاس نہیں ہے''...... ایلن نے کہا۔

''اوکے تم نے تعاون کیا اس کے لئے شکریہ۔ اگر ضرورت پڑی تو میں تم سے پھر رابطہ کروں گا اور تم بے فکر رہو۔ اس معاملے میں تمہارا نام نہیں آئے گا''...... عمران نے کہا۔

''ارے ارے۔ ٹرومین نے تو کہا تھا کہ پرنس آف ڈھمپ بڑے دل کا آدمی ہے۔ اگر میں اسے معلومات فراہم کر دوں گا تو وہ مجھے ان معلومات کا بھرپور معاوضہ ادا کرے گا اور تم صرف شکریہ پر ٹرخا رہے ہو''...... دوسری طرف سے ایلن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''اب سمجھا۔ تم نے یہ سب کچھ ٹرومین کے کہنے پر نہیں بلکہ معاوضہ کے لئے کیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اور نہیں تو کیا۔ ورنہ اپنے آدمیوں اور اپنی خفیہ تنظیم کے بارے میں بلاوجہ کوئی ایسی تفصیل بتاتا ہے''...... ایلن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اپنا اکاؤنٹ نمبر بتاؤ۔ میں ابھی تمہارے اکاؤنٹ

میں دس ہزار ڈالر ٹرانسفر کر دیتا ہوں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’نام کا پرنس اور صرف دس ہزار ڈالر۔ نانسنس‘‘...... ایلن نے منہ بنا کر کہا تو عمران ہنس پڑا۔

’’او کے۔ ایک لاکھ ڈالر کافی ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’اوہ اوہ۔ تم واقعی پرنس ہو۔ بڑے دل والے۔ ٹرومین نے غلط نہیں کہا تھا۔ تھینک یو پرنس۔ رئیلی تھینک یو۔ میں ابھی تمہیں اپنا اکاؤنٹ نمبر بتاتا ہوں‘‘...... دوسری طرف سے ایلن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے ایک لاکھ ڈالر کا سن کر اس کی باچھیں پھیل گئی ہوں۔ عمران اور بلیک زیرو مسکرا رہے تھے۔ ایلن نے عمران کو اپنا اکاؤنٹ نمبر بتایا اور عمران نے ایک بار پھر اس کا شکریہ ادا کیا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

’’تو معاملہ اتنا بھی سیدھا نہیں ہے جتنا ہم سمجھ رہے تھے‘‘۔ عمران نے رسیور رکھ کر طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

’’جی ہاں۔ اور حیرت تو یہ ہے کہ اتنا سب کچھ ہو گیا اس کے باوجود ابھی تک خاموشی چھائی ہوئی ہے اور سرداور کو بھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ جس ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کو ساری دنیا سے خفیہ رکھا جا رہا تھا اب وہ وہاں موجود نہیں ہیں‘‘...... بلیک زیرو نے کہا۔

’’اس بات کا جواب تو وہ خود دیں گے جب میں ان سے ملنے ان کی رہائش گاہ جاؤں گا‘‘...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔ اسی

لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

’’ایکسٹو‘‘...... عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

’’صفدر بول رہا ہوں چیف‘‘...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

’’یس۔ کیوں فون کیا ہے‘‘...... عمران نے سرد آواز میں کہا۔

’’چیف۔ میری ابھی ابھی ڈاکٹر صدیقی سے بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ اس لڑکی کو ہوش آ گیا ہے جسے مس جولیا کے ساتھ گولیاں ماری گئی تھیں‘‘...... صفدر نے جواب دیا تو اس کی بات سن کر عمران اچھل پڑا۔

’’اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں ابھی عمران کو وہاں بھیجتا ہوں‘‘۔ عمران نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

’’اب پتہ چلے گا اس ساری کہانی کے پیچھے آخر ہے کیا‘‘۔ عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑا اور آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے اونچی پشت والی ریوالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ادھیڑ عمر آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"چیف۔ ٹرانکو کی کال ہے"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... چیف نے کہا۔

"ٹرانکو بول رہا ہوں چیف"...... چند لمحوں بعد ایک آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"یس ۔ کیا رپورٹ ہے"...... چیف نے اسی طرح سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"چیف۔ ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن زندہ بچ گئی ہے اور وہ اس وقت پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل میں ہے"...... دوسری طرف سے ٹرانکو نے کہا تو چیف بری طرح سے اچھل پڑا۔

"اوہ۔ کیسے معلوم ہوا یہ"...... چیف نے کہا۔

"سائرل نے ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کو پاکیشیا میں ٹریس کرنے اور اسے ہلاک کرنے کا ٹاسک گریٹ لینڈ کی ایک تنظیم بلیو سرکل کو دیا تھا۔ بلیو سرکل کے چیف ایلس نے یہ کام پاکیشیا میں موجود اپنے ایک دوست کو سونپ دیا جس کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہے۔ سائرل کے حکم پر میں مسلسل ایلس کی سائنسی آلات کے ذریعے نگرانی کر رہا تھا اور اسے لڑکی کے متعلق ملنے والی ایک ایک رپورٹ سن رہا تھا۔ اس کے علاوہ سائرل کے حکم پر میں سوگان کے باس ایلن پر بھی نظر رکھ رہا تھا۔ ان کی ہر کال کی ریکارڈنگ میرے پاس محفوظ ہے۔ ان کالوں کو میں مختلف اوقات میں سنتا تھا۔ اس کے علاوہ میں نے ایلن اور ایلس کے آفسز میں خفیہ آلات بھی لگا دیئے تھے تاکہ ان سے ملنے جلنے والوں پر بھی نظر رکھ سکوں۔ چونکہ یہ ایک طویل کام تھا اس لئے میں مستقل بنیاد پر ان پر نظر نہ رکھ سکتا تھا اس لئے میں نے یہ سارا کام سائنسی آلات کے ذریعے ریکارڈنگ پر لگا دیا تھا۔ پھر وقت ملتے ہی میں ان ریکارڈنگ کو چیک کرتا اور غیر ضروری باتیں کاٹ دیتا تھا۔ آج جب میں نے ساری ریکارڈنگ چیک کیں تو مجھے پتہ چلا کہ پاکیشیا میں ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کو ایلس کے دوست کے آدمی ماسٹر شوگی نے ایک مال پلازہ کے سامنے گولیاں مار دی ہیں۔ اس نے چونکہ وہاں اندھا دھند فائرنگ کی تھی اس لئے وہاں ایک اور لڑکی بھی اس کی گولیوں کی زد میں آ گئی

تھی۔ جسے ایک گولی لگی تھی۔ دونوں زخمی لڑکیوں کو ایک آدمی اٹھا کر
فوراً ہسپتال لے گیا“...... ٹرانکو نے کہا اور پھر وہ اس حوالے سے
ساری تفصیل چیف کو بتاتا چلا گیا۔ اس نے بتایا کہ ریکارڈنگ سے
اسے اس بات کا بھی علم ہوا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے
کام کرنے والا فری لانسر علی عمران بھی سائرل میں دلچسپی لے رہا
ہے اور اس نے مختلف لوگوں کو کال کر کے سائرل کے بارے
تفصیلات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس کوشش میں بلیک تھنڈر
کا سابقہ ایجنٹ ٹرومین بھی اس کا ساتھ دے رہا تھا اور ان دونوں
نے ایلس اور ایلن سے رابطے کئے تھے اور چونکہ سائرل نے ان
دونوں پر راز اوپن کرنے پر کوئی پابندی نہ لگائی تھی اس لئے ان
دونوں نے ٹرومین اور عمران کو ساری حقیقت سے آگاہ کر دیا ہے
اور عمران نے ایلن سے خود بات کی تھی اور عمران نے اس سے وہ
ساری تفصیل پوچھی تھی کہ اس نے پاکیشیا میں ڈاکٹر عبدالحسن کو کیسے
ٹریس کیا اور اسے خفیہ مقام سے کیسے اغوا کیا۔ ایلن نے اسے یہ
بھی بتا دیا ہے کہ سائرل کے حکم پر اس نے ڈاکٹر عبدالحسن کو کہاں
پہنچایا تھا۔ یہ ساری تفصیل چیف خاموشی سے سنتا رہا۔

”سائرل نے اگر ان پر خاموش رہنے کی پابندی نہیں لگائی تھی تو
ان دونوں احمقوں کو خود ہی خاموش رہنا چاہئے تھا۔ کیا وہ بھول گئے
تھے کہ سائرل ان کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھتا ہے اور کسی بھی
وقت ان پر موت بن کر ٹوٹ سکتا ہے“...... چیف نے غصیلے لہجے

میں کہا۔

”یس چیف۔ یہ ان کی حماقت ہے کہ انہوں نے بغیر کسی وجہ
اور بغیر کسی کے دباؤ میں آئے اپنی زبانیں کھول دی ہیں“...... ٹرانکو
نے کہا۔

”ہونہہ۔ یہ تو بہت غلط ہوا ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ
سروس کو سائرل کا نام معلوم ہو گیا ہے اور انہیں اس بات کا بھی پتہ
چل گیا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کے اغوا میں سائرل کا
ہاتھ ہے“...... چیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ جب یہ ساری صورتحال مجھ پر واضح ہوئی تو میں
نے پاکیشیا میں موجود ایک اور تنظیم سے رابطہ کیا اور اسے یہ معلوم
کرنے کے لئے اس ہسپتال میں بھیجا جہاں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی
ڈپٹی چیف اور ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کو زخمی حالت میں لے جایا گیا
تھا۔ وہ سپیشل ہسپتال ہے جہاں غیر متعلق آدمیوں کو جانے کی
اجازت نہیں ہے لیکن اس آدمی نے اس ہسپتال کا پتہ چلا کر ہسپتال
کے ایک وارڈ بوائے کو بھاری رقم دے کر اس کے ذریعے ہسپتال
کے اندر کی معلومات حاصل کیں۔ اسی نے بتایا ہے کہ دونوں زخمی
لڑکیوں کا آپریشن کیا گیا تھا اور ان کی جانیں بچا لی گئی تھیں۔ پاکیشیا
سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف کو تو جلد ہوش آ گیا تھا لیکن ڈاکٹر
عبدالحسن کی بیٹی کو ہوش نہ آیا تھا۔ پھر اسے ہوش آیا تو وہ کوما میں
چلی گئی اور آخری اطلاع آنے تک وہ کوما میں ہی ہے“...... ٹرانکو

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس لڑکی کا زندہ رہنا سائرل کے مفاد کے لئے نقصان دہ ہے ٹرانکو۔ ڈاکٹر عبدالحسن کے ذہن میں جو فارمولا ہے وہی فارمولا اس کی بیٹی کے دماغ میں بھی محفوظ ہے۔ ڈاکٹر عبدالحسن تو ہمارے قبضے میں ہے۔ ہم اس سے فارمولا حاصل کر لیں گے لیکن اگر اس لڑکی کو ہوش آ گیا تو وہ وہی فارمولا پاکیشیا کے حوالے بھی کر سکتی ہے۔ اگر اس فارمولے پر پاکیشیا نے بھی کام کرنا شروع کر دیا تو ہمارے ہاتھ آنے والے فارمولے کی کوئی اہمیت باقی نہ رہے گی۔ ہم اس فارمولے کو سپر پاور ملکوں کو فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ان ممالک کو علم ہوا کہ اسی فارمولے پر پاکیشیا بھی کام کر رہا ہے تو اس فارمولے کی کوئی وقعت نہیں رہے گی"...... چیف نے کہا۔

"لیس چیف۔ میں جانتا ہوں لیکن چیف وہ لڑکی پچھلے کئی روز سے چھپی ہوئی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے فارمولا تحریر کر کے پاکیشیا میں کسی کے حوالے کر دیا ہو۔ کیونکہ مجھے جو تفصیلات معلوم ہوئی ہیں اس کے تحت لڑکی ہمیشہ میک اپ میں رہتی تھی لیکن اس روز وہ جب شاپنگ کرنے گئی تو وہ میک اپ میں نہیں تھی۔ اس کی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا تھا پھر وہ اس طرح بغیر میک اپ کے باہر کیسے آ گئی۔ اس کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ اس نے فارمولا اعلیٰ حکام کے سپرد کر دیا ہے اس لئے بے فکر ہو گئی ہے کہ اب اس کے خلاف کوئی کچھ نہیں کر سکتا"...... ٹرانکو نے کہا۔

"ہاں یہ خطرہ بہرحال موجود ہے کہ لڑکی نے فارمولا تحریر کر کے اعلیٰ حکام کے حوالے نہ کر دیا ہو۔ اب اس لڑکی کا ملنا سائرل کے لئے اور بھی ضروری ہو گیا ہے وہ بھی زندہ تاکہ اس سے معلوم کیا جا سکے کہ اس نے فارمولا تحریر کر کے کسی کے حوالے کیا ہے یا نہیں۔ اب جب تک ہمیں اس بات کا علم نہیں ہو جاتا ہم اس فارمولے کو فروخت کرنے کی کسی ملک سے بات تک نہیں کر سکتے جبکہ اس فارمولے کے بدلے سائرل کو اربوں ڈالر کی کمائی ہو سکتی ہے"۔ چیف نے کہا۔

"لیس چیف"...... ٹرانکو نے کہا۔

"تم فوری طور پر اپنے اس آدمی سے رابطہ کرو اور اسے بھاری معاوضے کی آفر کرو اور اس کی مدد سے اس لڑکی کو وہاں سے نکال کر جلد سے جلد اس جگہ پہنچاؤ جہاں ڈاکٹر عبدالحسن کو رکھا گیا ہے۔ کیا تم ایسے انتظامات کر سکتے ہو"...... چیف نے کہا۔

"اس آدمی سے چھوٹے موٹے کام لئے جا سکتے ہیں باس۔ اغوا اور وہ بھی سپیشل ہسپتال سے یہ اس کے لئے ناممکن ہو گا۔ ایسے کاموں کے لئے ایلس ہی بہترین آدمی ہے لیکن اب اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس سے ٹرومین اور عمران ڈائریکٹ ٹچ ہو چکے ہیں۔ اگر سائرل نے اس سے کام لیا تو اس بات کا بھی انہیں پتہ چل جائے گا"...... ٹرانکو نے کہا۔

"کچھ بھی کرو۔ کسی اور تنظیم سے رابطہ کرو اور اسے زیادہ سے

زیادہ معاوضے کی آفر کرو اور اس لڑکی کو ہسپتال سے ہر صورت نکلواؤ۔ اب یہ ذمہ داری تمہاری ہے"...... چیف نے سخت لہجے میں کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں سپر فورس کو پاکیشیا روانہ کر دوں۔ اب یہی ایک صورت ہے کہ سپر فورس وہاں کام کرے اور جیسے بھی ممکن ہو اس ہسپتال پر ریڈ کر کے وہ اس لڑکی کو وہاں سے زندہ نکال کر لے آئے"...... ٹرانکو نے کہا۔

"پہلے تم اپنے طور پر کسی تنظیم سے بات کرو۔ اگر یہ کام کسی اور تنظیم کے ذریعے ہو سکتا ہے تو پھر سپر فورس کو حرکت میں نہ لاؤ لیکن اگر یہ کسی اور کے بس کا کام نہیں ہے تو پھر سپر فورس کو تم خود لے کر پاکیشیا پہنچ جاؤ اور جیسے بھی ممکن ہو اس لڑکی کو اغوا کر کے جلد سے جلد سائرل ہیڈ کوارٹر لے آؤ۔ سمجھ گئے تم"...... چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میں ایسا ہی کروں گا"...... ٹرانکو نے کہا۔

"میں بگ چیف سے بات کرتا ہوں اور تمہیں سپر فورس کا باس بنوا دیتا ہوں تاکہ سپر فورس مکمل طور پر تمہارے احکامات پر عمل کر سکے"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ ایسا ہو جائے تو پھر اس کام میں کوئی مشکل پیش نہیں آئے گی۔ میں اسکوارڈ کے ساتھ جا کر خود ہی اس ہسپتال پر حملہ کر دوں گا اور وہاں سے اس لڑکی کو نکال کر لے آؤں گا"......

دوسری طرف سے ٹرانکو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے سپر فورس کا باس بننے کا سن کر اسے دلی مسرت ہوئی ہو اور یہ اس کی دیرینہ خواہش بھی رہی ہو۔

"اوکے۔ اگر بگ چیف نے بات مان لی تو وہ تم سے ڈائریکٹ رابطہ کر لیں گے"...... چیف نے کہا اور اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک چھوٹا مگر جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ایک بٹن پریس کیا اور پھر ٹرانسمیٹر منہ کے قریب لا کر دوسری طرف مسلسل کال دینا شروع ہو گیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ایس ایس کالنگ فرام ڈی پوائنٹ۔ ہیلو۔ اوور"۔ اس نے دوسری طرف مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس ہیڈ کوارٹر اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ایک مشینی آواز سنائی دی۔ جس کا مطلب تھا کہ اس کا رابطہ ہیڈ کوارٹر کے کمپیوٹرائزڈ سسٹم سے ہو گیا تھا۔

"ایس ایس بول رہا ہوں ڈی پوائنٹ سے۔ اوور"...... چیف نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"کوڈ۔ اوور"...... دوسری طرف سے مشینی آواز نے پوچھا۔

’’ٹی ون ٹی ہنڈرڈ۔ اوور‘‘...... چیف نے کہا۔

’’ڈبل کوڈ بتاؤ۔ اوور‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’ٹی ون ڈبل ہنڈرڈ نائن ون۔ اوور‘‘...... چیف نے کہا۔

’’اپنا اصل نام بتاؤ۔ اوور‘‘...... مشینی آواز نے کہا۔

’’میگراتھ۔ اوور‘‘...... چیف نے جواب دیا۔

’’سائرل میں تمہارا عہدہ کیا ہے۔ کوڈ نمبر کے ساتھ بتاؤ۔ اوور‘‘...... مشینی آواز نے کہا۔

’’میں گریٹ لینڈ کے سپیشل ڈی سیکشن کا چیف ہوں اور کوڈ نمبر ٹی ون ڈبل ہنڈرڈ ہے۔ اوور‘‘...... چیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت کوفت کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔ سائرل کے سربراہ سے بات کرنے کے لئے وہ جب بھی کال کرتا تھا اسے اسی طویل پراسس سے گزرنا پڑتا تھا۔ مشینی کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے تحت اس کی آواز کی چیکنگ کے ساتھ تمام کوڈز کی میچنگ کی جاتی تھی اور پھر بگ چیف سائرل سے اس کی بات ہوتی تھی۔

’’ہولڈ کرو۔ چیکنگ کی جا رہی ہے۔ اوور‘‘...... دوسری طرف سے مشینی آواز سنائی دی تو میگراتھ خاموش ہو گیا۔ رسیور میں سے ایسی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے کسی مشین کی بے شمار گراریاں چل رہی ہوں۔

’’تمام کوڈز، نام اور تمہاری بتائی ہوئی معلومات اوکے ہیں۔

بگ چیف سے بات کرو۔ اوور‘‘...... چند لمحوں بعد مشینی آواز سنائی دی اور رسیور میں ایک بار پھر خاموشی چھا گئی۔

’’بگ چیف سائرل بول رہا ہوں۔ اوور‘‘...... چند لمحوں بعد ایک غراتی ہوئی اور انتہائی سرد آواز سنائی دی۔

’’میگراتھ بول رہا ہوں بگ چیف۔ اوور‘‘...... میگراتھ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’یس۔ کیوں کال کیا ہے۔ کوئی اہم بات۔ اوور‘‘...... سائرل نے اسی طرح انتہائی سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’یس چیف۔ ایک اہم بات سے آپ کو آگاہ کرنا تھا۔ اوور‘‘...... میگراتھ نے کہا۔

’’بولو۔ اوور‘‘...... سائرل نے کہا اور میگراتھ نے ٹرانکو کی بتائی ہوئی تمام تفصیل لفظ بہ لفظ اسے بتانا شروع کر دی۔

’’بیڈ نیوز۔ ریئلی بیڈ نیوز کہ سائرل کے بارے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کو علم ہو گیا ہے۔ اب وہ بھوتوں کی طرح سائرل کی تلاش میں لگ جائیں گے اور ان کے بارے میں مشہور ہے کہ جب وہ جس دشمن کی تلاش میں نکلتے ہیں اور اس کی شہ رگ تک نہیں پہنچ جاتے اس وقت تک وہ سکون سے نہیں بیٹھتے۔ اب انہیں نہ صرف سائرل کا علم ہو گیا ہے بلکہ انہیں اس بات کا بھی علم ہو گیا ہے کہ سائرل نے ہی ڈاکٹر عبدالحسن کو اغوا کرایا ہے اور وہ سائرل کے قبضے میں ہے۔ اوور‘‘...... دوسری طرف سے سائرل نے

پریشانی کے عالم میں کہا۔

''یس بگ چیف۔ اوور''...... میگراتھ نے کہا۔

''یہ میری کوتاہی ہے کہ میں نے ایلن اور ایلس کو اس معاملے میں خاموش رہنے کا حکم نہ دیا تھا۔ وہ پہلے بھی ہمارے لئے کام کر چکے ہیں لیکن انہوں نے کبھی زبان نہیں کھولی کہ سائرل ان سے کیا کام لے رہا ہے تو پھر اس بار انہوں نے ایسی حماقت کیوں کر دی کہ ہمارا خوف دل سے نکال کر ہر بات عمران اور ٹرومین کے سامنے اگل دی۔ اوور''...... سائرل نے غراتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ انہیں عمران اور ٹرومین سے جان کا خطرہ لاحق ہوگیا ہو بگ چیف کہ اگر وہ ان تک پہنچ گئے تو وہ ان کے حلق سے ہر بات نکلوا لیں گے اس لئے انہوں نے خود ہی سب کچھ ان کے سامنے اگل دیا۔ اوور''...... میگراتھ نے کہا۔

''جو بھی ہوا ہے غلط ہوا ہے۔ اگر ایسی ہی صورتحال رہی تو ان مجرم تنظیموں کے دلوں سے سائرل کا خوف نکل جائے گا اور یہ ہر کسی کے سامنے ہمارے جرائم کی تفصیل اگل دیں گے۔ تم فوری طور پر سپر فورس کو حرکت میں لاؤ تاکہ وہ ایلس اور ایلن کے ساتھ ساتھ ان کے سارے سیٹ اپ کو بھی ختم کر دیں اور ان تمام افراد کو بھی ہلاک کرا دو جو اس معاملے میں کسی بھی حیثیت سے ملوث تھے۔ اوور''...... سائرل نے کہا۔

''یس بگ چیف۔ یہ سب میں کرا لوں گا لیکن اس لڑکی کا کیا

کرنا ہے جو ابھی تک زندہ ہے۔ اگر وہ زندہ رہی تو وہ کسی بھی وقت فارمولا تحریر کر کے پاکیشیا کے سپرد کر سکتی ہے۔ ایسی صورت میں ہم ڈاکٹر عبدالحسن سے تحریر کرائے ہوئے فارمولے کا کیا کریں گے اس کی تو ساری ویلیو ہی ختم ہو جائے گی۔ اوور''...... میگراتھ نے کہا۔

''اس لڑکی کو وہاں سے زندہ نکلواؤ۔ اب جب تک یہ معلوم نہیں ہو جاتا کہ اس لڑکی نے فارمولا تحریر کر کے پاکیشیا کے حوالے کیا ہے یا نہیں اس وقت تک نہ اسے ہلاک کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ڈاکٹر عبدالحسن کے فارمولے کو فروخت کرنے کے لئے کسی ملک سے رابطہ بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اوور''...... سائرل نے کہا۔

''یس چیف۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ اس لڑکی کو کسی طرح یہاں زندہ لایا جائے۔ جب تک اس بات کی تصدیق نہ ہو جائے کہ اس نے فارمولا تحریر کر کے پاکیشیا کے حوالے کیا ہے یا نہیں ہم واقعی ڈاکٹر عبدالحسن کے فارمولے کو کسی ملک کو فروخت نہیں کر سکیں گے۔ میں نے اس سلسلے میں اپنے نمبر ٹو ٹرانکو سے بات کی ہے۔ اس کے کہنے کے مطابق پاکیشیا میں ہمارا کوئی سیٹ اپ نہیں ہے جو اس لڑکی کو وہاں سے نکال کر لا سکے اور اس کام کے لئے ہم کسی دوسری تنظیم پر بھی بھروسہ نہیں کر سکتے ہیں اس لئے میں نے ٹرانکو کو حکم دیا ہے کہ وہ سپر فورس کو پاکیشیا لے جائے اور ہر حال میں ہسپتال اسے اس لڑکی کو اغوا کر لائے۔ اوور''...... میگراتھ نے کہا۔

"کیا تمہارے خیال میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی وہاں موجودگی میں ٹرانکو اور سپر فورس یہ سب کر سکیں گے۔ اوور"...... سائرل نے کہا۔

"یس بگ چیف۔ ٹرانکو اور سپر فورس میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں کہ وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کر سکیں بلکہ یہ ہمارے لئے بہترین موقع ہے۔ اگر ہم ٹرانکو اور سپر فورس کو پاکیشیا بھیج دیں تو وہ وہاں سے لڑکی کو لانے کے ساتھ ساتھ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی ختم کر سکتے ہیں۔ پوری دنیا میں ایسی کوئی ایجنسی یا ایجنٹ نہیں ہے جو سائرل کے خلاف ایک بھی ثبوت حاصل کر سکے لیکن یہ عمران دنیا کا سب سے خطرناک اور ذہین ترین ایجنٹ ہے۔ اگر یہ واقعی سائرل کے پیچھے پڑ گیا تو پھر ہمارے لئے بے حد مشکلات کھڑی کر سکتا ہے۔ اس لئے اگر آپ میری بات مانیں تو ٹرانکو کو یہ اختیار دے دیں کہ وہ اپنی سربراہی میں سپر فورس کو لے کر پاکیشیا چلا جائے اور لڑکی کو وہاں سے لانے کے ساتھ ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور علی عمران کو بھی ہلاک کر دے۔ مجھے یقین ہے کہ ٹرانکو اس لڑکی کو وہاں سے لانے کے ساتھ ساتھ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے میں بھی کامیاب رہے گا۔ اوور"...... میگراتھ نے کہا۔

"اگر تمہیں ٹرانکو کی صلاحیتوں پر اتنا ہی یقین ہے تو میری طرف سے اجازت ہے۔ میں ابھی اسے کال کرتا ہوں اور سپر فورس

کا چارج اسے سونپ کر پاکیشیا روانہ ہونے کا کہہ دیتا ہوں۔ اوور"...... سائرل نے کہا تو میگراتھ کے چہرے پر خوشی کے تاثرات نمودار ہو گئے جیسے سائرل نے اس کی بات مان کر اس کی لاج رکھ لی ہو۔

"یس بگ چیف۔ اوور"...... میگراتھ نے کہا۔

"ڈاکٹر عبدالحسن سے تم نے سارا فارمولا تحریر کرا لیا ہے یا ابھی اس کا کوئی حصہ تحریر ہونا باقی ہے۔ اوور"...... سائرل نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔

"اس سے فارمولا نوٹ کرانے کے لئے ہم نے سپیشل ایس سی ایکس مشین کا استعمال کیا تھا بگ چیف۔ اس مشین کے ذریعے اس کا دماغ کنٹرول میں لیا گیا اور پھر اس کے دماغ سے سارا فارمولا نوٹ کر لیا گیا جسے تحریری شکل میں لا کر ہم نے سائرل کی سپیشل لیبارٹری میں ڈاکٹر جیرالڈ کے پاس بھیج دیا ہے۔ وہ اس فارمولے کی ریڈنگ کر رہے ہیں۔ جب انہیں یقین ہو جائے گا کہ فارمولا مکمل ہے تو اس فارمولے کے پاس فوری طور پر آپ کو بھیج دیا جائے گا۔ اوور"...... میگراتھ نے کہا۔

"کتنے دنوں تک ڈاکٹر جیرالڈ فارمولے کی ریڈنگ مکمل کر لیں گے۔ اوور"...... سائرل نے پوچھا۔

"میری آج ہی ان سے بات ہوئی تھی۔ وہ کہہ رہے تھے کہ فارمولا انتہائی پیچیدہ ہے۔ اسے مکمل طور پڑھنے میں انہیں ابھی ایک

ہفتہ اور درکار ہو گا۔ اوور“...... میگراتھ نے کہا۔

”اوکے۔ اس کا مطلب ہے ایک ہفتے تک فارمولا مجھے مل جائے گا۔ اوور“...... سائرل نے کہا۔

”یقیناً بگ چیف۔ اوور“...... میگراتھ نے کہا۔

”اوکے میں ٹرانکو سے بات کر کے اسے سپر فورس کے ہمراہ پاکیشیا بھجواتا ہوں تم اپنے سیکشن کے بلیک ماسٹرز کو حرکت میں لے آؤ اور ایلس اور ایلین کو ہلاک کرنے کے ساتھ ساتھ ان تمام افراد کی ہلاکت یقینی بناؤ جو ڈاکٹر عبدالحسن کے اغوا میں ملوث تھے چاہے ان کا تعلق کسی شپ کے عام سے ملاحوں سے ہی کیوں نہ ہو۔ میں نہیں چاہتا کہ عمران اگر ڈاکٹر عبدالحسن کی بازیابی کے لئے نکلے تو اسے ہم تک پہنچنے کا کوئی ایک سراغ بھی ملے۔ اوور“...... سائرل نے سخت لہجے میں کہا۔

”آپ کے حکم کی فوری تعمیل ہو گی بگ چیف۔ اوور“۔ میگراتھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سائرل نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اسے دیکھ کر احتراماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ عمران کے چہرے پر تھکاوٹ کے تاثرات نمایاں تھے جیسے وہ کافی بھاگ دوڑ کر کے آیا ہو۔

”کافی تھکے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں“...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران کے چہرے پر تھکاوٹ کے آثار دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ایک کپ چائے پلا دو واقعی مسلسل بھاگ دوڑ کر کر کے تھک گیا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”بھاگ دوڑ۔ لیکن آپ تو اس لڑکی سے ملنے ہسپتال گئے تھے۔ وہاں آپ کو کیسی بھاگ دوڑ کرنی پڑ گئی“...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”لڑکی سے مل کر میں سرداور سے ملنے گیا تھا۔ ان سے ملنے کے بعد مجھے پھر واپس پر ہسپتال آنا پڑا تھا اور اس کے بعد یہاں

پہنچا ہوں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران واقعی لڑکی کے ہوش میں آنے کا سن کر گیا تھا اور کئی گھنٹوں بعد واپس لوٹا تھا۔ بلیک زیرو اٹھا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔ جبکہ عمران نے اپنا سر کرسی کی پشت سے لگایا اور آنکھیں موند لیں۔

تھوڑی دیر میں بلیک زیرو چائے کے دو کپ بنا لایا اور اس نے ایک کپ لا کر عمران کے سامنے میز پر رکھا اور دوسرا کپ لے کر اپنی کرسی کی جانب بڑھ گیا۔

''چائے پی لیں عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے آنکھیں کھولیں اور پھر چائے کا کپ سامنے پڑا دیکھ کر وہ سیدھا ہو گیا اور اس نے کپ اٹھایا اور گرم گرم چائے کے سپ لینے لگا۔

''کیا بتایا ہے اس لڑکی نے کہ جس کی وجہ سے آپ کو سرداور سے بھی جا کر ملنا پڑا''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''لڑکی نے جو کچھ بتایا ہے وہ ایلین کی بتائی ہوئی باتوں سے مختلف نہیں ہے۔ ایلین نے واقعی اس کے بارے میں جو کچھ بتایا تھا وہ سب سچ ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا فارمولا اب بھی اس کے مائنڈ میموری میں موجود ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ابھی اس کی حالت ایسی نہیں ہے کہ وہ مکمل فارمولا

تحریر کر سکے یا کرا سکے۔ لیکن جیسے ہی اس کی طبیعت بحال ہو گی تو وہ سارا فارمولا تحریر کرا دے گی''...... عمران نے کہا۔

''فارمولا ہے کیا جس کے لئے یہ سب کھیل کھیلا گیا ہے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ جدید ٹیکنالوجی کی حامل بلیو ریز کا فارمولا ہے جسے بلیو سرکل کا نام دیا گیا ہے اور اس کا کوڈ نام بی سی ہے۔ اس بلیو سرکل کو فائر کر کے آسمان پر پھیلایا جا سکتا ہے۔ بی سی کے بیک وقت کئی فوائد ہیں۔ ایک تو یہ راڈار کا کرتا ہے۔ سرکل میں کمپیوٹرائزڈ سسٹم کے تحت صرف ان طیاروں کو ہی داخل ہونے کی اجازت ہو گی جن کے ڈیٹا ماسٹر کمپیوٹر میں فیڈ ہوں گے۔ جن طیاروں کے چاہے وہ جنگی ہوں یا مسافر طیارے اس وقت تک اس بلیو سرکل سے نہ گزر سکیں گے جب تک ان کی ڈیٹیل ماسٹر کمپیوٹر میں درج نہ ہو جائیں۔ اگر بلیو سرکل میں بغیر اجازت کوئی طیارہ دس منٹ تک موجود رہتا ہے تو بلیو سرکل کی ہیٹ ریز اس طیارے کو فضا میں ہی بلاسٹ کر دے گی۔ اس کے علاوہ ہر قسم کا اسلحہ خواہ وہ میزائل ہوں، ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم بلیو سرکل میں آتے ہی وہ آٹومیٹک طور پر جام ہو جائیں گے اور اگر بلیو سرکل میں کسی بھی ملک نے میزائل فائر کرنے کی کوشش کی تو وہ بلیو سرکل میں آتے ہی بلیو ریز کے پریشر سے اپنا رخ بدل کر آسمان کی بلندیوں کی طرف چلے جائیں گے اور خلاء میں جا کر تباہ ہوں گے جس سے پاکیشیا پر نہ تو

کوئی تباہی نازل ہو گی اور نہ ہی میزائلوں کے اثرات زمین تک پہنچ سکیں گے۔ یہی نہیں پاکیشیا سے اگر کسی ملک پر میزائل فائر کئے جائیں تو بلیو ریز سرکل کے ذریعے ان کی رفتار انتہائی حد تک بڑھائی جا سکتی ہے۔ جو میزائل سو کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر طے کرتا ہے اسے بلیو سرکل ریز کی مدد سے ایک ہزار کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے ٹارگٹ کی طرف بھیجا جا سکتا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ پھر تو یہ واقعی انتہائی جدید اور فول پروف ٹیکنالوجی ہے جس سے پاکیشیا کا دفاعی نظام مکمل طور پر ناقابلِ تسخیر بنایا جا سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ یہ فارمولا قابل عمل بھی ہے اور اسے عملی شکل دینے کے لئے پاکیشیا کے پاس ہر قسم کی سہولت بھی موجود ہے۔ اس فارمولے کے تیار ہوتے ہی واقعی پاکیشیا ناقابل تسخیر بن جائے گا''...... عمران نے جواب دیا۔

''تو کیا یہ بی سی فارمولا اب بھی ڈاکٹر عبدالحسن کے پاس موجود ہے جنہیں سائرل نے اغوا کرایا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ وہ اس فارمولے کے خالق ہیں اس لئے مکمل فارمولا ان کے ذہن میں محفوظ ہے۔ اس فارمولے کو ہی حاصل کرنے کے لئے سائرل نے انہیں اغوا کرایا تھا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن سائرل تو ایک مجرم تنظیم ہے اس کا کسی فارمولے سے کیا تعلق''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ایسی تنظیمیں عموماً فارمولوں کو چوری کرانے کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے نامور سائنس دانوں کو بھی اغوا کراتی ہیں تاکہ انہیں دوسرے ممالک کو دے کر بھاری معاوضہ حاصل کر سکیں۔ بی سی فارمولا دنیا کا انتہائی یونیک اور نئی طرز کا فارمولا ہے جس سے کسی بھی ملک کا دفاع ناقابل تسخیر بنایا جا سکتا ہے۔ اس لئے کون سا ایسا ملک ہو گا جو اس فارمولے کو نہ حاصل کرنا چاہے گا۔ اس فارمولے کے حصول کے لئے پوری دنیا کے ممالک اپنے سارے خزانے تک لٹا دینے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں۔ سائرل نے بھی اسی لئے ڈاکٹر عبدالحسن کو اغوا کرایا ہے کہ وہ ڈاکٹر عبدالحسن سے فارمولا حاصل کرے اور اسے کسی ملک کو فروخت کر کے بھاری دولت کما سکے اور یہ ایسا فارمولا ہے کہ پوری دنیا میں اس فارمولے کے حصول کے لئے دوڑیں لگ جائیں گی اور ہر ملک کی یہی کوشش ہو گی کہ وہ ہر صورت میں اور بھاری سے بھاری معاوضہ ادا کر کے اس فارمولے کو حاصل کرے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ واقعی یہ خطرناک صورتحال ہے۔ اس فارمولے پر صرف اور صرف پاکیشیا کا ہی حق ہے کیونکہ اسے پاکیشیائی سائنس دان نے ایجاد کیا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ڈاکٹر عبدالحسن پاکیشیائی نژاد ہیں لیکن وہ عرصہ دراز سے گریٹ

لینڈ میں موجود تھے۔ ان کی اعلیٰ صلاحیتیں دیکھتے ہوئے انہیں گریٹ لینڈ نے اہم لیبارٹری کا چارج دیا ہوا تھا جہاں وہ گریٹ لینڈ کے مفادات کے لئے کام کرتے تھے اور انہوں نے گریٹ لینڈ کے لئے بھی انتہائی کارآمد اور مفید ایجادات کی تھیں جن سے گریٹ لینڈ کا دفاع بے حد مضبوط ہو گیا ہے۔ گریٹ لینڈ میں ہی ڈاکٹر عبدالحسن نے شادی کی تھی۔ انہوں نے وہاں شادی بھی پاکیشیائی نژاد عورت سے کی تھی۔ ان کی ایک ہی بیٹی پیدا ہوئی تھی جس کا نام نسرین ہے۔ انہوں نے نسرین کو بے حد لاڈ پیار سے پالا اور اسے اعلیٰ تعلیم دلائی تھی۔ ڈاکٹر عبدالحسن کی بیوی کینسر کے عارضہ میں مبتلا ہو گئی تھی۔ اس کا گریٹ لینڈ کے ایک بڑے ہسپتال میں علاج کیا جا رہا تھا لیکن اسے کوئی افاقہ نہ ہو رہا تھا۔ اس عورت کا تعلق چونکہ پاکیشیا سے تھا اس لئے وہ چاہتی تھی کہ ڈاکٹر عبدالحسن اسے پاکیشیا لے جائے۔

وہ پاکیشیا میں ہی مرنا چاہتی ہے اور وہیں مدفون ہونا چاہتی ہے۔ ڈاکٹروں نے جب اس کے علاج سے معذوری ظاہر کی تو ڈاکٹر عبدالحسن حکومت کی اجازت سے پاکیشیا منتقل ہو گئے۔ وہ اپنی بیوی اور بیٹی کو ساتھ ہی لائے تھے۔ کچھ ہی عرصہ میں ان کی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ جسے پاکیشیا میں ہی دفن کر دیا گیا۔ بیوی کے مرنے کے بعد ڈاکٹر عبدالحسن کو ایک بار پھر گریٹ لینڈ سے آفر آنا شروع ہو گئی کہ وہ واپس گریٹ لینڈ آئیں اور اپنا کام سنبھال لیں

لیکن ڈاکٹر عبدالحسن نے گریٹ لینڈ واپس نہ جانے اور پاکیشیا میں رہ کر پاکیشیا کے مفاد کے لئے کام کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ان کے انکار پر گریٹ لینڈ کا نہ صرف ڈاکٹر عبدالحسن بلکہ حکومت پر بھی دباؤ بڑھنا شروع ہو گیا کہ وہ ڈاکٹر عبدالحسن کو ہر صورت میں گریٹ لینڈ بھیج دیں۔

حکومت پر چونکہ مسلسل دباؤ بڑھ رہا تھا اس لئے چند حکومتی نمائندوں نے ڈاکٹر عبدالحسن سے ملاقات کی اور ان سے رائے لی کہ وہ اس سلسلے میں کیا چاہتے ہیں تو ڈاکٹر عبدالحسن نے وزارت داخلہ سمیت وزارت سائنس اور خاص طور پر سر داور سے ملنے کی درخواست کی۔ ان کی درخواست مان لی گئی اور پھر انہیں ایک ساتھ ان تینوں سے ملایا گیا تب ڈاکٹر عبدالحسن نے ان کے سامنے بلیو سرکل کے فارمولے کا آئیڈیا رکھا۔ ان کا فارمولا اس قدر یونیک اور حیرت انگیز خوبیوں کا حامل تھا کہ اس کا آئیڈیا سن کر سر داور تو خوشی سے نہال ہو گئے۔ انہوں نے فوراً وزارت سائنس اور وزارت داخلہ پر زور دیا کہ ڈاکٹر عبدالحسن گریٹ لینڈ نہیں جائیں گے اور وہ پاکیشیا میں رہ کر بلیو سرکل کا فارمولا ایجاد کریں گے۔ ان کی جان کو چونکہ خطرہ ہو سکتا تھا اس لئے ان کی حفاظت کی ساری ذمہ داری وزارت داخلہ نے لے لی اور پھر انہیں ایک الگ جگہ منتقل کر دیا گیا جہاں ان کی خواہش پر ایک نئی اور جدید طرز کی لیبارٹری بھی بنا دی گئی اور ڈاکٹر عبدالحسن نے اس لیبارٹری میں بلیو سرکل فارمولے پر

کام کرنا شروع کر دیا۔ وہاں وہ اکیلے نہیں تھے۔ ان کے ساتھ سر داور کے بھیجے ہوئے چند اہم سائنس دان بطور اسسٹنٹ بھی موجود تھے''...... عمران نے ساری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری کس ایجنسی کو دی گئی تھی''۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ملٹری انٹیلی جنس کو''...... عمران نے جواب دیا۔

''تو کیا ملٹری انٹیلی جنس کی سیکورٹی اس قدر کمزور تھی کہ ایک عام سا گارڈ مجرموں کو لے کر ان کی خفیہ رہائش گاہ پہنچ گیا اور وہ مجرم ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کو آسانی سے وہاں سے نکال کر لے گئے اور اس کے بارے میں کسی کو علم بھی نہیں ہوا''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ملٹری انٹیلی جنس کی سیکورٹی کمزور نہیں تھی۔ ڈاکٹر عبدالحسن کے کہنے پر ہی سیکورٹی کا انتظام صرف عمارت کے باہر تک محدود کیا گیا تھا صرف چند سیکورٹی گارڈز تھے جو عمارت کے اندر موجود تھے اور چونکہ وہ گارڈ جس کا نام جواد نذید تھا رہائش گاہ کے اندر سیکورٹی پر معمور تھا اس لئے وہ تمام خفیہ راستوں کے بارے میں جانتا تھا۔ اس نے مجرموں کے ساتھ مل کر رہائش گاہ کے اندر بے ہوشی کی گیس پھیلائی تھی جس کا علم باہر موجود سیکورٹی گارڈز کو نہ ہو سکا تھا اور جب انہیں پتہ چلا تب تک دونوں مجرم، سیکورٹی گارڈ کے ہمراہ ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کو وہاں سے نکال کر لے جا چکے تھے

چونکہ ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کو حکومتی ایماء پر چھپا کر رکھا گیا تھا اس لئے ان کے اغوا کی خبر کو بھی چھپا لیا گیا تاکہ گریٹ لینڈ تک یہ خبر نہ پہنچ سکے کہ واقعی ڈاکٹر عبدالحسن اور ان کی بیٹی پاکیشیا میں موجود تھے۔

ڈاکٹر عبدالحسن اور ان کی بیٹی کے بارے میں حکومت نے گریٹ لینڈ کو ایک مراسلہ جاری کیا تھا جس میں یہ بتایا گیا تھا کہ ڈاکٹر عبدالحسن اور ان کی بیٹی پاکیشیا چھوڑ کر جا چکے ہیں۔ وہ کہاں گئے ہیں اس کے بارے میں پاکیشیائی حکومت کے پاس کوئی مصدقہ معلومات نہیں ہیں۔ گریٹ لینڈ کی چند ایجنسیوں نے بھی پاکیشیا پہنچ کر اس بات کی تحقیق کی تھی کہ آیا واقعی ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی پاکیشیا میں موجود ہے یا نہیں لیکن وزارت خارجہ نے انہیں ڈاج دینے کی مکمل تیاری کر رکھی تھی جس کے تحت ان ایجنسیوں کو بھی ایسے ثبوت مہیا کئے گئے جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی راتوں رات میک اپ کر کے اور نئے نام کے جعلی دستاویزات بنا کر کافرستان نکل گئے ہیں اور کافرستان سے نکل کر وہ کہاں گئے ہیں یہ کوئی نہیں جانتا تھا''۔ عمران نے جواب دیا۔

''اگر ایسی بات تھی تو کم از کم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تو اس معاملے میں اعتماد میں لیا جا سکتا تھا۔ اگر اس بات کا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو علم ہوتا تو پاکیشیا سیکرٹ سروس فوری طور پر کارروائی کرتی

اور کسی بھی طرح ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی کو تابوتوں کے ذریعے ملک سے باہر نہ جانے دیتی“...... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ملٹری انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر عبدالقادر نے حکومت سے خود کہہ کر ڈاکٹر عبدالحسن کی حفاظت کی ذمہ داری لی تھی۔ اس لئے سر عبدالقادر اس بات کے لئے خود کو گلٹی فیل کر رہے تھے کہ ان کے آدمی کی غداری کی وجہ سے ڈاکٹر عبدالحسن اور ان کی بیٹی کو اغوا کیا گیا ہے اس لئے ایک ایمرجنسی میٹنگ میں جس میں اعلیٰ حکام کے ساتھ پرائم منسٹر بھی موجود تھے سر عبدالقادر نے گزارش کی تھی کہ وہ اس معاملے کو خفیہ رکھیں اور ڈاکٹر عبدالحسن اور ان کی بیٹی کی بازیابی کی ذمہ داری انہیں سونپ دیں۔ چونکہ یہ سارا کام ان کی کوتاہی کی وجہ سے ہوا ہے اس لئے اب وہ اسے ٹھیک بھی خود کریں گے اور ہر صورت میں ڈاکٹر عبدالحسن اور ان کی بیٹی کو بازیاب کریں گے۔ اس لئے کسی اور ایجنسی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو انفارم نہ کیا گیا تھا ورنہ پرائم منسٹر سمیت تمام اعلیٰ حکام یہ کیس ہر صورت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہی ٹرانسفر کرنا چاہتے تھے“...... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو پھر اب کیا صورت حال ہے۔ سر داور اس معاملے میں کیا کہتے ہیں“...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

”انہوں نے کیا کہنا ہے۔ وہ بھی حکومت کی وجہ سے خاموش

تھے لیکن اب جبکہ ہمیں اس بات کا خود ہی علم ہو گیا ہے تو انہوں نے مجھ سے کچھ بھی نہیں چھپایا ہے اور ساری باتیں کھول کر رکھ دی ہیں وہ اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ جیسے بھی ممکن ہو سر عبدالحسن کو ہر صورت میں پاکیشیا واپس لایا جائے۔ اس بات پر انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ سر عبدالحسن کی بیٹی یہاں موجود ہے اور وہ اس سے فارمولا تحریر کرا سکتے ہیں لیکن یہی فارمولا ڈاکٹر عبدالحسن کے مائنڈ میں بھی موجود ہے جو دشمن ملک کے ہاتھ لگ گیا تو وہ بھی اس کا فائدہ اٹھا سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر اب کیا ارادہ ہے آپ کا۔ ہماری معلومات کے مطابق تو ڈاکٹر عبدالحسن سائرل کے قبضے میں ہے اور سائرل کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔ سائرل نے ڈاکٹر عبدالحسن کو کہاں چھپا رکھا ہے اسے تلاش کرنا کیسے ممکن ہو گا“...... بلیک زیرو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”دنیا میں کوئی بھی کام ناممکن نہیں ہوتا۔ ہمت اور محنت کی جائے تو ہر ناممکن کو ممکن کیا جا سکتا ہے۔ سائرل کون ہے کہاں ہے اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا لیکن اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کا ایک وجود ہے۔ اس کا ایک سیٹ اپ ہے جو پوری دنیا اور خاص طور پر یورپی ممالک میں پھیلا ہوا ہے۔ سائرل کے خلاف جو بھی سر اٹھاتا ہے یا اس کا کام کرنے سے انکار کرتا ہے تو سائرل اس کی سرکوبی کے لئے سپر فورس حرکت میں

لاتی ہے اور اس سپر فورس میں کرمنل انسان ہی ہوتے ہیں جنات نہیں جو اچانک نمودار ہوئے اور ہر طرف تباہی اور بربادی پھیلا کر غائب ہو جائیں۔ ہم اپنا کام اگر ڈائریکٹ سائرل کو تلاش کرنے کی بجائے اس کی سپر فورس کو تلاش کرنے سے شروع کریں گے تو ان کے ذریعے ہم سائرل تک ضرور پہنچ سکتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی اگر سپر فورس کو تلاش کیا جائے تو ان کے ذریعے سائرل تک پہنچا جا سکتا ہے اور سپر فورس کے بارے میں یہی اطلاعات ہیں کہ ان کی کارروائیاں یورپی ممالک تک محدود ہیں۔ یورپ سے ہٹ کر کسی اور ملک میں سپر فورس کا نام سامنے نہیں آیا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اور یہ سپر فورس زیادہ تر کارروائیاں یورپ کے ملک ہولاویا میں کرتی ہے۔ اب تک جتنی بھی مجرم تنظیموں کا خاتمہ اس اسکوارڈ نے کیا ہے ان کا تعلق زیادہ تر ہولاویا سے ہی تھا“۔ عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہولاویا کو یورپ میں انڈر ورلڈ کی دنیا کا سب سے بڑا اور محفوظ ٹھکانہ سمجھا جاتا ہے۔ اس شہر میں کرمنل کے سوا کسی دوسرے کو آنے کی اجازت نہیں ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اگر ہمیں سپر فورس تک پہنچنا ہے تو اس کے لئے ہمیں ہولاویا جانا پڑے گا“...... عمران نے کہا۔

”چونکہ سائرل کی کارروائیاں مجرم تنظیموں تک محدود ہیں اس لئے ہوسکتا ہے کہ سائرل بھی اسی ہولاویا میں ہی موجود ہو اور اس نے ایسے سائنسی انتظامات کر رکھے ہوں جس سے اس کے بارے میں یہ تاثر ملتا ہو کہ وہ کسی دوسرے ملک سے اپنے سیکشنوں کو ہدایات دیتا ہو“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس کا علم تو ہولاویا میں ہی جا کر ہو گا“...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ اب کیا سوچ رہے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”یہی کہ ہولاویا میں ہم آفیشل طور پر نہیں جا سکتے ہیں۔ اس شہر کو بدمعاشوں اور غنڈوں کا شہر کہا جاتا ہے جہاں شریف آدمی جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس شہر میں اگر کسی پر معمولی سا بھی شک ہو جائے کہ اس کا تعلق پولیس یا کسی سرکاری ایجنسی سے ہے تو اسے فوراً پکڑ کر بھیانک سزائیں دی جاتی ہیں اور اس کی لاش کو چوک پر لٹکا دیا جاتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ اسی لئے شاید اس شہر کو متشدد شہر بھی کہا جاتا ہے جہاں صرف اور صرف وائلنٹ اور کرائم کا راج ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”ہولاویا جانے کے لئے ہمیں بھی سفاک اور درندہ صفت مجرم بن کر جانا پڑے گا ورنہ شاید ہم وہاں کام نہ کر سکیں“۔ عمران نے کہا۔

''تو آپ اس بار اپنے ساتھ کرمنل گروپ لے جانا چاہتے ہیں''...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا۔

''کرمنل گروپ لے کر نہیں کرمنل گروپ بنا کر''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''ایک ہی بات ہے۔ اس کرمنل گروپ میں آپ کسے شامل کریں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہی تو سوچ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''میرے خیال میں ہولاویا جیسی کرمنل سٹی میں آپ کو زیادہ افراد ساتھ نہیں لے جانے چاہئیں۔ آپ کے ساتھ جتنے کم افراد ہوں گے اتنا ہی بہتر ہو گا۔ کم افراد کے چھپنے کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں جبکہ زیادہ افراد آسانی سے ٹریس کئے جا سکتے ہیں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ میں ایسا ہی کروں گا لیکن وہاں جانے سے پہلے میں اس شہر کے بارے میں پوری معلومات لینا چاہتا ہوں کہ اس شہر کا نظام کیا ہے اور اس شہر کا سیٹ اپ کس کے کنٹرول میں ہے اور وہاں حفاظت کے کیا انتظامات کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ وہاں جانے کے محفوظ راستے کون کون سے ہو سکتے ہیں''...... عمران نے سوچتے ہوئے کہا۔

''یہ ساری معلومات آپ کو کہاں سے ملیں گی''...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

''گریٹ لینڈ میں ایک آدمی ہے۔ اس کا نام مائیکل ڈان ہے۔ سنا ہے اس کا بھی تعلق ہولاویا سے ہے۔ اگر وہ ہاتھ آ جائے تو پھر ہمارے لئے ہولاویا جانا ممکن ہو سکتا ہے اور ہم وہاں اپنے قدم بھی جما سکتے ہیں۔ سائرل اور اس کے سپر فورس تک پہنچنے کے لئے ہمیں وہاں پہلے اپنے قدم جمانے ہوں گے اس کے بعد ہی ہم ان کے خلاف کام کر سکتے ہیں اور اس کے لئے ظاہر ہے ہمیں کافی وقت لگ سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس دوران اگر سائرل نے ڈاکٹر عبدالحسن سے فارمولا حاصل کر لیا تو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ڈاکٹر عبدالحسن کئی ماہ سے اس کی تحویل میں ہے۔ ڈاکٹر عبدالحسن سے اب تک فارمولا حاصل کر لیا گیا ہو گا اور وہ فارمولا تحریری شکل میں سائرل کے قبضے میں ہو گا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ سائرل نے فارمولا حاصل کرنے کے بعد ڈاکٹر عبدالحسن کو ہلاک کر دیا ہو۔

ہمارا مقصد سائرل سے وہ فارمولا حاصل کرنا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اب تک سائرل نے اس فارمولے کو اوپن نہیں کیا ہو گا۔ اس کام کے لئے میں نے ٹرومین کو ہدایات دے دی ہیں۔ اس نے اب تک جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق ایسا کوئی فارمولا عالمی منڈی میں نہیں لایا گیا ہے جس کی پوری دنیا میں دھوم ہو اور اس کی بارگیننگ کی جا رہی ہو۔ سائرل اس فارمولے کو ایسے

ملک کو فروخت کرے گا جو اس کی صحیح قیمت دے سکتا ہو اور ٹرومین کے پاس ایسے ذرائع موجود ہیں کہ اگر ایسا کوئی فارمولا کسی ملک کو فروخت کیا گیا تو وہ اس ملک کے بارے میں تفصیلات حاصل کر سکے۔ اگر ہمارے مشن کے دوران ٹرومین کو اس بات کا پتہ چلا کہ فارمولا سائرل نے کسی ملک کو فروخت کر دیا ہے تو ہم فوراً اس ملک کے خلاف کام کرنا شروع کر دیں گے اور پھر ہم وہاں سے جا کر فارمولا حاصل کریں گے چاہے وہ کوئی بھی ملک کیوں نہ ہو"...... عمران نے کہا۔

''اگر سائرل نے فارمولا ایک سے زائد ممالک کو فروخت کیا تو کیا آپ ان تمام ممالک کے خلاف کام کریں گے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب تک سائرل کے بارے میں جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق وہ ایک اصول پسند مجرم ہے جس نے آج تک کسی کو ڈاج نہیں دیا ہے۔ اپنی عزت اور اپنا وقار بحال رکھنے کے لئے سائرل یہ فارمولا کسی ایک ملک کو ہی فروخت کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر اس نے ایک بار بھی کسی ملک کو ڈاج دیا تو پھر کوئی بھی ملک اس پر اعتبار نہیں کرے گا اور اس کا آئندہ کسی بھی ملک سے ڈیل کرنا مشکل ہو جائے گا اور اسے اپنا امیج بنائے رکھنے کے لئے اپنے اصولوں پر کاربند رہنا پڑے گا تب ہی دنیا میں اس کی دھاک قائم رہ سکتی ہے ورنہ نہیں"...... عمران نے کہا۔

''پھر بھی اگر ہم یہ سوچ لیں کہ سائرل ایک سے زائد ممالک کو یہ فارمولا فروخت کر دے تو"...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تو پھر ہمیں ان تمام ملکوں سے فارمولا حاصل کرنا ہو گا۔ اس فارمولے پر صرف پاکیشیا کا حق ہے اور بس"...... عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا تو بلیک زیرو ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

ٹرانکو اپنی دس رکنی ٹیم کے ساتھ پاکیشیا پہنچ چکا تھا۔ اس کے ساتھ آنے والے دس افراد کا تعلق سپر فورس سے تھا۔ یہ سارے غنڈے ہی تھے لیکن ان سب نے ماہر ایجنٹوں کی طرح ٹریننگ لے رکھی تھی اور یہ مارشل آرٹس کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی سچویشن سے نپٹنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے۔ ٹریننگ میں انہیں برق رفتاری سے کام کرنے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کا اسلحہ استعمال کرنا بھی سکھایا گیا تھا۔ سپر فورس کے یہ دس افراد مسلح ہو کر سینکڑوں کی فوج پر بھی بھاری پڑ سکتے تھے اور یہ اس قدر تیزی سے کارروائیاں کرتے تھے کہ پلک جھپکنے میں کسی بھی ایجنسی یا کرمنل تنظیم کو تباہ و برباد کر دیتے تھے اور پھر کارروائی مکمل ہوتے ہی وہ اسی تیزی سے غائب ہو جاتے تھے کہ وہ اپنے پیچھے سوائے دھول کے اور کوئی کلیو نہ چھوڑتے تھے۔

ٹرانکو کو پاکیشیا پہنچے ہوئے آج تیسرا روز تھا۔ پاکیشیا میں سائرل

نے اسے ایک ٹپ دی تھی جو انڈر ورلڈ کے مقامی آدمی ماسٹر گراہم کی تھی۔ یہ ماسٹر گراہم پاکیشیا میں ایک کلب کا مالک تھا اور ہر قسم کے دھندے میں ملوث رہتا تھا۔ سائرل نے اسے خاص طور پر فون کر کے اور ایڈوانس بھاری معاوضہ اس کے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر کے ٹرانکو اور اس کے ساتھیوں کی معاونت کا حکم دیا تھا۔

ائیر پورٹ سے ٹرانکو اپنے ساتھیوں کو لے کر ماسٹر گراہم کے پاس پہنچا تھا۔ ماسٹر گراہم نے ان کی رہائش کا مکمل بندوبست کر دیا تھا۔ ٹرانکو نے اپنے ساتھیوں کو اس رہائش گاہ میں منتقل کیا اور خود ایک ہوٹل میں پہنچ گیا۔ وہ سپر فورس کے ساتھ اپنی منگیتر ملیسیا کو بھی ساتھ لایا تھا۔ ٹرانکو اپنی منگیتر ملیسیا کے بغیر ایک پل کے لئے بھی نہیں رہ سکتا ہے۔ ملیسیا اس کی بہترین ساتھی ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین اور تیز طرار لڑکی تھی جو تقریباً ہر مشن میں اس کے ساتھ ہوتی تھی اور اس کے مشن کو مکمل کرنے کے لئے ذہانت آمیز پلاننگ بنانے کے ساتھ ساتھ اسے بہترین مشورے بھی دیتی تھی جن پر عمل کر کے ٹرانکو نے ہمیشہ کامیابیاں ہی حاصل کی تھیں۔ چونکہ وہ ملیسیا کو سپر فورس کے ساتھ نہ رکھنا چاہتا تھا اس لئے اس نے ملیسیا کو علیحدہ پر پاکیشیا پہنچنے کا کہا تھا اور ٹرانکو نے پاکیشیا آ کر فوری طور پر اپنے لئے فور سٹار ہوٹل میں ایک کمرہ بک کرایا اور پھر اس نے ملیسیا کو اسی ہوٹل کے کمرے میں پہنچنے کا کہا تھا۔ ملیسیا اگلے ہی دن وہاں پہنچ گئی تھی اور دونوں ایک ساتھ ہی وہاں رہتے

تھے۔

ٹرانکو کو اپنے اس مخبر سے معلوم ہوا تھا کہ ہسپتال میں موجود ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن کو ہوش آ گیا تھا چونکہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تحویل میں تھی اس لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اسے ہسپتال سے نکال کر کسی نامعلوم ٹھکانے پر منتقل کر دیا تھا۔ اگر نسرین حسن کو ہسپتال سے نہ نکالا گیا ہوتا تو ٹرانکو نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر ہسپتال پر حملہ کر کے نسرین حسن کو وہاں سے فوراً نکال لینے کا پروگروم بنا لیا تھا لیکن جس روز اس کا ہسپتال پر حملے کا پروگرام بنا اسی روز اسے اطلاع ملی کہ نسرین حسن کو ہسپتال سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اپنی نگرانی میں نکال کر لے گئے ہیں۔

جو آدمی ہسپتال کی نگرانی کر رہا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ نسرین حسن کو ہسپتال سے نکال کر لے جانے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نے انوکھا طریقہ اختیار کیا تھا۔ انہوں نے پورے ہسپتال کو غیر متعلقہ افراد سے خالی کرا لیا تھا اور پھر ہسپتال کی پارکنگ میں ایک رنگ ایک ماڈل اور ایک جیسے نمبر کی پانچ ویگنیں لائی گئیں۔ ان پانچوں ویگنوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ہی ڈرائیو کر رہے تھے۔ انہوں نے نسرین حسن کو ہسپتال سے نکالا اور ان میں سے کسی ایک ویگن میں پہنچایا اور پھر پانچوں ویگنوں کو ایک ساتھ ہسپتال سے باہر لایا گیا اور پانچوں ویگنیں الگ الگ راستوں

پر روانہ ہو گئیں جس کی وجہ سے اس آدمی کے لئے یہ پتہ لگانا مشکل ہو گیا تھا کہ نسرین حسن کو کس ویگن میں ڈال کر اور کہاں لے جایا گیا ہے۔ اس نے اپنے طور پر ایک ویگن کا تعاقب بھی کیا تھا لیکن جلد ہی وہ ویگن اسے ڈاج دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھی اس لئے اس آدمی کے ہاتھ سوائے ناکامی کے اور کچھ نہیں آیا تھا۔

یہ خبر ٹرانکو پر بجلی بن کر گزری تھی کہ نسرین حسن اب سپیشل ہسپتال میں موجود نہ تھی۔ اس نے اس آدمی اور ماسٹر گراہم بھی حکم دیا تھا کہ وہ ہر صورت میں نسرین حسن کو تلاش کریں لیکن ابھی تک کسی طرف سے اسے حوصلہ افزاء خبر نہیں ملی تھی۔ ٹرانکو اس سلسلے میں خود بھی بھاگ دوڑ کر رہا تھا لیکن سوائے ناکامی کے اسے کچھ حاصل نہ ہو رہا تھا۔ اب بھی وہ تھکا ہارا ہوٹل کے کمرے میں پہنچا تو اس کی منگیتر شدت کے ساتھ اس کی منتظر تھی۔

"کیا ہوا کچھ پتہ چلا"...... ملیسیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے ہر جگہ چھان ماری ہے لیکن کچھ پتہ نہیں چل رہا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران آخر اس لڑکی کو کہاں لے گئے ہیں"...... ٹرانکو نے تھکے تھکے انداز میں ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو ملیسیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تو ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہی ٹریس کرا لیتے جو اس لڑکی کو لے گئے تھے۔ ان میں سے کوئی ایک بھی مل جائے تو ہم اس سے

لڑکی کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں''...... ملیسیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں اب تک اسی کوشش میں لگا ہوا تھا لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کو شاید اس بات کا خطرہ ہے کہ لڑکی پر دوبارہ حملہ کیا جا سکتا ہے اس لئے وہ ہسپتال میں میک اپ کر کے آتے تھے اور اپنی خفیہ رہائش گاہوں میں بھی مختلف میک اپ بدل بدل کر رہتے ہیں اس لئے ان کے بارے میں بھی کوئی تفصیل معلوم نہیں ہو سکی ہے''۔ ٹرانکو نے کہا۔

''تو پھر ہم اسے کیسے تلاش کریں گے۔ تم تو بڑے دعوے کے ساتھ یہاں سے اس لڑکی کو تلاش کر کے لے جانے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ختم کرنے کا کہہ کر آئے ہو''...... ملیسیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اب مجھے کیا معلوم تھا کہ میں جنہیں آسان ٹارگٹ سمجھ رہا تھا وہ میرے لئے اس قدر مشکل ہوگا۔ میں ان کے خلاف اسی صورت میں کارروائی کر سکتا ہوں جب میرے پاس ان کا کوئی اتہ پتہ موجود ہو لیکن بہرحال پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے ہر حال میں مشن مکمل کرنا ہے چاہے اس میں کتنا بھی وقت کیوں نہ لگ جائے۔ سائرل نے مجھے اس کے لئے کوئی ٹائم فریم نہیں دیا ہے کہ میں اتنے وقت میں ہر حال میں مشن مکمل کروں اسے مشن کی کامیابی سے مطلب ہے اور کچھ نہیں''...... ٹرانکو نے گہرا سانس

لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ تو ہے۔ لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ لاکھوں کروڑوں لوگوں میں ہم اس لڑکی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو تلاش کیسے کریں گے۔ یہ تو بھوسے کے ڈھیر سے سوئی ڈھونڈنے کے مترادف ہے''...... ملیسیا نے کہا۔

''اس کے لئے تم کوئی مشورہ دو۔ تم مجھ سے زیادہ ذہین ہو اور ایسے معاملات میں تمہارا ذہن ہی مجھے صحیح راستے دکھاتا ہے''۔ ٹرانکو نے مسکراتے ہوئے کہا تو ملیسیا بھی مسکرا دی۔

''تو تم صاف کیوں نہیں کہتے کہ تم میرے بغیر خود کو زیرو سمجھتے ہو''...... ملیسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس میں کہنے والی کون سی بات ہے۔ تمہارے موجودگی میں نہ صرف میں بلکہ میرے دماغ کی بیٹریاں بھی ڈاؤن ہو کر زیرو ہو جاتی ہیں اور مجھے سوائے تمہیں ٹکر ٹکر دیکھتے رہنے کے اور کچھ سوجھتا ہی نہیں ہے''...... ٹرانکو نے کہا تو ملیسیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''اب تم مکھن لگانے کی کوشش کر رہے ہو''...... ملیسیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''مکھن کو مکھن لگانے والی بات پہلی بار سن رہا ہوں''...... ٹرانکو نے جواب دیا تو کمرہ یکلخت ملیسیا کی کھنکھناتی ہوئی ہنسی سے گونج اٹھا۔

''اچھا میری تعریف چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ کیا تم نے ماسٹر گراہم کو بھی اس کام پر لگایا ہے''...... ملیسیا نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''ہاں ماسٹر گراہم بھی اپنے آدمیوں کے ساتھ سیکرٹ سروس کے ممبران اور اس لڑکی کی تلاش میں لگا ہوا ہے لیکن اس کے ہاتھ بھی کچھ نہیں آیا ہے''...... ٹرانکو نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''تم احمق ہو''...... ملیسیا نے منہ بنا کر کہا۔

''اس میں بتانے والی کون سی بات ہے۔ تمہارے لئے تو میں احمق ہی ہوں اور مجھے تمہارے سامنے یہی روپ پسند ہے''۔ ٹرانکو نے مسکرا کہا اور ملیسیا ایک بار پھر مسکرا دی۔

''میں مذاق نہیں کر رہی''...... ملیسیا نے منہ بنا کر کہا۔

''اور میں بھی مذاق میں جواب نہیں دے رہا ہوں''...... ٹرانکو نے کہا۔

''سنو۔ تم پاکیشائی ایجنٹوں اور اس لڑکی کو تلاش کرنے کا سلسلہ ترک کر دو''...... ملیسیا نے کہا تو ٹرانکو چونک پڑا۔

''ترک کر دوں۔ کیا مطلب۔ اگر میں اسے تلاش نہیں کراؤں گا تو ان کے خلاف کام کیسے کروں گا''...... ٹرانکو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا''...... ملیسیا نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر کیا مطلب تھا تمہارے کہنے کا''...... ٹرانکو نے کہا۔

''یہ بات تو طے ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ایک

میک اپ میں نہیں رہتے اور وہ ہمیشہ اپنے ٹھکانے بدلتے رہتے ہیں لیکن ان میں ایک آدمی ایسا ہے جو نہ میک اپ میں رہتا ہے اور نہ ہی اپنا ٹھکانہ بدلتا ہے۔ اگر ہم اس کی نگرانی کریں تو اس کے ذریعے ہم نہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کا پتہ لگا سکتے ہیں بلکہ اس لڑکی نسرین حسن تک بھی پہنچ سکتے ہیں''...... ملیسیا نے کہا۔

''تم شاید عمران کے بارے میں کہہ رہی ہو جو بغیر میک اپ کے اپنے فلیٹ میں رہتا ہے''...... ٹرانکو نے چونک کر کہا۔

''ہاں''...... ملیسیا نے کہا۔

''ماسٹر گراہم کا ایک آدمی اس کی بھی نگرانی کرا رہا ہے اور ابھی تک اس کی طرف سے بھی کوئی حوصلہ افزاء رپورٹ نہیں ملی ہے''۔ ٹرانکو نے منہ بنا کر کہا۔

''اوکے۔ اگر یہ کام ماسٹر گراہم کر رہا ہے تو پھر یہ سوچتے ہیں کہ ہمیں کیا کرنا ہے''...... میلسیا نے کہا۔

''اگر مجھے سوچنا ہوتا تو میں تمہیں یہاں اپنے ساتھ کیوں لاتا''...... ٹرانکو نے کہا تو میلسیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم جہاں جاؤ مجھے اپنے ساتھ رکھو لیکن تم ہر بار اکیلے ہی چلے جاتے تھے۔ اب کیا ہوا۔ کیا کر کے آئے ہو۔ تین دن تم نے ضائع کر دیئے۔ اب بھگتو''...... میلسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آئی ایم سوری۔ رئیلی سوری کہ میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں لے گیا۔ کہو تو اس غلطی کے لئے تمہارے کان پکڑ لوں“...... ٹرانکو نے ہنستے ہوئے کہا۔

”میرے نہیں اپنے۔ اپنے کان پکڑو گے تو ہی میں تمہاری یہ غلطی معاف کروں گی ورنہ نہیں“...... میلسیا نے اٹھلاتے ہوئے کہا تو ٹرانکو نے ایک لمحے کی دیر نہ لگائی وہ کرسی سے اچھل کر گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اور اس نے دونوں کان پکڑ کر سر جھکا لیا۔

”مجھے معاف کر دو۔ میرے ہونے والے بچوں کی اماں“۔ ٹرانکو نے کہا اور اس کے انداز پر میلسیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”بس ٹھیک۔ ہونے والے بچوں کی اماں نے بچوں کے ابا کی غلطی معاف کر دی۔ اب تم اٹھ کر کرسی پر بیٹھ سکتے ہو“...... میلسیا نے شاہانہ انداز میں کہا تو ٹرانکو ہنستا ہوا اٹھا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا البتہ اس نے کان اسی طرح سے پکڑ رکھے تھے۔

”اب کان بھی چھوڑ دوں اپنے“...... ٹرانکو نے کہا۔

”ہاں چھوڑ دو“...... میلسیا نے اسی انداز میں کہا تو ٹرانکو نے کان چھوڑ دیئے۔

”اوکے۔ میں نے چونکہ تمہیں معاف کر دیا ہے اس لئے میں تمہیں اس لڑکی کو ٹریس کرنے کا ایک آسان سا طریقہ بتاتی ہوں جس پر عمل کر کے مجھے یقین ہے کہ تم اس لڑکی تک پہنچ جاؤ گے“۔ میلسیا نے کہا تو ٹرانکو چونک پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کون سا طریقہ ہے۔ جلدی بتاؤ“...... ٹرانکو نے بے چین لہجے میں کہا۔

”تم نے سپیشل ہسپتال کے بارے میں بتایا تھا جہاں لڑکی اور سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف جولیانا فٹز واٹر کو علاج کے لئے رکھا گیا تھا“...... میلسیا نے کہا۔

”ہاں۔ بتایا تھا“...... ٹرانکو نے کہا۔

”پتہ کرو کہ اس ہسپتال کا انچارج کون ہے“...... میلسیا نے کہا۔

”اس سے کیا ہو گا“...... ٹرانکو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”احمق انسان۔ اس لڑکی کو اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نکال کر کسی ٹھکانے پر لے گئے ہیں تو یہ مت بھولو کہ وہ ابھی مکمل طور پر صحت یاب نہیں ہوئی ہے۔ سیکرٹ سروس کے ممبران اس کی حفاظت کر سکتے ہیں اس کا علاج نہیں۔ چونکہ اس لڑکی کا علاج سپیشل ہسپتال میں ہوا ہے اس لئے میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ اب بھی اس لڑکی کا علاج جاری ہو گا اور اس لڑکی کا علاج اسی ہسپتال کا کوئی ڈاکٹر یا پھر ہسپتال کا انچارج کر رہا ہو گا۔ اگر ہم اس کی نگرانی کریں کہ وہ فرصت کے اوقات میں کہاں جاتا ہے تو ہو سکتا ہے کہ ہم اس ٹھکانے پر پہنچ جائیں جہاں اس لڑکی کو رکھا گیا ہے“...... میلسیا نے کہا تو ٹرانکو بے اختیار اچھل پڑا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر میلسیا کی طرف دیکھنے لگا۔

”ایسے کیا دیکھ رہے ہو۔ کیا میں نے کچھ غلط کہا ہے“...... میلسیا

نے اسے اپنی طرف گھورتا پا کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ تمہاری بات سن کر بے ہوش ہونے کو دل کر رہا ہے''...... ٹرانکو نے کہا۔

''بے ہوش ہونے کو۔ کیا مطلب''...... میلسیا نے چونک کر کہا۔

''میں سوچ رہا ہوں کہ کیا واقعی ہر لڑکی ذہین ہوتی ہے یا قدرت نے تمہارے ذہین میں ہی کمپیوٹر فٹ کر رکھا ہے''...... ٹرانکو نے کہا تو میلسیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تم مردوں کو ہی عورتوں کی قدر نہیں ہوتی ورنہ ہر عورت کے دماغ میں کمپیوٹر فٹ ہوتا ہے۔ سیکھنا ہے تو ان عورتوں سے سیکھو جو اپنے کمپیوٹرائزڈ مائنڈ سے اپنے شوہروں کو کنٹرول میں رکھتی ہیں''۔ میلسیا نے کہا تو اس بار ٹرانکو بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''تو کیا اپنا شوہر بنا کر تم بھی مجھے اپنے کمپیوٹرائزڈ مائنڈ سے کنٹرول کرو گی''...... ٹرانکو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے۔ میں دنیا کی تمام عورتوں سے مختلف عورت نہیں ہوں۔ تمہیں تو مجھے خاص طور پر کنٹرول کرنا پڑے گا تاکہ کوئی اور تمہیں مجھ سے اُڑا کر نہ لے جائے''...... میلسیا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس دوسری کی شامت ہی آئی ہو گی جو وہ مجھے تم سے اُڑا لے جانے کی کوشش کرے گی۔ کیا میں امید کر سکتا ہوں کہ وہ تم سے بچ جائے گی''...... ٹرانکو نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میں اس کی بوٹیاں نہ اُڑا دوں گی''...... میلسیا نے کہا تو ٹرانکو ایک بار پھر قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔

''اچھا چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ کیا یہ ضروری ہے کہ لڑکی کے علاج کے لئے ہسپتال کا انچارج ڈاکٹر ہی جاتا ہو''...... ٹرانکو نے کہا۔

''نہیں۔ یہ ضروری نہیں ہے لیکن ہر مریض کا علاج ایک مخصوص ڈاکٹر کرتا ہے اور اگر کسی مریض کو گھر یا کسی دوسری جگہ شفٹ کر دیا گیا ہو تو جس ڈاکٹر نے مریض کا علاج شروع کیا ہوتا ہے وہ مریض کو ڈسچارج کرنے کے بعد بھی ایک دوبار چیکنگ کے لئے بلاتا ہے۔ پہلے تم یہ معلوم کرو کہ اس ہسپتال میں اس لڑکی نسرین حسن کا پراپر علاج کس نے کیا تھا۔ میرے خیال میں اگر اس ڈاکٹر کا نام معلوم ہو جائے تو ہم اس تک پہنچ سکتے ہیں اور پھر وہ ڈاکٹر ہمارے کام بھی آ سکتا ہے''...... میلسیا نے کہا۔

''وہ کیسے''...... ٹرانکو نے کہا۔

''ہم اس ڈاکٹر کے میک اپ میں وہاں پہنچ جائیں گے جہاں لڑکی کو رکھا گیا ہے۔ ایک بار اس جگہ کے بارے میں پتہ چل جائے تو ہم ایک ساتھ دو بلکہ کئی شکار کھیل سکتے ہیں''...... میلسیا نے کہا۔

''کئی شکار''...... ٹرانکو نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ اس لڑکی کو اغوا کرنے کا شکار اور ان کی حفاظت پر مامور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کا شکار''...... میلسیا نے کہا تو

ٹرانکو بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں کی چمک کئی گنا بڑھ گئی تھی۔

''اب تو میں واقعی تمہارے سامنے خود کو دنیا کا بہت بڑا چغد محسوس کر رہا ہوں۔ تمہارے پاس ہر مسئلے کا حل تھا اور میں تین دن خواہ مخواہ اپنے جوتے گھساتا رہا''...... ٹرانکو نے کہا۔

''تمہاری قسمت میں جوتے گھسانا تھا جو تم نے گھسا لئے۔ اب میرے کہنے پر عمل کر کے تم اپنے جوتوں کو مزید گھسنے سے بچا سکتے ہو لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ تم مجھے اپنے ساتھ رکھو''۔ میلسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بے فکر رہو۔ اب تمہیں میں ہر وقت ساتھ ہی رکھوں گا۔ اب یہ بتاؤ کہ یہ کام ہمیں خود کرنا چاہئے یا اس کام کے لئے بھی ماسٹر گراہم کو استعمال کرنا چاہئے''...... ٹرانکو نے کہا۔

''ہم غیر ملکی ہیں۔ شہر کے بارے میں ہمارے پاس معلومات نہیں ہیں اس لئے یہ کام ماسٹر گراہم آسانی سے کر سکتا ہے۔ اس کے پاس آدمیوں کی بھی کمی نہیں ہے۔ اگر وہ چاہے تو ہسپتال میں کام کرنے والے تمام ڈاکٹروں کی بھی نگرانی کرا سکتا ہے۔ اس سے ہمیں آگے بڑھنے کا کوئی نہ کوئی تو راستہ ملے گا''...... میلسیا نے کہا۔

''یہ ٹھیک ہے۔ اس طرح واقعی مجھے مزید جوتے نہیں گھسانے پڑیں گے''...... ٹرانکو نے کہا تو میلسیا مسکرا دی۔ ٹرانکو نے جیب سے

جدید ساخت کا مخصوص سیل فون نکالا جو سیٹلائٹ سے منسلک تھا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''گراہم کلب''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ٹرانکو بول رہا ہوں۔ ماسٹر گراہم سے بات کراؤ''...... ٹرانکو نے کرخت لہجے میں کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو۔ ماسٹر گراہم بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ماسٹر گراہم کی آواز سنائی دی۔

''ٹرانکو بول رہا ہوں ماسٹر گراہم''...... ٹرانکو نے کہا۔

''یس سر۔ حکم''...... دوسری طرف سے ماسٹر گراہم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اسے چونکہ سائرل کی طرف سے بھاری معاوضہ ملا تھا اس لئے وہ ٹرانکو کی ہر بات کا نہایت مؤدبانہ انداز میں جواب دیتا تھا۔

''سنو۔ تمہارے ذمہ ایک اور کام لگانا ہے۔ میں تمہیں ایک ہسپتال کا پتہ بتاتا ہوں۔ مجھے فوری طور پر اس ہسپتال کے انچارج کا نام بتاؤ اور یہ معلوم کر کے بتاؤ کہ اس ہسپتال میں کتنے ڈاکٹرز کام کرتے ہیں۔ مجھے ان کے نام اور پتے سب چاہئیں۔ سمجھ گئے تم''...... ٹرانکو نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور آخر میں سپیشل ہسپتال کا پتہ بتا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ کا کام ہو جائے گا''...... ماسٹر گراہم نے کہا۔

''صرف یہی نہیں۔ تمہیں اس انچارج ڈاکٹر سمیت وہاں موجود تمام ڈاکٹروں کی نگرانی بھی کرانی ہے کہ وہ کہاں جاتے ہیں۔ وہ جہاں بھی جائیں مجھے ان کی پوری معلومات چاہئے''...... ٹرانکو نے کہا۔

''اوہ۔ اس کے لئے تو مجھے کئی آدمیوں کو لگانا پڑے گا''۔ ماسٹر گراہم نے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ تمہیں اس کا مزید معاوضہ دے دیا جائے گا''...... ٹرانکو نے جواب دیا۔

''اوہ۔ پھر ٹھیک ہے''...... ماسٹر گراہم نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا تو ٹرانکو نے سیل فون کان سے ہٹا کر اسے آف کر دیا۔

''اب جب تک ماسٹر گراہم کوئی رپورٹ نہیں دیتا ہمارے پاس آرام کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں ہے''...... میلسیا نے کہا۔

''ہاں۔ اور میں اس موقع کو گنوانا نہیں چاہتا۔ چلو تیار ہو جاؤ۔ آج ہم آؤٹنگ پر جائیں گے اور فل انجوائے کریں گے''...... ٹرانکو نے کہا تو میلسیا ہنس پڑی۔

''انجوائے کا مطلب گھومنا پھرنا نہیں ہوتا۔ تمہیں مجھے شاپنگ پلازہ میں بھی لے جانا پڑے گا اور مجھے میری مرضی کی شاپنگ بھی

کرانی پڑے گی''...... میلسیا نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آج تمہارا دن ہے۔ جو چاہے خریدنا۔ میں اپنا سارا کریڈٹ کارڈ تم پر ختم کر دوں گا''...... ٹرانکو نے بڑے شاہانہ لہجے میں کہا تو میلسیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''سوچ لو کہیں راستے میں تمہارا ذہن نہ بدل جائے''...... میلسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اگر تمہیں یہ خطرہ ہے تو میں کریڈٹ کارڈ ہی تمہیں دے دیتا ہوں۔ تم بے فکر ہو کر اسے استعمال کرنا اور اپنی مرضی کی شاپنگ کرنا''...... ٹرانکو نے کہا۔

''حیرت ہے۔ یہاں آ کر تم جیسے مرد بھی عورتوں کے غلام بن جاتے ہیں''...... میلسیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹرانکو بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم سے شادی کرنے کے لئے میں تمہارا غلام بن کر بھی رہنے کے لئے تیار ہوں''...... ٹرانکو نے مسکراتے ہوئے کہا تو میلسیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔ ہنسی مذاق کی باتوں میں اور آؤٹنگ پر جانے کی تیاری میں انہیں تقریباً دو گھنٹے لگ گئے۔ پھر وہ تیار ہو کر کمرے سے جانے کے لئے نکل ہی رہے تھے کہ ٹرانکو کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسکرین پر ڈسپلے دیکھنے لگا۔

''اب کس کا فون آ گیا''...... میلسیا نے منہ بناتے ہوئے کہا

جیسے آؤٹنگ پر جانے کے لئے نکلتے ہوئے کسی کا فون آنے پر اسے شدید کوفت ہوئی ہو۔

''ولسن کی کال ہے''...... ٹرانکو نے کہا۔

''کون ولسن''...... میلسیا نے چونک کر کہا۔

''اس آدمی کا تعلق سائرل کے سپیشل گروپ سے ہے جسے سائرل نے مجھ سے پہلے یہاں بھیج کر ہمارے لئے ایک بڑا سیٹ اپ بنانے کا کہا تھا۔ اس سیٹ اپ میں کنٹرولنگ سسٹم نصب ہے۔ شاید اس نے سارا کنٹرولنگ سسٹم نصب کر لیا ہے اور اسی کی اطلاع دینے کے لئے کال کیا ہے''...... ٹرانکو نے کہا۔

''کیسا کنٹرول سسٹم ہے''...... میلسیا نے پوچھا۔

''ایک بڑا اور انتہائی جدید کنٹرولنگ سسٹم ہے جس سے ہم پورے دارالحکومت کو نہ صرف چیک کر سکتے ہیں بلکہ جہاں چاہیں آپریٹس مشین باکس سے حملہ بھی کر سکتے ہیں اور بھی بہت کچھ موجود ہے اس کنٹرولنگ سسٹم میں جس سے ہم یہاں بہت کچھ کر سکتے ہیں''...... ٹرانکو نے جواب دیا۔

''تو پھر تم اس کی کال سن کیوں نہیں رہے''...... میلسیا نے کہا۔ ٹرانکو نے ابھی تک کال رسیو نہ کی تھی۔ سیل فون پر مسلسل رنگ آ رہی تھیں۔

''تمہاری وجہ سے''...... ٹرانکو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میری وجہ سے۔ کیا مطلب''...... میلسیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اگر میں نے کال رسیو کر لی اور کوئی ایسی بات سامنے آ گئی جو اہمیت کی حامل ہوئی تو تمہارا آؤٹنگ اور خاص طور پر شاپنگ پر جانے کا سارا پروگرام کھٹائی میں پڑ سکتا ہے''...... ٹرانکو نے کہا تو میلسیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''ہم یہاں آؤٹنگ کرنے یا شاپنگ کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔ تمہارے پاس وقت تھا اس لئے میں نے شاپنگ کے لئے کہہ دیا تھا۔ تم کال سنو۔ ہو سکتا ہے کہ ولسن نے تم سے کوئی اہم بات کرنی ہو''۔ میلسیا نے کہا۔

''دیکھ لو۔ بعد میں ناراض نہ ہو جانا''...... ٹرانکو نے کہا۔

''نہیں ہوتی ناراض۔ تم سنو کال''...... میلسیا نے کہا تو ٹرانکو نے سیل فون کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ اس نے سیل فون کا لاؤڈر کا بٹن پریس کیا تھا تاکہ ولسن کی ہر بات میلسیا بھی سن سکے۔

''لیں''...... ٹرانکو نے کہا۔

''ولسن بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ آواز میں بے حد مسرت اور جوش تھا۔ اس کی مسرت اور جوش بھری آواز سن کر وہ دونوں چونک پڑے۔

''لیں۔ کوئی خاص بات ہے کیا''...... ٹرانکو نے کہا۔

''آپ کے لئے ایک بڑی خوشخبری ہے جناب''...... دوسری طرف سے ولسن نے اسی طرح مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیسی خوشخبری''...... ٹرانکو نے چونک کر کہا۔

''آپ کا جو مخبر ہسپتال سے ویگن کا تعاقب کر رہا تھا اور وہ ویگن اسے ڈاج کر کے نکل گئی تھی میں نے نہ صرف اس ویگن کو بلکہ ہسپتال سے نکلنے والی پانچوں ویگنوں کو ٹریس کر لیا ہے''...... دوسری طرف سے ولسن نے اسی طرح جوش بھرے لہجے میں کہا تو ٹرانکو اور میلسیا بے اختیار اچھل پڑے۔

''گڈ شو۔ ریئلی گڈ شو۔ کیسے ٹریس کیا تم نے ان پانچوں ویگنوں کو''...... ٹرانکو نے کہا۔

''مخبر نے جس جگہ اس ویگن کو مس کیا تھا میں نے کنٹرولنگ سسٹم سے وہاں ایک آپریٹس مشین باکس بھیجا تھا۔ اس آپریٹس مشین باکس کی مدد سے میں نے نہ صرف ارد گرد کے علاقے بلکہ دور دراز کے علاقوں کی چیکنگ شروع کر دی۔ پھر ایک علاقے سے پرواز کرتے ہوئے مجھے ایک عمارت کے احاطے میں وہ پانچوں ویگنیں ایک ساتھ کھڑی دکھائی دیں تو میں چونک پڑا۔ میں نے آپریٹس مشین باکس سے ان پانچوں ویگنوں کا کلوز اپ لیا تو یہ کنفرم ہو گیا کہ یہ وہی پانچوں ایک ہی رنگ، ایک جیسے ماڈل اور ایک جیسی نمبر پلیٹوں والی ویگنیں تھیں جن میں سے کسی ایک میں ہسپتال سے خفیہ طور پر ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن کو لے جایا گیا تھا''...... دوسری طرف سے ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے آپریٹس مشین باکس کی مدد سے وہ عمارت ٹریس کر لی ہے جہاں ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کو

پاکیشیا سیکرٹ سروس والے لے گئے تھے''...... ٹرانکو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... ولسن نے جواب دیا تو ٹرانکو کے چہرے پر مسرت کے تاثرات پھیلتے چلے گئے۔

''کہاں ہے وہ عمارت، کون کون موجود ہے وہاں۔ مجھے اس عمارت کی لوکیشن اور سیکورٹی کی مکمل تفصیل بتاؤ''...... ٹرانکو نے کہا تو ولسن اسے عمارت کے بارے میں تفصیل بتانا شروع ہو گیا۔

''قلعے نما عمارت۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ عمارت پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہو سکتی ہے''...... تفصیل سن کر ٹرانکو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ وہاں سیکرٹ سروس کے تمام افراد موجود ہیں۔ میں ان کو لائیو دیکھ رہا ہوں''...... ولسن نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ یہ بتاؤ کہ کیا تم نے کنٹرولنگ سسٹم مکمل طور پر تیار کرا لیا ہے''...... ٹرانکو نے کہا۔

''یس باس۔ تمام آلات اور مشینریاں نصب کر دی گئی ہیں اور سب کی سب آپریشنل ہیں۔ یہاں ایک بڑی اسکرین بھی نصب ہے۔ جس سے آپ آپریٹس مشین باکس کے ذریعے پورے شہر کو دیکھ سکتے ہیں اور اس شہر کے کسی بھی حصے پر حملہ کر سکتے ہیں''...... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویل ڈن۔ یہ بتاؤ کہ کہاں قائم کیا ہے تم نے کنٹرولنگ سنٹر۔

میں ابھی وہاں آ رہا ہوں"...... ٹرانکو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے ولسن نے اسے ایک ایڈریس بتا دیا۔

"او کے۔ میں تھوڑی دیر میں اپنی منگیتر میلسیا کو لے کر وہاں پہنچ رہا ہوں۔تم اس عمارت کی نگرانی جاری رکھو"۔ ٹرانکو نے کہا۔

"او کے باس"...... دوسری طرف سے ولسن نے کہا تو ٹرانکو نے سیل فون کا بٹن پریس کر کے رابطہ ختم کر دیا اور میلسیا کی طرف دیکھنے لگا جو اس کے قریب کھڑی خاموشی سے ساری باتیں سن رہی تھی۔

"کیا کہتی ہو"...... ٹرانکو نے کہا۔

"پہلے تو مجھے اس کنٹرولنگ سسٹم کے بارے میں بتاؤ کہ یہ ہے کیا اور اسے یہاں کیوں بنایا گیا ہے۔ ولسن مشینوں اور آلات کی باتیں کر رہا تھا۔کون سی مشینیں اور کون سے آلات"...... میلسیا نے کہا۔

"میرے ساتھ چلو اور سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ اس کنٹرولنگ سسٹم کو دیکھ کر تم یقیناً دنگ رہ جاؤ گی"...... ٹرانکو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے چلو"...... میلسیا نے کہا اور پھر وہ دونوں بیرونی دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

عمران دانش منزل میں بلیک زیرو کے ساتھ موجود تھا اور ساتھیوں کو لے کر گریٹ لینڈ کے کرمنل سٹی ہولا دیا جانے اور وہاں پیش آنے والے مسائل پر ڈسکس کر رہا تھا کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سیل فون کی اسکرین پر ایک نیا نمبر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ جو ایکریمیا کا تھا۔

"یہ تو ایکریمیا سے آنے والی کال ہے"...... عمران نے کہا۔

"کس کی کال ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ نیا نمبر ہے"...... عمران نے کہا اور اس نے سیل فون کے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ٹرومین بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے ٹرومین کی آواز سنائی دی تو عمران اور بلیک زیرو چونک پڑے۔

"ارے سچے آدمی۔ تم اتنی جلدی واپس ایکریمیا بھی پہنچ

گئے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی ٹرومین سے بات ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی اور جب اس کی ٹرومین سے پہلے بات ہوئی تھی تو وہ گریٹ لینڈ میں ہی موجود تھا اور اب وہ اسے ایکریمیا سے کال کر رہا تھا۔

''نہیں۔ میں ایکریمیا سے نہیں گریٹ لینڈ سے ہی بول رہا ہوں''...... ٹرومین نے جواب دیا۔

''لیکن میرے پاس نمبر اور کوڈ تو ایکریمیا کا شو ہو رہا ہے''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں لنک کمپیوٹر سے آپ کو کال باؤنس کر کے کال کر رہا ہوں۔ یہ ایک جدید ٹیکنالوجی ہے جس سے کمپوٹرائزڈ سافٹ ویئر اور آن لائن فون سروس کے ذریعے لوکل کال کو بھی کسی دوسرے ملک کے سیٹلائٹ سے منسلک کر کے اسے باؤنس کیا جاتا ہے اور لانگ رینج پر کال کی جا سکتی ہے''...... دوسری طرف سے ٹرومین نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم گریٹ لینڈ میں جا کر چور بن گئے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چور۔ کیا مطلب''...... ٹرومین نے چونک کر کہا۔

''گریٹ لینڈ کی لوکل کال چوری کر کے اسے انٹرنیشنل کال میں بدلنا چوری نہیں تو اور کیا ہے''...... عمران نے کہا تو ٹرومین بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ انتہائی سیف کال سمجھی جاتی ہے۔ عام فون کے ساتھ ساتھ اب سیٹلائٹ کالز کو بھی ٹریس کرنے کا طریقہ ڈھونڈ لیا گیا ہے لیکن لوکل کال سے کال کو انٹرنیشنل باؤنس کرنے والی کال کو نہ تو چیک کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی اس کی اصل لوکیشن کا پتہ لگایا جا سکتا ہے۔ مجھے آپ سے اہم بات کرنی تھی اس لئے میں نے اس طریقے سے آپ کو کال کرنا مناسب سمجھا''...... ٹرومین نے کہا۔

''او کے۔ کیا ہے اہم بات''...... عمران نے کہا۔

''پاکیشیا میں ٹرانکو نامی ایک آدمی کو دس رکنی ٹیم کے ساتھ بھیجا گیا ہے اور یہ سارے افراد گریٹ لینڈ کے کرمنل سٹی ہولاویا سے بھیجے گئے ہیں جن کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ ان کا تعلق سائرل اور اس کی سپر فورس سے ہے اور یہ گروپ پاکیشیا کے سپیشل ہسپتال میں موجود ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن کو نہ صرف اغوا کرنے کے لئے پہنچا ہے بلکہ انہیں آپ سمیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے کا ٹاسک بھی دیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے ٹرومین نے جواب دیا تو عمران اور بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑے۔

''سائرل کی سپر فورس کا گروپ پاکیشیا میں بھیجا گیا ہے۔ کیا مطلب اور تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا ہے''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کو جس سیٹ اپ سے کال کر رہا ہوں اسے عام طور

پر لنک سسٹم کہا جاتا ہے اور میں اس سسٹم پر پچھلے کئی ماہ سے کام کر
رہا تھا۔ اس کا ایک طویل پروسیس ہے۔ اس پروسس کو مکمل کیئے بغیر
کال باؤنس نہیں کی جا سکتی ہے۔ میں عموماً اسی لنک سسٹم کے تحت
ہی کالز کرتا ہوں اور کالز کرنے کے ساتھ ساتھ میں اس کوشش میں
بھی لگا ہوا تھا کہ کسی طرح سے یہ چیک کر سکوں کہ کیا ایسی کالز کو
ٹریس کیا اور سنا بھی جا سکتا ہے یا نہیں۔ انتہائی کوششوں کے بعد
میں نے چند خاص سافٹ ویئرز کا استعمال کرتے ہوئے اس لنک
سسٹم کا پتہ لگا لیا کہ اس سے کال ٹریس تو نہیں کی جا سکتی لیکن
دوسرے نمبروں پر کی جانے والی کال ایک طریقے سے کیچ کی جا
سکتی ہے۔ اس کال کو عموماً سیٹلائٹ کال ہی سمجھا جاتا ہے۔ یہ کال
اس صورت میں کیچ کی جا سکتی ہے جب کال کی جا رہی ہو اور
دوسری طرف سے کال ابھی ریسیو نہ کی گئی ہو۔ میری ایکریمیا جانے
کی فلائٹ چونکہ تاخیر کا شکار تھی اس لئے میں اتفاقاً اس سسٹم کو
کھول کر بیٹھ گیا اور میں نے چیکنگ شروع کر دی۔ یہاں آپ کو
میں یہ بتاتا چلوں کہ اس لنک سسٹم سے کال کرنے کے لئے
ضروری ہے کہ کال کرنے والے کے نمبر ملانے سے پہلے اپنی ایک
آئی ڈی بنانی پڑتی ہے چاہے وہ کوئی فیک آئی ڈی ہی کیوں نہ
ہو۔ اس آئی ڈی سے ایک نیا نمبر بنایا جاتا ہے جس سے کال کی جا
سکتی ہے اور ہر بار ایک آئی ڈی سے نیا نمبر بنا کر اس سے ہی کال
کی جا سکتی ہے۔ ایک نمبر سے دوبارہ کال کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

بہر حال چیکنگ کے دوران مجھے ایلن سے ملنے والے نمبر کا خیال آیا
تو میں نے اس نمبر کو اس لنک سسٹم میں فیڈ کیا اور آئی ڈی کے طور
پر سائرل کا نام لکھ دیا۔ میرے ایسا کرتے ہی میرے سامنے
ہزاروں کی تعداد میں نئے نمبر ظاہر ہو گئے جو اس سائرل کی آئی
ڈی سے منسلک تھے۔ سیدھے لفظوں میں کہوں تو سائرل نے اپنے
نام کی آئی ڈی بنا کر اس لنک سسٹم کے تحت ہزاروں کالز کی تھیں۔
ان میں وہ نمبر بھی درج تھا جو میرے پاس موجود تھا۔ میں ان
نمبروں کی چیکنگ کر رہا تھا تو میں نے اچانک اس لنک سسٹم میں
ایک نیا نمبر فیڈ ہوتے دیکھا اور وہ نمبر بلنک کرنا شروع ہو گیا۔ اس
نمبر کے بلنکنگ کرنے کا مطلب تھا کہ اس نئے نمبر سے کال کی جا
رہی ہے میں نے فوراً اس نمبر کے ساتھ اپنی آئی ڈی اور نیا نمبر جوڑ
دیا۔ ایسا کرتے ہی میرا بلنک ہونے والے نمبر سے لنک ہو گیا اور
اسی لمحے جس نمبر پر کال کیا جا رہا تھا اس نے کال ریسیو کر لی“۔
دوسری طرف سے ٹرومین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تمہارا کہنے کا مطلب ہے کہ سائرل اس لنک سسٹم کے
تحت کالز کرتا ہے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ اسی لئے اسے ہر بار نیا نمبر بنانا پڑتا ہے اور پھر وہ
اسی نئے نمبر سے ہی کال کر سکتا ہے اسی لئے وہ ہمیشہ نئے نمبر سے
ہی کال کرتا ہے۔ سابقہ نمبر سے نہ تو دوبارہ کال ہو سکتی ہے اور نہ
ہی اسے ٹریس کیا جا سکتا ہے“...... ٹرومین نے کہا۔

''اسی لئے وہ تمام تنظیموں کے سربراہوں کو نئے نئے نمبرز سے کال کرتا تھا''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں، ایسا ہی ہے''...... ٹرومین نے کہا۔

''اچھا۔ کال کس نے رسیو کی تھی اور کال کرنے والا کون تھا۔ کیا اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے تمہیں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ یہی کال سن کر تو مجھے آپ کو کال کرنا پڑا ہے''۔ ٹرومین نے جواب دیا۔

''اوکے۔ بتاؤ کیا گفتگو ہوئی ہے اس کال میں''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ کال سائرل کی ہے جس نے اپنے کسی ڈی سیکشن کے چیف میگراتھ کو کال کیا تھا اور جو گفتگو کی گئی ہے اسے میں نے باقاعدہ ریکارڈ کر لیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایک بار آپ ان کی باتیں خود سن لیں''...... ٹرومین نے کہا۔

''اوکے۔ سناؤ''...... عمران نے کہا۔

''مجھے ریکارڈنگ سسٹم آپ کے نمبر سے منسلک کرنے کے لئے ایک منٹ لے گا تب تک آپ ہولڈ کریں''...... ٹرومین نے کہا۔

''کوئی پرواہ نہیں۔ کال تمہاری طرف سے کی جا رہی ہے اس لئے اس کا بل مجھے نہیں آئے گا۔ چاہے تم سارا دن ہی کیوں نہ مجھ سے بات کرتے رہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف موجود ٹرومین ہنس پڑا۔

''مجھے بھی اس کال کا کوئی بل نہیں آئے گا''...... ٹرومین نے ہنس کر کہا۔

''تو پھر ٹھیک ہے''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو ٹرومین بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اچھا۔ ایک منٹ دیں مجھے تاکہ میں لنکنگ کر سکوں''۔ ٹرومین نے کہا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ خاموش ہو گیا۔

''بڑا عجیب و غریب سسٹم ہے ٹرومین کے اس کال سسٹم کا''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ کال لنک سسٹم کہلاتا ہے''...... عمران نے تصحیح کی تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں بعد ٹرومین کی آواز سنائی دی۔

''عمران صاحب کی حالت ٹرین کے اس انجن جیسی ہے جو چلتا رہے یا رکا رہے اسے لائن پر رہنا ہی پڑتا ہے۔ یہ تو اس کی قسمت ہے کہ بوگیاں ادھر سے ادھر ہو جاتی ہیں اور انجن بے چارے کو تنہائی کا سامنا رہتا ہے''...... عمران نے کراہ کر کہا تو ٹرومین اس کی بات سمجھ اور نا سمجھ کر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''اچھا انجن عمران صاحب۔ ریکارڈنگ سنیں''...... ٹرومین نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

''میگراتھ بول رہا ہوں''...... اسی لمحے عمران کو ایک تیز اور کرخت آواز سنائی دی۔

''ہیڈ کوارٹر سے بگ چیف کی کال ہے''...... دوسری طرف سے ایک مشینی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ کراؤ بات''...... میگراتھ کی آواز آئی۔

''ہولڈ کرو''...... دوسری طرف سے مشینی آواز نے کہا اور پھر ایک لمحے کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''سائرل بول رہا ہوں''...... اچانک ایک اور کرخت اور انتہائی سرد آواز سنائی دی تو عمران اور بلیک زیرو چونک پڑے۔

''یس بگ چیف''...... میگراتھ کی آواز سنائی دی۔

''ٹرانکو اور اس کے ساتھیوں کا کیا ہوا۔ کیا وہ پاکیشیا پہنچے ہیں یا نہیں''...... سائرل نے پوچھا۔

''یس چیف۔ وہ پاکیشیا پہنچ چکے ہیں''...... میگراتھ نے جواب دیا۔

''کتنے افراد ساتھ لے گیا ہے وہ''...... سائرل نے پوچھا۔

''دس افراد اور سب کا تعلق سپر فورس سے ہے۔ ان کے علاوہ اس کے ساتھ میلسیا بھی ہے''...... میگراتھ نے جواب دیا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ پاکیشیا جا کر ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن کو تلاش کر لیں گے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کر دیں گے''...... سائرل نے کہا تو عمران اور بلیک زیرو ایک بار پھر

چونک پڑے۔

''یس بگ چیف۔ وہ پوری تیاری سے گئے ہیں۔ ٹرانکو کے بارے میں آپ جانتے ہیں کہ ایک بار وہ جس بات کی ٹھان لیتا ہے اسے پورا کر کے ہی رہتا ہے چاہے اس کے لئے اسے کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے''...... میگراتھ نے کہا۔

''اسی لئے تو میں نے تمہاری بات مان کر سپر فورس کا اسے انچارج بنا دیا تھا۔ اب یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ اپنے ساتھ کتنے افراد لے جاتا ہے''...... سائرل نے کہا۔

''یس چیف۔ اس کے کہنے کے مطابق اس کے ساتھ دس افراد ہی کافی ہیں''...... میگراتھ نے کہا۔

''اسے فوراً حکم دو کہ وہ لڑکی کو جلد سے جلد ہسپتال سے اغوا کر کے یہاں لائے اور اس کے ہاتھوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک بھی ممبر زندہ نہیں بچنا چاہئے اور نہ وہ علی عمران۔ انہیں ہلاک کرنے کے لئے اگر ٹرانکو کو پاکیشیا میں لاشوں کے پشتے بھی لگانے پڑیں تو لگا دے''...... سائرل نے کہا۔

''یس چیف۔ میری ابھی تھوڑی دیر پہلے ٹرانکو سے لنک سسٹم پر بات ہوئی تھی۔ اس نے کہا تھا کہ اس نے سپیشل ہسپتال دیکھ لیا ہے۔ اس کا ایک آدمی اس ہسپتال کی مسلسل نگرانی کر رہا ہے۔ آج رات وہ کسی بھی وقت اس ہسپتال پر جدید اسلحے سے حملہ کر کے اس لڑکی کو وہاں سے نکال لائے گا اور سیکرٹ سروس کے ممبران بھی اسی

ہسپتال میں موجود ہیں۔ وہ ان سب کو بھی ہلاک کر دے گا''۔ میگراتھ نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لیئے۔

''گڈ شو۔ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ ایک منٹ ہولڈ کرو۔ مجھے دوسری کال موصول ہو رہی ہے اور یہ کال ڈاکٹر جیرالڈ کی ہے۔ شاید اس نے ڈاکٹر عبدالحسن کا تحریر کرایا ہوا فارمولا مکمل طور پر چیک کر لیا ہے۔ میں اس سے بات کر کے تم سے بات کرتا ہوں''۔ سائرل نے کہا۔

''یس بگ چیف''...... میگراتھ نے کہا اور پھر کچھ دیر کے لئے دونوں طرف خاموشی چھا گئی۔ بلیک زیرو نے کچھ کہنے کے منہ کھولا ہی تھا کہ اسی لمحے ایک بار پھر سائرل کی آواز سنائی دی۔

''غضب ہو گیا میگراتھ۔ غضب ہو گیا''...... سائرل نے چیختے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ کیا ہوا بگ چیف''...... میگراتھ کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر جیرالڈ نے فارمولے کی سٹڈی مکمل کر لی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ یہ ادھورا فارمولا ہے۔ ڈاکٹر عبدالحسن نے مکمل فارمولا تحریر نہیں کرایا ہے''...... سائرل نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ایسا کیسے ممکن ہے بگ چیف۔ ہم نے ڈاکٹر عبدالحسن کا مائنڈ مکمل طور پر ٹرانس میں لے کر اس سے مکمل فارمولا تحریر کرانے کا کہا تھا پھر وہ ادھورا فارمولا کیسے تحریر کرا سکتا ہے''۔ میگراتھ نے

حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کچھ تو ہوا ہے میگراتھ۔ ڈاکٹر جیرالڈ کے مطابق ڈاکٹر عبدالحسن نے جو فارمولا تحریر کرایا ہے وہ فارمولے کا ابتدائی حصہ ہے جس میں فارمولے میں استعمال ہونے والی چند جدید ٹیکنالوجی سسٹم کے متعلق بتایا گیا ہے اور بس۔ یہ سب اصل فارمولے سے ہٹ کر ہے''...... سائرل نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو برا ہوا ہے کہ ڈاکٹر عبدالحسن نے اصل اور مکمل فارمولا تحریر نہیں کرایا ہے''...... میگراتھ نے کہا۔

''تم فوراً ڈاکٹر عبدالحسن کو مشین روم میں لے جاؤ اور ایک بار پھر مشینی سسٹم سے اس کا مائنڈ اسکین کراؤ اور اس کا مائنڈ ٹرانس میں لے کر فارمولا مکمل طور پر تحریر کراؤ۔ فوراً''...... سائرل نے چیختے ہوئے کہا۔

''سوری چیف۔ آپ کے لئے ایک بری خبر ہے''...... میگراتھ نے کہا۔

''بری خبر۔ کیا مطلب۔ میں تم سے فارمولا تحریر کرانے کا کہہ رہا ہوں اور تم مجھے بری خبر کا بتا رہے ہو۔ کیا ہے بری خبر۔ جلدی بتاؤ''...... سائرل نے سرد اور کرخت آواز میں کہا۔

''ڈاکٹر عبدالحسن کا مائنڈ اسکین کرنے اور اس کے مائنڈ سے فارمولا تحریر کرانے کی وجہ سے اس کا مائنڈ بے حد کمزور ہو گیا تھا۔ چونکہ ہم نے اس کا مائنڈ اسکین کرنے کے لئے اس کا جسم اور دماغ

مکمل طور پر کمزور کر دیا تھا اور مشین کے ذریعے اس کے دماغ پر بہت زیادہ دباؤ ڈالا گیا تھا اس لئے اس کا دماغ اس دباؤ کو برداشت نہ کر سکا۔ وہ کافی بوڑھا آدمی تھا۔ اس کا مائنڈ ڈیج ہو گیا تھا۔ ہم نے اسے فوری طور پر طبی سہولت دینے کی کوشش کی اور اسے طاقت کے مختلف انجکشن لگائے۔ دو روز تک اس کی حالت ٹھیک رہی لیکن آج صبح اسے برین ہیمریج ہو گیا۔ اس کے دماغ کی ایک رگ پھٹ گئی اور وہ ہلاک ہو گیا تھا‘‘...... میگراتھ نے جواب دیا تو عمران اور بلیک زیرو کے چہروں کا رنگ بدل گیا۔

’’ہلاک ہو گیا۔ ڈاکٹر عبدالحسن ہلاک ہو گیا ہے اور تم نے مجھے اس کے بارے میں خبر ہی نہیں دی۔ کیوں۔ جواب دو مجھے نانسنس۔ تم نے مجھے ڈاکٹر عبدالحسن کی ہلاکت کے بارے میں کیوں نہیں بتایا‘‘...... دوسری طرف سے سائرل نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

’’میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا بگ چیف کہ آپ نے کال کر دیا‘‘...... میگراتھ نے قدرے سہمی ہوئی آواز میں کہا۔

’’بیڈ نیوز۔ رئیلی بیڈ نیوز۔ ڈاکٹر عبدالحسن نے پورا فارمولا تحریر نہیں کرایا ہے اور وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ اب مجھے فارمولا کیسے ملے گا۔ کہاں سے ملے گا۔ رئیلی بیڈ نیوز‘‘۔ سائرل نے کہا۔

’’جس طرح ڈاکٹر عبدالحسن کی مائنڈ میموری میں مکمل فارمولا تھا اسی طرح اس کی بیٹی نسرین حسن کی مائنڈ میموری میں بھی مکمل

فارمولا فیڈ ہے بگ چیف۔ آپ فکر نہ کریں ٹرانکو پاکیشیا پہنچا ہوا ہے۔ وہ آج رات ہی سپیشل ہسپتال پر حملہ کر کے وہاں سے ہر صورت میں اس لڑکی کو زندہ نکال لائے گا۔ اس لڑکی کے یہاں آتے ہی ہم اس کا مائنڈ اسکین کریں گے اور اس کے مائنڈ سے مکمل فارمولا ٹرانسفر کر لیں گے‘‘...... میگراتھ نے کہا۔

’’اچھا ہوا ہے کہ وہ لڑکی اب تک ہلاک نہیں ہوئی ہے۔ اگر وہ بھی ہلاک ہو جاتی تو فارمولا ہمیں کسی بھی صورت میں نہ ملتا۔ ٹرانکو سے ابھی بات کرو اور اس بات کو یقینی بناؤ کہ لڑکی کو ہر صورت میں پاکیشیا سے زندہ سلامت یہاں پہنچنا چاہئے‘‘...... سائرل نے تیز لہجے میں کہا۔

’’یس بگ چیف۔ میں ابھی اسے کال کرتا ہوں اور اسے ساری صورتحال سے آگاہ کر کے حکم دیتا ہوں کہ سب سے پہلے وہ لڑکی کو ہسپتال سے نکالنے اور اسے پاکیشیا سے شفٹ کرنے کا کام مکمل کرے اس کے بعد وہ وہاں رک کر عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرے۔ ہمارے لئے اب اس لڑکی کی اہمیت اور زیادہ بڑھ گئی ہے‘‘...... میگراتھ نے کہا۔

’’ہاں۔ جلدی کرو اور اس کو ابھی اور اسی وقت کال کرو اور اسے میرا پیغام پہنچاؤ‘‘...... سائرل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

’’آپ نے سائرل اور میگراتھ کی ساری باتیں سن لیں عمران

صاحب''...... چند لمحوں کے بعد دوسری طرف سے ٹرومین کی آواز سنائی دی۔

''ہاں سن لی ہیں اور تمہارا شکریہ جو تم نے ان سب باتوں سے ہمیں آگاہ کر دیا ہے ورنہ وہ لوگ اس لڑکی کو اغوا کرنے کے لئے پورے ہسپتال کو تباہ کر دیتے اور نجانے کتنے بے گناہ افراد مارے جاتے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''نہ صرف بے گناہ افراد بلکہ ان کے نشانے پر آپ اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران بھی ہیں''...... ٹرومین نے کہا۔

''ہم تو ہر وقت کسی نہ کسی کے نشانے پر رہتے ہیں۔ ہمارا دھندہ ہی کچھ ایسا ہے''...... عمران نے کراہ کر کہا۔

''میں مذاق نہیں کر رہا ہوں عمران صاحب۔ یہ صورت حال بے حد خوفناک ہے۔ سائرل کے دو خطرناک ایجنٹ اور ان کے ساتھ دس سپر فورس کے ارکان بھی موجود ہیں جو آپ کو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو نشانہ بنانا چاہتے ہیں۔ جلد سے جلد ان کا کوئی انتظام کریں ورنہ......'' ٹرومین نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''دیکھتا ہوں کہ میں کیا کر سکتا ہوں۔ تمہارا ایک بار پھر شکریہ''...... عمران نے کہا اور رابطہ ختم کر کے سیل فون جیب میں رکھ لیا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

''صورت حال تو واقعی انتہائی گمبھیر ہو گئی ہے عمران صاحب۔

سائرل کو فارمولا نہیں ملا ہے اور ڈاکٹر عبدالحسن کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب ان کی نظریں نسرین حسن پر ہیں''...... بلیک زیرو نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ سب سے زیادہ تشویشناک بات یہ ہے کہ سائرل کے، دو خطرناک ایجنٹ، سپر فورس کے ساتھ پاکیشیا پہنچ چکے ہیں جو سپیشل ہسپتال پر حملے کی تیاری کر رہے ہیں۔ ہمیں ان سے ہسپتال کو بھی بچانا ہے اور اپنے ساتھیوں کو بھی''۔ عمران نے کہا اور پھر اپنے سیل فون سے صفدر کو کال کرنا شروع کر دیا۔

''صفدر بول رہا ہوں''۔ رابطہ ملتے ہی صفدر کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں۔ کہاں ہو تم''...... عمران نے کہا۔

''میں ہسپتال میں ہی موجود ہوں اور اس وقت ساری ٹیم ہی مس جولیا کی تیمارداری کے لئے یہاں موجود ہے''...... صفدر نے جواب دیا۔

''فور سٹارز بھی ہیں یہاں''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ بھی یہیں ہیں''...... صفدر نے جواب دیا۔

اوکے۔ اب میری بات دھیان سے سنو۔ تمہیں جلد سے جلد اس ہسپتال کو غیر ضروری لوگوں سے خالی کرانا ہے۔ اس سلسلے میں، میں ڈاکٹر صدیقی کو فون کر دیتا ہوں''...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"کیوں کیا ہوا۔ خیریت"...... صفدر نے چونک کر کہا۔ تو عمران نے اسے مختصر طور پر ساری باتیں بتا دیں۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا"...... صفدر نے کہا۔

"تم سب کو اس وقت تک رانا ہاؤس میں رہنا ہے جب تک میں خود وہاں نہیں پہنچ جاتا یا کال نہیں کر لیتا"...... عمران نے کہا۔

"اوکے"...... صفدر نے کہا۔

"صدیقی سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"اوکے"...... صفدر نے کہا۔

"صدیقی بول رہا ہوں"...... دوسرے لمحے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"صدیقی اپنے ساتھیوں کو لے کر خفیہ طور پر ہسپتال سے باہر جاؤ اور میرے بتائے ہوئے ایک پتے پر پہنچ جاؤ۔ میں ٹائیگر کو کال کر کے پانچ ایک جیسے رنگ، ایک جیسے ماڈل اور ایک جیسی نمبر پلیٹس والی ویگنوں کا انتظام کرا رہا ہوں۔ ٹائیگر کے ہمراہ تمہیں اپنے ساتھیوں سمیت وہ ویگنیں ہسپتال لانی ہیں اور یہاں سے جولیا اور اس زخمی لڑکی کو لے کر فوری طور پر رانا ہاؤس شفٹ ہونا ہے۔ اس وقت مجھ سے اس بارے میں کوئی سوال نہ پوچھنا۔ میں جو کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو اور بس"...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ پتہ بتائیں"...... صدیقی نے کہا تو عمران نے اسے

ایک پتہ بتا دیا۔

"تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس مقام پر رہنا۔ ٹائیگر تمہیں کال کرے گا۔ پھر وہ تمہیں جہاں بلائے وہاں پہنچ جانا اور اس کے ہمراہ ویگنیں لے کر ہسپتال چلے جانا۔ اور سنو۔ جب ویگنیں ہسپتال پہنچ جائیں تو جولیا اور اس لڑکی نسرین حسن کو انتہائی خفیہ طور پر ٹائیگر والی ویگن میں پہنچا دینا۔ ہسپتال سے پانچوں ویگنیں ایک ساتھ نکلیں گیں اور ہسپتال سے باہر آتے ہی الگ الگ سمتوں میں روانہ ہو جائیں گی۔ تم سب کو اس بات کا دھیان رکھنا ہے کہ تمہارا کوئی تعاقب نہ کر رہا ہو۔ اگر کوئی تعاقب میں آئے تو اسے ہر حال میں ڈاج دینا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن اگر ویگنوں کا تعاقب سائنسی آلات سے کیا گیا تو"...... صدیقی نے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ میں ٹائیگر کے ذریعے ان ویگنوں میں خصوصی حفاظتی آلات لگوا دوں گا۔ ان آلات کی وجہ سے کوئی بھی سائنسی آلہ ان ویگنوں کو ٹریس نہ کر سکے گا چاہے وہ کسی سیٹلائٹ سے ہی کیوں نہ منسلک ہو"...... عمران نے کہا۔

"تب تو ایسی ویگنیں تیار کرانے میں کافی وقت لگ جائے گا"۔ صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ اتنا وقت نہیں لگے گا۔ ٹائیگر زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں میں مطلوبہ ویگنیں تیار کرا لے گا"...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ بس یہ بتا دیں کہ ہمیں بھی ویگنیں لے کر رانا ہاؤس ہی پہنچنا ہے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اللہ حافظ کہہ کر رابطہ ختم کیا اور ٹائیگر کو کال کرنے لگا۔ اس نے ٹائیگر کو پانچ ایک جیسے رنگ، ماڈل اور ایک جیسے نمبر پلیٹس والی ویگنوں کے بارے میں ہدایات دینا شروع کر دیں۔

''کتنی دیر میں ہو جائے گا یہ کام''...... عمران نے پوچھا۔

''زیادہ وقت نہیں لگے گا باس۔ میں دو گھنٹوں میں سارا انتظام کر لوں گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے۔ میں نے بھی صدیقی سے دو گھنٹوں کا ہی کہا ہے۔ کام پورا ہوتے ہی تم اسے کال کر لینا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر تمہارے بتائے ہوئے پتے پر پہنچ جائے گا اور پھر تم ایک ساتھ پانچوں ویگنیں ہسپتال میں لے جاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''لیس باس''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جولیا اور ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن کو رانا ہاؤس میں پہنچا کر تم وہاں سے نکل آنا اور مجھے کال کر کے بتا دینا۔ میں تمہیں جہاں بلاؤں وہاں پہنچ جانا اس کے بعد ہم اکٹھے ہی رانا ہاؤس جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوکے باس''...... ٹائیگر نے کہا اور عمران نے رابطہ ختم کر دیا۔

''اب تم نے ایک کام کرنا ہے''...... عمران نے بلیک زیرو سے

مخاطب ہو کر کہا۔ اس وقت اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

''حکم فرمائیں''...... بلیک زیرو نے عمران کو سنجیدہ دیکھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''فوری طور پر سٹیٹ بنک سے رابطہ کرو اور ان سے معلوم کرو کہ اس ہفتے میں کس سرکاری یا نجی بنک میں بھاری رقم بیرون ملک سے بھجوائی گئی ہے۔ یہ تو طے ہے کہ سائرل کا پاکیشیا میں کوئی نیٹ ورک نہیں ہے۔ اس کے ایجنٹ اور دس رکنی سپر فورس کے افراد جو یہاں پہنچے ہیں وہ یہاں بغیر کسی کی مدد کے کچھ نہیں کر سکتے اور اس کے لئے سائرل نے یقینی طور پر کسی مقامی مجرم تنظیم سے رابطہ کیا ہو گا تاکہ ان کی مدد سے اس کا گروپ کام کر سکے اور اس کے لئے اس نے یقینی طور پر اس تنظیم کے اکاؤنٹ میں بھاری معاوضہ ٹرانسفر کیا ہو گا۔ سٹیٹ بنک سے اس بنک کا پتہ چل جائے تو پھر اس تنظیم کے اکاؤنٹ ہولڈر کا بھی پتہ چلایا جا سکتا ہے جسے بھاری معاوضہ ٹرانسفر ہوا ہو۔ مجھے اس کی ایک گھنٹے کے اندر اندر پوری معلومات چاہئے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''میں جا رہا ہوں۔ جیسے ہی تفصیلات کا علم ہو مجھے سیل فون پر کال کر لینا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔

"یہ عمران صاحب کو کیا سوجھی جو انہوں نے اس طرح نسرین حسن کو ہسپتال سے نکلوا کر رانا ہاؤس منتقل کرا دیا ہے۔ کیا ہسپتال میں اس لڑکی کو کوئی خطرہ تھا یا وہاں اس کا علاج ٹھیک طور پر نہیں کیا جا رہا تھا"...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ سب اس وقت رانا ہاؤس کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ جوزف ان سب کو کافی سرو کر رہا تھا۔

عمران کے کہنے پر فور سٹارز کے ساتھ ٹائیگر ہسپتال میں ایک ہی رنگ، ماڈل اور ایک جیسے نمبر پلیٹوں والی ویگنیں لے کر گئے تھے۔ عمران نے نہایت خفیہ طور پر نسرین حسن کو ٹائیگر کی ویگن میں ڈال کر اسے رانا ہاؤس پہنچنے کا حکم دیا تھا۔ اس نے فور سٹارز سے کہا تھا کہ وہ مختلف راستوں سے جائیں اور اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ ان کا تعاقب نہ کیا جا رہا ہو۔ اس نے ان ویگنوں میں خصوصی طور پر سائنسی آلات لگا دیئے تھے جن سے کسی بھی سائنسی آلات

سے ان ویگنوں کی چیکنگ نہیں کی جا سکتی تھی اور نہ ہی انہیں ٹریس کیا جا سکتا تھا۔ ٹائیگر اور وہ سب مختلف راستوں سے ویگنیں لے کر رانا ہاؤس پہنچ گئے تھے۔ چوہان کو محسوس ہوا تھا کہ ایک کار اس کا تعاقب کر رہی ہے۔ اس نے بڑی خوبصورتی سے اس کار کو ڈاج دے دیا تھا اور پھر وہ سب سے آخر میں وہاں پہنچا تھا۔ رانا ہاؤس میں جولیا سمیت باقی سب ممبران بھی موجود تھے۔ جولیا کی صحت بھی چونکہ ابھی مکمل طور پر بحال نہ ہوئی تھی اس لئے وہ دوسرے کمرے میں ریسٹ کر رہی تھی اور نسرین حسن کو بھی آرام کے لئے ایک اور کمرے میں پہنچا دیا گیا تھا۔

انہیں آرام کرنے کا موقع دیتے ہوئے وہ سب ایک بڑے کمرے میں جمع ہو گئے تھے۔ عمران نے انہیں ہدایات دی تھیں کہ جب تک وہ خود نہیں آتا یا اس کی طرف سے انہیں اگلی ہدایات نہیں مل جاتیں وہ سب رانا ہاؤس میں ہی موجود رہیں گے۔

"ہو سکتا ہے کہ عمران صاحب کو خدشہ ہو کہ جن لوگوں نے اس لڑکی اور مس جولیا پر پہلے فائرنگ کی تھی وہ دوبارہ بھی حملہ کر سکتے ہیں اور اس لڑکی پر دوبارہ حملہ کرتے ہوئے وہ ہسپتال کو بھی نقصان پہنچا سکتے ہیں"...... صالحہ نے کہا جو ان کے ساتھ ہی موجود تھی۔

"لیکن ان حملہ آوروں کو عمران صاحب اور ٹائیگر نے ختم کر دیا تھا"...... نعمانی نے کہا۔

"انہوں نے ہمیں ساری تفصیل بتائی تھی۔ ان کی تفصیل میں یہ

بھی ذکر تھا کہ اس لڑکی پر قاتلانہ حملہ کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم سائرل نے کرایا تھا۔ جن افراد کو عمران صاحب اور ٹائیگر نے فنش کیا ہے وہ تو محض مہرے تھے“...... صفدر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

”یہ تفصیل ہمیں تو نہیں بتائی گئی“...... چوہان نے کہا تو صفدر نے انہیں لڑکی پر حملے اور سائرل کے بارے میں مکمل تفصیل بتا دی جو اسے عمران نے بتائی تھی۔

”اوہ۔ اگر وہ تنظیم اس قدر باوسائل ہے تو پھر واقعی وہ کسی اور مجرم تنظیم کو بھی ہائر کر کے اس لڑکی پر دوبارہ حملہ کرانے کی کوشش کر سکتی ہے“...... خاور نے کہا۔

”ہاں۔ عمران صاحب کو اس بات کا بھی شک تھا کہ سپیشل ہسپتال کی نگرانی کی جا رہی ہے۔ وہاں سے ایک وارڈ بوائے کو بھی گرفتار کیا گیا تھا جو اندر کی خبریں باہر پہنچا رہا تھا۔ عمران صاحب سپیشل ہسپتال کو بچانا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے ڈاکٹر صدیقی سے بات کر کے اس لڑکی کو وہاں سے شفٹ کرا لیا ہے اور یہ سارا سیٹ اپ انہوں نے اسی لئے کیا تھا تاکہ اگر سپیشل ہسپتال کی نگرانی کی جا رہی ہو اور ہسپتال پر مجرم حملہ کرنے کا پروگرام بنا رہے ہوں تو انہیں معلوم ہو جائے کہ جس لڑکی کو وہ ہلاک کرنا چاہتے ہیں اسے اس ہسپتال سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران نکال کر لے گئے ہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اوہ۔ اب ساری بات سمجھ میں آئی ہے کہ عمران صاحب نے یہ قدم کیوں اٹھایا ہے۔ انہیں یہ ساری باتیں ہمیں بھی بتا دینی چاہئے تھیں تاکہ ہمیں کوئی کنفوژن نہ ہوتی“...... صدیقی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ جب تم سب یہاں آؤ تو میں تم سب کو ایک ساتھ ساری باتیں بتا دوں“...... صفدر نے کہا۔

”تو بتائی کیوں نہیں“...... صالحہ نے کہا۔

”تم نے پوچھا ہی نہیں تھا“...... صفدر نے مسکرا کر کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

”تو کیا عمران صاحب کو یقین ہے کہ سائرل کی ہائر کردہ کسی تنظیم کو اس بات کا پتہ نہیں چلے گا کہ ہم نے اس لڑکی کو کہاں منتقل کیا ہے“...... نعمانی نے کہا۔

”اسی لئے تو عمران صاحب نے خصوصی ویگنوں کا بندوبست کیا تھا اور چوہان کی ویگن کا جس کار سے تعاقب کیا تھا اسے چوہان نے راستے میں ہی ڈاج دے کر اپنی جان چھڑا لی تھی“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اگر عمران صاحب کا مقصد اس لڑکی کو حفاظت کے ساتھ یہاں پہنچانے کا ہی تھا تو پھر انہوں نے ہم سب کو یہاں کیوں جمع کیا ہے۔ ان کی ہدایات ہے کہ ہم اس وقت تک یہاں رہیں جب تک وہ خود نہیں آ جاتے یا کال کر کے ہمیں اگلی ہدایات نہیں دے

دیتے''...... خاور نے کہا۔

''ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس ہمیں بتانے کے لئے مزید کچھ ہو اور وہ ہمیں اس بار ایک ساتھ ہی بتانا چاہتے ہوں''...... صفدر نے کہا۔

''ہم یہاں پچھلے تین گھنٹوں سے موجود ہیں۔ نہ وہ خود یہاں آیا ہے اور نہ ہی اس نے فون کیا ہے۔ آخر ہم کب تک اس کا یا اس کے فون کا انتظار کریں گے''...... تنویر نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جب تک وہ آ نہیں جاتے یا کال نہیں کر لیتے''...... صفدر نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب تم پر بھی اس کا رنگ چڑھ رہا ہے جو تم اس کے انداز میں باتیں کر رہے ہو''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''تو اس میں منہ بنانے والی کون سی بات ہے''...... صفدر نے ہنس کر کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

''مجھے نہ اس کی باتیں پسند ہیں اور نہ ہی اس کا ہنسی مذاق اور مجھے ایسے لوگ بھی اچھے نہیں لگتے جو اس کا انداز اپنانے کی کوشش کرتے ہیں''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے اب تم عمران صاحب کی طرح مجھ سے بھی روکھے لہجے میں بات کرو گے''...... صفدر نے کہا۔

''میں نے ایسا تو نہیں کہا''...... تنویر نے کہا۔

''تو میں نے کون سا کہا ہے کہ تم نے ایسا ہی کہا ہے''...... صفدر نے کہا تو اس بار تنویر بھی ہنس پڑا۔

''ویسے تنویر کی بات درست ہے۔ واقعی ہمیں یہاں کافی وقت ہو گیا ہے اور اب تک عمران صاحب نے ہم سے رابطہ ہی نہیں کیا ہے''...... صدیقی نے ریسٹ واچ پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ کسی جگہ مصروف ہوں گے ورنہ وہ ہمیں اس طرح یہاں اکٹھا کر کے انتظار نہ کراتے۔ ضرور وہ کسی نہ کسی معاملے میں الجھے ہوئے ہوں گے۔ ہمیں تھوڑا اور انتظار کر لینا چاہئے اور یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہماری حفاظت کے لئے ہمیں یہاں اکٹھا کیا ہو''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''ہماری حفاظت کے لئے۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''۔ تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نجانے کیوں میری چھٹی حس آلارم بجا رہی ہے کہ ہم بہت جلد کسی بڑے خطرے سے دوچار ہونے والے ہیں۔ یہ خطرہ کیا ہے اور کیا ہونے والا ہے اس کے بارے میں فی الحال مجھے کچھ اندازہ نہیں ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اگر تمہیں اندازہ نہیں ہے تو پھر یہ بات کہنے کا مقصد کیا تھا تمہارا''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میری چھٹی حس اس وقت پھڑکتی ہے جب معاملہ ضرورت سے زیادہ خطرناک ہو۔ ایک انجان سا خطرہ محسوس ہو رہا ہے

مجھے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لیکن ہم میں سے تو کسی کو ایسا کوئی خطرہ محسوس نہیں ہو رہا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''کیپٹن شکیل صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ مجھے بھی ایک انجانا سا خطرہ محسوس ہو رہا ہے''...... صالحہ نے کہا تو وہ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''تو کیا تمہاری بھی چھٹی حس پھڑک رہی ہے''...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

''ایسا ہی سمجھ لو''...... صالحہ نے کہا۔

''عجیب بات ہے۔ خطرے کا احساس کیپٹن شکیل اور مس صالحہ کو ہی ہو رہا ہے لیکن باقی سب نارمل ہیں۔ ایسا کیوں''...... چوہان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ مجھے بھی خطرے کا احساس ہو رہا ہے''...... صدیقی نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

''اگر تین افراد کو ایک ساتھ انجانا خطرہ محسوس ہو رہا ہے تو پھر کچھ نہ کچھ گڑبڑ ضرور ہے۔ ہمیں ایک بار باہر نکل کر رانا ہاؤس کی چیکنگ کر لینی چاہئے''...... خاور نے کہا۔

''لیکن یہاں چیکنگ کی کیا ضرورت ہے۔ جوزف اور جوانا یہاں ہر وقت موجود رہتے ہیں اور انہوں نے یہاں کا حفاظتی سسٹم آن کر رکھے ہیں۔ کیوں جوزف''...... نعمانی نے جوزف کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا جو انہیں کافی سرو کر کے ایک طرف کھڑا ہو گیا تھا۔

''ہاں۔ تمام حفاظتی سسٹم آن ہیں لیکن مجھے یہ سارے سسٹم ناکافی لگ رہے ہیں اور مجھے بھی ان تینوں کی طرح ایک بڑا خطرہ رانا ہاؤس کی طرف بڑھتا ہوا محسوس ہو رہا ہے''...... جوزف نے جواب دیا تو وہ سب خاموش ہو گئے۔

''اسے کہتے ہیں یک نہ شد چار شد''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ سب بھی مسکرا دیئے۔

''اب صورت حال گمبھیر ہوتی جا رہی ہے۔ میرے خیال میں ہمیں چیکنگ کر لینی چاہئے''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا تو وہ سب بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

''جوانا کہاں ہے''...... صفدر نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ کچھ دنوں کے لئے کسی ذاتی کام کے لئے باس سے اجازت لے کر ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ آج کل میں ہی وہ واپس آ جائے گا''...... جوزف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم عمارت کے اندر کی چیکنگ کریں گے اور فور سٹارز باہر جا کر عمارت کے باہر اور اردگرد کا جائزہ لیتے ہیں''۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہمیں اپنی ٹرانسمیٹر واچز کو فری فریکوئنسی پر ایڈجسٹ کر لینا چاہئے تا کہ ہم سب ایک دوسرے سے رابطے میں رہیں اور ضرورت کے وقت بات کر سکیں''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں۔ یہ اچھا آئیڈیا ہے''...... تنویر نے کہا اور پھر وہ سب اپنی ٹرانسمیٹر واچز کو فری فریکوئنسی پر ایڈجسٹ کرنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں سب کے ٹرانسمیٹر آن ہو گئے۔

''جوزف۔ تم ایک بار کنٹرول روم میں جا کر پھر سے حفاظتی سسٹم چیک کرو بلکہ بہتر یہ ہو گا کہ تم کنٹرول روم میں ہی رہو۔ اگر یہاں کوئی خطرہ ہوا تو تم کنٹرول روم میں بیٹھ کر اس کا سدباب کر سکتے ہو''...... صفدر نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ اس کے جاتے ہی وہ سب بھی کمرے سے باہر آ گئے۔

''صالحہ۔ تم جا کر مس جولیا اور نسرین حسن کا کمرہ باہر سے لاکڈ کر دو''...... صفدر نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے ایک طرف دوڑتی چلی گئی۔ فور سٹارز تیز تیز چلتے ہوئے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔

''سب کے پاس اسلحہ موجود ہے نا''...... صفدر نے ٹرانسمیٹر پر سب سے ایک ساتھ بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ بے فکر رہو''...... سب کی ایک ساتھ آواز سنائی دی اور پھر وہ رانا ہاؤس کے اندر اور باہر پھیل گئے۔ انہوں نے رانا ہاؤس کے اندر اور باہر جا کر مکمل سرچنگ کی لیکن انہیں وہاں کچھ نہ ملا۔

''ہم نے ہر طرف سرچنگ کر لی ہے لیکن رانا ہاؤس کے ارد گرد کوئی موجود نہیں ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''اچھی طرح سے چیک کرو۔ رانا ہاؤس کے ارد گرد کوئی غیر معمولی چیز دکھائی دے تو اسے بھی چیک کرو''...... صفدر نے کہا۔

''میرے پاس وائٹل ایکس گائیگر ہے۔ میں نے اس گائیگر کی مدد سے چیکنگ کی ہے۔ یہاں کوئی غیر معمولی چیز موجود نہیں ہے۔ اندر کی کیا پوزیشن ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''بظاہر اندر بھی ہمیں کچھ نہیں ملا ہے لیکن انجان خطرے کا احساس اب بھی ہے''...... اس بار کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔ وہ سب ایک دوسرے سے واچ ٹرانسمیٹر کی فری فریکوئنسی پر بات کر رہے تھے۔

''میں نے چوہان، خاور اور نعمانی کو یہاں سے کچھ فاصلے پر موجود دوسری عمارتوں کی چیکنگ کے لئے بھیجا ہے۔ دیکھو شاید وہاں کچھ پتہ چل سکے''...... صدیقی نے کہا۔

''ہم نے ان عمارتوں کا راؤنڈ لگایا ہے۔ یہاں بھی کوئی مشکوک چیز نظر نہیں آئی ہے''...... خاور کی آواز سنائی دی۔

''سڑک کے اطراف کی چیکنگ کی ہے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''ہاں۔ ساری چیکنگ کی ہے لیکن دور دور تک کچھ بھی موجود نہیں ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''حیرت ہے۔ ہر طرف خاموشی ہے اس کے باوجود نجانے کیوں خطرے کا احساس گہرا ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے ہمارے گرد نادیدہ طاقتیں متحرک ہوں اور کسی بھی لمحے کچھ ہو

سکتا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''نادیدہ طاقتیں''...... ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

''ہاں۔ انہیں نادیدہ طاقتیں ہی کہا جا سکتا ہے جن کا ہم صرف احساس ہی کر سکتے ہیں انہیں دیکھ نہیں سکتے''...... صالحہ نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔ جوزف تم بتاؤ۔ تم نے کنٹرول روم سے رانا ہاؤس کی مکمل چیکنگ کی ہے یا نہیں''...... صفدر نے پہلے منہ بنا کر صالحہ کی بات کا جواب دیا اور پھر اس نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔ جوزف کے پاس واچ ٹرانسمیٹر تو نہیں تھا لیکن کنٹرول روم میں ایسے انتظامات تھے کہ وہ نہ صرف وائس ڈیوائسز کے ذریعے ان سب کی باتیں سن بھی سکتا تھا بلکہ ان کی باتوں کا جواب بھی دے سکتا تھا۔

''جی ہاں۔ میں نے کنٹرولنگ مشین سے عمارت کی ایک ایک اینٹ چیک کی ہے لیکن مجھے بھی خطرے والی کوئی بات دکھائی نہیں دے رہی ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم سب واپس آ جاؤ''...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ایک منٹ رکو''...... اچانک تنویر کی آواز سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے۔ تنویر کو صفدر نے خاص طور پر رانا ہاؤس کی چھت پر چیکنگ کے لئے بھیجا تھا۔

''کیوں کیا ہوا''...... صفدر نے چونک کر کہا۔

''اوپر آسمان کی طرف دیکھو''...... تنویر نے کہا تو صفدر چونک کر اوپر کھلے آسمان کی طرف دیکھنے لگا۔ باقی سب بھی تیزی سے باہر آئے اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔ دوسرے لمحے وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ آسمان پر تقریباً دو سو فٹ کی بلندی پر انہیں ایک چھوٹا سا مشینی باکس اڑتا دکھائی دے رہا تھا۔ جو رانا ہاؤس کے عین اوپر موجود تھا۔

''یہ تو آپریٹس مشین باکس معلوم ہو رہا ہے''...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ اسپائی آپریٹس مشین ہے۔ اس آپریٹس مشین سے رانا ہاؤس کو چیک کیا جا رہا ہے''...... تنویر نے جواب دیا۔

''تو یہ ہے وہ خطرہ جس کا ہمیں شدت سے احساس ہو رہا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''صدیقی۔ تم اپنے ساتھیوں کو لے کر فوراً اندر آ جاؤ اور تم سب میرے ساتھ چھت پر چلو''...... صفدر نے کہا اور تیزی سے زینوں کی طرف دوڑنے لگا۔ باقی سب بھی اس کے پیچھے دوڑے۔

''جوزف۔ کیا تم نے اس آپریٹس مشین کو چیک کیا ہے''۔ صفدر نے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ میں نے دیکھ لیا ہے اور میں اسے ٹارگٹ میں لانے کی کوشش کر رہا ہوں''...... جوزف نے جواب دیا۔

"نہیں۔ اس پر ابھی اٹیک نہ کرنا"...... صفدر نے کہا۔

"او کے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"یہ عام آپریٹس مشین نہیں ہے۔ اس کی طرف غور سے دیکھو اس کے نچلے حصے میں منی میزائل بھی نصب ہیں"...... تنویر نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔ وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے چھت پر پہنچے اور پھر وہ غور سے اس آپریٹس مشین کو دیکھنے لگے جو بدستور رانا ہاؤس کے اوپر منڈلا رہا تھا۔ یہ باکس چوکور تھا اور اس کے اوپر والے حصے پر چار پنکھے گردش کر رہے تھے۔ آپریٹس مشین کے مختلف حصوں پر رنگ برنگے بلب بھی جلتے بجھتے دکھائی دے رہے تھے۔ انہوں نے غور سے دیکھا تو واقعی آپریٹس مشین کے نچلے حصے میں انہیں چھوٹے چھوٹے منی میزائل نصب دکھائی دیئے جن کی تعداد چار تھی۔

"جوزف۔ کیا تم ہمیں دوربین مہیا کر سکتے ہو"...... صفدر نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میں لاتا ہوں"...... جوزف نے کہا۔

"نہیں۔ تمہیں کنٹرول روم سے باہر آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صالحہ تم نیچے جاؤ اور جا کر جوزف سے دوربین لے آؤ"۔ صفدر نے کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے زینوں کی طرف دوڑ پڑی۔

"جوزف۔ کیا تم اس آپریٹس مشین کو کلوز کر کے دیکھ سکتے ہو"۔

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں۔ میں اسے کلوز دیکھ رہا ہوں"...... جوزف نے جواب دیا۔

"تو بتاؤ کہ اس آپریٹس مشین پر تمہیں اور کیا دکھائی دے رہا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے پوچھا۔

"آپریٹس مشین باکس بے حد جدید معلوم ہو رہا ہے۔ اس کی پاور اور اس پر لگے ہوئے انٹینا سسٹم دیکھ کر لگ رہا ہے کہ یہ لانگ رینج ٹرانسمیٹر سے کنٹرول کیا جا رہا ہے۔ اس پر چار ایف ٹی سکس، ریڈ میزائل لگے ہوئے ہیں جو انتہائی طاقتور اور تباہ کن ہیں جو بھیانک تباہی پھیلا سکتے ہیں"...... جوزف نے جواب دیا۔

"کیا تم یہاں موجود حفاظتی انتظامات کی مدد سے رانا ہاؤس کو ان میزائلوں کی تباہی سے بچا سکتے ہو"...... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے رانا ہاؤس پر پروٹیکشن ریز پھیلا دی ہے۔ اس ریز کی موجودگی میں میزائل رانا ہاؤس پر نہیں گریں گے اور گرے تو یہ بلاسٹ نہیں ہوں گے اس کے علاوہ میں نے یہاں تمام حفاظتی انتظامات کو ڈبل پلس کر دیا ہے تا کہ رانا ہاؤس پر کسی ریز سے بھی اٹیک نہ کیا جا سکے لیکن......" جوزف نے کہا اور پھر لیکن کہہ کر وہ خاموش ہو گیا۔

"لیکن۔ لیکن کیا"...... ان سب نے چونک کر کہا۔

''آپریٹس مشین کے ایک حصے میں مجھے بلیو پائپ نصب دکھائی دے رہا ہے۔ اس بلیو پائپ نے مجھے پریشان کر دیا ہے''۔ جوزف نے جواب دیا۔

''بلیو پائپ۔ تمہارا مطلب ہے نیلا پائپ''...... صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ وہ نیلے رنگ کا ہی پائپ ہے اور اس پائپ کے ساتھ ایک ٹیوب سی لگی ہوئی ہے۔ یہ شیشے کی ٹیوب ہے جس میں مجھے ہلکے زرد رنگ کا محلول دکھائی دے رہا ہے۔ اگر میں غلط نہیں ہوں تو یہ کرومسنگ لیکوئڈ کی ٹیوب ہے۔ باس نے مجھے اس ٹیوب اور کرومسنگ لیکوئڈ کے بارے میں بتایا تھا۔ یہ ایک خاص قسم کا ایسڈ ہوتا ہے۔ اگر اس کی اوپر سے پھوار ماری جائے تو حفاظتی لہروں کا جال نہ صرف ٹوٹ جاتا ہے بلکہ اس لیکوئڈ کا ایک قطرہ بھی اگر حفاظتی سسٹم کی کسی بھی ڈیوائس پر پڑ جائے تو یہ اسے ایک لمحے میں پگھلا دیتا ہے اور اس کا سارا اثر کنٹرول کرنے والی مشین میں پھیل جاتا ہے اور مشین مکمل طور پر ناکارہ ہو جاتی ہے اور سارا حفاظتی نظام ختم ہو جاتا ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''اوہ۔ یہاں چھت پر تو بے شمار ڈیوائسز لگی ہوئی ہیں۔ کیا یہ سب ڈیوائسز کنٹرولنگ مشین سے منسلک ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''جی ہاں۔ ان ڈیوائسز کی وجہ سے ہی عمارت کی حفاظت یقینی بنائی جاتی ہیں۔ ان ڈیوائسز کو چھت اور عمارت کی دیواروں میں

نصب کیا جاتا ہے تاکہ پوری عمارت پر نہ صرف نظر رکھی جا سکے بلکہ اس کی حفاظت ممکن بنائی جا سکے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''اوہ۔ چھت پر تو کئی ڈیوائسز اور سائنسی آلات موجود ہیں۔ اگر آپریٹس مشین نے یہاں کرومسنگ لیکوئڈ برسا دیا تو یہ سارے آلات اور ڈیوائسز تباہ ہو جائیں گی''...... تنویر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور اس کے ساتھ ہی عمارت کا سارا حفاظتی سسٹم بھی ختم ہو جائے گا پھر رانا ہاؤس کی عمارت اور عام عمارت میں کوئی فرق باقی نہ رہ جائے گا''...... جوزف نے جواب دیا۔

''تب تو اس آپریٹس مشین کا یہاں رہنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ تم اسے فوراً ٹارگٹ بنا کر تباہ کر دو۔ اس سے پہلے کہ یہ یہاں کوئی تباہی پھیلائے اس کی تباہی ضروری ہے''...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔ اسی لمحے صالحہ ایک دوربین لے کر وہاں آ گئی۔ اس نے دوربین صفدر کو دی اور صفدر اسے آنکھوں پر لگا کر آپریٹس مشین چیک کرنے لگا۔ آپریٹس مشین کو بغور دیکھنے کے بعد اس نے دوربین کیپٹن شکیل کو دے دی۔ اس نے بھی آپریٹس مشین کو چیک کیا اور دوربین تنویر کو دے دی۔ وہ سب باری باری آپریٹس مشین کو چیک کر رہے تھے اور اس آپریٹس مشین پر واقعی وہ سب کچھ نصب تھا جس کے بارے میں جوزف نے انہیں بتایا تھا۔

تھوڑی ہی دیر میں صدیقی بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں آ

گیا۔ انہوں نے بھی باری باری آپریٹس مشین کو چیک کیا۔ آپریٹس مشین پر لگی ہوئی کرومسنگ لیکوئڈ ان کے لئے پریشانی کا باعث تھی۔

''اس لیکوئڈ سے تو ہماری جانوں کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ اگر اس کا ایک قطرہ بھی ہم پر گر گیا تو یہ ہمارے جسموں میں کسی ڈرلنگ مشین کی طرح سوراخ بناتا ہوا ہڈیوں تک کو کاٹتا چلا جائے گا''...... صدیقی نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو کہہ رہا ہوں کہ اس آپریٹس مشین کو فوراً تباہ کرنا ہو گا ورنہ رانا ہاؤس کی تباہی کے ساتھ ہم سب بھی ختم ہو جائیں گے''۔ صفدر نے کہا۔

''جوزف۔ کیا ہم اس آپریٹس مشین پر فائرنگ کر کے اسے تباہ کر سکتے ہیں''...... صدیقی نے جوزف سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ میں نے یہاں جو حفاظتی شعاعوں کا جال پھیلایا ہوا ہے اس میں ہر قسم کا ویپن جام ہو جاتا ہے۔ آپ کے مشین پسٹلز سے فائرنگ نہیں ہو سکے گی''...... جوزف نے کہا۔

''تو پھر تم اس آپریٹس مشین پر اٹیک کیوں نہیں کر رہے۔ تباہ کر دو اسے''...... صفدر نے کہا۔

''میں اسے جتنی بار بھی ٹارگٹ میں لانے کی کوشش کرتا ہوں یہ فوراً اپنی جگہ سے ہٹ جاتی ہے۔ جب تک یہ ٹارگٹ میں نہیں آئے گا میں اسے کیسے تباہ کر سکتا ہوں''...... جوزف نے کہا تو ان

سب نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ یہ سب وہ دیکھ سکتے تھے کہ واقعی آپریٹس مشین کسی ایک جگہ نہ ٹھہر رہی تھی تیزی سے کبھی دائیں طرف چلی جاتی تھی اور کبھی بائیں جانب اور کبھی آگے اور پیچھے ہونے کے ساتھ ساتھ اوپر کی طرف بھی بلند ہو جاتی تھی''۔

''حیرت ہے۔ کافی دیر ہو گئی ہے۔ آپریٹس مشین باکس فضا میں ہی تیرتا پھر رہا ہے۔ اگر مجرموں کا مقصد اس آپریٹس مشین سے رانا ہاؤس پر حملہ کرنا ہے تو وہ اب تک سوچ کیا رہے ہیں''...... صالحہ نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''کیا مطلب''...... صفدر نے کہا۔

''اس آپریٹس مشین پر طاقتور اور خوفناک اسلحہ نصب ہے۔ کرومسنگ لیکوئڈ کی مدد سے چھت پر موجود تمام ڈیوائسز کو تباہ کر کے اس عمارت کا حفاظتی حصار توڑا جا سکتا ہے۔ ایک بار یہ حصار ٹوٹ گیا تو آپریٹس مشین سے فائر ہونے والے میزائلوں سے اس پوری عمارت کو تباہ کیا جا سکتا ہے لیکن ابھی تک آپریٹس مشین سے کوئی اٹیک نہیں ہوا ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے مجرم اس آپریٹس مشین سے رانا ہاؤس پر حملہ نہیں کرنا چاہتے بلکہ صرف نگرانی کر رہے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''ہاں واقعی۔ یہ آپریٹس مشین یقینی طور پر سائرل نے بھیجی ہے اور وہ ہر صورت میں اس لڑکی کی ہلاکت کا خواہاں ہے۔ اس آپریٹس مشین سے اٹیک کر کے وہ رانا ہاؤس کی اینٹ سے اینٹ

بجا سکتا ہے پھر اب تک ایسا ہوا کیوں نہیں''...... چوہان نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ ابھی انہیں یہ کنفرم نہ ہوا ہو کہ لڑکی یہاں موجود بھی ہے یا نہیں۔ مکمل کنفرمیشن کے بعد ہی وہ یہاں اٹیک کرنے کا سوچ رہے ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ اب یہی کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے آپریٹس مشین کی مدد سے اس جگہ کی چیکنگ کر لی ہو لیکن انہیں ابھی لڑکی کے بارے میں کنفرم نہ ہوا ہو کہ وہ یہاں ہے یا نہیں۔ اسی لئے اس آپریٹس مشین کی مدد سے بدستور نگرانی کی جا رہی ہے ورنہ یہ چاہتے تو اب تک اٹیک کر چکے ہوتے''...... صفدر نے کہا۔

''ان کے حملہ نہ کرنے کی ایک وجہ اور بھی ہو سکتی ہے''...... خاور نے کہا۔

''وہ کیا''...... سب نے ایک ساتھ کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ انہوں نے یہ آپریٹس مشین یہاں ہم سب پر نظر رکھنے کے لئے بھیجی ہو اور وہ خود یہاں پہنچ کر حملہ کرنے کا پروگرام بنا رہے ہوں''...... خاور نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''اوہ۔ واقعی اس کا امکان ہو سکتا ہے۔ انہیں چونکہ لڑکی کے بارے میں کنفرم نہیں ہوا ہے اس لئے وہ یہاں آ کر مکمل چیکنگ کرنے کا پروگرام بنا رہے ہوں گے اور پھر عمارت میں گھس کر اس لڑکی کو ہلاک کرنا چاہتے ہوں گے''...... صالحہ نے کہا۔ ابھی وہ سب یہی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک وہ سب چونک پڑے۔

چھت پر موجود آپریٹس باکس نے اچانک غوطہ لگایا اور تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔

''بچو۔ یہ ہم پر حملہ کرنے لگا ہے''...... صفدر نے یکلخت چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی تیزی سے چھلانگ لگا کر پیٹ کے بل چھت پر گر گیا۔ اسی لمحے آپریٹس مشین باکس زائیں کی تیز آواز نکالتا ہوا ان کے عین قریب سے گزرتا چلا گیا۔ ان سب نے فوراً صفدر کی طرح چھلانگیں لگا دی اور چھت پر پیٹ کے بل گرتے چلے گئے۔ آپریٹس مشین باکس تیزی سے آگے گیا اور پھر وہ یو ٹرن لیتا ہوا واپس پلٹا اور ایک بار پھر ان کی طرف بڑھا۔

''اوہ اوہ۔ یہ واقعی حملہ آور ہو رہا ہے۔ اب کیا کریں ۔ اس پر فائرنگ کریں۔ اسے مار گرائیں''...... تنویر نے چیختے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ فائرنگ نہ کرنا۔ فائرنگ کرنے کی صورت میں یہ بلاسٹ ہو جائے گا''...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔ آپریٹس مشین باکس عین ان کے اوپر آ کر ایک بار پھر ہوا میں معلق ہو گیا۔ اسی لمحے انہوں نے آپریٹس مشین باکس کا نچلا حصہ کھلتے دیکھا۔

''یہ کیا ہو رہا ہے''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات کا جواب دیتا اچانک آپریٹس مشین کے کھلے ہوئے حصے سے دھویں کی دھار سی نکلی۔

''سانس روک لو۔ جلدی''...... صفدر نے چیخ کر کہا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ آپریٹس مشین باکس رانا ہاؤس کے گرد پھیلائی ہوئی

حفاظتی ریز کی زد میں آ گیا ہو اور ان کے سسٹم خراب ہو گئے ہوں۔ آپریٹس مشین باکس سے دھویں کی مقدار بڑھتی جا رہی تھی اور پھر اچانک آپریٹس مشین باکس ایک بار پھر حرکت میں آیا اور وہ رانا ہاؤس میں تیزی سے چکرانا شروع ہو گیا۔ اس سے نکلنے والا دھواں ہر طرف پھیلتا جا رہا تھا۔ ان سب نے سانس روک رکھے تھے لیکن کب تک سب سے پہلے صالحہ نے سانس لیا تو اسے یکلخت تیز اور انتہائی ناگوار بو کا احساس ہوا۔ دھویں میں شاید زہریلی گیس تھی۔ اس کے ناک اور منہ میں تیز مرچیں سی بھر گئیں اور یہی مرچیں جیسے اس کے دماغ میں بھرتی چلی گئیں ۔ اس کے ساتھ ہی اس کا دماغ جکڑا گیا اور ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا آ گیا۔ پھر دوسری باری صفدر کی آئی۔ اس کا بھی صالحہ جیسا حال ہوا اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب لہراتے ہوئے الٹ الٹ کر گرتے چلے گئے اور بے ہوش ہو گئے۔

عمران نے کار گراہم کلب کی پارکنگ میں روکی اور کار سے نکل کر باہر آ گیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے صدر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ بلیک زیرو نے اسے کال کیا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ اس نے سٹیٹ بنک سے ایک نجی بنک کا پتہ چلا لیا تھا جس میں گریٹ لینڈ سے دس لاکھ ڈالر ٹرانسفر کرائے گئے تھے۔ اس نجی بنک سے بلیک زیرو نے یہ معلومات بھی حاصل کر لی تھیں کہ یہ اماؤنٹ گراہم کلب کے جنرل مینجر جو اس کلب کا مالک بھی تھا ،کے ذاتی اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کی گئی تھی۔

گراہم کے بارے میں سنتے ہی عمران نے فوری طور پر اس کے پاس جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ اس نے دانش منزل واپس آ کر ڈریسنگ روم میں اپنا لباس تبدیل کیا اور ایک خطرناک بدمعاش کا میک اپ کر کے وہ گراہم کلب کی طرف روانہ ہو گیا۔ گراہم کلب کا ایڈریس بلیک زیرو نے اسے پہلے ہی بتا دیا تھا اس لئے اسے

وہاں پہنچنے میں مشکل پیش نہ آئی تھی۔

وہ تیز تیز چلتا ہوا مین دروازے کی طرف بڑھا جہاں دو لحیم شحیم مسلح غنڈے کھڑے ہر آنے جانے والے کو بڑی تیز نظروں سے گھور رہے تھے۔ عمران اپنے حلیئے اور چال ڈھال سے نامی غنڈہ دکھائی دے رہا تھا۔ اس لئے وہ جیسے ہی دروازے کے قریب پہنچا دونوں دربانوں نے جھک کر اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور ایک نے جلدی سے دروازہ کھول دیا اور عمران سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہوا اور ایک طرف بنے ہوئے وسیع و عریض کاؤنٹر کی طرف بڑھتا گیا۔ ہال میں ہر طرف مقامی اور غیر ملکی بدمعاش اور غنڈے بیٹھے شراب اور منشیات کا آزادانہ استعمال کر رہے تھے اور ہال میں شراب اور منشات کی ملی جلی بو رچی بسی ہوئی تھی۔

''ماسٹر گراہم سے کہو کہ ولنگٹن سے زاراگ آیا ہے''...... عمران نے کاؤنٹر پر کھڑی خوبصورت لڑکی سے مخاطب ہو کر انتہائی کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''دائیں طرف راہداری کے آخر میں ان کا آفس ہے جناب۔ وہ آفس میں ہی موجود ہیں''...... لڑکی نے اس کی طرف سہمی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ یہ کلب چونکہ خاص طور پر غیر ملکیوں کے لئے مخصوص تھا اس لئے کسی کو اس کی شکل پر اور اس کے انداز پر حیرت نہ ہوئی تھی اور ڈیلنگ کے لئے عموماً غیر ملکی آ کر ماسٹر گراہم سے ہی ملاقات کرتے تھے اور گراہم سوائے غیر ملکیوں کے

کسی سے نہ ملتا تھا۔ عمران نے بھی جس بدمعاش کا میک اپ کر رکھا تھا وہ ایک غیر ملکی کا ہی تھا اس لئے کاؤنٹر گرل نے اسے بغیر کسی تردد کے ماسٹر گراہم کے آفس کے بارے میں بتا دیا تھا۔ وہ راہداری کی طرف بڑھا اور اس آفس کے دروازے کے پاس پہنچ گیا جس کے بارے میں کاؤنٹر گرل نے اسے بتایا تھا۔ وہاں بھی ایک بدمعاش موجود تھا جس کے ہاتھوں میں مشین گن دکھائی دے رہی تھی۔ وہ عمران کو کینہ توز نظروں سے اپنی طرف بڑھتا دیکھ رہا تھا۔

''کون ہو تم اور ادھر کیوں آئے ہو''...... عمران کے قریب پہنچتے ہی اس نوجوان نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''تو تم میرا تعارف حاصل کرنا چاہتے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اپنا نام بتاؤ اور یہ بتاؤ کہ اس طرف کیوں آئے ہو''...... نوجوان نے تیزی سے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح سے چیختا ہوا اچھل کر کئی قدم دور راہداری میں جا گرا۔ اس کے گال پر پڑنے والے بھرپور تھپڑ کی آواز سے راہداری گونج اٹھی تھی۔ اسے تھپڑ مار کر گراتے ہی عمران اسے دیکھے بغیر دروازے کی طرف بڑھ گیا اور اس نے دروازے کو دھکیلا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔

یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جو بیک وقت آفس اور ڈرائنگ

روم کے طرز پر سجایا گیا تھا۔ ایک بڑے سے صوفے پر چار لحیم شحیم غنڈے بیٹھے ہوئے تھے جن کے ہاتھوں میں شراب کے گلاس تھے جبکہ بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک لمبے اور ورزشی جسم کا ایک نوجوان غنڈہ اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کا سر گنجا تھا اور شکل و صورت سے وہ انتہائی سفاک اور درندہ صفت دکھائی دے رہا تھا جس کے چہرے پر جا بجا زخموں کے پرانے نشان دکھائی دے رہے تھے جو اس بات کا ثبوت تھے کہ اس کی ساری زندگی لڑائی بھڑائی میں گزری ہے۔ اس بدمعاش کے ہاتھ میں بھی شراب کی بوتل دکھائی دے رہی تھی۔ عمران کے اندر داخل ہوتے ہی وہ سب بری طرح سے چونک پڑے۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور باہر موجود نوجوان تیزی سے اندر داخل ہوا۔

''سس۔ سس۔ سوری باس۔ یہ زبردستی اندر آ گیا ہے''۔ اس نوجوان نے بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے تم جاؤ''...... گنجے سر والے بدمعاش نے کہا تو وہ آدمی عمران کو تیز نظروں سے گھورتا ہوا باہر چلا گیا اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔ عمران میز کے سامنے آ کر بڑے اطمینان بھرے انداز میں کھڑا ہو گیا تھا۔ گنجے سر والے بدمعاش کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہی اس ہوٹل کا مالک اور جنرل مینجر ماسٹر گراہم تھا۔ وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔ کچھ دیر وہ اسے گھورتا رہا پھر اس نے سیدھا ہو کر میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک

ریوالور نکال کر اپنے سامنے میز پر رکھ لیا۔ ریوالور دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ وہ آگے بڑھا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہونہہ۔ کوئی خاص چیز لگ رہے ہو''...... ماسٹر گراہم نے اسے اطمینان بھرے انداز میں کرسی پر بیٹھتے دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''صرف لگ نہیں رہا۔ میں ہوں ہی خاص الخاص''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کون ہو تم۔ نام کیا ہے تمہارا''...... ماسٹر گراہم نے اسے گھورتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

''ولنگٹن کے ڈان زاراگ کا نام سنا ہے تم نے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں نے نہیں سنا''...... ماسٹر گراہم نے کہا اور پھر اس نے اچانک شراب کی بوتل میز پر رکھی اور میز پر پڑا ہوا ریوالور اٹھا کر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی صوفے پر بیٹھے ہوئے چاروں بدمعاشوں نے بھی اٹھنے میں دیر نہ لگائی اور انہوں نے بیک وقت جیبوں سے ریوالور نکال لئے۔

''کتے کی دم کو لاکھ سیدھا کرنے کی کوشش کرو لیکن وہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہتی ہے۔ تم بھی اسی ٹائپ کے لگتے ہو''...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم۔ تم۔ تمہاری یہ جرأت''...... اس کی بات سن کر ماسٹر گراہم نے یکلخت بھڑکتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے کمرہ یکلخت پے در پے دھماکوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران کا ایک ہاتھ جو اس نے کرسی پر بیٹھتے ہی کوٹ کی جیب میں ڈال لیا تھا بجلی کی سی تیزی سے باہر آیا اور اس کے ہاتھ میں موجود چھوٹے مگر جدید ساخت کے مخصوص مشین پسٹل نے نہ صرف ماسٹر گراہم کے ہاتھ میں موجود ریوالور اڑا دیا بلکہ عمران نے مشین پسٹل کا رخ صوفے کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا تھا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ گولیوں کا برسٹ چاروں غنڈوں پر پڑا اور وہ چاروں ایک ساتھ اچھلتے ہوئے صوفے پر گرے اور صوفے سمیت پیچھے الٹ گئے۔ یہ چیخیں ان کے حلق سے نکلیں تھیں جبکہ ماسٹر گراہم حیرت سے منہ کھولے بت بنا رہ گیا۔ یہ ساری کارروائی پلک جھپکنے میں مکمل ہوگئی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ہاتھ کوٹ کی جیب میں گیا اور اس کے ہاتھ سے مشین پسٹل یوں غائب ہوگیا جیسے اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا ہی نہ ہو۔

''آرام سے بیٹھ جاؤ ماسٹر گراہم۔ ڈرو نہیں۔ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ماسٹر گراہم جس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ چند لمحے عمران کو خوف بھری نظروں سے دیکھتا رہا پھر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

''کک کک۔ کون ہو تم''...... اس نے عمران کی طرف دیکھتے

ہوئے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''دوستوں کے لئے دوست اور دشمنوں کے لئے راسکل کنگ۔ بس یہی میرا تعارف ہے اور نام میں پہلے ہی بتا چکا ہوں''۔ عمران نے اسی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''زاراگ۔ ولنگٹن کا ڈان زاراگ''...... ماسٹر گراہم نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا۔

''بولو۔ یہاں کیوں آئے ہو۔ کیا چاہتے ہو مجھ سے''...... ماسٹر گراہم نے خود کو سنبھالتے ہوئے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

''بہت خوب۔ تمہارے اس بدلے ہوئے انداز سے لگ رہا ہے کہ تم کام کے آدمی ہو''...... عمران نے کہا۔

''زاراگ یا جو بھی تمہارا نام ہے میری بات دھیان سے سن لو۔ میں تم سے ڈرا نہیں ہوں۔ میں صرف تم سے تمہارے یہاں آنے کا مقصد جاننا چاہتا ہوں۔ ورنہ جس طرح تم نے بہترین فائرنگ کا مظاہرہ کیا ہے اس سے زیادہ بہترین اور تیز رفتاری سے میں بھی تم پر فائرنگ کر سکتا ہوں''...... ماسٹر گراہم نے ہونٹ بھینچ کر اور ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولتے ہوئے کہا۔

''بہت خوب۔ مجھے تمہارا یہ انداز پسند آیا ہے ماسٹر گراہم۔ بہرحال میں تم سے چند سوال پوچھنے آیا ہوں اور مجھے امید ہے کہ تم میرے چند سوالوں کے جواب دے کر مجھے پھر سے مشین پسٹل نکالنے اور فائرنگ کرنے کا موقع نہیں دو گے''...... عمران نے کہا۔

"کیا پوچھنا چاہتے ہو"...... ماسٹر گراہم نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

"سب سے پہلا سوال ہے سائرل"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو سائرل کا نام سنتے ہی ماسٹر گراہم اس بری طرح سے اچھلا جیسے عمران نے سوال کرنے کی بجائے اس پر تیز دھار خنجر پھینک دیا ہو۔

"سس۔ سس سائرل۔ کون سائرل"...... ماسٹر گراہم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہی سائرل۔ جس نے تمہارے ذاتی اکاؤنٹ میں دس لاکھ ڈالر ٹرانسفر کرائے ہیں"...... عمران نے کہا تو ماسٹر گراہم کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

"میں کسی سائرل کے بارے میں نہیں جانتا اور نہ ہی میرے کسی اکاؤنٹ میں اتنی بڑی رقم ٹرانسفر ہوئی ہے"...... ماسٹر گراہم نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم ٹرانکو اور اس کی منگیتر میلیسا کے بارے میں بھی نہیں جانتے اور نہ ہی تمہیں ان دس افراد کے بارے میں کچھ معلوم ہے جو ٹرانکو کے ساتھ پاکیشیا آئے ہیں"...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو ماسٹر گراہم نے یکلخت ہونٹ بھینچ لئے اور اس کا رنگ زرد ہو گیا۔ وہ عمران کو چند لمحے خالی خالی نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے کے تاثرات بدلنا شروع ہو گئے اور اس کے

چہرے پر حیرت اور خوف کی جگہ غصے اور نفرت کے تاثرات ابھرنا شروع ہو گئے۔

"کون ہو تم اور یہ سب کیوں پوچھ رہے ہو"...... اس بار ماسٹر گراہم نے غراتے ہوئے کہا۔

"موت کا دوسرا نام زاراگ ہے ماسٹر گراہم اور زاراگ کے سامنے ایسی باتیں کرنے والا دوسرا سانس نہیں لیا کرتا"...... عمران نے اس سے بھی زیادہ خوفناک انداز میں غراتے ہوئے اور انتہائی سرد لہجے میں کہا اور ابھی عمران کا فقرہ مکمل ہوا ہی تھا کہ کرسی پر بیٹھا ہوا ماسٹر گراہم یکلخت بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر عمران پر آیا۔ اس نے اپنے طور پر انتہائی برق رفتاری سے حملہ کیا تھا اور اُڑتا ہوا عمران کی طرف آیا تھا لیکن عمران شاید پہلے ہی سے اس کی اس حرکت کے لئے تیار تھا۔ اس لئے جیسے ہی ماسٹر گراہم کا جسم کرسی سے اچھلا عمران نے خود کو کرسی سمیت پیچھے کی طرف قالین پر گرا لیا اور جیسے ہی ماسٹر گراہم اس کے اوپر آیا عمران کی دونوں ٹانگیں چلیں اور ماسٹر گراہم کا جسم جو تیزی سے اس کے اوپر آیا تھا کسی سپرنگ پر گرنے والے انداز میں دوبارہ اوپر کی طرف اٹھا اور پھر جیسے ہی نیچے آیا عمران کی ٹانگیں ایک بار پھر چلیں اور وہ چیختا ہوا اور ہوا میں رول ہوتا ہوا پوری قوت سے سائیڈ کی دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرا۔ اس نے تڑپ کر اٹھنا چاہا لیکن عمران فوراً ماہر جمناسٹک کا مظاہرہ کرتے ہوئے اٹھا اور اس نے آگے بڑھ کر لمبے تڑنگے اور بھاری

بھرکم ماسٹر گراہم کی گردن اور اس کی کمر پر ہاتھ ڈالا اور اسے جھٹکے
کے ساتھ یوں اوپر اٹھا لیا جیسے ماسٹر گراہم کا کوئی وزن ہی نہ ہو اور
عمران کے لئے وہ ایک چھوٹا سا بچہ ہو۔ عمران نے اپنا جسم گھمایا اور
دوسرے لمحے کمرہ ماسٹر گراہم کی تیز اور انتہائی دردناک چیخوں سے
گونج اٹھا۔ عمران نے اسے یکلخت پوری قوت سے سامنے والی
دیوار کی طرف پھینک دیا تھا۔ ماسٹر گراہم ایک دھماکے سے دیوار
سے ٹکرا کر نیچے گرا ہی تھا کہ عمران اس کے سر پر پہنچ گیا اور پھر کمرہ
یکلخت ماسٹر گراہم کے حلق سے نکلنے والی مسلسل چیخوں سے گونج
اٹھا۔ عمران کی دونوں ٹانگیں مشین کی سی تیزی سے حرکت کر رہی
تھیں اور وہ اچھل اچھل کر پوری قوت سے ماسٹر گراہم کے جسم پر
ضربیں لگاتا چلا جا رہا تھا۔ ماسٹر گراہم نے اپنے آپ کو بچانے اور
عمران کی کوئی ٹانگ پکڑنے کی بے حد کوشش کی لیکن عمران تو جیسے
مشین میں تبدیل ہو چکا تھا اور چند ہی لمحوں میں ماسٹر گراہم کے
حلق سے نکلنے والی چیخوں کا سلسلہ تھم گیا۔ عمران کی اس کے سر پر
پڑنے والی لات نے اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ اس کا چہرہ زخموں
سے بھرا ہوا تھا۔

"ہونہہ۔ خود کو بہت بڑا بدمعاش سمجھ رہا تھا۔ نانسنس"...... عمران
نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے ماسٹر گراہم کو دیکھتا رہا
پھر اس نے جھک کر ایک بار پھر اسے اٹھایا اور اسے لا کر ایک کرسی
پر پھینک دیا۔ اس نے ماسٹر گراہم کا کوٹ اس کے کاندھوں سے

نیچے کر دیا تا کہ وہ ہوش میں آ کر ہاتھ نہ چلا سکے اور پھر عمران نے
پوری قوت سے ماسٹر گراہم کے منہ پر لگاتار تھپڑ مارنے شروع کر
دیئے۔ چند لمحوں بعد ماسٹر گراہم چیخ مار کر ہوش میں آ گیا اور اس
کے ساتھ ہی وہ بری طرح کراہنے لگا۔ اس نے ہوش میں آتے ہی
اٹھنے کی کوشش کی۔

"بیٹھے رہو۔ اگر اٹھنے کی کوشش کی تو کھوپڑی میں گولی اتار
دوں گا"...... عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر اس کے سر
سے لگاتے ہوئے کہا اور ماسٹر گراہم اٹھتے اٹھتے بیٹھ گیا۔ اس کے
منہ سے اذیت انگیز کراہیں نکل رہی تھیں۔ عمران نے اس کے آفس
میں داخل ہوتے ہی دیکھ لیا تھا کہ آفس مکمل طور پر ساؤنڈ پروف
ہے۔ اس لئے اسے اس بات کا کوئی خطرہ نہیں تھا کہ اندر کی
آوازیں باہر جا سکتی ہیں۔

"کک کک۔ کیا چاہتے ہو تم"...... ماسٹر گراہم نے کراہتے
ہوئے کہا۔

"ٹرانکو اور اس کی گرل فرینڈ میلسیا کہاں ہیں اور ان کے ساتھ
سپر فورس کے جو دس افراد آئے ہیں ان کا پتہ کیا ہے"۔ عمران نے
کہا۔

"مم مم۔ میں نہیں جانتا۔ مجھے نہیں معلوم"...... ماسٹر گراہم نے
اسی طرح کراہتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ مت بولو ماسٹر گراہم۔ مجھے سچ بتا دو ورنہ......" عمران

نے غراتے ہوئے کہا۔

''مم مم۔ میں سچ بول رہا ہوں۔ میں اس بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ باس کو معلوم ہوگا''...... ماسٹر گراہم نے کہا تو عمران چونک پڑا اور حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''باس۔ کون باس۔ کیا تم ماسٹر گراہم نہیں ہو''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں جیکسن ہوں۔ ماسٹر جیکسن۔ باس نے دشمنوں کو ڈاج دینے کے لئے اپنے روپ میں مجھے یہاں بیٹھایا ہوا ہے۔ میں اس کی جگہ ماسٹر گراہم بن کر کام کرتا ہوں''...... نوجوان نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو اب کہاں ملے گا تمہارا باس''...... عمران نے کہا۔

''میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ وہ کسی کو نہیں ملتا اور نہ کوئی اس کے بارے میں جانتا ہے کہ وہ کہاں ہوتا ہے۔ اس کے فون آتے ہیں اور بس''...... نوجوان نے جواب دیا۔

''تم اس کے کسی ٹھکانے کے بارے میں تو جانتے ہو گے''۔ عمران نے کہا۔

''نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ اس معاملے میں وہ کسی پر اعتبار نہیں کرتا ہے۔ جب مناسب سمجھتا ہے وہ مجھے کال کرتا ہے اور میں اس کی ہدایات پر ماسٹر گراہم بن کر عمل کرتا ہوں بس''...... جیکسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم بھی تو اسے رپورٹ دیتے ہو گے۔ کس طرح دیتے ہو۔ جواب دو''...... عمران نے کہا۔

''وہ خود فون کر کے پوچھ لیتا ہے''...... جیکسن نے جواب دیا تو عمران نے اس کے لہجے سے اندازہ لگا لیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''ہونہہ۔ تب تم میرے لئے بے کار آدمی ہو اور بے کار آدمیوں کو میں زندہ نہیں چھوڑتا''...... عمران نے غرا کر کہا۔ ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ جیکسن کی کھوپڑی کسی ناریل کی طرح پھٹی اور وہ کرسی سمیت الٹ کر گرتا چلا گیا۔ اس کا جسم پھڑکے بغیر ساکت ہو گیا تھا۔ عمران نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر راہداری میں آ گیا۔ باہر وہ آدمی بدستور موجود تھا جسے عمران نے تھپڑ مارا تھا۔ چونکہ آفس مکمل طور پر ساؤنڈ پروف تھا اس لئے باہر کھڑا ہونے کے باوجود اسے اندر کی کوئی آواز سنائی نہ دی تھی۔ وہ عمران کو دیکھ کر چونکا اور پھر اسے بری طرح سے گھورنے لگا۔ عمران نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہال میں پہنچ گیا اور پھر خاموشی سے کلب سے نکل کر باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی کار میں وہاں سے نکلا جا رہا تھا۔ وہ ماسٹر گراہم کے بارے میں سوچ رہا تھا جس کی جگہ اس کا نمبر ٹو جیکسن ماسٹر گراہم بن کر اس کے کلب میں کام کر رہا تھا اور خود ماسٹر گراہم منظر سے غائب تھا۔ وہ صرف فون پر ہی ہدایات دیتا تھا۔ وہ کون تھا اور کہاں رہتا تھا

اس کے بارے میں جیکسن کو بھی معلوم نہ تھا اور عمران سوچ رہا تھا کہ پاکیشیا میں ایسا کون سا انسان ہو سکتا ہے جو اس ماسٹر گراہم کے بارے میں کچھ جانتا ہو۔ پھر اچانک اس کے ذہن میں خیال ابھرا۔ اس نے کار سڑک کے کنارے پر لے جا کر روکی اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

"ٹائیگر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔ اس نے سیل فون کے ڈسپلے پر عمران کا نام دیکھ لیا تھا۔

"کہاں ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"فلیٹ میں ہوں باس۔ آپ کا ہی حکم تھا کہ مس جولیا اور ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کو خفیہ طور پر رانا ہاؤس پہنچا کر اپنے فلیٹ میں پہنچ کر آپ کے اگلے حکم کا انتظار کروں"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری طرف آ رہا ہوں۔ تم تیار ہو کر باہر آ جاؤ"...... عمران نے کہا۔

"میں تیار ہی بیٹھا ہوں باس"...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے اسے باہر آنے کا کہا اور سیل فون بند کر کے کار دوبارہ آگے بڑھا دی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ٹائیگر کو اس کمرشل پلازہ کے باہر سے پک کیا جہاں اس کی رہائش تھی اور پھر وہ ٹائیگر کو لے کر ایک طرف روانہ ہو گیا۔

"گراہم کے بارے میں کیا جانتے ہو"...... عمران نے کچھ دیر

خاموش رہنے کے بعد ٹائیگر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"ماسٹر گراہم۔ آپ گراہم کلب کے ماسٹر گراہم کا پوچھ رہے ہیں"...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔

"وہ انتہائی پراسرار اور عجیب آدمی ہے باس۔ اس کا ایک بڑا سینڈیکیٹ ہے اور وہ ہر قسم کے غیر قانونی دھندوں میں ملوث رہتا ہے۔ اس کا ایک نمبر ٹو ہے جو اس کے کلب میں ماسٹر گراہم کے نام سے بیٹھتا ہے۔ ماسٹر گراہم کون ہے کہاں رہتا ہے اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا یہاں تک کہ اس کے نمبر ٹو کو بھی کچھ معلوم نہیں ہے۔ ماسٹر گراہم اس سے فون پر رابطہ کر کے ہدایات دیتا ہے اور بس"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"اس کا مطلب ہے یہ سب باتیں تم پہلے سے جانتے تھے اور میں نے خواہ مخواہ گراہم کلب جا کر اپنا وقت برباد کیا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

"اوہ۔ کیا آپ گراہم کلب گئے تھے"...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ٹائیگر کو ساری باتیں بتا دیں۔

"آپ اگر مجھ سے بات کر لیتے تو یہ سب میں آپ کو پہلے ہی بتا دیتا"...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا تم نے کبھی اس بات کا پتہ کرنے کی کوشش نہیں کی کہ ماسٹر گراہم کون ہے اور کہاں رہتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''کی تھی باس اور مجھے اس کے بارے میں ایک ٹپ بھی ملی تھی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیسی ٹپ''...... عمران نے کہا۔

''پاکیشیا کے نواح میں ایک آدمی ہے جو کسی زمانے میں اس ماسٹر گراہم کا پارٹنر ہوا کرتا تھا لیکن پھر وہ بیمار پڑ گیا اور اس نے کسی وجہ سے ماسٹر گراہم سے پارٹنر شپ ختم کر دی۔ لیکن اس آدمی کو نہ صرف ماسٹر گراہم کی اصلیت کا علم ہے بلکہ وہ اس کے بہت سے ٹھکانوں کے بارے میں بھی جانتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تو تم اب تک اس سے جا کر ملے کیوں نہیں اور اس سے ماسٹر گراہم کا پوچھا کیوں نہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں ایک دو بار گیا تھا لیکن اس کی حالت بہت خراب تھی اور وہ ہسپتال میں ایڈمٹ تھا اور پھر مصروفیات کی وجہ سے مجھے اس کے پاس دوبارہ جانے کا وقت نہیں مل سکا تھا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''کیا ہوا ہے اسے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ بلڈ کینسر کے عارضے میں مبتلا ہے اور اپنے علاج کے لئے اس نے اپنی ساری جمع پونجی لٹا دی ہے۔ اس کے بارے میں یہ پتہ چلا ہے کہ وہ ایک چھوٹے سے علاقے میں اور ایک چھوٹے سے ناپختہ مکان میں رہتا ہے۔ اس کے دو بچے ہیں جو چھوٹے ہیں

اور اس کی بیوی ہے جو اب لوگوں کے گھروں میں صاف ستھرائی کا کام کر کے گزر بسر کر رہی ہے اور علاج کے لئے رقم نہ ہونے کی وجہ سے اس آدمی کی حالت پہلے سے زیادہ خراب ہو گئی ہے اور وہ بستر پر ہی پڑا رہتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نام کیا ہے اس کا''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ مقامی آدمی ہے اور اس کا نام سہراب ہے لیکن وہ چونکہ بیماری کی وجہ سے کافی بوڑھا ہو چکا ہے اس لئے سب اسے اولڈ سہراب کہتے ہیں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کیا تم نے اس کا گھر دیکھا ہوا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''مجھے ایڈریس بتاؤ۔ ہم اس سے ملنے جا رہے ہیں''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے ایک نواحی علاقے کے بارے میں بتایا تو عمران نے کار کا رخ اس سڑک کی طرف موڑ لیا جو اس نواحی علاقے کی طرف جاتی تھی۔

یہ ایک انتہائی وسیع و عریض ہال نما کمرہ تھا جہاں عجیب و غریب اور بڑی بڑی مشینیں نصب تھیں۔ مشینوں کے ساتھ اسکرینیں بھی نصب تھیں جن پر مختلف مناظر دکھائی دے رہے تھے۔ سامنے ایک بڑی سی مشین تھی جس کے سامنے کرسی پر ایک لمبا تڑنگا نوجوان بیٹھا اسے آپریٹ کر رہا تھا۔ اس نوجوان کے پاس دو کرسیوں میں سے ایک کرسی پر ٹرانکو اور دوسری کرسی پر اس کی منگیتر میلیسا بھی بیٹھی ہوئی تھی اور ان تینوں کی نظریں اس مشن کے اوپر لگی ہوئی ایک بڑی سی اسکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر ایک عجیب و غریب قلعے نما عمارت دکھائی دے رہی تھی۔ اس عمارت میں انہیں آٹھ دس افراد ادھر ادھر بھاگتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ وہ لوگ کافی دیر ادھر ادھر بھاگتے رہے جیسے انہیں کسی کی تلاش ہو۔

''یہ لوگ عمارت کی چیکنگ کر رہے ہیں۔ شاید انہیں اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ ان کی نگرانی کی جا رہی ہے''...... ٹرانکو نے

ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ وہ دیکھیں ان میں سے ایک عمارت کی چھت پر پہنچ گیا ہے اور اس نے ہمارے آپریٹس مشین کو بھی چیک کر لیا ہے۔ اس کی نظریں اس آپریٹس مشین پر ہی مرکوز ہیں''...... اس نوجوان نے کہا جو ٹرانکو کا ساتھی ولسن تھا۔

''ہونہہ۔ مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہے کہ انہوں نے آپریٹس مشین چیک کر لی ہے یا نہیں۔ تم مجھے یہ بتاؤ کہ کیا واقعی وہ لڑکی اس عمارت میں موجود ہے یا نہیں جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں''۔ ٹرانکو نے سر جھٹک کر کہا۔

''جن پانچ ویگنوں کو ہسپتال سے لایا گیا تھا۔ ان میں سے ہی کسی ویگن میں اس لڑکی کو یہاں لایا گیا تھا باس اور وہ دیکھیں۔ سامنے پورچ میں وہ پانچوں ویگنیں موجود ہیں''...... ولسن نے ایک طرف کھڑی پانچ ایک جیسے رنگ اور ماڈل والی ویگنوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ سفید رنگ کی ویگنیں تھیں۔

''ضروری تو نہیں کہ لڑکی کو ان ویگنوں میں سے کسی ایک میں یہاں ہی لایا گیا ہو۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ لڑکی کو پہلے کہیں اور پہنچایا گیا ہو اور پھر ان ویگنوں کو یہاں لایا گیا ہو''...... میلیسا نے کہا۔

''یس مادام۔ ہونے کو تو بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن ان افراد کی طرف غور کریں۔ ان کی حرکات اور سکنات سے باآسانی اس بات

کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ عام افراد نہیں ہیں۔ ان کا تعلق یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور میں آپ کو پہلے ہی اس قلعے نما عمارت کے حفاظتی سسٹم کے بارے میں بتا چکا ہوں۔ اس عمارت کا حفاظتی نظام انتہائی فول پروف ہے۔ اگر اس عمارت پر ایٹم بم سے بھی حملہ کیا جائے تو اس عمارت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور ایسی عمارت پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہی ہو سکتا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اس لڑکی کو بھی یقینی طور پر یہیں لا کر رکھا گیا ہو گا''...... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جب تک تصدیق نہ ہو جائے حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا''...... ٹرانکو نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر کیسے پتہ چلے گا کہ یہاں لڑکی موجود ہے یا نہیں''۔ میلسیا نے کہا۔

''اس کے لئے اس عمارت کی ڈیپلی چیکنگ کرنی ہو گی۔ اگر لڑکی یہاں موجود ہے تو اسے یقیناً کسی کمرے یا پھر تہہ خانے میں ہی رکھا گیا ہوگا''...... ولسن نے کہا۔

''تو کیا تمہاری یہ آپریٹس مشین نیچے جا کر اس عمارت کی چیکنگ نہیں کر سکتی''...... ٹرانکو نے کہا۔

''اگر میں نے آپریٹس مشین نیچے کیا تو یہ اسے نشانہ بنا سکتے ہیں باس۔ دیکھیں ان سب کے پاس مشین پسٹل ہیں''...... ولسن نے کہا تو ٹرانکو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کچھ ایسا کرو کہ ان سب کو ہلاک کر دیا جائے اور پھر تم اطمینان سے آپریٹس مشین نیچے لے جا کر عمارت کے ایک ایک حصے اور ایک ایک کمرے کی چیکنگ کرو''...... میلسیا نے کہا۔

''آپریٹس مشین پر پاور میزائل نصب ہیں مادام لیکن میں نے آپ کو بتایا ہے کہ عمارت کا حفاظتی سسٹم فول پروف ہے۔ میزائل فائر کرنے کے باوجود ان کا عمارت پر کوئی اثر نہیں ہو گا البتہ ایک کام ہو سکتا ہے''...... ولسن نے کہا۔

''کیا''...... ان دونوں نے ایک ساتھ کہا۔

''آپریٹس مشین پر کرومسنگ لیکوئڈ ٹیوب بھی نصب ہے۔ اگر میں اس لیکوئڈ کی پھوار کر دوں تو چھت پر اور دیواروں میں لگے ہوئے تمام سائنسی آلات ناکارہ ہو جائیں گے اور اس سے عمارت کے تمام حفاظتی سسٹم ختم ہو جائیں گے۔ اس لیکوئڈ کی پھوار سے عمارت میں سوراخ بھی ہو جائیں گے اور جہاں جہاں پھوار کے قطرے جائیں گے وہ چیز اور جگہ جل کر راکھ بنتی جائے گی۔ ان افراد کے جسم بھی جل کر خاک بن جائیں گے لیکن اگر میں نے ایسا کیا تو اس پھوار سے چھت پر ہونے والے سوراخوں سے لیکوئڈ کے قطرے اس کمرے میں بھی ٹپک سکتے ہیں جہاں ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن اگر موجود ہے اور اگر اس لیکوئڈ کا ایک بھی قطرہ اس پر پڑ گیا تو وہ بھی نہ صرف ہلاک ہو جائے گی بلکہ وہ جل کر بھسم ہو جائے گی''۔ ولسن نے کہا۔

"اوہ۔ نہیں۔ ایسا نہ کرنا۔ عمارت پر کرومسنگ لیکوئڈ نہ برسانا۔ ہمیں وہ لڑکی زندہ چاہئے اور ہمیں ہر صورت میں اسے یہاں سے زندہ نکال کر لے جانا ہے"۔ ٹرانکو نے فوراً کہا۔

"اسی لئے میں نے ابھی تک لیکوئڈ کا استعمال نہیں کیا تھا"۔ ولسن نے جواب دیا۔

"اور کوئی طریقہ ڈھونڈو کہ اس عمارت میں موجود تمام افراد بے ہوش یا ہلاک ہو جائیں اور پھر اس عمارت کی چیکنگ کرنا ممکن ہو جائے"...... میلسیا نے کہا۔

"تب ہمیں آپریٹس مشین باکس کو استعمال کرنا ہی پڑے گا"...... ولسن نے کہا۔

"وہ کیسے"۔ میلسیا نے چونک کر کہا۔

"آپریٹس مشین سے میں وہاں ہر طرف زہریلی گیس پھیلا دوں گا۔ اس زہریلی گیس سے یہ سب ہلاک تو نہیں ہوں گے لیکن اس کے اثر سے انسانوں کے ساتھ ساتھ زمین پر رینگنے والے حشرات الارض بھی ایک لمحے میں بے ہوش ہو جاتے ہیں اور پھر جب تک انہیں اینٹی انجکشن نہ لگا دیئے جائیں اس وقت تک کسی کا ہوش میں آنا ممکن نہیں ہوتا"...... ولسن کی بجائے ٹرانکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپریٹس مشین باکس میں ایسی سہولت موجود ہے جس سے گیس پھیلا کر ان سب کو بے ہوش کیا جا سکے"...... میلسیا نے

ولسن سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس مادام۔ آپریٹس مشین میں ہر قسم کی سہولت موجود ہے۔ اب دیکھیں میں کیا کرتا ہوں"...... ولسن نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر مشین کے چند بٹن پریس کئے تو اسکرین پر منظر بدل گیا اور دوسرے لمحے اس عمارت کی چھت کا منظر دکھائی دینے لگا جس پر وہ سب موجود تھے اور اوپر بلندی پر انہیں آپریٹس مشین باکس بھی دکھائی دے رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ تم آپریٹس مشین باکس کو عمارت کی مختلف اطراف میں لے جاؤ اور پھر ان سے عمارت میں ہر طرف گیس پھیلا دو تاکہ عمارت کے اندر اور باہر موجود تمام افراد اس گیس کے اثر سے بے ہوش ہو جائیں۔ اس کے بعد ہم پہلے عمارت کی آپریٹس مشین سے ہی چیکنگ کریں گے اور اگر لڑکی یہاں موجود ہوئی تو میں کال کر کے سپر فورس کو فوری طور پر وہاں پہنچنے کا حکم دوں گا تاکہ وہ وہاں سے لڑکی کو نکال لائیں اور ان تمام افراد کو وہاں بے ہوشی کی ہی حالت میں گولیاں مار کر ہلاک کر دیں اس طرح ہم ایک ساتھ دو کام کر لیں گے۔ ایک اس لڑکی کو عمارت سے زندہ سلامت نکال لانے کا اور دوسرا پاکیشیا سیکرٹ وس کے ممبران کو ہلاک کرنے کا"...... ٹرانکو نے کہا۔

"عمارت میں جب سب ہی بے ہوش پڑے ہوئے ہوں گے تو تمہیں وہاں سپر فورس بھجوانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ کام تو ہم

دونوں بھی وہاں جا کر کر سکتے ہیں“...... میلسیا نے منہ بنا کر کہا۔

”ہم دونوں۔ کیا مطلب“...... ٹرانکو نے چونک کر کہا۔

”اس سے اچھا موقع ہمیں پھر نہیں ملے گا ٹرانکو۔ ہم سپر فورس کی مدد کے بغیر خود جا کر اس لڑکی کو عمارت سے نکال لائیں گے اور اپنے ہاتھوں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو گولیاں مار کر ہلاک کریں گے۔ یہ ہماری زندگی کا سب سے بڑا اعزاز ہو گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے ہاتھوں ماری جائے“۔ میلسیا نے کہا تو ٹرانکو کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

”اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہلاک کرنے کی حسرت لئے واقعی دنیا کے بڑے بڑے اور نامور ایجنٹ ہلاک ہو چکے ہیں اور پوری دنیا کے سیکرٹ ایجنٹوں اور ایجنسیوں کے ساتھ ساتھ مجرم تنظیموں کی بھی یہی خواہش ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کریں لیکن ان کی یہ حسرت ہمیشہ حسرت ہی رہی ہے۔ ہمیں یہ موقع مل رہا ہے تو ہمیں واقعی اس سے فائدہ اٹھانا ہو گا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے کا کارنامہ سرانجام دینے سے نہ صرف ہمارا بلکہ سائرل کا نام بھی بلندیوں پر پہنچ جائے گا“...... ٹرانکو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ انہیں اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار کر ضرور ہلاک کریں باس لیکن احتیاطاً سپر فورس کو ساتھ ضرور لے جائیں۔ اگر یہ واقعی

پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے تو اردگرد موجود عمارتوں میں بھی ان کے مسلح ساتھی موجود ہو سکتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ آپ وہاں پہنچیں تو وہ لوگ آپ پر حملہ کر دیں اور آپ کے لئے وہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے“...... ولسن نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”ولسن ٹھیک کہہ رہا ہے میلسیا۔ ہمیں ہر ممکن احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ ہمارا مین مقصد وہاں سے ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کو نکال کر لانا ہے۔ اس لڑکی کو وہاں سے زندہ نکال کر ہم سپر فورس کے حوالے کر کے انہیں فوراً وہاں سے واپس بھیج دیں گے اور پھر وہاں رک کر ہم تمام افراد کو گولیاں ماریں گے اور اس عمارت میں بھی جگہ جگہ بم نصب کر دیں گے جنہیں ہم بعد میں دور جا کر ڈی چارجر سے تباہ کر سکتے ہیں۔ سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ ان کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی بھی ہمارے لئے اعزاز کا باعث ہو گی“...... ٹرانکو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اگر تم ایسا چاہتے ہو تو ایسا ہی سہی۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے“...... میلسیا نے کہا تو ٹرانکو کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ ورنہ اسے معلوم تھا کہ میلسیا ایک بات پر اڑ جائے تو اسے منانا مشکل ہو جاتا ہے اور آخر کار اسے ہی میلسیا سے ہار ماننی پڑتی تھی۔

”ولسن تم آپریٹس مشین کو کنٹرول کر کے ان سب کو بے ہوش کر دو۔ تب تک میں سپر فورس کو تیار ہو کر وہاں پہنچنے کی ہدایات دیتا

ہوں‘‘...... ٹرانکو نے کہا تو ولسن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹرانکو اٹھا اور جیب سے سیل فون نکال کر تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ولسن اور میلسیا وہیں رکے رہے۔ ولسن نے ہاتھ بڑھا کر مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اسی لمحے چھت پر موجود آپریٹس مشین باکس حرکت میں آ گیا۔ ولسن نے آپریٹس مشین کی بلندی کم کی اور پھر وہ اسے تیزی سے چھت پر موجود افراد کے قریب سے گزارتا لے گیا۔ اس نے ایک بٹن پریس کیا تو آپریٹس مشین باکس کے نیچے موجود ایک خانہ کھل گیا۔ آپریٹس مشین باکس سے دھویں کی دھار سی نکلنا شروع ہو گئی۔ ولسن نے چھت پر ہر طرف دھواں پھیلا دیا ھا لیکن اس کے باوجود وہ سب ہوش میں تھے۔

’’یہ کیا۔ یہ بے ہوش کیوں نہیں ہو رہے ہیں‘‘...... میلسیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’فکر نہ کریں مادام۔ انہوں نے سانس روکے ہوئے ہیں لیکن اس گیس کا اثر طویل ہوتا ہے۔ یہ کب تک سانس روکے رہیں گے۔ ایک بار یہ سانس لینا شروع کر دیں پھر ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکے گا اور سب کے سب بے ہوش ہو جائیں گے‘‘...... ولسن نے کہا۔

’تو تم گیس عمارت کے ہر میں پھیلا دو‘‘...... میلسیا نے کہا تو ولسن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آپریٹس مشین باکس کو

کنٹرول کرتے ہوئے اسے عمارت کے مختلف حصوں کی طرف لے جانا شروع کر دیا۔ آپریٹس مشین باکس سے نکلنے والا دھواں عمارت میں ہر طرف پھیلتا جا رہا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دھواں پوری عمارت میں پھیل گیا جیسے اس عمارت میں ہر طرف آگ بھڑک اٹھی ہو اور اس سے دھواں اٹھ رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد ولسن آپریٹس مشین باکس گھما کر چھت کی طرف لایا تو یہ دیکھ کر میلسیا کی آنکھوں میں چمک آ گئی کہ چھت پر موجود تمام افراد بے ہوش ہو کر گر چکے تھے۔

’’گڈ شو۔ لگتا ہے۔ اب سارے بے ہوش ہو گئے ہیں‘‘۔ میلسیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’یس مادام‘‘...... ولسن نے جواب دیا۔ اس نے ایک بار پھر آپریٹس مشین باکس کو حرکت دینا شروع کر دی اور ایک بار پھر ہر طرف گیس پھیلانے لگا۔

’’بس۔ کافی ہے۔ میرے خیال میں اب مزید گیس پھیلانے کی ضرورت نہیں ہے‘‘...... میلسیا نے کہا۔

’’یس مادام‘‘...... ولسن نے کہا۔ اس نے آپریٹس مشین باکس کو حرکت دی اور پھر اسے کنٹرول کر کے عمارت سے بلندی پر لے آیا تا کہ وہ عمارت اور اس کے اطراف نظر رکھ سکے۔

’’اسے ہوا میں معلق کرنے سے بہتر ہے اسے عمارت کے اندر لے جاؤ تا کہ عمارت کی مکمل چیکنگ کی جا سکے‘‘...... میلسیا نے کہا تو ولسن نے اثبات میں سر ہلایا۔ اسی لمحے ٹرانکو اندر داخل ہوا۔

"کیا ہوا"...... ٹرانکو نے اندر آتے ہی کہا۔

"ولسن نے آپریٹس مشین باکس سے عمارت میں ہر طرف گیس پھیلا دی ہے۔ چھت پر موجود سیکرٹ سروس کے تمام ممبران بے ہوش ہو گئے ہیں"...... میلسیا نے جواب دیا تو ٹرانکو اثبات میں سر ہلاتا ہوا اس کرسی پر بیٹھ گیا جس سے وہ اٹھ کر گیا تھا۔

"میں نے بھی سپر فورس کو کال کر دیا ہے۔ جلد ہی وہ اس عمارت تک پہنچ جائیں گے اور عمارت کو گھیر لیں گے"...... ٹرانکو نے کہا اور پھر وہ اسکرین کی جانب دیکھنے لگا جہاں ولسن آپریٹس مشین باکس کو کنٹرول کرتا ہوا عمارت کے ہر حصے میں لے جا رہا تھا اور عمارت کے ایک ایک حصے کی چیکنگ کر رہا تھا۔

"آپریٹس مشین باکس کو حرکت کرتے دیکھ کر انہوں نے اس پر فائرنگ تو نہیں کی تھی"...... ٹرانکو نے پوچھا۔

"نہیں۔ سب اس سے بچنے کی کوشش کر رہے تھے"...... میلسیا نے جواب دیا تو ٹرانکو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ٹرانکو نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سیل فون کا بٹن پریس کیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔ نمبر پریس کر کے اس نے سیل فون کان سے لگانے کی بجائے اس کا لاؤڈر آن کر لیا۔

"گیری بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ٹرانکو بول رہا ہوں"...... ٹرانکو نے کہا۔

"یس باس۔ ہم بس دس منٹ میں اس عمارت تک پہنچ جائیں گے"...... دوسری طرف سے گیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ہم نے اس عمارت میں موجود تمام افراد کو بے ہوش کر دیا ہے۔ تم اندر جاتے ہی پوری عمارت پر قبضہ کر لینا"۔ ٹرانکو نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ آپ کے حکم پر عمل کیا جائے گا"...... گیری نے جواب دیا تو ٹرانکو نے رابطہ منقطع کر دیا۔

"چلو میلسیا۔ اب ہمیں جلد سے جلد اس عمارت میں پہنچنا ہے"...... ٹرانکو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"رکو۔ پہلے یہ تو چیک کر لو کہ عمارت میں وہ لڑکی موجود بھی ہے یا نہیں"...... میلسیا نے کہا۔

"کیا ضرورت ہے۔ جب ہم اس عمارت میں پہنچ جائیں گے تو وہاں جا کر خود ساری عمارت کی چیکنگ کر لیں گے"...... ٹرانکو نے جواب دیا تو میلسیا نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"تم اسی طرح اس عمارت کی نگرانی جاری رکھنا ولسن۔ اگر ارد گرد کی عمارت سے کوئی اور نکل کر اس عمارت کی طرف جاتا دکھائی دے تو اسے روکنا تمہارا کام ہے"...... ٹرانکو نے کہا۔

"اوکے باس۔ آپ بے فکر ہو کر جائیں۔ میں ارد گرد پر مکمل نظر رکھوں گا"...... ولسن نے کہا تو وہ دونوں مڑے اور تیز تیز قدم

اٹھاتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ کار میں سوار نہایت تیز رفتاری سے رانا ہاؤس کی جانب اُڑے جا رہے تھے۔ انہیں رانا ہاؤس پہنچنے میں بیس منٹ سے زیادہ وقت نہ لگا۔ رانا ہاؤس کی طرف جانے والی سڑک خالی تھی اس لئے ٹرانکو نے کار کی رفتار بڑھا دی اور پھر چند منٹ بعد وہ رانا ہاؤس کے سامنے تھا جہاں دو جیپیں پہلے سے موجود تھیں۔

''کیا یہ سپر فورس کی جیپیں ہیں''...... میلسیا نے پوچھا۔

''ہاں''...... ٹرانکو نے جواب دیا اور اس نے کار پھاٹک کے قریب روکی اور کار سے نکل کر باہر آ گیا۔ میلسیا بھی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔

''کہاں ہیں وہ سب''...... میلسیا نے کہا۔

''عمارت کے اندر ہوں گے۔ آؤ''...... ٹرانکو نے کہا اور تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھا جو کھلا ہوا تھا۔ میلسیا اس کے پیچھے عمارت میں داخل ہو گئی۔ اسی لمحے ایک آدمی سائیڈ سے نکل کر دوڑتا ہوا ان کے پاس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ میلسیا اسے دیکھ کر چونک پڑی۔

''باس''...... اس آدمی نے ٹرانکو کے نزدیک آ کر کہا تو میلسیا مطمئن ہو گئی کہ آنے والا ٹرانکو کا ساتھی ہے۔

''ہاں۔ کیا ہوا''...... ٹرانکو نے کہا۔

''ہم نے چھت پر موجود تمام افراد کو نیچے لا کر ایک کمرے میں

ڈال دیا ہے باس۔ وہ سب بے ہوش ہیں۔ ان کی تعداد آٹھ ہے جن میں ایک لڑکی بھی شامل ہے''...... آنے والے نے جواب دیا جو سپر فورس کا گیری تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جس سے ٹرانکو نے فون پر بات کی تھی۔ اس کی آواز سنتے ہی میلسیا کو اس کا نام یاد آ گیا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ کمروں کی تلاشی لی تم نے''...... ٹرانکو نے پوچھا۔

''یس باس۔ ہم نے سارے کمرے چیک کر لئے ہیں۔ لیکن تمام کمرے خالی ہیں''...... گیری نے جواب دیا تو ٹرانکو اور میلسیا چونک پڑے۔

''اوہ۔ کیا یہاں تمہیں مزید دو عورتیں نہیں ملی ہیں''...... ٹرانکو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''نو باس۔ ان آٹھ افراد کے سوا ہمیں یہاں کوئی نہیں ملا ہے۔ نہ کوئی مرد اور نہ کوئی عورت''...... گیری نے جواب دیا۔

''ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن کو یہاں نہیں لایا گیا ہے''...... ٹرانکو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

''ہاں۔ یہ تو واقعی غلط ہو گیا ہے۔ ہم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مزید ممبران بھی ہوں گے۔ انہیں اس حملے کا علم ہو گا تو وہ اس لڑکی کو غائب کر دیں گے اور اب ہمارے لئے اس لڑکی کو تلاش کرنا اور زیادہ مشکل ہو جائے گا''...... میلسیا نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''کچھ مشکل نہ ہوگا۔ ہمارے ہاتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران آ گئے ہیں۔ اب یہی ہمیں بتائیں گے کہ یہ لڑکی کو لے کر کہاں گئے تھے۔ میں ان کے حلق میں ہاتھ ڈال کر ان سے لڑکی کے بارے میں ہر بات اگلوا لوں گا''...... ٹرانکو نے غراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر ہمیں ان سب کو لے کر جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی مزید کمک یہاں آ جائے اور ہمارے لئے یہاں سے نکلنا مشکل ہو جائے''...... میلسیا نے کہا۔

''ہاں۔ ہم یہاں زیادہ دیر رک کر رسک نہیں لے سکتے ہیں اور جب تک سیکرٹ سروس کے ممبران ہمیں لڑکی کے بارے میں نہیں بتا دیتے اس وقت تک ان کا بھی زندہ رہنا ضروری ہے''...... ٹرانکو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''گیری ان سب کو اٹھا کر گاڑیوں میں ڈالو''...... میلسیا نے گیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس مادام''...... گیری نے کہا اور پھر اس نے چیخ چیخ کر اپنے ساتھیوں کو آوازیں دینا شروع کر دیں جو عمارت کے احاطے میں مختلف جگہوں پر چھپے ہوئے تھے۔ وہ سب خفیہ جگہوں سے نکلے تو گیری انہیں ہدایات دینا شروع ہو گیا۔

''کیا اب بھی تمہارا اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا پروگرام

ہے''...... میلسیا نے ٹرانکو سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں۔ میں اپنے ساتھ ایل ایس بلاسٹرز لایا ہوں۔ ہم انہیں عمارت کے مختلف حصوں میں آن کر کے چھپا دیتے ہیں اور پھر یہاں سے دور جانے کے بعد ہم ان بموں کو ڈی چارجر کے ذریعے بلاسٹ کر دیں گے اس طرح کم از کم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر تو تباہ ہو جائے گا''...... ٹرانکو نے کہا۔

''میرے خیال میں ہمیں ایک بار خود بھی اس عمارت کی سرچنگ کر لینی چاہئے۔ ممکن ہے کہ اس قلعے نما عمارت میں کوئی سیکرٹ روم یا تہہ خانہ ہو جہاں ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کو رکھا گیا ہو''...... میلسیا نے کہا۔

''لیکن خفیہ کمرے یا پھر تہہ خانوں کو ڈھونڈنے میں تو ہمیں کافی وقت لگ جائے گا''...... ٹرانکو نے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ سپر فورس ہمارے ساتھ ہے۔ ہم انہیں باہر بھیج دیتے ہیں۔ یہ باہر جا کر عمارت کی نگرانی کریں گے اور اگر کسی نے اس طرف آنے کی کوشش کی تو یہ ان کا مقابلہ کر کے انہیں باہر ہی روک سکتے ہیں۔ تب تک ہم پوری عمارت کو چیک کر لیں گے''۔ میلسیا نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ سپر فورس یہاں مکمل تیاری سے آئی ہے لیکن تہہ خانے اور سیکرٹ روم ڈھونڈنے کے لئے ہمیں خصوصی سائنسی آلات چاہئیں۔

"تو کیا گیری سرچنگ کا سامان نہیں لایا اپنے ساتھ"۔ میلسیا نے چونک کر کہا۔

"لایا ہو گا اور اس نے ڈیپ سرچنگ بھی کی ہو گی اور......" ٹرانکو نے کہا اور کہتے کہتے رک گیا۔

"اور کیا"...... میلسیا نے چونک کر کہا۔

"اس نے مکمل چیکنگ کرنے کے بعد ہی مجھے بتایا ہے کہ وہ لڑکی یہاں موجود نہیں ہے"...... ٹرانکو نے جواب دیا۔

"کیا اس نے ڈبل وائیگر کو ٹیرو میٹر کے ساتھ لگا کر ڈیپ سرچنگ کی تھی"...... میلسیا نے کہا۔

"معلوم نہیں۔ رکو وہ آتا ہے تو میں اس سے پوچھتا ہوں"۔ ٹرانکو نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اسے گیری ایک کمرے سے نکلتا نظر آیا۔

"گیری۔ یہاں آؤ"...... ٹرانکو نے کہا تو گیری سر ہلاتا ہوا ان کی طرف بڑھا۔

"یس باس"...... گیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"گیری تم نے یہاں ڈیپ سرچنگ کی ہے۔ کیا یہاں کسی خفیہ کمرے یا تہہ خانے کا پتہ نہیں چلا"...... ٹرانکو کی بجائے میلسیا نے اس سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"یس مادام۔ میں نے ٹیرو میٹر سے مکمل چیکنگ کی ہے۔ یہاں نہ تو کوئی خفیہ روم ہے اور نہ ہی کوئی تہہ خانہ"...... گیری نے جواب

دیا تو میلسیا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ اتنی بڑی قلعے نما عمارت ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ یہاں کوئی تہہ خانہ نہیں ہے۔ میں اس عمارت کی ہیئت دیکھ کر یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ یہاں ایک سے زائد تہہ خانے موجود ہیں"۔ میلسیا نے کہا۔

"لیکن ہمیں ٹیرو میٹر سے کسی تہہ خانے کا کوئی کاشن نہیں ملا ہے مادام"...... گیری نے جواب دیا۔

"پھر تم نے ڈھنگ سے یہاں چیکنگ نہیں کی۔ کیا ٹیرو میٹر کے ساتھ تمہارے پاس ڈبل وائیگر مشین ہے"...... میلسیا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"یس مادام۔ لیکن ہم نے اس کا استعمال نہیں کیا ہے"...... گیری نے جواب دیا تو میلسیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تو ان لوگوں کو ابھی یہیں چھوڑو اور جا کر ٹیرو میٹر کے ساتھ وائیگر مشین لگا کر لاؤ۔ یہاں تہہ خانے موجود ہیں۔ ان تہہ خانوں کو چھپانے کے لئے یقیناً انہوں نے اسے فائبرک کوٹڈ کیا ہو گا۔ فائبرک کوٹڈ ہونے کی وجہ سے ٹیرو میٹر سے کسی بھی طور پر کسی تہہ خانے کو چیک نہیں کیا جا سکتا ہے لیکن اگر اس کے ساتھ وائیگر مشین منسلک کر دی جائے تو وہ فائبرک کوٹڈ وال کو بھی کراس کر کے کاشن دینا شروع کر دیتی ہے۔ جاؤ جلدی لاؤ مشین"...... میلسیا نے کہا تو گیری نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے بیرونی گیٹ

کی طرف مڑا۔

"رکو اور میری بات سنو"...... میلسیا نے کہا تو گیری رک گیا اور مڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"اپنے آدمیوں کو باہر ساتھ لے جاؤ اور اس عمارت کے گرد پھیل جاؤ۔ میں اور ٹرانکو اپنے طور پر ایک بار اس عمارت کی مکمل چیکنگ کریں گے۔ یہاں کوئی خطرہ ہوا تو ہم اسے سنبھال لیں گے اور باہر کوئی خطرہ ہوا تو تم اسے اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر سنبھال لینا"...... میلسیا نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ابھی ہم ان بے ہوش افراد کو یہیں پڑا رہنے دیں"۔ گیری نے پوچھا۔

"ہاں۔ یہی بہتر ہوگا"...... ٹرانکو نے کہا اور گیری آگے بڑھ کر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینے لگا جو سیکرٹ سروس کے بے ہوش ممبران کو اٹھا کر باہر لا رہے تھے۔

"تم ایک بات بھول رہے ہو ٹرانکو"...... میلسیا نے کہا۔

"تمہارے ہوتے ہوئے میں سب کچھ بھول جاتا ہوں۔ تم ایک بات کہہ رہی ہو"...... ٹرانکو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں مذاق نہیں کر رہی"...... میلسیا نے منہ بنا کر کہا۔

"اوہ۔ تم سنجیدہ ہو۔ تو لو میں بھی ہو جاتا ہوں سنجیدہ۔ اب بولو میں کون سی بات بھول رہا ہوں"...... ٹرانکو نے کہا۔

"جب ہم ولسن کے پاس کنٹرول روم میں پہنچے تھے تو تمہیں یاد

ہے ولسن نے کیا کہا تھا کہ اس عمارت میں اسے نو افراد دکھائی دیئے تھے"...... میلسیا نے کہا۔

"نو افراد۔ ہاں۔ یاد ہے مجھے"...... ٹرانکو نے کہا۔

"لیکن ہم جب سے اس عمارت میں دوڑتے بھاگتے افراد کو دیکھ رہے تھے تو ہمیں آٹھ افراد ہی دکھائی دیئے تھے جبکہ ولسن کو ایک دیو قامت سیاہ فام آدمی بھی دکھائی دیا تھا جس کے بارے میں اس نے بتایا تھا کہ وہ ایک کمرے میں گیا تھا اور اس کے بعد وہ باہر نہیں آیا تھا۔ اگر وہ کمرے میں گیا تھا تو گیری اور اس کے ساتھیوں کو وہ سیاہ فام ملا کیوں نہیں"...... میلسیا نے کہا۔

"اوہ۔ ہاں۔ میں واقعی اس سیاہ فام آدمی کو تو بھول ہی گیا تھا۔ گیری کے مطابق وہ آدمی کمرے میں موجود تھا تو اس پر بھی گیس کا اثر ہونا چاہئے تھا اور اگر اس پر گیس کا اثر ہوا تھا تو پھر وہ کسی کمرے میں کیوں موجود نہیں ہے"...... ٹرانکو نے چونک کر کہا۔

"اس لئے کہ وہ کسی کمرے میں نہیں بلکہ عمارت کے نیچے موجود کسی تہہ خانے میں ہے"...... میلسیا نے کہا تو ٹرانکو بے اختیار اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ تمہاری بات درست ہے یقیناً یہاں تہہ خانے کسی موجود ہیں جنہیں گیری اور اس کے ساتھی ٹریس نہیں کر سکے"...... ٹرانکو نے کہا۔

"ہاں۔ اور اب مجھے اس بات کا بھی یقین ہے کہ جہاں وہ سیاہ

فام موجود ہے وہیں وہ دونوں لڑکیاں بھی موجود ہے"۔ میلسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم واقعی حسین ہونے کے ساتھ بلا کی ذہین بھی ہو"۔ ٹرانکو نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکر ہے تم نے مجھے ہی بلا نہیں کہہ دیا"...... میلسیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ٹرانکو بے اختیار ہنس پڑا۔

"ایسا کہہ کر تمہیں بیوہ بنانے کا مجھے کوئی شوق نہیں ہے"۔ ٹرانکو نے مسکرا کر کہا تو اس کی بات سن کر میلسیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"ابھی تم میرے شوہر نہیں بنے ہو جو تمہارے مرنے سے میں بیوہ ہو جاؤں گی"...... میلسیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ہاتھوں مر کر شوہر نہ ہوتے ہوئے بھی تم میری بیوہ ہی کہلاؤ گی"...... ٹرانکو نے مسکراتے ہوئے کہا تو میلسیا ایک بار پھر ہنس پڑی۔ اسی لمحے باہر جانے والا گیری ایک جدید ساخت کی کائیگر نما مشین لے آیا اور اس نے مشین لا کر میلسیا کو دے دی۔

"اگر سیاہ فام کسی کمرے میں جا کر غائب ہوا تھا تو اس کا مطلب ہے کہ تہہ خانوں کا راستہ باہر سے نہیں کسی کمرے سے جاتا ہے۔ اس لئے اس مشین سے ہم کمروں کی زمین چیک کریں گے"...... میلسیا نے کہا۔

"سر تسلیم خم ہے جناب"...... ٹرانکو نے سینے پر ہاتھ رکھ کر شاہی

انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا تو یہ دیکھ کر میلسیا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"لڑکی مل گئی تو پھر ہمیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو یہاں سے لے جانے اور ان کا منہ کھلوانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ ہم انہیں یا تو یہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیں گے یا پھر انہیں بے ہوشی کی حالت میں باندھ جائیں گے اور جانے سے پہلے یہاں طاقتور بم نصب کر دیں گے۔ جب بموں کو بلاسٹ کیا جائے گا تو اس عمارت کے ساتھ ان سب کے بھی یہیں اجتماعی قبر بن جائے گی اس طرح ان کا ہیڈ کوارٹر ہی ان کی آخری آرام گاہ ثابت ہو گا"...... میلسیا نے کہا۔

"نہیں۔ ہم انہیں زندہ چھوڑ کر جانے کا رسک نہیں لیں گے۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ مرنے کے بعد بھی زندہ ہونے کا فن جانتے ہیں۔ یہ یقینی موت مرنے کے بعد پھر سے زندہ ہو کر ہلاک کرنے والوں کو ہی ہلاک کر ڈالتے ہیں۔ اس لئے جانے سے پہلے ہم انہیں گولیاں ماریں گے اور ان کی موت کی تصدیق کرنے کے بعد ہی یہاں سے جائیں گے"...... ٹرانکو نے کہا۔

"چلو ایسا ہی سہی لیکن اس کے لئے لڑکی کا ملنا ضروری ہے"۔ میلسیا نے کہا تو ٹرانکو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں ایک کمرے کی طرف بڑھ گئے۔

"رکو"...... کمرے میں داخل ہونے سے ایک لمحہ پہلے اچانک

ٹرانکو نے کہا تو میلسیا رک گئی اور مڑ کر حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔

"کیا ہوا"...... میلسیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہاں حفاظتی سسٹم آن ہے میں اسے پہلے آف کرنا چاہتا ہوں تاکہ انجانے میں ہم کسی مصیبت میں نہ پڑ جائیں"...... ٹرانکو نے کہا۔

"کیسے کرو گے حفاظت سسٹم آف۔ کیا اس کا کوئی انتظام کر کے آئے ہو تم"...... میلسیا نے کہا۔

"ہاں۔ میں مارکٹو مشین ساتھ لایا ہوں"...... ٹرانکو نے کہا اور پھر اس نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک پلاسٹک بیگ نکالا اور اسے کھولنے لگا۔

"یہ سارے کیپسول ہمیں عمارت میں ہر طرف پھیلانے ہوں گے۔ آؤ میرے ساتھ"...... ٹرانکو نے پلاسٹک بیگ کھول کر ان میں سے کئی کیپسول جو کسی ٹھوس میٹریل کے بنے ہوئے تھے نکال کر میلسیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے ان کیپسولوں کو مختلف اطراف میں پھینکنا شروع ہو گئے۔ ایک ایک کیپسول انہوں نے کمروں میں بھی اچھال دیئے تھے۔ تمام کیپسول پھینک کر دونوں اکٹھے ہوئے تو ٹرانکو نے جیب سے ایک چھوٹی سی مشین نکال لی۔ مشین پر بے شمار بٹن اور چھوٹے چھوٹے بلب لگے ہوئے تھے۔ ٹرانکو نے بٹن پریس کیے تو مشین پر لگے ہوئے بلب

سپارک کرنا شروع ہو گئے۔ ٹرانکو نے ایک اور بٹن پریس کیا تو اچانک مشین سے تیز روشنی سی نکلی اور تیزی سے ہر طرف پھیلتی چلی گئی۔

"یہ کیا ہے"...... میلسیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس مشین سے نکلنے والی ریز کا لنک ان تمام کیپسولوں سے ہو گیا ہے جو ہم نے عمارت میں پھینکے ہیں۔ اب کچھ ہی دیر میں یہاں موجود سارے حفاظتی سسٹم آف ہو جائیں گے"...... ٹرانکو نے کہا۔ اسی لمحے تیز جھماکہ سا ہوا اور مشین سے نکلنے والی روشنی یکلخت بجھ گئی۔

"گڈ شو۔ اب راستہ کلیئر ہے اس ریز سے یہاں موجود تمام حفاظتی سسٹم آف ہو گیا ہے۔ اگر یہاں کوئی ایٹمی بیٹری بھی ہو گی تو وہ بھی آف ہو گئی ہو گی اور اس کے ساتھ ہی وہ ساری مشینیں بھی خود بخود بند ہو جائیں گی جو ان بیٹریوں یا کسی بھی پاور سسٹم سے لنکڈ ہوں گی"...... ٹرانکو نے کہا۔

"میرے ذہن میں ایک اور بات آ رہی ہے"...... میلسیا نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"کیا"...... ٹرانکو نے پوچھا۔

"اگر یہاں تہہ خانے ہیں تو یقیناً وہاں اور بھی افراد موجود ہوں گے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم تہہ خانوں میں جائیں تو وہ اچانک ہم پر حملہ کر دیں"...... میلسیا نے کہا تو ٹرانکو بے اختیار ہنس پڑا۔

”ولسن نے یہاں جو ایس ایس ون گیس پھیلائی تھی۔ اس گیس کے اثرات ہوا میں تحلیل نہیں ہوتے ہیں بلکہ زمین میں جذب ہوتے ہیں اور یہ اثرات زمین کی تقریباً سو فٹ کی گہرائی میں جا کر ختم ہوتے ہیں۔ اس لئے جیسے جیسے یہ اثرات زمین میں اترتے چلے جاتے ہیں نیچے موجود ہر چیز اس کے اثر سے بے ہوش ہو جاتی ہے چاہے وہ انسان ہو یا زمین کے نیچے رینگنے والی معمولی سی چیونٹی۔

اگر تہہ خانوں میں مسلح افراد ہوئے تو وہ بھی اس گیس کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکیں گے اور جیسا کہ ولسن نے بتایا تھا کہ اس گیس سے کسی کے خود بخود ہوش میں آنے کا کوئی امکان نہیں ہوتا جب تک انہیں ایس ایس ون کے اینٹی نہ لگا دیئے جائیں“۔ ٹرانکو نے کہا اور اس نے جیب سے ایک ٹارچ نما آلہ نکال لیا۔ اس نے ٹارچ روشن کی تو ٹارچ سے نیلے رنگ کی روشنی نکلنے لگی۔

”یہ تو کلوٹو ٹارچ ہے جس سے کسی بھی قسم کے لاکڈ دروازوں کو کھولا جا سکتا ہے“...... میلسیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اس کلوٹو ٹارچ کی بلیو لائٹ سے ہر قسم کے لاک سسٹم بے کار ہو جاتے ہیں اور بند لاک خود بخود کھلنا شروع ہو جاتے ہیں۔ تمہیں اب سرچنگ آلے سے تہہ خانوں اور خفیہ کمروں کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ ہم یہ لائٹ یہاں ہر کمرے زمین اور دیوار پر ڈالیں گے۔ جہاں بھی کوئی خفیہ راستہ ہوا اور لاکڈ

ہوا تو وہ اس ٹارچ کی روشنی سے خود بخود کھل جائے گا چاہے وہ تہہ خانے کا ہی لاکڈ شدہ دروازہ کیوں نہ ہو“...... ٹرانکو نے مسکراتے ہوئے کہا تو میلسیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

”اگر تم یہ سب کچھ اپنے ساتھ لائے تھے تو تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا“...... میلسیا نے اس کی طرف غصیلی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”تم نے پوچھا کب تھا“...... ٹرانکو نے مسکراتے کہا تو میلسیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور اسے تیز نظروں سے گھورنے لگی۔

”اب یہ غصہ بعد میں دکھانا اور آؤ میرے ساتھ“۔ ٹرانکو نے کہا اور پھر وہ تیزی سے برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ چلتے ہوئے فرش پر ٹارچ سے نیلی روشنی مسلسل ڈال رہا تھا۔ ایک کمرے کے پاس جا کر وہ رکا۔

اس نے اردگرد کی دیواروں پر نیلی روشنی ڈالی اور پھر وہ میلسیا کے ساتھ کمرے میں داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ ہر قسم کے سامان سے عاری تھا۔ ٹرانکو اس کمرے کی دیواروں پر روشنی ڈالنے لگا اور پھر جیسے ہی اس نے ایک دیوار پر روشنی ڈالی تو ٹارچ نما آلے سے نہ صرف ہلکی ہلکی بیپ کی آواز سنائی دی بلکہ جس حصے پر ٹارچ کی نیلی روشنی پڑی تھی وہاں روشنی کا رنگ بدل کر یکلخت سرخ ہو گیا۔ سرخ روشنی میں ایک دروازہ سا بنا ہوا دکھائی دے رہا تھا جبکہ بظاہر وہاں سپاٹ دیوار کے سوا کچھ نہ نظر آتا تھا۔

''یہ ہے خفیہ راستہ''...... ٹرانکو نے کہا اور اس نے آلے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو سرخ روشنی میں جو دروازہ دکھائی دے رہا تھا وہ یکلخت سبز رنگ میں تبدیل ہوا اور پھر ہلکی سی گڑگڑاہٹ کی آواز کے ساتھ دیوار کا وہ حصہ سائیڈ دیوار میں گھستا چلا گیا۔ انہیں دوسری طرف ایک خلا دکھائی دیا۔ وہ آگے بڑھے تو انہیں نیچے سیڑھیاں جاتی ہوئیں دکھائی دیں۔

''آؤ''...... ٹرانکو نے کہا اور تیزی سے خلا میں داخل ہوا اور سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔ میلسیا نے جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکالا اور اس کے پیچھے سیڑھیاں اترنے لگی۔ سیڑھیاں اتر کر وہ ایک چھوٹی سی راہداری میں آئے اور آگے بڑھتے چلے گئے۔ راہداری کے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ ٹرانکو نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوگیا۔ دروازے کی دوسری طرف ایک بڑا ہال کمرہ تھا۔ جہاں ہر طرف ستون ہی ستون دکھائی دے رہے تھے اور سائیڈ کی تمام دیواروں میں بے شمار کمروں کے دروازے دکھائی دے رہے تھے۔ یہ تہہ خانے کے کمرے تھے۔ ہال مکمل طور پر خالی دکھائی دے رہا تھا۔

''یہاں تو بے شمار کمرے ہیں''...... میلسیا نے حیرت سے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے تو یہاں تہہ خانے میں بھی بھرپور سیٹ اپ بنایا گیا ہوگا''...... ٹرانکو نے کہا۔

''لیکن یہاں تو کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ نہ بے ہوش اور نہ ہی ہوش میں''...... میلسیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس عمارت میں ہر طرف جدید ترین حفاظتی انتظامات ہیں۔ اگر ہم نے یہاں ایس ایس ون گیس نہ پھیلائی ہوتی تو شاید ہم اس عمارت کے اندر بھی نہ پہنچ پاتے۔ چونکہ اس عمارت کی حفاظت کا سارا انتظام سائنسی آلات سے کیا گیا ہے اس لئے شاید یہاں کسی آدمی کو رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی''...... ٹرانکو نے کہا۔

''ہوسکتا ہے آدمی ان کمروں میں ہوں''...... میلسیا نے کہا۔

''ہاں۔ ہوسکتا ہے''...... ٹرانکو نے کہا۔

''تو کیا ہمیں اب یہ سارے کمرے چیک کرنے ہوں گے''۔ میلسیا نے کہا۔

''ہاں۔ لڑکی ضرور یہیں کہیں کسی کمرے میں موجود ہے۔ میرے خیال میں ہمیں ان کمروں کو چیک کرنا چاہئے اور جیسے ہی لڑکی مل جائے ہم اسے لے کر یہاں سے نکل جائیں گے۔ جانے سے پہلے ہم یہاں میگا پاور بم نصب کر جائیں گے اور باہر جاتے ہوئے سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھی گولیاں مار دیں گے۔ اس طرح ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا اور پھر ہمیں اس لڑکی کو لے کر جلد سے جلد پاکیشیا چھوڑنا ہے''...... ٹرانکو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم دائیں طرف کے کمروں کو چیک کرو۔ میں بائیں طرف چیک کرتی ہوں''...... میلسیا نے کہا۔

''نہیں۔ سارے کمرے لاکڈ معلوم ہو رہے ہیں۔ ان کے لاک بغیر کلوٹو لائٹ کے نہیں کھلیں گے''...... ٹرانکو نے کہا اور پھر وہ سامنے والی ایک کمرے کے دروازے کے پاس آیا۔ اس نے دروازے پر ٹارچ نما آلے سے نیلی لائٹ ڈالی تو دروازے پر پڑنے والی نیلی روشنی کا رنگ سرخ ہو گیا۔ ٹرانکو نے ایک بٹن پریس کیا تو سرخ روشنی سبز رنگ میں تبدیل ہوئی اور کٹاک کی آواز کے ساتھ کمرے کے دروازے کا لاک کھلنے کی آواز سنائی دی اور دروازہ خود بخود کھل گیا۔ وہ اندر داخل ہوئے تو انہیں ایک اور ہال نما بڑا کمرہ دکھائی دیا جس میں ہر طرف فولادی الماریاں رکھی ہوئی تھیں۔

''یہ تو کوئی سٹور روم معلوم ہو رہا ہے''...... میلیسا نے کمرے میں پڑی ہوئی الماریاں دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ آؤ دوسرا کمرہ چیک کرتے ہیں''...... ٹرانکو نے کہا۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کیا اور دوسرے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے کمرے کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے تو انہیں کمرے کی دیواروں میں بڑے بڑے ریکس بنے ہوئے دکھائی دیئے جن میں ہر قسم کا اسلحہ موجود تھا۔

''نکلو یہاں سے''...... میلیسا نے کہا تو ٹرانکو نے اثبات میں سر ہلایا اور کمرے سے نکل آیا۔ وہ کلوٹو لائٹ کے ٹارچ نما آلے سے کسی کمرے کا لاک کھولتے اسے اندر سے چیک کرتے اور پھر

کمرے سے نکل کر دوسرے کمروں کی طرف بڑھ جاتے۔ تہہ خانے میں موجود کمرے دیکھ کر انہیں اپنے ہوش اُڑتے ہوئے معلوم ہو رہے تھے۔ رانا ہاؤس کے نیچے بنے ہوئے ان کمروں میں اسلحے کے ساتھ ساتھ سائنسی آلات، سائنسی لیبارٹری اور نجانے کیا کچھ دکھائی دیا تھا۔ ایک کمرے کا دروازہ کھولنے پر وہ دونوں یکلخت ٹھٹھک گئے۔ اس کمرے میں دو اسٹریچر رکھے ہوئے تھے۔ جن پر دو لڑکیاں بے ہوش پڑی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ ان لڑکیوں میں سے ایک لڑکی کو دیکھتے ہی ٹرانکو کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''یہ ہے ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن''...... ٹرانکو نے ایک لڑکی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اور یہ دوسری لڑکی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے شاید''...... میلیسا نے کہا۔

''ہاں۔ دونوں ایس ایس ون گیس کے اثر سے بے ہوش ہیں۔ یہ دونوں لڑکیاں پہلے اس چھت کے اوپر والے کمرے میں موجود تھیں۔ دیکھو چھت کی طرف وہاں ایک بڑا سا چوکور کٹاؤ ہے اور ان اسٹریچروں کے نیچے زمین پر ہائیڈرولک سسٹم ہے۔ شاید اس چھت کو کھول کر اس ہائیڈرولک سسٹم کے تحت انہیں نیچے لایا گیا ہے''...... ٹرانکو نے کمرے کی چھت اور زمین کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ شاید انہیں خطرے کے پیش نظر کسی کنٹرولنگ سسٹم کے

تحت اوپر والے کمرے سے نیچے لایا گیا ہے۔ اسی لئے ہمارے آدمیوں کو یہ لڑکیاں نہیں ملی تھیں"...... میلسیا نے کہا۔

"ملتی بھی کیسے ہم سائنس کی جادوئی دنیا میں جو پہنچے ہوئے ہیں۔ یہاں ایسے زبردست انتظامات ہیں جنہیں دیکھ کر واقعی عقل دنگ رہ گئی ہے"...... ٹرانکو نے کہا۔

"اب تو میرا یقین اور بھی زیادہ پختہ ہو گیا ہے کہ یہ جگہ ضرور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا پراسرار چیف جس کا نام ایکسٹو ہے وہ بھی انہی میں سے کسی ایک کمرے میں بے ہوش پڑا ہو گا۔ ایکسٹو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ یہاں تک کہ اس ملک کے پرائم منسٹر اور پریذیڈنٹ کو بھی اس کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے اور ہم اتفاق سے پراسرار ایکسٹو کے ہیڈ کوارٹر میں ہیں تو کیوں نہ ہم آج اس بات کا فائدہ اٹھائیں اور ایکسٹو کو بھی تلاش کر لیں۔ ہم شاید اس دنیا کے وہ خوش نصیب انسان ہوں گے جو آج اپنی آنکھوں سے ایکسٹو کو دیکھیں گے"۔ میلسیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس میں بہت وقت لگ جائے گا میلسیا۔ یہ تو ہماری قسمت اچھی ہے کہ ابھی تک کوئی اس طرف نہیں آیا ہے۔ ان ممبران میں علی عمران مجھے کہیں دکھائی نہیں دیا تھا۔ وہ یقیناً باہر ہو گا۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں ایکسٹو کو تلاش کرتے رہ جائیں اور ادھر عمران یہاں

پہنچ جائے"...... ٹرانکو نے کہا۔

"تو کیا ہوا۔ باہر ہماری سپر فورس موجود ہے۔ آسمان پر ولسن کی آپریٹس مشین موجود ہے۔ اگر عمران اور اس کے ساتھی یہاں آئے تو وہ ان کی نظروں میں آئے بغیر عمارت میں داخل نہ ہو سکیں گے اور تب تک ہم اپنا کام کر کے یہاں سے اس لڑکی کو لے کر نکل جائیں گے"...... میلسیا نے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں اب مزید کچھ نہیں کرنا چاہئے۔ لڑکی ہمیں مل گئی ہے۔ باہر سیکرٹ سروس کے ممبران موجود ہیں۔ ان سب کو ہم آسانی سے بے ہوشی کی حالت میں گولیاں مار کر ہلاک کر سکتے ہیں اور یہاں اسلحے کا سٹور ہے۔ یہاں ہم ایک بھی ریموٹ کنٹرول بم رکھ کر نکل جائیں تو باہر جا کر ہم آسانی سے اس پوری عمارت کو اُڑا سکتے ہیں۔ اگر یہاں ایکسٹو موجود ہے تو وہ اس عمارت میں ہی ہمیشہ کے لئے دفن ہو کر رہ جائے گا"...... ٹرانکو نے کہا۔

"نہیں۔ میں ابھی نہیں جاؤں گی۔ تم نے جانا ہے تو اس لڑکی کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔ یہ ڈور اوپنر مجھے دو میں یہاں موجود ایک ایک کمرہ چیک کروں گی اور جب تک میں اپنی آنکھوں سے ایکسٹو کو نہ دیکھ لوں گی میں یہاں سے نہیں جاؤں گی۔ میں ایکسٹو کو گولی مار کر یہاں سے اس کی لاش نکال کر باہر لے جاؤں گی تا کہ دنیا کے سامنے ثبوت کے طور پر پیش کر سکوں کہ میں نے دنیا کے

پراسرار ترین انسان ایکسٹو کو نہ صرف تلاش کر لیا ہے بلکہ اسے گولی مار کر ہلاک بھی کر دیا ہے''...... میلسیا نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''یہ تمہاری خواہ مخواہ کی ضد ہے میلسیا''...... ٹرانکو نے اسے خبردار کرتے ہوئے کہا۔

''ضد ہے تو ضد سہی۔ میں نہیں جاؤں گی یہاں سے''...... میلسیا نے اس بار واقعی ضد بھرے لہجے میں کہا تو ٹرانکو نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

''ٹھیک ہے۔ میں اس لڑکی کو لے کر جا رہا ہوں۔ تم ڈور اوپنر لو اور ایک ایک کمرے کو کھول کر چیک کرتی رہو۔ جب تم ایکسٹو کو دیکھ کر مطمئن ہو جاؤ تو خود ہی مخصوص ٹھکانے پر پہنچ جانا۔ میں اب مزید یہاں نہیں رک سکتا''...... ٹرانکو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جاؤ تم میں اپنا کام پورا کر کے خود ہی تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی''...... میلسیا نے اسی طرح ڈھیٹ انداز میں کہا تو ٹرانکو نے ٹارچ نما آلہ اسے تھمایا اور پھر اس نے اسٹریچر پر پڑی ہوئی نسرین حسن کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھا۔

''ایک بار پھر سوچ لو میلسیا۔ تم خواہ مخواہ موت کو آواز دے رہی ہو۔ میری بات مان لو اور نکل چلو میرے ساتھ یہاں سے''۔ ٹرانکو نے رک کر میلسیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں بزدل نہیں ہوں اور ابھی میں نہیں جاؤں گی۔ تم جاؤ''...... میلسیا نے اسی انداز میں کہا تو ٹرانکو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''ٹھیک ہے مرو پھر یہاں مجھے کیا''...... ٹرانکو نے غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے لڑکی کو اٹھائے ایک طرف دوڑتا چلا گیا۔ وہ جن راستوں سے گزر کر آیا تھا انہی راستوں سے ہوتا ہوا تہہ خانے سے باہر آ گیا اور پھر کمرے سے نکل کر وہ لڑکی کو لئے بیرونی گیٹ کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ عمارت میں بدستور خاموشی اور ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ ٹرانکو لڑکی کو لے کر باہر آیا تو سامنے موجود جیپ کے پاس کھڑا گیری اسے دیکھتے ہی تیزی سے اس کی طرف لپکا۔

''اوہ۔ آپ کو یہ کہاں سے مل گئی۔ ہم نے تو پوری عمارت چھان ماری تھی''...... گیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ خفیہ تہہ خانے میں تھی۔ اسے لے جا کر میری کار میں ڈالو''...... ٹرانکو نے کہا تو گیری نے اثبات میں سر ہلا کر اس سے لڑکی کو لے کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور ٹرانکو کی کار کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ ٹرانکو پریشانی کے عالم میں گیٹ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ میلسیا جلد ہی واپس آ جائے گی۔ کچھ دیر اس نے انتظار کیا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس''...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے میلسیا کی آواز

سنائی دی۔

"میں عمارت سے باہر تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ جتنی جلد ممکن ہو سکے وہاں سے نکل آؤ۔ باہر آنے سے پہلے ایک میگا پاور بم جو تمہارے پاس موجود ہے کو چارج کر کے اسلحے کے سٹور میں پھینک دینا تاکہ یہاں سے جاتے ہی ہم اس عمارت کو تباہ کر سکیں۔ میں اب دوبارہ عمارت میں نہیں آؤں گا"...... ٹرانکو نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... میلسیا نے کہا۔

"میں یہاں اب صرف تمہارا دس منٹ اور انتظار کروں گا۔ اگر تم دس منٹ میں عمارت سے باہر نہ آئی تو میں لڑکی اور سپر فورس کو لے کر یہاں سے نکل جاؤں گا۔ عمارت کے اندر کئی کاریں اور پانچ ویگنیں موجود ہیں۔ تم ان میں سے کوئی کار یا ویگن لے کر پھر خود ہی ٹھکانے پر آ جانا"...... ٹرانکو نے کہا۔

"اوکے۔ مجھے دس منٹ سے زیادہ لگ جائیں گے اس لئے تم جانا چاہتے ہو تو چلے جاؤ اور اپنی سپر فورس کو بھی ساتھ لے جاؤ۔ تم مجھے اکیلی چھوڑ کر گئے ہو اس لئے اب مجھے تمہاری کوئی پرواہ نہیں ہے۔ گڈ بائی"...... میلسیا نے غصیلے لہجے میں کہا اور اس سے پہلے کہ ٹرانکو اس سے مزید کوئی بات کرتا میلسیا نے رابطہ ختم کر دیا۔

"یہ لڑکی پاگل ہے۔ یہ ضرور مرے گی۔ مجھے اب واقعی یہاں نہیں رکنا چاہئے"...... ٹرانکو نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے گیری تیزی سے واپس اس کی طرف آیا۔

"میں نے لڑکی کو آپ کی کار کی پچھلی سیٹ پر ڈال دیا ہے باس"...... گیری نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں اس لڑکی کو لے کر یہاں سے جا رہا ہوں۔ تم بھی اپنے ساتھیوں کو ساتھ لو اور نکلو یہاں سے"...... ٹرانکو نے کہا۔

"کیا ان افراد کو ساتھ لے جانا ہے جنہیں ہم اندر چھوڑ آئے ہیں"...... گیری نے کہا۔

"نہیں۔ پڑا رہنے دو انہیں اندر۔ ابھی تھوڑی دیر میں یہ ساری عمارت تباہ ہو جائے گی تو وہ سب اسی عمارت میں ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائیں گے"...... ٹرانکو نے منہ بنا کر کہا۔

"اور مادام۔ وہ کہاں ہیں"...... گیری نے کہا۔

"وہ ابھی اندر ہی ہے۔ تم اسے چھوڑو وہ خود واپس آ جائے گی۔ تم اپنے ساتھیوں کو لے کر جلد سے جلد نکل جاؤ۔ میں بھی جا رہا ہوں"...... ٹرانکو نے کہا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھا۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے پچھلی سیٹ پر بے ہوش پڑی ہوئی نسرین حسن کو دیکھا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"مجھے ایک بار پھر میلسیا سے بات کر لینی چاہئے۔ وہ احمق ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میرے جانے کے بعد وہ سچ مچ بے موت ماری جائے"...... ٹرانکو نے کہا۔ اس نے سیل فون آن کیا اور ایک بار پھر میلسیا کے نمبر پریس کرنے لگا۔ دوسری طرف بیل بجنے کی آواز

سنائی دے رہی تھی لیکن میلسیا اس کا فون اٹنڈ نہ کر رہی تھی۔

"فون رسیو کرو۔ نانسنس"...... اسے فون اٹنڈ نہ کرتے دیکھ کر ٹرانکو نے غراتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کیونکہ دوسری طرف سے میلسیا نے اس کا فون اٹنڈ کرنے کی بجائے ڈسکنکٹ کر دیا تھا۔

"یہ تم کیا کر رہی ہو نانسنس"...... ٹرانکو نے کہا اور اس نے ایک بار پھر میلسیا کو کال کیا لیکن میلسیا نے اس کا فون کاٹ دیا تو ٹرانکو کے چہرے پر غصے کے تاثرات پھیل گئے۔

"ٹھیک ہے مت اٹھاؤ میرا فون۔ تم نے مرنے کا فیصلہ کر لیا ہے تو پھر مرو۔ اب واقعی مجھے بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں ہے۔ نانسنس"...... ٹرانکو نے غصیلے لہجے میں کہا اور سیل فون کار کے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا۔ اسی لمحے گیری اور اس کے ساتھی جن دو جیپوں میں آئے تھے ان جیپوں میں سوار ہو کر تیزی سے اس کی کار کے قریب سے گزرتے چلے گئے۔ ٹرانکو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کار سٹارٹ کی اور پھر وہ اسے تیزی سے آگے بڑھاتا ہوا عمارت کے گیٹ کے سامنے لایا۔ اس نے سامنے عمارت کی طرف دیکھا لیکن وہاں مکمل خاموشی تھی۔

"اب میں تمہارا صرف ایک منٹ انتظار کروں گا میلسیا۔ تم ایک منٹ کے اندر اندر باہر نہ آئی تو میں تمہیں یہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا"...... ٹرانکو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنی ریسٹ واچ

کی طرف دیکھا اور پھر وہ انتظار کرنے لگا۔ ایک منٹ گزر گیا۔ ٹرانکو نے عمارت کے گیٹ کی طرف دیکھا لیکن اسے وہاں سے میلسیا نکلتی دکھائی نہ دی تو اس کا غصہ اور بڑھ گیا۔

"مرو اب۔ میں جا رہا ہوں"...... ٹرانکو نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے تیزی سے کار بیک کی اور پھر اسے موڑ کر سڑک کی طرف کیا اور پھر وہ رکے بغیر اسے تیزی سے آگے بڑھاتا لے گیا۔ اس کے چہرے پر میلسیا کے لئے غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران، ٹائیگر کے بتائے ہوئے راستوں سے ہوتا ہوا ایک نواحی رہائشی کالونی میں آ گیا اور پھر اس نے کار ایک متوسط درجے کی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے لے جا کر روک دی۔

''یہی ہے اولڈ سہراب کی رہائش گاہ''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور کار سے باہر نکل آیا۔ ٹائیگر بھی کار سے باہر آ گیا۔ عمران کے اشارے پر ٹائیگر گیٹ کی طرف بڑھا اور اس نے سائیڈ پر موجود کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد آٹھ نو سال کا لڑکا باہر آ گیا۔ اس کے جسم پر سادہ سا لباس تھا اور بچے کی حالت بھی کچھ اچھی دکھائی نہ دے رہی تھی۔ وہ حیرت سے ٹائیگر اور گیٹ کے سامنے کھڑی سپورٹس کار کو دیکھ رہا تھا۔

''جی فرمائیں''...... بچے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سہراب صاحب یہاں رہتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ میرے ڈیڈی ہیں''...... بچے نے جواب دیا۔

''ہم ان سے ملنے آئے ہیں۔ کیا تم ہمیں ان کے پاس لے جا سکتے ہو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن ڈیڈی تو بیمار ہیں''...... بچے نے جواب دیا۔

''ہم جانتے ہیں۔ یہ بتاؤ کہ کیا وہ کسی ہسپتال میں ہیں یا گھر میں ہی ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''وہ گھر پر ہی ہیں جناب۔ آپ کون ہیں''...... بچے نے کہا۔

''میرا نام عبدالحئی ہے اور یہ عمران صاحب ہیں۔ ہم ان کے دوست ہیں اور ان کی تیمار داری کے لئے آئے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔ عمران ایک طرف خاموش کھڑا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ رکیں میں ڈیڈی سے بات کر کے آتا ہوں۔ اگر انہوں نے اجازت دی تو میں آپ کو اندر لے جاؤں گا''...... بچے نے جواب دیا اور جانے کے لئے مڑا۔

''اپنا نام تو بتا دو''...... ٹائیگر نے کہا۔

''جی میرا نام عبدالسلام ہے''...... لڑکے نے جواب دیا اور مڑ کر تیزی سے اندر چلا گیا۔

''کیا کہتے ہو اولڈ سہراب ملنے پر آمادہ ہو جائے گا''...... عمران نے لڑکے کو اندر جاتے دیکھ کر ٹائیگر کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ بیمار آدمی ہے۔ اس کی تیمار داری کے لئے اس کے دوست آتے رہتے ہیں اور وہ سب سے مل لیتا ہے کہ شاید ان میں

سے کوئی اس کا مسیحا بن جائے اور اس کی امداد کر سکے''...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہ بچہ واپس آ گیا۔

''آئیں انکل''...... بچے نے کہا اور اس نے ساتھ ہی دروازہ کھول دیا۔ عمران اور ٹائیگر اندر داخل ہوئے اور پھر اس بچے کے ساتھ ایک کمرے میں پہنچ گئے جہاں ایک پرانے سے بیڈ پر ایک ادھیڑ آدمی پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر چادر تھی اور وہ سوکھ کر کانٹا بنا ہوا تھا۔ اس کا رنگ ہلدی کی طرح زرد تھا اور اس کی آنکھیں بھی اندر دھنسی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس کے سر کے نیچے اونچا سرہانہ تھا اس لئے وہ انہیں آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔

''اوہ۔ اس کی حالت تو بہت خراب ہے''...... عمران نے اولڈ سہراب کو دیکھتے ہوئے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''جی ہاں۔ کینسر کا پرانا عارضہ ہے جو اسے بری طرح سے اندر ہی اندر کھا رہا ہے''...... ٹائیگر نے آہستگی سے کہا۔

''معاف کریں۔ میں نے آپ کو پہچانا نہیں''...... اولڈ سہراب نے سلام و دعا کے بعد بلغم زدہ لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں ان کے لئے واقعی ناشناسائی تھی۔

''ہمیں دوست سمجھیں۔ یہ سمجھ لیں کہ ہم آپ کی مدد کرنے کے لئے آئے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مدد کا سن کر اولڈ سہراب کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''اوہ اوہ۔ تشریف رکھیں''...... اولڈ سہراب نے کہا تو عمران اور ٹائیگر بیڈ کے قریب پڑی دو پرانی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ اولڈ سہراب نے ہاتھوں کا زور لگا کر اٹھنے کی کوشش کی۔

''ارے ارے نہیں۔ آپ لیٹے رہیں۔ ہمارے لئے اٹھنے کی تکلیف نہ کریں''...... عمران نے کہا تو اولڈ سہراب وہیں رک گیا۔

''شکریہ۔ بیمار آدمی ہوں اس لئے اٹھ کر آپ کا استقبال بھی نہ کر سکا۔ اس کے لئے میں شرمندہ ہوں''...... اولڈ سہراب نے جبراً مسکراتے ہوئے کہا۔

''کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد آپ کو شفا دیں گے''۔ عمران نے کہا۔

''عبدالسلام جاؤ بیٹا اپنی ماں سے کہو مہمان آئے ہیں ان کے لئے چائے پانی کا انتظام کرو''...... اولڈ سہراب نے اپنے بیٹے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اس تکلف کی ضرورت نہیں ہے۔ بیٹے سے کہیں یہ بس ہمیں سادہ پانی پلا دے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جاؤ بیٹا ان کے لئے پانی لے آؤ''...... اولڈ سہراب نے کہا تو عبدالسلام سر ہلا کر مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔

''میرا بیٹا بتا رہا تھا کہ آپ میں سے ایک کا نام عبدالحئی ہے اور ایک عمران صاحب ہیں۔ آپ میں کون عمران ہے اور کون

عبدالحیٔ"...... اولڈ سہراب نے ان دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں عمران ہوں اور یہ عبدالحیٔ ہے"...... عمران نے کہا۔

"میرے بارے میں آپ کو کیسے معلوم ہوا اور آپ کسی امداد کی بھی بات کر رہے تھے"...... اولڈ سہراب نے ان کی جانب امید بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"چھوڑیں اس بات کو کہ ہمیں آپ کے بارے میں کیسے معلوم ہوا۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کب سے بیمار ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"دو سال سے بستر پر پڑا ہوں۔ میری جو جمع پونجی تھی سب میرے علاج پر لگ گئی ہے۔ لے دے کر بس یہ مکان بچا ہے اور یہ بھی گروی پڑا ہوا ہے۔ ہمارے پاس دو ماہ کا وقت ہے اگر دو ماہ تک ہم نے رقم ادا نہ کی تو ہمیں مجبوراً یہ مکان بھی خالی کرنا پڑے گا۔ میں اس قدر لاچار ہوں کہ نہ اپنے بیوی بچوں کے لئے کچھ کر سکتا ہوں اور نہ اپنی بیماری کا علاج کرا سکتا ہوں۔ میری بیماری نے سب کو زندہ درگور کر رکھا ہے۔ اب انہیں شاید میری وجہ سے اس گھر سے بھی ہاتھ دھونا پڑیں"...... اولڈ سہراب نے تھکے تھکے اور انتہائی درد بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوا کیا ہے آپ کو"...... عمران نے کہا۔

"میں بلڈ کینسر کے عارضے میں مبتلا ہوں جناب اور یہی کینسر

ہی میری اور میرے خاندان کی زندگی کا روگ بنا ہوا ہے"...... اولڈ سہراب نے اسی انداز میں کہا۔

"تو آپ نے اب تک جو علاج کرایا ہے اس سے کوئی افاقہ کیوں نہیں ہوا ہے"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"جب تک علاج کرانے کے قابل تھا کراتا رہا۔ افاقہ بھی ہوا تھا لیکن بلڈ کینسر کے علاج کے لئے پیسہ چاہئے۔ پیسہ ختم ہو جائے تو علاج ادھورا رہ جاتا ہے اور پھر یہ عارضہ دوبارہ لاحق ہونا شروع ہو جاتا ہے اور میرے ساتھ یہی ہوا ہے۔ جب تک علاج چلتا رہا میں ٹھیک رہا لیکن جیسے ہی علاج کرانے میں تساہل سے کام لیا اس روگ نے پھر سے مجھ پر حملہ کر دیا اور پھر میرا سب کچھ ختم ہو گیا لیکن یہ عارضہ ختم نہ ہو سکا"...... اولڈ سہراب نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ کے عزیز رشتہ داروں اور دوستوں نے آپ کی کوئی مدد نہیں کی علاج کرانے کے لئے"...... عمران نے کہا۔

"سب نے ہی مدد کی تھی لیکن کب تک۔ اب میرے لئے کوئی اپنی زندگی بھر کی کمائی تو نہیں لٹا سکتا"...... اولڈ سہراب نے جواب دیا۔

"لیکن جس کے ساتھ آپ کی پارٹنرشپ تھی۔ اسے تو آپ کی مدد کرنی چاہئے تھی۔ اس نے آپ کو اس حال میں کیسے چھوڑ دیا"...... عمران نے کہا۔

''کون پارٹنر۔ آپ شاید ماسٹر گراہم کی بات کر رہے ہیں''۔ اولڈ سہراب نے کہا۔ اسی لمحے بچہ ٹرے میں دو گلاسوں میں پانی لے آیا۔ اس نے بڑے ادب سے انہیں پانی پیش کیا اور پھر وہ واپس چلا گیا۔

''جی ہاں۔ میں ماسٹر گراہم کی ہی بات کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اس سے تو میں نے پارٹنرشپ کب کی ختم کر دی تھی۔ میں نے اس کے ساتھ ہوٹلوں اور ریسٹورنٹ بنانے کے لئے پارٹنرشپ کی تھی لیکن اس نے ہوٹلوں اور ریسٹورنٹ بنانے کے ساتھ ساتھ جوئے اور شراب خانے بھی بنانے شروع کر دیئے تھے۔ وہ غیر ملکی تھا اور غیر مسلم بھی اس لئے ظاہر ہے اس کی سوچ جوئے خانوں اور شراب خانوں تک ہی محدود ہو سکتی تھی۔ مجھے اس کا یہ کام پسند نہیں تھا اس لئے میں نے اس سے پارٹنرشپ ختم کر دی۔ اس سے پارٹنرشپ ختم کرنے کا مجھے بہت نقصان ہوا تھا۔ اس نے میرے کروڑوں روپے ہڑپ لئے تھے لیکن میں چاہ کر بھی اس کے خلاف کچھ بھی نہ کر سکا تھا کیونکہ غیر ملکی ہونے کی وجہ سے اسے بہت سی مراعات حاصل تھیں اور اس نے ایک خطرناک گروپ بھی بنایا ہوا تھا جو قتل و غارت گری کرنے میں لگا رہتا تھا اس لئے میں نے اپنا نقصان برداشت کرتے ہوئے اس سے مکمل طور پر قطع تعلق کر لیا تھا''...... اولڈ سہراب نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اگر آپ کو اس سے آپ کے حق کی کمائی مل جاتی تو شاید آپ آج اس طرح نہ پڑے ہوتے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ آپ سچ کہہ رہے ہیں۔ اس نے میرے تقریباً پچاس کروڑ دبا لئے ہیں۔ اگر وہ مجھ سے فریب نہ کرتا تو میں بیرون ملک جا کر اپنا علاج کراتا اور میرے خاندان کی ایسی حالت نہ ہوتی جو اب ہے''...... اولڈ سہراب نے افسوس زدہ لہجے میں کہا۔

''اگر آپ چاہیں تو آپ کے یہ پچاس کروڑ روپے ہم آپ کو اس سے واپس دلا سکتے ہیں''...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر اولڈ سہراب بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ اس سے میری دولت کیسے واپس دلا سکتے ہیں۔ وہ اس دور کا بہت بڑا اور طاقتور آدمی بن چکا ہے اور انڈر گراؤنڈ کا بے تاج بادشاہ ہے جس کے سامنے پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا ہے پھر آپ۔ آپ اس سے میرے پچاس کروڑ دلانے کا کیسے کہہ سکتے ہیں''...... اولڈ سہراب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں نے آپ سے جو کہا ہے اس میں سے ایک بات بھی جھوٹ نہیں ہے۔ ہم آپ کو آپ کی زندگی بھر کی کمائی واپس دلا سکتے ہیں اور یہ میرا وعدہ ہے کہ بہت جلد آپ کے حصے کی کمائی پچاس کروڑ روپے آپ کے پاس پہنچ جائیں گے''...... عمران نے ٹھوس لہجے میں کہا تو اولڈ سہراب حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگا۔

''مم مم۔ میرے پچاس کروڑ مجھے مل جائیں گے۔ آپ۔ آپ سچ کہہ رہے ہیں''...... اولڈ سہراب نے کہا۔ اس کا لہجہ یکلخت تھر تھر کانپنا شروع ہو گیا تھا۔

''جی ہاں۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا ہے۔ جلد ہی آپ کے پچاس کروڑ روپے آپ کے پاس پہنچ جائیں گے''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''کیسے اور کب''...... اولڈ سہراب نے اور زیادہ بے چین اور انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بہت جلد۔ ہو سکتا ہے۔ آج ہی''...... عمران نے کہا تو اولڈ سہراب کی آنکھوں میں معدوم ہوتی ہوئی چمک پھر سے چمک اٹھی اور اس کے چہرے کا رنگ قدرے سرخ ہو گیا اور اس بار وہ یوں اٹھ کر بیٹھ گیا جیسے اسے نئی زندگی مل گئی ہو یا اس کے جسم میں نئی توانائی بھر گئی ہو۔

''اوہ اوہ۔ اگر ایسا ہو جائے تو میرے سارے دلدور ہو جائیں گے۔ میرا علاج بھی ممکن ہو جائے گا اور میرے بیوی بچوں کے دن بھی پھر جائیں گے۔ اگر آپ وعدہ کر رہے ہیں تو نجانے مجھے کیوں آپ پر یقین ہے کہ آپ جو کہہ رہے ہیں وہ سچ ہے اور اگر ایسا ہوا۔ آپ نے مجھے ماسٹر گراہم سے میرے پچاس کروڑ واپس لا دیئے تو میں بھی وعدہ کرتا ہوں کہ ان میں سے پانچ پانچ کروڑ آپ دونوں کو دے دوں گا۔ میرے لئے چالیس کروڑ بھی بہت ہیں''......

اولڈ سہراب نے مسرت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ پچاس کروڑ آپ کی عمر بھر کی محنت کی کمائی ہے۔ یہ سب آپ کو ہی مبارک۔ ہم آپ سے پانچ پانچ کروڑ تو کیا ایک پیسہ بھی نہیں لیں گے''...... عمران نے کہا تو اولڈ سہراب کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''اوہ۔ تو پھر آپ یہاں میرے پاس کس لئے آئے ہیں''۔ اولڈ سہراب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ماسٹر گراہم، گراہم کلب میں موجود ہوتا ہے۔ اس کے بارے میں ہم نے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہاں وہ خود نہیں بلکہ اس کا نمبر ٹو جس کا نام جیکسن تھا اس کی جگہ ماسٹر گراہم بن کر کام کرتا تھا۔ ماسٹر گراہم اسی شہر میں کہیں موجود ہے لیکن کوئی اس کے بارے میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔ یہ بات اس نے اپنے نمبر ٹو جیکسن کو بھی نہیں بتائی ہے۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ نہ صرف ماسٹر گراہم کو پہچانتے ہیں بلکہ اس کے کئی ٹھکانوں کے بارے میں بھی جانتے ہیں جہاں پر اس کی موجودگی کا امکان ہو سکتا ہے۔ آپ ہمیں اس کا حلیہ اور اس کے ٹھکانوں کے بارے میں بتا دیں۔ ہم اسے پکڑ کر جلد ہی اس سے آپ کے پچاس کروڑ لے کر آپ کو پہنچا دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا آپ کا تعلق پولیس سے ہے یا کسی خفیہ ایجنسی سے''...... اولڈ سہراب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس بات کو آپ چھوڑ دیں''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ کیا چاہتے ہیں مجھ سے''...... اولڈ سہراب نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''ماسٹر گراہم کہاں ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہوٹل برائٹ لائٹ کا نام سنا ہے آپ نے''...... اولڈ سہراب نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ہوٹل ثاقب روڈ پر ہے۔ تھری سٹار ہوٹل ہے''۔ عمران کی بجائے ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اس ہوٹل کا مالک اور منیجر گریس ہی اصل میں ماسٹر گراہم ہے''...... اولڈ سہراب نے کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔

''ہوٹل برائٹ لائٹ کا مالک گریس ہی ماسٹر گراہم ہے۔ لیکن میں نے تو سنا ہے کہ وہ صرف شکل وصورت سے غنڈہ اور بدمعاش دکھائی دیتا ہے جبکہ حقیقت میں وہ بے حد شریف اور انتہائی نیک انسان ہے۔ اس نے لوگوں کی فلاح کے لئے ایک ٹرسٹ بھی کھولا ہوا ہے جس سے وہ غریب اور مستحق لوگوں کی بھرپور امداد کرتا ہے''...... اس کی بات سن کر ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو اولڈ سہراب مسکرا دیا۔

''یہ اس کے چہرے کا نقاب ہے جس کے پیچھے اس کا شیطانی چہرہ چھپا ہوا ہے۔ وہ بظاہر نیک اور شریف ہے لیکن ماسٹر گراہم کے روپ میں وہ شیطان ہے۔ بہت بڑا شیطان جس نے نجانے اپنا

مقصد پورا کرنے کے لئے کتنے معصوم انسانوں کو درندگی کا نشانہ بنا کر ہلاک کیا ہے''...... اولڈ سہراب نے نفرت بھرے لہجے میں جواب دیا تو ٹائیگر نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا آپ کو یقین ہے کہ گریس ہی ماسٹر گراہم ہے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں اس کے ساتھ کام کر چکا ہوں۔ اس روپ میں ایک بار نہیں میں اس سے متعدد بار مل چکا ہوں۔ اسے معلوم ہے کہ میں اس کا اصل روپ جانتا ہوں لیکن اس نے کبھی میری پرواہ نہیں کی۔ اسے پتہ ہے میں بیمار پڑا ہوا ہوں اس لئے اس کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گا''۔ اولڈ سہراب نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ یہ تھوڑی سی رقم رکھ لیں۔ اس سے گھر کے حالات کچھ بہتر ہو جائیں گے اور آپ کو چند روز میں میرا یہ ساتھی آپ کے پچاس کروڑ روپے دے جائے گا''...... عمران نے کہا اور جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔ اولڈ سہراب نے اس سے گڈی یوں جھپٹ لی جیسے یہ رقم اس کے لئے کسی نعمت سے کم نہ ہو۔ گڈی دیکھ کر اس کی آنکھوں کی چمک کئی گنا بڑھ گئی تھی۔ عمران اٹھا تو ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا اور پھر وہ دونوں مڑے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ اولڈ سہراب انہیں آوازیں دے رہا تھا لیکن عمران اور ٹائیگر نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور کمرے سے باہر آ گئے۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ کار میں سوار اس علاقے سے نکلے جا رہے تھے۔

''کیا آپ کو یقین ہے کہ سائرل کے گروپ کا ساتھ دینے والا ماسٹر گراہم ہی ہے''...... ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''لگتا تو ایسا ہی ہے کیونکہ پاکیشیا میں اسی کے اکاؤنٹ میں گریٹ لینڈ سے بھاری رقم ٹرانسفر ہوئی ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''گریٹ لینڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ سائرل کا اصل تعلق گریٹ لینڈ سے ہے''...... ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

''ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ رقم جان بوجھ کر گریٹ لینڈ میں موجود کسی اکاؤنٹ سے یہاں ٹرانسفر کی گئی ہو۔ بہرحال جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ سائرل ہے کون اور اس کا اصل تعلق کس ملک یا کس قومیت سے ہے''...... عمران نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار تیز رفتاری سے مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی ثاقب روڈ کی طرف مڑی ہی تھی کہ اسی لمحے اس کے سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے کار کی رفتار کم کی اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔

''جوزف کال کر رہا ہے۔ کیا مطلب۔ اسے اس وقت کال کرنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے کار فوراً سڑک کے کنارے پر لے جا کر روکی

اور پھر اس نے سیل فون کا لاؤڈر بٹن پریس کر دیا۔

''عمران بول رہا ہوں جوزف۔ بولو۔ کیوں فون کیا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''باس۔ یہاں حملہ ہوا ہے''...... دوسری طرف سے جوزف کی دبی دبی سی آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ٹائیگر بھی چونک پڑا۔

''حملہ''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے جواب دیا اور پھر اس نے رانا ہاؤس پر آپریٹس مشین کے پرواز کرنے سے لے کر ساری باتیں تفصیل سے عمران کو بتانا شروع کر دیں۔

''آپریٹس مشین باکس دیکھ کر میں نے مس جولیا اور اس زخمی لڑکی کو ہائیڈرولک سسٹم کے تحت اوپر والے کمرے سے نیچے والے کمرے میں پہنچا دیا تھا اور پھر جب آپریٹس مشین باکس نے رانا ہاؤس میں بے ہوش کرنے والی گیس پھیلائی تب تک میں تہہ خانے میں موجود کنٹرول روم میں جا چکا تھا باس لیکن وہ نجانے کیسی گیس تھی کہ اس کا اثر تہہ خانے تک بھی پہنچ گیا۔ میں نے لاکھ سانس روکنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا اور پھر جب مجھے ہوش آیا تو میں اسی طرح کنٹرول روم میں پڑا ہوا تھا اور باس یہاں کی تمام مشینیں آف تھیں اور تمام حفاظتی سسٹم ختم ہو چکا تھا۔ یہ سب دیکھ کر میں بوکھلا گیا۔ میں نے فوراً ریزرو سسٹم آن کیا اور یہاں موجود کنٹرول مشین آن کی اور پھر جب میں نے اس مشین کے ذریعے

عمارت کا منظر دیکھا تو مجھے باہر کچھ دکھائی نہ دیا۔ ہمارے سارے ساتھی ایک کمرے میں بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور باس مشین نے مجھے تہہ خانے میں کسی کی موجودگی کا کاشن دیا تو میں نے تہہ خانے کو چیک کیا تو مجھے وہاں ایک لڑکی دکھائی دی۔ وہ غیر ملکی لڑکی تھی جس کے ہاتھ میں ایک ٹارچ نما آلہ تھا اور وہ اس آلے کی مدد سے تہہ خانے کے کمروں کے لاکڈ دروازوں کو کھول کھول کر دیکھ رہی تھی۔ اس لڑکی کو تہہ خانے میں دیکھ کر میں چونک پڑا اور میں نے تہہ خانے میں اس پر ٹرانک فائر کیا جس کے نتیجے میں وہ اچھل کر گری اور بے ہوش ہو گئی۔ میں فوراً باہر نکلا اور میں نے اس لڑکی کو اٹھایا اور اسے تہہ خانے میں موجود بلیک روم میں لے جا کر راڈز والی کرسی پر جکڑ دیا۔ اسی آپریٹس مشین باکس سے نکلنے والے دھوئیں نے رانا ہاؤس کا حفاظتی سسٹم کو آف ہوا تھا۔ میں نے ریزرو سسٹم کو آن کیا اور رانا ہاؤس میں دوسرا سیکورٹی سسٹم بحال کر دیا۔ اس کے بعد میں ممبران کو بھی نیچے تہہ خانے میں لے آیا اور میں اب تک انہیں ہوش میں لانے کے سارے جتن کر چکا ہوں لیکن ان میں سے کوئی بھی ہوش میں نہیں رہا ہے“...... جوزف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اور وہ زخمی لڑکی کہاں ہے جسے ہسپتال سے شفٹ کیا گیا تھا“...... عمران نے ساری تفصیل سن کر ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”وہ لڑکی غائب ہے باس۔ شاید وہ لوگ تہہ خانے میں داخل

ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے اور وہ اس لڑکی کو لے گئے ہیں۔ میں تو اس بات پر حیران ہوں کہ آخر وہ تہہ خانے تک پہنچے کیسے میں نے تو تہہ خانوں کو مکمل سیلڈ کر دیا تھا“...... جوزف نے کہا اور لڑکی کے غائب ہونے کا سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”یہ تو بیڈ نیوز ہے کہ وہ لوگ لڑکی کو نکال کر لے گئے ہیں“۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ اس گیس کے اثر سے میں بے ہوش ہو گیا تھا۔ اگر میں ہوش میں ہوتا تو میں انہیں کسی بھی صورت میں تہہ خانے میں آنے نہ دیتا لیکن افسوس کہ ایسا نہ ہو سکا تھا“۔ جوزف نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا انہوں نے رانا ہاؤس اور اس کے حفاظتی سسٹم کو نقصان پہنچایا ہے“...... عمران نے کہا۔

”نو باس۔ انہوں نے عمارت اور حفاظتی سسٹم کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا ہے۔ حفاظتی سسٹم کو آف کرنے کے لئے انہوں نے ڈائمر سے کام لیا تھا جبکہ لاکڈ ڈور کھولنے کے لئے مجھے اس لڑکی سے وہ ٹارچ نما آلہ ملا ہے جس سے وہ تہہ خانوں کے کمروں کے دروازے کھول کر چیک کر رہی تھی۔ ہو سکتا ہے کہ اسی آلے کی مدد سے انہوں نے تہہ خانے کا راستہ کھولا اور اندر گھس آئے ہوں لیکن میں چونکہ بے ہوش تھا اس لئے مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ وہ

کون لوگ تھے۔ ان کی تعداد کتنی تھی۔ مجھے ہوش میں آنے کے بعد عمارت خالی ملی تھی اور وہ لڑکی بھی تہہ خانے میں موجود تھی اور بس“...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چیک کرو کہ آپریٹس مشین اب بھی رانا ہاؤس پر پرواز کر رہی ہے یا واپس چلی گئی ہے“...... عمران نے کہا۔

”میں نے اس آپریٹس مشین کو ریز سرکل کے ذریعے جام کر کے اتار لیا ہے باس اور اسے آف بھی کر دیا ہے“...... جوزف نے جواب دیا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں“...... عمران نے کہا اور اس نے رابطہ ختم کر دیا۔

”ادھر ہم ٹرانکو اور اس کے ساتھیوں کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں اور ادھر دشمنوں نے رانا ہاؤس پر حملہ کر کے لڑکی کو نکال لیا ہے“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تب تو ہمیں فوری طور پر ٹرانکو اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم تحقیقات کے چکروں میں پڑے رہیں اور وہ لڑکی کو لے کر یہاں سے نکل جائیں“...... ٹائیگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یہ کام تم کرو۔ تم فوری طور پر ان تمام علاقوں کی چیکنگ کراؤ جہاں سے لڑکی کو لے کر شہر سے نکال کر باہر لے جایا جا سکتا ہے۔ یہ اچھا ہوا ہے کہ جوزف نے اس لڑکی کو پکڑ لیا ہے جو رانا ہاؤس

کے تہہ خانے میں موجود تھی۔ وہ شاید عمارت کی لوکیشن دیکھ کر یہی سمجھ رہی ہو گی کہ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے اور اس ہیڈ کوارٹر کو دیکھ کر اس کے دل میں یقیناً یہی خواہش جاگی ہو گی کہ اگر یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہیڈ کوارٹر ہے تو چیف ایکسٹو بھی یہیں کہیں ہو گا۔ جوزف کے کہنے کے مطابق وہ جس سائنسی آلے سے تہہ خانے کے کمروں کو کھول کر دیکھ رہی تھی اس سے تو یہی انداز ہو رہا ہے کہ اس کے ایسے ہی ارادے تھے“...... عمران نے کہا۔

”لیکن وہ لڑکی اکیلی کیوں رک گئی تھی۔ میرا مطلب ہے کہ اس کے ساتھی اسے وہاں چھوڑ کر کیوں چلے گئے تھے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”مجھے لگ رہا ہے کہ لڑکی میلسیا ہے جو اس ٹرانکو کی منگیتر ہے۔ اس کے بارے میں سنا ہے کہ وہ ایک بار جو فیصلہ کر لے اس پر اڑ جاتی ہے۔ ٹرانکو نے اسے ساتھ چلنے کا کہا ہو گا اور وہ اڑ گئی ہو گی کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کو ڈھونڈ کر ہی جائے گی اس لئے ٹرانکو اسے وہیں چھوڑ گیا ہو گا تاکہ وہ نسرین حسن کو کسی محفوظ مقام پر پہنچا سکے“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اس ماسٹر گراہم کا کیا کرنا ہے“...... ٹائیگر نے پوچھا۔

”اب صورتحال مختلف ہو گئی ہے۔ اسے بعد میں دیکھ لیں گے۔ سب سے پہلے ہمیں اس لڑکی کو ڈھونڈنا ہے اور بس“...... عمران نے

ٹھوس لہجے میں کہا۔

''اب تم جاؤ اور ٹیکسی پکڑ کر روانہ ہو جاؤ۔ جیسا میں نے کہا ہے اس پر عمل کرو۔ میں میلسیا سے بات کرتا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے کام کی کوئی بات معلوم ہو جائے اور وہ اس ٹھکانے کے بارے میں ہی بتا دے جہاں ٹرانکو لڑکی کو اغوا کر کے لے گیا ہے''۔ عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور کار سے اتر گیا۔ اس کے اترتے ہی عمران نے کار آگے بڑھائی اور فل سپیڈ سے اسے رانا ہاؤس کی طرف دوڑاتا لے گیا۔ اس وقت اس کے چہرے پر ٹھوس سنجیدگی طاری تھی۔

ٹرانکو کے چہرے پر شدید بے چینی تھی وہ لڑکی کو لے کر ولسن کے مخصوص ٹھکانے پر پہنچ گیا تھا۔ اس نے کال کر کے سپر فورس کو بھی ماسٹر گراہم کی دی ہوئی رہائش گاہ فوری طور پر خالی کر کے یہاں پہنچنے کی ہدایات دے دی تھیں۔ ٹرانکو نے لڑکی کو ایک کمرے میں رکھا ہوا تھا۔ ولسن نے اسے بتایا تھا کہ عمارت میں موجود سیاہ فام کو ہوش آ گیا تھا اور اس نے باہر نکل کر نہ صرف پوری عمارت کا جائزہ لیا تھا بلکہ اس نے عمارت کے سارے حفاظتی سسٹم کو دوبارہ آن کر دیا تھا اور ایک مشینی سسٹم کے ذریعے اس کی آپریٹس مشین پر بھی قبضہ کر کے اسے آف کر دیا تھا۔

ٹرانکو کے لئے یہ خبر کسی دھماکے سے کم نہ تھی کہ عمارت میں موجود سیاہ فام کو ہوش آ گیا تھا اور وہ عمارت سے باہر بھی آیا تھا۔ اس کے ہوش میں آنے کا مطلب تھا کہ تہہ خانے میں موجود میلسیا پر ضرور اس نے اٹیک کیا ہو گا اور اب وہ وہاں نجانے کس حالت

میں ہو گی۔

سیاہ فام نے جس طرح سے آپریٹس مشین پر قبضہ کیا تھا اس سے معلوم ہو رہا تھا کہ اسے ساری صورتحال کا علم ہے ایسی صورت میں بھلا میلسیا وہاں کیسے محفوظ ہو سکتی تھی۔ یا تو اس سیاہ فام نے اسے کسی طرح بے ہوش کر دیا ہو گا یا پھر ہلاک اور یہی بات ٹرانکو کی پریشانی کا باعث بنی ہوئی تھی کہ اب وہ میلسیا کے لئے کیا کرے۔ اسے خود پر غصہ آ رہا تھا کہ اس نے میلسیا کو وہاں اکیلی کیوں چھوڑ دیا تھا۔ جو بھی ہوتا وہ اسے ہر حال میں ساتھ لاتا۔ اس میلسیا کی وجہ سے اس نے بے ہوش پڑے ہوئے سیکرٹ سروس کے افراد کو بھی گولیاں نہیں ماری تھیں ورنہ وہ ایک تیر سے دو شکار آسانی سے کر سکتا تھا۔ اس لڑکی کو وہاں سے نکال لانے کے ساتھ ساتھ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو گولیاں مار کر ہلاک کر کے اپنا مشن مکمل کر سکتا تھا۔ اب وہ کمرے میں غصے اور پریشان کے عالم میں ادھر ادھر ٹہلتا ہوا یہی سوچ رہا تھا کہ وہ میلسیا کے لئے کیا کرے۔ آیا وہ اسے وہاں سے چھڑا لانے کے لئے پھر ایکشن کرے اور سپر فورس کے ساتھ وہاں جاتے ہی دھاوا بول دے یا پھر وہ سب سے پہلے اس نسرین حسن کو اس شہر سے نکالنے کی کوشش کرے۔ وہ ادھر ادھر ٹہل رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ولسن اندر داخل ہوا۔

''باس''...... ولسن نے اس سے مخاطب ہو کر کہا تو ٹرانکو چونک

کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''تم۔ معلوم کیا ہے کہ آخر اس سیاہ فام کو ہوش کیسے آ گیا جبکہ ایس ایس ون گیس کے اثر سے بے ہوش ہونے والے کسی بھی انسان کو اینٹی انجکشن لگائے بغیر ہوش نہیں آتا''...... ٹرانکو نے ولسن کی طرف دیکھتے ہوئے بے چینی سے پوچھا۔

''یس باس۔ میں نے مشینی ڈیٹا سے ساری بات کا پتہ چلا لیا ہے۔ گیس کے اثرات سے وہ بے ہوش تو ہو گیا تھا لیکن وہ تہہ خانے میں ایک مشین روم میں بیٹھا ہوا تھا۔ جہاں ایک مشین لائیکو بیٹری سے چلتی ہے جو سولر سسٹم کے تحت کام کرتی ہے۔ اس بیٹری کے چارج ہونے سے کرامکا نامی گیس خارج ہوتی رہتی ہے جو بے رنگ بے بو ہوتی ہے اور اس سے کسی نقصان کا بھی اندیشہ نہیں ہوتا بلکہ اس گیس کے اثر سے کسی بھی بند کمرے میں موجود ہر قسم کے زہریلے مواد اور ہر قسم کی زہریلی گیس کے اثرات تقریباً ختم ہو جاتے ہیں اور اگر اس کمرے میں زہریلی گیس پھیل بھی جائے اور اس کا کسی انسان پر اثر ہو جائے تو اس زہریلی گیس کے اثرات کے ختم ہوتے ہی متاثرہ انسان کے خون میں کرامکا گیس شامل ہو کر ہر قسم کے زہریلے اثرات ختم کر دیتی ہے اور یہی اس سیاہ فام کے ساتھ ہوا ہے۔ اس پر ایس ایس ون گیس نے اثر کیا تھا لیکن کمرے سے گیس کا اثر ختم ہوتے ہی اس نے سانس لیتے ہوئے کرامکا گیس بھی اپنے پھیپھڑوں میں بھر لی جس کا اثر اس کے خون

میں شامل ہوا اور وہ ہوش میں آ گیا''۔ ولسن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کرامکا گیس کی وجہ سے اس سیاہ فام کو خود ہی ہوش آ گیا اور اس نے ہوش میں آتے ہی میلیسیا کے ساتھ نجانے کیا سلوک کیا ہے کہ اس سے اب کسی طرح بھی رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔ میں اس سے کئی بار رابطہ کرنے کی کوشش کی ہے لیکن اس کا سیل فون مسلسل آف جا رہا ہے اور اس کے پاس جو واچ ٹرانسمیٹر ہے وہ بھی آف ہے۔ مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی جو میں اسے وہاں اکیلا چھوڑ آیا۔ مجھے اسے زبردستی اپنے ساتھ واپس لانا چاہئے تھا''...... ٹرانکو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تو اب وہ ان کے قبضے میں ہے''...... ولسن نے کہا۔

''ہاں۔ اب میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میں کیا کروں۔ کیا اسے چھڑانے کے لئے میں دوبارہ اس عمارت پر حملہ کروں یا اسے چھوڑ کر یہاں سے واپس چلا جاؤں''...... ٹرانکو نے کہا۔

''کیا دوبارہ اس عمارت پر حملہ کرنا صحیح ہو گا۔ انہوں نے تو ہماری آپریٹس مشین پر بھی قبضہ کر لیا ہے''...... ولسن نے کہا۔

''اسی بات سے تو میں پریشان ہوں۔ کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ میں کیا کروں''...... ٹرانکو نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''میں آپ کو ایک مشورہ دوں اگر آپ مائنڈ نہ کریں تو''۔ ولسن نے کہا۔

''ہاں۔ بولو''...... ٹرانکو نے کہا۔

''ہمارے لئے اب دوبارہ اس عمارت پر حملہ کرنا ممکن نہیں ہو گا باس۔ میرے پاس اس عمارت کے حفاظتی سسٹم کا جو ڈیٹا آیا ہے اس کے مطابق اس عمارت کی حفاظت کا اگر ایک بار حفاظتی سسٹم ختم کر دیا جائے اور پھر جب اسے دوبارہ آن کیا جائے تو اس کی طاقت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ میرے پاس اور بھی آپریٹس مشینیں ہیں لیکن اگر میں نے انہیں وہاں بھیجا تو ان آپریٹس مشینوں سے بھی اب میں اس عمارت کا کوئی منظر نہ دیکھ سکوں گا۔ وہاں ڈبل پروٹیکشن پاور پیدا ہو گئی ہے جو لہروں کی شکل میں زمین اور سو فٹ کی بلندی تک پھیل گئی ہے۔ لہروں کے اس جال میں اگر آپریٹس مشین گئی تو وہ فوراً تباہ ہو جائے گی''...... ولسن نے جواب دیا تو ٹرانکو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اس کا مطلب ہے اب اس عمارت میں جانا کسی بھی طرح خطرے سے خالی نہیں ہے''...... ٹرانکو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے تو اس آپریٹس مشین کی فکر ہے جسے اس سیاہ فام نے اپنے قبضے میں لے کر آف کیا ہے۔ اس آپریٹس مشین میں جدید ٹیکنالوجی سسٹم ہے جسے ٹریکنگ سسٹم بھی کہا جاتا ہے۔ اگر ان کے پاس ٹریکنگ سسٹم موجود ہوا تو وہ آپریٹس مشین کے سسٹم کے ڈیٹا سے اس لوکیشن تک پہنچ سکتے ہیں جہاں سے آپریٹس مشین بھیجی گئی تھی''۔ ولسن نے کہا تو اس کی بات سن کر ٹرانکو بری طرح سے

اچھل پڑا۔

''اوہ۔ تو کیا ہمارا یہ پوائنٹ خطرے میں ہے''...... ٹرانکو نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''یس باس۔ میں نے چیکنگ سسٹم آن کر رکھا ہے۔ اگر آپریٹس مشین کا ٹریکنگ سسٹم آن کیا گیا تو مجھے اس کے بارے میں فوراً علم ہو جائے گا لیکن بہرحال ہمارے لئے یہ جگہ اب کلیئر نہیں ہے۔ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے سب کچھ لے کر نکلنا ہو گا ورنہ ہم سب گھیرے میں آ جائیں گے''...... ولسن نے کہا تو ٹرانکو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''کیا اتنی جلدی تم یہاں سے سارا سامان سمیٹ سکو گے''۔ ٹرانکو نے کہا۔

''یس باس۔ یہ پورٹیبل ہیں مجھے صرف بیس منٹ چاہئیں۔ میں ساری مشینوں کو پیک کرلوں گا۔ انہیں یہاں سے ٹرانسفر کرنے کے لئے ایک لوڈر کی ضرورت ہو گی اور کچھ نہیں''...... ولسن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ماسٹر گراہم سے بات کرتا ہوں''...... ٹرانکو نے کہا تو ولسن نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ ٹرانکو نے جیب سے سیل فون نکالا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

''یس''...... رابطہ ملتے ہی ایک کرخت مردانہ آواز سنائی دی۔

''ٹرانکو بول رہا ہوں''...... ٹرانکو نے سرد لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ یس سر''...... ماسٹر گراہم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''مجھے فوری طور پر ایک رہائش گاہ چاہئے ماسٹر گراہم۔ ایسی رہائش گاہ جہاں میرے ساتھ دس بارہ افراد رہ سکیں۔ یہ کام تم نے فوری طور پر کرنا ہے۔ بولو۔ کتنی دیر میں یہ کام ہوسکتا ہے''...... ٹرانکو نے کہا۔

''تو کیا آپ نے پہلے والی رہائش گاہ چھوڑ دی ہے''۔ ماسٹر گراہم نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں نے آدھا مشن پورا کرلیا ہے اب باقی آدھا مشن باقی ہے۔ وہ رہائش گاہ ٹریس کی جا سکتی ہے اس لئے میں نے اسے خالی کر دیا ہے''...... ٹرانکو نے کہا وہ اس رہائش گاہ کی بات کر رہا تھا جس میں سپر فورس کے افراد ٹھہرے ہوئے تھے۔

''ٹھیک ہے۔ میں پتہ بتاتا ہوں آپ وہاں پہنچ جائیں۔ آپ کو وہاں بھی پہلی رہائش گاہ جیسی ہر سہولت میسر ہو گی''...... ماسٹر گراہم نے جواب دیا اور ساتھ ہی اس نے اسے ایک نئی اور جدید کالونی کا پتہ اور کوٹھی کا نمبر بتا دیا۔

''اوکے۔ میں وہاں پہنچ کر تمہیں پھر کال کروں گا''...... ٹرانکو نے کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر رابطہ ختم کر دیا۔ اس نے ابھی سیل فون آف کیا ہی تھا کہ ایک بار پھر سیل فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ اس نے سیل فون کا ڈسپلے دیکھا تو بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسکرین پر ہیڈ کوارٹر ڈسپلے ہو رہا تھا۔ اس

نے بٹن پریس کیا اور سیل فون کان سے لگا لیا۔

''پاکیشیا سے ٹرانکو بول رہا ہوں''...... چند کوڈ ورڈز کے تبادلے کے بعد ٹرانکو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''چیف میگراتھ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ڈی سیکشن کے چیف میگراتھ کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف''...... ٹرانکو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں پاکیشیا گئے کئی روز ہو چکے ہیں ٹرانکو لیکن ابھی تک تم نے مشن کے بارے میں کوئی رپورٹ نہیں دی ہے۔ کیوں''۔ دوسری طرف سے میگراتھ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری چیف۔ مصروفیت کے باعث میں کال نہ کر سکا تھا لیکن بہرحال آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن میرے قبضے میں ہے''...... ٹرانکو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ اگر وہ تمہارے قبضے میں ہے تو پھر تم وہاں کیا کر رہے ہو۔ اسے لے کر فوراً ہیڈ کوارٹر پہنچو''...... میگراتھ نے کہا۔

''یس باس۔ میں جلد سے جلد لڑکی کو لے کر پہنچ جاؤں گا۔ بس ایک مسئلہ ہے جس کی وجہ سے مجھے پریشانی لاحق ہو رہی ہے''۔ ٹرانکو نے کہا۔

''کیا پریشانی ہے۔ مجھے بتاؤ''...... میگراتھ نے کہا تو ٹرانکو نے رانا ہاؤس ٹریس کرنے وہاں جانے اور وہاں ہونے والے ایک

واقعے کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔ اس نے میگراتھ کو یہ بھی بتا دیا کہ اس کے ساتھ جانے والی میلسیا کس وجہ سے وہاں رک گئی تھی اور اب اس کا میلسیا سے کوشش کے باوجود کوئی رابطہ نہیں ہو رہا ہے۔

''اس عمارت کا حفاظتی سسٹم انتہائی طاقتور بنا دیا گیا ہے چیف۔ ہم اپنے ساتھ جو انتظام کر کے آئے تھے ان میں ایسا کوئی سائنسی آلہ موجود نہیں ہے جو اس عمارت کے اس نئے حفاظتی سسٹم کا توڑ کر سکے۔ میلسیا وہاں خطرے میں ہے اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ میں اسے وہاں سے کیسے نکال کر لاؤں''۔ ٹرانکو نے آخر میں کہا۔

''یہ میلسیا کی حماقت تھی جو وہ وہاں مرنے کے لئے رک گئی تھی۔ اسے تمہارے ساتھ آنا چاہئے تھا۔ اب اگر وہ وہاں پھنس چکی ہے تو اسے چھوڑ کر تمہیں جلد سے جلد پاکیشیا سے لڑکی کو لے کر نکل جانا چاہئے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھی تم نے زندہ چھوڑ کر بہت غلط کیا ہے۔ اب انہیں ہوش آیا تو وہ لڑکی اور خاص طور پر تمہاری تلاش میں لگ جائیں گے اور پاکیشیا سے تمہارا نکلنا مشکل بنا دیں گے۔ ابھی اگر وہ بے ہوش ہیں تو اس موقع کا فائدہ اٹھاؤ اور جیسے بھی ممکن ہو لڑکی اور اپنے باقی ساتھیوں کو لے کر نکل جاؤ۔ فوراً''...... میگراتھ نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... ٹرانکو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"اس سے پہلے کہ سائرل کو میلسیا کی وجہ سے کوئی خطرہ پیش آئے یا وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے سائرل کے خفیہ ٹھکانوں کے بارے میں زبان کھول دے میں فوری طور پر اس کا ڈیتھ آرڈر جاری کر رہا ہوں۔ میلسیا کا زندہ رہنا تمہارے لئے بھی خطرہ بن سکتا ہے اور سائرل کے لئے بھی"...... میگراتھ نے کہا تو ٹرانکو کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔

"لیکن چیف......" ٹرانکو نے کہنا چاہا۔

"نو آرگومنٹس۔ میلسیا کو اب بھول جاؤ۔ میں آپریشن روم میں کال کر کے ابھی اس کے ڈیتھ آرڈر جاری کر رہا ہوں۔ جس طرح سائرل کے میں ممبران کے جسموں میں ڈیتھ وائکر لگے ہوئے ہیں اسی طرح ایک ڈیتھ وائکر میلسیا کے جسم میں بھی لگا ہوا ہے۔ اس ڈیتھ وائکر کو چارج کرتے ہی وائکر آن ہو جائے گا اور وائکر میں موجود طاقتور زہر ایک لمحے میں میلسیا کے جسم میں پھیل جائے گا جس سے وہ فوراً ہلاک ہو جائے گی۔ اگر وہ زندہ رہی تو عمران اور اس کے ساتھی یقیناً اس سے سائرل اور اس کے تنظیمی ڈھانچے کے بارے میں ساری معلومات حاصل کر لیں گے جو سائرل کے لئے کسی بھی طرح سود مند نہیں ہو گا"...... میگراتھ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"...... ٹرانکو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ میگراتھ کے سامنے منہ بھی کھول سکے یا اس کی

کسی بات پر اختلاف کر سکے۔

"سارے انتظام آج ہی کرو اور آج ہی اس لڑکی کو لے کر وہاں سے نکلو۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے میگراتھ نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ رابطہ ختم ہوتے ہی ٹرانکو نے ایک طویل سانس لیا۔ اس کے چہرے پر مایوسی اور افسردگی تھی۔ اگر میگراتھ نے میلسیا کے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے تھے تو اس کا مطلب تھا کہ اب میلسیا کی موت طے ہے۔ سائرل کے تمام سرکردہ افراد جن میں چیف میگراتھ بھی شامل تھا کے جسموں میں سائرل نے ایسی ڈیوائسز لگائی ہوئی تھیں جنہیں خطرے کی صورت میں ڈی چارج کر کے آن کر دیا جاتا تھا۔ اس کے آن ہوتے ہی ٹیوب لیک ہو جاتی تھی اور ٹیوب میں موجود ہلاکت خیز سائنائیڈ ایک لمحے میں انسان کو ہلاک کر دیتا تھا۔

"مجھے افسوس ہے میلسیا۔ میں تمہارے لئے کچھ نہیں کر سکا۔ تمہاری ضد ہی تمہاری موت کا باعث بن گئی ہے۔ کاش تم میری بات مان جاتی اور میرے ساتھ واپس آ جاتی"...... ٹرانکو نے تاسف بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ اسی طرح غم زدہ انداز میں سر جھکائے ایک طرف بڑھتا چلا گیا۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز
سائرل
مظہر کلیم ایم اے

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ میرے نئے ناول ''سائرل'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول کی کہانی جس تیزی اور اپنے مخصوص انداز میں آگے بڑھ رہی ہے اسے پڑھنے کے لئے آپ یقیناً بے تاب ہو رہے ہوں گے۔ ناول کا مطالعہ کرنے سے پہلے اپنے خطوط کا مطالعہ کر لیں جو دلچسپی کے لحاظ سے کم نہیں ہے۔

حیدر آباد سے نسیم جلیل صاحب لکھتے ہیں۔ ویسے تو آپ کے لکھے ہوئے تمام ناول انتہائی شاندار اور اعلیٰ معیار کے حامل ہوتے ہیں لیکن آپ کے لکھے ہوئے سپیشل نمبروں کی بات ہی الگ ہے۔ کافی عرصہ ہو گیا ہے لیکن ابھی تک آپ کا کوئی ایک بھی نیا سپیشل نمبر پڑھنے کو نہیں ملا ہے۔ کیا آپ نے سپیشل نمبر لکھنے چھوڑ دیئے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر ہمیں اب تک آپ کا کوئی سپیشل نمبر پڑھنے کو کیوں نہیں ملا۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔

محترم نسیم جلیل صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کے لئے میں آپ کا دل سے مشکور ہوں۔ میں نے واقعی طویل عرصہ سے سپیشل نمبر نہیں لکھا ہے لیکن اب آپ نے فرمائش کی ہے تو میں اس پر جلد ہی کام شروع کروں گا اور جیسے ہی تحریر مکمل ہو گی اسے اشاعت کے لئے بھیج دیا جائے گا اور بہت جلد ایک سپیشل نمبر آپ کے ہاتھوں میں ہو گا اور آپ کی اس شکایت کا ازالہ ہو جائے گا۔

امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کراچی سے سلیم احمد لکھتے ہیں۔ میں آپ کے ناولوں کا طویل عرصے سے قاری ہوں اور آپ کا لکھا ہوا شاید ہی ایسا کوئی ناول ہو جو میں نے نہ پڑھا ہو۔ آپ کے لکھے ہوئے ناول ایک سے بڑھ کر ایک اور انتہائی دلچسپ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو واقعی سب سے بڑھ کر اور سب سے انوکھا دماغ دے رکھا ہے جو آپ ہر بار نئے انداز اور نئے نئے واقعات سے بھرپور ناول لکھ لیتے ہیں۔ امید ہے یہ سلسلہ تاحیات جاری رہے گا اور میں آپ کی طویل العمری اور صحت کے لئے دعا گو ہوں۔

محترم سلیم احمد صاحب۔ خط لکھنے، ناولوں کی پسندیدگی کے ساتھ آپ کے جذبات اور میرے لئے قیمتی احساسات کے ساتھ ان تمام نیک تمناؤں کا میں دلی طور آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ مجھے لکھتے ہوئے نصف صدی سے زیادہ وقت ہو چکا ہے اور میری یہ کاوش اب بھی جاری ہے اور اس وقت تک جاری و ساری رہے گی جب تک آپ جیسے پڑھنے والے قارئین میری حوصلہ افزائی کرتے رہیں گے۔ آپ کا ایک بار پھر شکریہ۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے اور جوزف اس کے سامنے مجرموں کے سے انداز میں سر جھکائے کھڑا تھا۔ عمران ابھی تھوڑی دیر پہلے رانا ہاؤس پہنچا تھا اور اس نے رانا ہاؤس پہنچتے ہی تمام حالات اور خاص طور پر سیکورٹی انتظامات کا جائزہ لیا تھا۔ جولیا اور دوسرے ممبران کو بے ہوش دیکھ کر اس نے انہیں چیک کیا اور پھر وہ جوزف کے پاس کنٹرول روم میں آ گیا۔ اس نے آتے ہی جوزف پر بری طرح سے برسنا شروع کر دیا تھا۔

”میں نے اس لڑکی اور ممبران کو حفاظت کے پیش نظر یہاں بھیجا تھا اور تمہیں سختی سے ہدایات کی تھیں کہ تم رانا ہاؤس کے تمام حفاظتی سسٹم آن رکھنا لیکن تم نے ڈبل پاور سسٹم آن نہیں کیا اور سادہ سا سیکورٹی سسٹم آن کر دیا۔ جس کا مجرموں نے فائدہ اٹھایا اور وہ نہ صرف یہاں گھس آئے بلکہ اس لڑکی کو بھی یہاں سے نکال کر لے گئے اور تم کچھ بھی نہ کر سکے“...... عمران نے جوزف کی طرف غصے

سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری باس۔ مجھے اس بات کا اندازہ نہیں تھا کہ وہ لوگ اس طرح یہاں حملہ کر سکتے ہیں"...... جوزف نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"نانسنس۔ تمہاری ذرا سی لاپرواہی کی وجہ سے وہ لڑکی کو لے گئے ہیں اور یہاں سارے ممبران بے ہوش پڑے ہوئے ہیں۔ اگر وہ جاتے ہوئے یہاں سب کو بے ہوشی کے عالم میں ہی گولیاں مار دیتے تو"...... عمران نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے سارے سسٹم آن کئے تھے باس سوائے ڈبل پاور سسٹم کے۔ میرے خیال میں یہ سارے سسٹم رانا ہاؤس کی حفاظت کے لئے کافی تھے"...... جوزف نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"اگر یہ سسٹم کافی ہوتے تو یہاں یہ سب کچھ نہ ہوا ہوتا۔ ڈبل پاور سسٹم آن ہوتا تو ان سارے حفاظتی سسٹم کی طاقت کئی گنا بڑھ جاتی پھر وہ آپریٹس مشین سے یہاں میزائل بھی فائر کرتے تو عمارت پر کوئی اثر نہ ہوتا اور نہ ہی وہ آپریٹس مشین میں موجود کرومسنگ ایسڈ سے عمارت کے کسی حفاظتی سسٹم کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ تمہیں اس بات کی خود ہی عقل کر لینی چاہئے تھی کہ رانا ہاؤس پر آپریٹس مشین پرواز کر رہی ہے جس پر میزائلوں کے ساتھ کرومسنگ ایسڈ کی ٹیوب لگی ہوئی ہے۔ اگر اسی وقت تم ڈبل پاور سسٹم آن کر لیتے تو آپریٹس مشین کے سارے سسٹم فیل ہو جاتے

اور وہ خود ہی نیچے آ گرتی"۔ عمران نے کہا۔

"یس باس۔ یہ مجھ سے واقعی غلطی ہوئی ہے"...... جوزف نے شرمندگی کے عالم میں کہا۔

"تمہاری اس غلطی کی وجہ سے ایک بڑا سانحہ ہوتے ہوتے رہ گیا ہے۔ مجھے تو یہ سوچ سوچ کر ہول آ رہا ہے کہ یہاں آنے والے افراد اگر ممبران کو بے ہوشی کی حالت میں گولیاں مار دیتے تو کیا ہوتا یا وہ لڑکی جو تہہ خانے میں موجود تھی وہ سائنسی آلے سے کنٹرول روم کا دروازہ کھول کر یہاں پہنچ جاتی تو وہ آسانی سے پورے رانا ہاؤس پر قبضہ کر سکتی تھی"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ مجھے بروقت ہوش آ گیا تھا ورنہ وہ لڑکی واقعی کنٹرول روم کے دروازے تک آن پہنچی تھی"...... جوزف نے کہا۔

"انہوں نے یہاں ایس ایس ون گیس فائر کی تھی نانسنس اور یہ ایسی گیس ہے جو سانس روک لینے کے باوجود شعاعوں کے انداز میں اثر انداز ہوتی ہے اور دماغ کو مکمل طور پر مفلوج کر دیتی ہے۔ اس گیس کے اثر سے بے ہوش ہونے والے کو ایس ایس ون کے اینٹی انجکشن لگائے جائیں تو ہی ہوش آتا ہے ورنہ نہیں۔ یہ تو تمہاری قسمت اچھی تھی کہ کنٹرول روم کی ایک مشین میں سولر پاور بیٹری نصب تھی۔ اس بیٹری سے کرامکا گیس سے تم پر ایک تو ایس ایس ون گیس کا کم اثر ہوا تھا اور دوسرا کرامکا گیس نے جلد ہی ایس ایس ون کے اثرات تم پر سے ختم کر دیئے جس کے نتیجے میں

تمہیں خود ہی ہوش آ گیا۔ اگر یہاں کرامکا گیس خارج کرنے والی بیٹری نہ ہوتی تو تمہارا بھی بغیر اینٹی انجکشن لگائے ہوش میں آنا ناممکن تھا''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے اسی انداز میں کہا۔

''بہرحال جو بھی ہوا ہے غلط ہوا ہے اور تمہاری وجہ سے ایک معصوم اور بے گناہ لڑکی دشمنوں کے ہاتھوں میں پہنچ گئی ہے۔ اب وہ لوگ اسے ذہنی اذیتیں دے کر اس کے مائنڈ سے فارمولا حاصل کریں گے اور پھر وہ اسے ہلاک کر دیں گے''...... عمران نے کہا۔

''آپ مجھے اجازت دیں باس۔ میں پورے شہر میں انہیں تلاش کرتا ہوں اور جب تک وہ مل نہیں جاتے میں یہاں واپس نہیں آؤں گا۔ میں لڑکی کو لے جانے والوں کے ٹکڑے اُڑا دوں گا۔ انہیں اس قدر بھیانک موت سے ہمکنار کروں گا کہ مرنے کے بعد بھی صدیوں تک ان کی روحیں بلبلاتی رہیں گی''...... جوزف نے کہا۔

''ہونہہ۔ اب ان باتوں کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ تم جاؤ اور جا کر ممبران کو اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ ہمارے پاس ایس ایس ون کے انجکشن نہیں ہیں۔ ممبران کو ہوش میں لانے کے لئے ان پر سے ایس ایس ون گیس کے اثرات ختم کرنے کے لئے ہمیں کرامکا گیس کا ہی استعمال کرنا پڑے گا۔ تم اس مشین کو کھول کر اس میں سے سولر بیٹری نکالو اور اسے اوپن کر دو تا کہ اس سے زیادہ سے

زیادہ مقدار میں کرامکا گیس کا اخراج ہو سکے۔ اب یہی گیس ہمارے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کا کام کر سکتی ہے''...... عمران نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس گیس سے تو انہیں ہوش میں آنے میں کافی وقت لگ جائے گا باس۔ وہ ڈائریکٹ ایس ایس ون گیس کا شکار ہوئے ہیں۔ اگر انہیں کرامکا گیس سے ہوش میں لانے کی کوشش کی گئی تو انہیں ہوش آتے آتے کئی روز لگ جائیں گے تو کیا وہ اس وقت تک یہاں پڑے رہیں گے''...... جوزف نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''تو اس کے سوا اور چارہ بھی کیا ہے۔ ایس ایس ون گیس اور اس کا اینٹی پاکیشیا میں موجود نہیں ہے۔ اس گیس کے اثرات کو ختم کرنے کے لئے کیا میں بیرون ملک سے اینٹی منگواؤں''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''نو باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں سب کو ہوش میں لانے کی کوشش کر سکتا ہوں''...... جوزف نے کہا۔

''کیسے''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''مجھے ان کے جسموں پر چند چھوٹے چھوٹے کٹ لگانے ہوں گے باس۔ ان کے جسموں پر لگے کٹس پر جب میں تھوڑا سا نمک چھڑکوں گا تو ان کے زخموں میں شدید تکلیف پیدا ہو جائے گی جس سے ان کے ذہن جھنجھنا اٹھیں گے تو مجھے یقین ہے کہ ان کے ذہن

ضرور جاگ جائیں گے۔ ذہن جاتے ہی انہیں ہوش آ جائے گا‘‘۔ جوزف نے کہا۔

’’تم افریقہ کے شومپالا قبیلے کے توہارتو طریقے سے انہیں ہوش میں لانے کی بات کر رہے ہو۔ اسی قبیلے میں ایسا سانپ پایا جاتا تھا جو ایک بار کسی انسان کو کاٹ لیتا تو اس کے زہر کا اثر فوراً انسانی دماغ پر ہوتا تھا۔ اس کی فوری ہلاکت تو نہ ہوتی تھی لیکن وہ طویل مدت کے لئے بے ہوش ہو جاتا تھا اور پھر اس کے جسم پر زخم لگا کر نمک ڈالا جاتا تھا تو وہ تکلیف کی شدت سے ہوش میں آ جاتا تھا۔ اس کے بعد اس کے خون میں شامل زہر خارج کرنے کے لئے نمک ملا پانی ہی پلایا جاتا تھا‘‘...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

’’یس باس۔ اس طریقے پر عمل کر کے خطرناک شنگولا سانپ کے زہر کا اثر ختم کیا جا سکتا ہے تو پھر اس گیس کا کیوں نہیں‘‘۔ جوزف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ہاں۔ اس طریقے پر واقعی عمل کیا جا سکتا ہے۔ ممبران کو تھوڑی تکلیف سے تو گزرنا پڑے گا لیکن بہرحال ان کی جان بچانے اور انہیں جلد ہوش میں لانے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’تو کیا میں ان کو اس طریقے سے ہوش میں لے آؤں‘‘۔ جوزف نے کہا۔

’’ہاں۔ تم انہیں ہوش میں لاؤ لیکن پہلے وہ آپریٹس مشین مجھے لا کر دو جو تم نے اسکیپ کی تھی‘‘...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور کنٹرول روم کی ایک الماری کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس نے وہ آپریٹس مشین لا کر عمران کو دے دی جو رانا ہاؤس پر پرواز کر رہی تھی۔ عمران نے آپریٹس مشین لے کر اسے غور سے چیک کرنا شروع کر دیا۔

’’ٹھیک ہے۔ اسے میں دانش منزل کی لیبارٹری میں لے جا کر چیک کروں گا پہلے میں اس لڑکی سے بات کر لوں جو یہاں موجود تھی۔ اگر یہ ٹرانکو کی ساتھی لڑکی میلسیا ہے تو ہم اس کے ذریعے اس جگہ پہنچ سکتے ہیں جہاں نسرین حسن کو لے جایا گیا ہے‘‘...... عمران نے کہا اور پھر وہ جوزف کے ساتھ بلیک روم میں آ گیا جہاں جوزف نے لڑکی کو راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا تھا۔ وہ جیسے ہی بلیک روم میں داخل ہوئے یکلخت ٹھٹھک گئے۔ لڑکی تو ان کے سامنے راڈز والی کرسی پر جکڑی ہوئی تھی لیکن اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا اور اس کے ناک، منہ اور کانوں سے خون کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ عمران اور جوزف تیزی سے اس لڑکی کی طرف لپکے۔ عمران نے لڑکی کی نبض اور اس کا سانس چیک کیا اور پھر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

’’یہ ہلاک ہو چکی ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’لیکن کیسے باس۔ اس کے ہاتھ پاؤں تو راڈز میں جکڑے ہوئے ہیں۔ میں نے اس پر کوئی تشدد بھی نہیں کیا ابھی تک‘‘۔

جوزف نے کہا۔

”شاید اسے ہوش آ گیا تھا اور اس نے اپنے دانتوں میں چھپا ہوا زہریلا کیپسول چبا لیا ہے یا پھر اس کے جسم میں کوئی ڈیوائس لگی ہو گی جسے چارج کر کے اسے ہلاک کیا گیا ہے“۔ عمران نے کہا تو جوزف کا چہرہ اور تاریک ہو گیا۔

”یہ تو برا ہوا ہے باس۔ ہم اس لڑکی کے ذریعے اس کے ساتھیوں کے ٹھکانے تک پہنچ سکتے تھے لیکن اب......“ جوزف نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ تم اس کی لاش برقی بھٹی میں جلا دو اور ممبران کو کٹ لگا کر ہوش میں لاؤ۔ اب مجھے اس آپریٹس مشین کو دانش منزل لے جانا پڑے گا تاکہ اسے پوری طرح چیک کیا جا سکے۔ شاید اس آپریٹس مشین کے کمپیوٹرائزڈ سسٹم سے پتہ چل جائے کہ اسے کہاں سے بھیجا گیا تھا“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران واپس کنٹرول روم میں آیا اور اس نے وہاں سے آپریٹس مشین اٹھائی اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ رانا ہاؤس سے نکل کر دانش منزل کی طرف اُڑا جا رہا تھا۔ دانش منزل میں پہنچنے میں اسے زیادہ دیر نہ لگی تھی۔ وہ آپریٹس مشین لے کر آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔

”یہ تو آپریٹس مشین معلوم ہو رہی ہے“...... سلام و دعا کے بعد بلیک زیرو نے عمران کے ہاتھوں میں آپریٹس مشین دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے بلیک زیرو کو رانا ہاؤس میں ہونے والی مجرموں کی کارروائی کی تفصیل بتا دی۔ بلیک زیرو کو بھی یہ سن کر دھچکا لگا کہ مجرم رانا ہاؤس میں گھس گئے تھے اور انہوں نے تمام ممبران کو زہریلی گیس کا شکار بنا کر طویل مدت کے لئے بے ہوش کر دیا تھا اور وہاں سے وہ ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کو بھی نکال کر لے گئے تھے۔

”تو کیا اس آپریٹس مشین سے پتہ چل سکتا ہے کہ اسے کس پوائنٹ سے بھیجا گیا تھا“...... بلیک زیرو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ جدید ٹیکنالوجی کی حامل آپریٹس مشین ہے۔ اس ٹیکنالوجی کو ریموٹ کنٹرولنگ مشین کے ذریعے ہی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس ٹیکنالوجی کو چونکہ کمپیوٹرائز سسٹم کے تحت استعمال کیا جاتا ہے اور اس میں کیمرے نصب ہوتے ہیں اس لئے کیمروں کے ساتھ ریکارڈنگ کے لئے میموری بھی لگائی جاتی ہے۔ اس میموری کارڈ سے اگر لائیو ریکارڈنگ دیکھنی ہو تو اس کے لئے ایک سرپلس سرکٹ لگایا جاتا ہے۔ سرپلس سرکٹ کے ذریعے ہی آپریٹس مشین کو کنٹرول کیا جاتا ہے اور سرپلس سرکٹ سے اس

بات کا پتہ بھی چلایا جا سکتا ہے کہ اسے کتنی دور سے اور کس لوکیشن سے کنٹرول کیا گیا ہے یا کیا جا رہا تھا۔ یہ ایک تکنیکی سسٹم ہے جسے چیک کرنے کے لئے مجھے چند تجربات کرنے پڑیں گے لیکن بہرحال میں ساری چیکنگ کر لوں گا اور جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ یہ آپریٹس مشین کہاں سے روانہ ہوئی تھی اور اسے کتنے فاصلے اور کس پوائنٹ سے کنٹرول کیا گیا تھا“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میں لیبارٹری میں جا رہا ہوں۔ تم مجھے وہاں چائے کا ایک کپ پہنچا دو“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے لیکن جانے سے پہلے کہ یہ بتا دیں کہ جوزف کے طریقہ علاج سے اگر ممبران ٹھیک ہو گئے تو کیا وہ اس قابل ہوں گے کہ ہوش میں آنے کے بعد چل پھر سکیں“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ گیس کا اثر ان کے ذہن پر ہوا ہے ان کے جسمانی نظام پر نہیں۔ ان کے ذہن متحرک ہو گئے تو وہ پہلے جیسے نارمل ہی ہوں گے انہیں جسموں میں کوئی گرانی بھی محسوس نہیں ہو گی“۔ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

”ان کے لئے کوئی احکامات دینے ہیں تو بتا دیں۔ کیا ہوش میں آنے کے بعد میں انہیں مجرموں کی تلاش میں بھیج دوں“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”سائرل اور اس کے سیکشن کے افراد بے حد ذہین ہیں بلیک زیرو۔ وہ آسانی سے ہاتھ آنے والے نہیں ہیں۔ وہ نجانے کہاں چھپے ہوئے ہوں گے۔ ان تک پہنچنے کا ذریعہ میلسیا تھی لیکن افسوس کہ وہ بھی ہلاک ہو گئی ہے۔ اب وہ خود ہلاک ہوئی ہے یا اسے اس کے جسم میں لگائی گئی کسی ڈیوائس سے ہلاک کیا گیا ہے اس کا مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ اب لے دے کر ہمارے پاس یہ آپریٹس مشین ہی بچی ہے۔ اسے بھی چیک کرنے میں وقت لگ جائے گا لیکن بہرحال میں اس کی لوکیشن ٹریس کر لوں گا۔ مجھے خدشہ اس بات کا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ جب تک میں آپریٹس مشین سے مجرموں کے ٹھکانے کی معلومات حاصل کروں اس وقت تک مجرم وہ ٹھکانہ ہی چھوڑ دیں۔ رہی بات ممبران سے بھاگ دوڑ کرانے کی تو اس کا شاید کوئی فائدہ نہ ہو لیکن تم انہیں شہر کے داخلی اور خارجی راستوں پر پھیلا دو تاکہ اگر مجرم لڑکی کو لے کر شہر سے نکلنے کی کوشش کریں تو انہیں روکا جا سکے۔ ہوسکتا ہے کہ مجرم پھر سے نسرین حسن کو کسی بیمار عورت کی حیثیت سے یا پھر کسی تابوت میں بند کر کے یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں۔ ممبران سے کہنا کہ وہ اس معاملے میں کسی سے رعایت نہ کریں۔ ہر چیز کی انتہائی باریک بینی سے چیکنگ کریں۔ لڑکی کو یقیناً میک اپ میں نکالا جائے گا اس لئے وہ اس بات کا بھی خاص خیال رکھیں۔ وہ میک اپ واشر اپنے ساتھ لے جائیں اور جس پر معمولی سا بھی میک اپ کا شک ہو اس کا میک

اپ واش کریں تاکہ لڑکی کو کسی بھی طریقے سے انہیں یہاں سے لے جانے کا کوئی موقع نہ مل سکے''...... عمران نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران آپریٹس مشین لے کر تہہ خانے میں موجود لیبارٹری میں چلا گیا اور بلیک زیرو اس کے لئے چائے بنانے کے لئے کچن میں چلا گیا۔ عمران کے چہرے پر بلیک زیرو نے اس بار گہری سنجیدگی اور تناؤ دیکھا تھا۔ جو ظاہر ہے ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کے لئے تھا جسے مجرم رانا ہاؤس پر اٹیک کر کے لے جانے میں کامیاب ہو گئے تھے اور یہ سب مجرموں نے رانا ہاؤس میں موجود سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کی موجودگی میں کیا تھا جو مجرموں کی ذہانت اور ان کی طاقت کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ٹرانکو نے سامنے میز پر پڑا ہوا سیل فون اٹھایا اور اسکرین پر ڈسپلے دیکھنے کے بعد اس نے بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''چیف میگراتھ بول رہا ہوں''...... چند مخصوص کوڈ ورڈز کے تبادلے کے بعد چیف میگراتھ کی آواز سنائی دی۔

''یس چیف''...... ٹرانکو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کہاں ہے''...... چیف میگراتھ نے پوچھا۔

''میں نے اسے ولسن اور سپر فورس کے گیری کے ذریعے دارالحکومت سے نکال دیا ہے باس اور ابھی کچھ دیر پہلے میری فون پر ولسن سے بات ہوئی ہے۔ وہ لڑکی کو ایک مال بردار شپ میں پہنچانے میں کامیاب ہو گیا ہے اور مال بردار شپ انٹرنیشنل بارڈر کراس کر گیا ہے۔ بہت جلد ولسن اور گیری اس لڑکی کو لے کر ٹامب

پہنچ جائیں گے''...... ٹرانکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اسے دارالحکومت سے کیسے نکالا گیا ہے۔ مجھے تفصیل بتاؤ''۔ چیف میگراتھ نے کہا۔

''لڑکی کو دارالحکومت سے نکال کر لے جانے کے لئے ہمیں کئی پاپڑ بیلنے پڑے تھے باس۔ ہم نے لڑکی پر ٹرانکا سورٹ میک اپ کرایا تھا جو پلاسٹک سرجری جیسا میک اپ ہوتا ہے اور اسے نہ تو کسی میک اپ واشر سے واش کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی سائنسی آلے سے چیک کیا جا سکتا ہے۔ لڑکی کو ہم نے انتہائی بوڑھی اور بیمار عورت کا میک اپ کرایا تھا۔ اسے بیمار ظاہر کرنے کے لئے ہم نے اسے چند انجکشن بھی لگائے تھے تاکہ اگر میک اپ چیک کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا میڈیکل چیک اپ بھی کیا جائے تو اس کی بیماری ثابت ہو جائے۔ بہرحال لڑکی کو ہم نے ایک خصوصی ایمبولینس کے ذریعے دارالحکومت سے نکالا اور پھر اسے دوسری جگہ پہنچا کر نیا میک اپ کرایا گیا۔ ہر نئے علاقے میں اس کا میک اپ تبدیل کیا جاتا رہا اور پھر اسے ساحل تک پہنچا دیا گیا جہاں سے ایک موٹر لانچ کے ذریعے اسے سپیشل مال بردار جہاز میں پہنچایا گیا۔ اس مال بردار جہاز میں لڑکی کو اس جہاز میں لے جانے والے سامان سے بھرے ہوئے ایک کنٹینر میں ڈالا گیا تھا۔ اس کنٹینر میں اسے آکسیجن پہنچانے کے تمام انتظامات کئے گئے تھے تاکہ راستے میں اسے کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ اس کے علاوہ اس کی بھوک

پیاس کو ختم کرنے کے لئے اسے طاقت کے انجکشن بھی لگا دیئے گئے تھے۔ وہ اس کنٹینر میں کئی روز بھوکی پیاسی زندہ رہ سکتی ہے''...... ٹرانکو نے جواب دیا۔

''تو کیا اس لڑکی کی تلاش کے لئے متعلقہ ایجنسیوں یا پاکیشیائی سیکرٹ سروس نے کوئی انتظامات نہیں کئے تھے''...... چیف میگراتھ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہاں چیکنگ کے سخت ترین انتظامات تھے چیف۔ مختلف ایجنسیوں کے ساتھ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے بھی تمام داخلی اور خارجی راستوں کا گھیراؤ کر رکھا ہے اور ان کے پاس میک اپ واشرز کے ساتھ ساتھ ڈیجیٹل کیمرے بھی ہیں جن سے وہ ہر آنے جانے والی کی تصویریں اتارتے ہیں تاکہ میک اپ چیک کیا جا سکے۔ اگر میں نے لڑکی کو ٹرانکا سورٹ میک اپ نہ کرایا ہوتا تو وہ آسانی سے اس لڑکی کا میک اپ چیک کر سکتے تھے۔ ٹرانکا سورٹ میک اپ کی وجہ سے وہ نہ اس لڑکی کا میک اپ صاف کر سکے اور نہ ہی کیمرے کی کسی آنکھ سے اس کا اصل چہرہ دیکھ سکے اور چونکہ ہم نے لڑکی کو انتہائی بوڑھی اور بیمار عورت بنایا تھا اس لئے انہوں نے اس پر زیادہ توجہ نہ دی تھی۔ ہم نے ایسے کاغذات بھی بنائے تھے جن کے مطابق عورت کو ہم ایک شہر سے دوسرے شہر کے ہسپتال میں شفٹ کر رہے ہوں۔ ولسن اور گیری کے پاس ان ہسپتالوں کے باقاعدہ دستاویزی ثبوت بھی موجود تھے۔ اسی لئے

اس ایمبولینس کو جانے کی اجازت دے دی گئی اور وہ دارالحکومت سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئی تھی‘‘...... ٹرانکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’تم اس وقت کہاں پر موجود ہو‘‘...... چیف میگراتھ نے پوچھا۔

’’میں ایک نئے اور محفوظ ٹھکانے پر ہوں چیف‘‘...... ٹرانکو نے جواب دیا۔

’’اگر ولسن اور گیری، لڑکی کو لے کر نکل سکتے ہیں تو پھر تم اور تمہارے باقی آدمی وہاں سے کیوں نہیں نکلے۔ میں نے تمہیں بتایا تھا کہ میں نے میلسیا کو ہلاک کرا دیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں میلسیا کی لاش ہے جسے شاید انہوں نے اب تک برقی بھٹی میں جلا کر راکھ بھی بنا دیا ہوگا۔ پھر تمہارا وہاں رکنے کا کیا جواز رہ جاتا ہے۔ تمہیں فوری طور پر وہاں سے اپنے باقی ساتھیوں سمیت نکل جانا چاہئے تھا‘‘...... چیف میگراتھ نے کہا۔

’’سوری چیف۔ میری وجہ سے میلسیا کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے ہیں۔ اگر میں اسے وہاں چھوڑ کر نہ آتا تو آج وہ میرے ساتھ ہوتی لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میلسیا کو اس سیاہ فام آدمی نے پکڑا تھا اور مجھے ولسن اور گیری نے بتایا ہے کہ انہوں نے سیکرٹ سروس کے ممبران کو بھی دیکھا ہے جس کا مطلب ہے کہ انہیں بھی ہوش میں لے آیا گیا ہے۔ مجھے اس بات پر حیرت ہو رہی ہے کہ پاکیشیا میں ایس ایس ون گیس اور اس کا کوئی اینٹی

موجود نہیں ہے۔ میری سوچ کے مطابق سیکرٹ سروس کے ممبران کو ہوش میں لانے کے لئے ایکسٹو کو اینٹی انجکشن امپورٹ کرنے چاہئیں تھے اور اینٹی انجکشن آنے میں کئی دن لگ جاتے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران اسی طرح بے ہوشی کی حالت میں ہسپتالوں میں پڑے ہوتے لیکن ایسا نہیں ہے۔ مجھے ذاتی طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف اور ممبران پر بے حد غصہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ نے مجھے جو مشن دیا تھا میں وہ مشن پورا کر کے ہی یہاں سے نکلوں۔ میں نے ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کو یہاں سے زندہ سلامت نکال دیا ہے جو جلد ہی آپ تک جزیرہ کارٹم پہنچ جائے گی لیکن میں اس وقت تک واپس نہیں آؤں گا جب تک میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک ایک ممبر کو ہلاک نہیں کر دیتا چاہے وہ کوئی بھی ہو۔ ان میں عمران کا نام بھی شامل ہے‘‘۔ ٹرانکو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

نانسنس۔ جب وہ بے ہوشی کی حالت میں تمہارے سامنے پڑے ہوئے تھے اس وقت تو تم نے انہیں گولیاں نہیں ماریں اور اب جب وہ ہوش میں ہیں اور تم ان کے منہ سے ان کا شکار چھین لائے ہو تو کیا وہ آسانی سے تمہارے ہاتھ لگ جائیں گے۔ کیا تم انہیں آسانی سے ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے جبکہ تم نے ہی بتایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر کے حفاظتی انتظامات انتہائی حد تک سخت ہو گئے ہیں اور اب تمہارے پاس ایسا

کوئی سائنسی انتظام موجود نہیں ہے کہ تم اس عمارت کے حفاظتی انتظام کو توڑ کر دوبارہ وہاں پہنچ سکو''...... چیف میگراتھ نے کہا۔ اس کے لہجے میں غصہ تھا۔

''میں اس عمارت میں دوبارہ نہیں جا سکتا چیف لیکن سیکرٹ سروس کے ممبران تو اس عمارت سے باہر نکلے ہوئے ہیں۔ میں ان سب کو ڈھونڈوں گا اور ایک ایک کر کے سب کو ہلاک کروں گا۔ جب تک میں ان سب کو ہلاک نہیں کر دیتا اس وقت تک نہ مجھے سکون ملے گا اور نہ ہی میری منگیتر میلسیا کی روح کو اور ہم دونوں کو سکون چاہئے ہر صورت میں''...... ٹرانکو نے سخت لہجے میں کہا۔

''حماقت مت کرو اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرانے اور ان سے الجھنے کی کوشش نہ کرو۔ تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر میں انہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی اس لئے اب وہ زخمی شیر بن چکے ہیں اور زخمی شیروں کا شکار شکاریوں کے لئے ہلاکت خیز ثابت ہوتا ہے''...... چیف میگراتھ نے کہا۔

''آپ جانتے ہیں چیف کہ میں شیروں کا ہی شکاری ہوں اور زخمی شیروں کا شکار کرنے کا تو الگ ہی لطف ہوتا ہے اس لئے مجھے نہ روکیں۔ میں ان سب کو ہلاک کرنے کے بعد ہی واپس آؤں گا''...... ٹرانکو نے منت بھرے انداز میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو پھر تم ہیڈ کوارٹرز سے تمام لنکس ختم کر دو۔ اگر شیروں نے تمہارا شکار کیا تو تم سے

ایسا کوئی ثبوت ان کے ہاتھ نہیں لگنا چاہئے جس سے انہیں سائرل کے ڈی سیکشن کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں کچھ علم ہو یا یہ پتہ چلے کہ ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کو کہاں لے جایا گیا ہے۔ جب تم اپنے مشن میں کامیاب ہو جاؤ تو تم گریٹ لینڈ پہنچ جانا۔ گریٹ لینڈ کے سپاٹ ون ہوٹل میں تمہارا کمرہ بک ہو گا میں پہنچتے ہی تم سے رابطہ کر لیا جائے گا اور اس کے بعد فیصلہ کیا جائے گا کہ تمہارا سائرل کے لئے کام کرنا مناسب ہے یا نہیں۔ سمجھ گئے تم''...... دوسری طرف سے چیف میگراتھ نے کرخت اور انتہائی سرد لہجے میں کہا تو ٹرانکو چونک پڑا۔

''تو کیا اب مجھے سائرل سے نکالا جا رہا ہے''...... ٹرانکو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہی سائرل کے مفاد کے لئے بہتر ہے اور سائرل اپنے مفاد کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے۔ تمہارے لئے یہ لاسٹ وارننگ ہے۔ اگر تم آج یہاں سے نکل جاتے ہو تو مجھے کال کر لینا۔ دوسری صورت میں اس وقت تک تم سے سائرل کا کوئی رابطہ نہیں ہو گا جب تک تم گریٹ لینڈ کے ہوٹل کے کمرے میں نہ پہنچ جاؤ۔ گڈ بائی''۔ دوسری طرف سے چیف میگراتھ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''ہونہہ۔ چیف کیا سمجھتا ہے کہ اگر میرا سائرل سے تعلق ختم ہو گیا تو میری طاقت کمزور پڑ جائے گی۔ ٹرانکو کے بازوؤں میں اب

بھی اتنی طاقت ہے کہ وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کر سکے۔ میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک میں اپنے ہاتھوں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایک ایک ممبر کو ہلاک نہ کر دوں اور ان کی بوٹیاں نہ اُڑا دوں''...... ٹرانکو نے غراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ نوجوان کے چہرے پر بوکھلاہٹ اور بدحواسی کے تاثرات دکھائی دے رہے تھے۔ ٹرانکو اسے دیکھ کر چونک پڑا۔

''باس باس''...... اس آدمی نے اندر آتے ہی بڑے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا ڈریک۔ اس قدر بوکھلائے ہوئے کیوں ہو''۔ نوجوان کو اس طرح بوکھلایا ہوا دیکھ کر ٹرانکو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہماری رہائش گاہ کا گھیراؤ کیا جا رہا ہے باس''...... اس نوجوان ڈریک نے اسی انداز میں کہا تو ٹرانکو یکلخت اچھل پڑا۔

''گھیراؤ۔ کیا۔ کیا مطلب''...... ٹرانکو نے کہا۔

''عمارت کی چھت کے اوپر دو گن شپ فلائنگ ساسرز موجود ہیں اور باہر تین کاریں آ کر رکی ہیں جن میں سے دس مسلح افراد نکل کر عمارت کے چاروں طرف پھیل گئے ہیں۔ ان کے پاس میزائل گنیں بھی ہیں''...... ڈریک نے جواب دیا تو ٹرانکو کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ پریشانی کے تاثرات بھی نمایاں ہو

گئے۔

''اوہ۔ کون ہیں وہ لوگ اور تمہارے ساتھی کہاں ہیں''۔ ٹرانکو نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''وہ کون ہیں۔ میں نہیں جانتا۔ لیکن مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے یہ وہی لوگ ہیں جنہیں ہم نے اس قلعے نما عمارت میں بے ہوش کیا تھا۔ ان کے چہرے تو نئے ہیں لیکن ان کے قد کاٹھ ان جیسے ہی ہیں اور ان کے ساتھ ایک لمبا تڑنگا سیاہ فام بھی موجود ہے''۔ ڈریک نے جواب دیا۔

''سیاہ فام''...... ٹرانکو کے منہ سے نکلا۔ اس کے ذہن میں فوراً وہ سیاہ فام گھوم گیا جس کے بارے میں اسے ولسن نے بتایا تھا کہ وہ قلعے نما عمارت میں کسی خفیہ جگہ موجود تھا۔

''یس باس۔ میرے ساتھیوں نے مسلح ہو کر پوزیشن تو سنبھال لی ہے لیکن ہمارے لئے فلائنگ ساسر خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔ ان پر طاقتور ریڈ میزائل نصب ہیں۔ اگر ہم نے ان ساسرز کو نشانہ بنایا تو وہ عمارت پر آ گریں گے اور ان پر نصب میزائل بلاسٹ ہو جائیں گے جس کے نتیجے میں یہ پوری عمارت تباہ ہو سکتی ہے''۔ ڈریک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ آؤ میرے ساتھ''...... ٹرانکو نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف لپکا۔ ڈریک بھی اس کے پیچھے کمرے سے نکل کر باہر آ گیا۔ باہر آ

کر ٹرانکو صحن میں آیا اور اس نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو اسے آسمان پر دو فلائنگ ساسر پرواز کرتے ہوئے دکھائی دیئے جو عمارت سے کافی بلندی پر تھے اور ان فلائنگ ساسرز پر واقعی سرخ رنگ کے میزائل لگے ہوئے تھے۔ یہ اس آپریٹس مشین باکس سے مختلف تھے جسے ولسن نے قلعے نما عمارت کی طرف بھیجا تھا۔ ان ساسرز کے کناروں پر چھوٹے مشین پسٹلز کی نالیں بھی جھانکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں جن سے پتہ چلتا تھا کہ ان فلائنگ ساسرز سے نہ صرف میزائل فائر کئے جا سکتے ہیں بلکہ ان سے تسلسل کے ساتھ فائرنگ بھی کی جا سکتی ہے۔

''آخر یہ لوگ یہاں پہنچ کیسے گئے۔ چیف نے میلسیا کو تو ہلاک کر دیا تھا اور اگر میلسیا زندہ بھی ہوتی تو اسے ہمارے اس نئے ٹھکانے کا علم ہی نہ تھا''...... ٹرانکو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا پھر اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا۔

''اوہ اوہ۔ کہیں ان کے ہاتھ ماسٹر گراہم تو نہیں لگ گیا۔ ضرور یہی بات ہے۔ اس ٹھکانے کے بارے میں ماسٹر گراہم کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا لیکن ماسٹر گراہم ان کے ہاتھ کیسے لگ سکتا ہے۔ اس نے تو کہا تھا کہ وہ یہاں سات پردوں میں چھپا ہوا ہے کوئی لاکھ کوشش بھی کر لے تو اس تک نہیں پہنچ سکتا''...... ٹرانکو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ تیزی سے مڑا اور پھر وہ دوڑتا ہوا برآمدے میں آ گیا۔ سامنے زینہ تھا۔ وہ زینے کی طرف بڑھا اور پھر تیزی سے

زینے چڑھتا ہوا چھت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ڈریک بھی اس کے ہمراہ تھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین پسٹل دکھائی دے رہا تھا۔ چھت پر پہنچتے ہی ٹرانکو نے ایک بار پھر پرواز کرتے ہوئے فلائنگ ساسر کی طرف دیکھا اور پھر وہ چھت کے کنارے کی طرف بڑھا جہاں دوسری طرف سڑک تھی۔ اس نے قدرے آگے بڑھ کر دیکھا تو اسے عمارت سے کافی فاصلے پر تین کاریں دکھائی دیں لیکن وہاں اسے کوئی آدمی دکھائی نہ دے رہا تھا۔

''کہاں ہیں وہ لوگ''...... ٹرانکو نے کہا۔

''وہ ارد گرد کی عمارتوں کے پیچھے چھپے ہوئے ہیں باس اور اس طرف خالی پلاٹس ہیں۔ وہ ان پلاٹس میں موجود جھاڑیوں میں بھی چھپے ہوئے ہیں''...... ڈریک نے کہا۔ ٹرانکو نے چھت کے چاروں طرف جا کر عمارت کے ارد گرد کا جائزہ لیا لیکن اسے وہاں کوئی دکھائی نہ دے رہا تھا۔ پھر اسے ایک عمارت کے باہر موجود شیڈ کے ساتھ لگے ہوئے پلر کے پیچھے ایک آدمی کا سایہ دکھائی دیا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اب کیا کرنا ہے باس''...... ڈریک نے کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ ہم ان کا مقابلہ کریں گے۔ مجھے یقین ہے کہ یہاں آنے والے یہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں ان کا ہی شکار کرنے کا پروگرام بنا رہا تھا یہاں آ کر انہوں نے میری مشکل آسان کر دی ہے۔ اب مجھے ان کی تلاش

میں سرگرداں نہیں ہونا پڑے گا''...... ٹرانکو نے کہا۔

''میرے لئے کیا حکم ہے''...... ڈریک نے کہا۔

''تمہارے ساتھیوں نے پوزیشن تو سنبھال لی ہے لیکن ان کے پاس اسلحے کی کمی ہوسکتی ہے اس لئے تم نیچے تہہ خانے میں جاؤ اور سارا اسلحہ نکال لاؤ۔ ہم سب سے پہلے ان فلائنگ ساسرز کو نشانہ بنائیں گے۔ اس کے بعد باہر جتنے بھی مسلح افراد ہیں ان کے خلاف ایکشن لیں گے اور ہاں بلٹ اور بم پروف جیکٹس پہننا نہ بھولنا''۔ ٹرانکو نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... ڈریک نے کہا اور پھر وہ دونوں ایک بار پھر زینوں کی طرف بڑھے اور زینے اترنے لگے۔ وہ جیسے ہی زینے اتر کر نیچے آئے اسی لمحے اچانک انہیں برآمدے میں یکے بعد دیگرے دھماکے ہوتے سنائی دیئے۔ اس کے ساتھ ہی اچانک ہر طرف سے تیز فائرنگ شروع ہوگئی۔ ٹرانکو اور ڈریک اس سے پہلے کہ کچھ سمجھتے اسی لمحے ٹرانکو کی ناک سے تیز بو کا بھبکا سا ٹکرایا اس نے بے اختیار سانس روکنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے اپنا دماغ ماؤف ہوتا ہوا محسوس ہوا اور اس کی آنکھوں کے سامنے یکلخت اندھیرا چھا گیا۔ اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی لیکن لاحاصل۔ دوسرے لمحے وہ لہرایا اور خالی ہوتی ہوئی ریت کی بوری کی طرح گرتا چلا گیا۔

عمران لیبارٹری سے نکل کر آپریشن روم میں پہنچا تو بلیک زیرو اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

''بیٹھو''...... عمران نے کہا اور اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر تھکاوٹ کے تاثرات تھے۔ وہ لیبارٹری میں تقریباً پانچ گھنٹے رہا تھا۔ آپریٹس مشین باکس پر مسلسل کام کرتے رہنے کی وجہ سے اس پر واقعی تھکاوٹ طاری ہوگئی تھی۔

''آپ کافی تھکے ہوئے لگ رہے ہیں۔ میں آپ کے لئے چائے بنا کر لاتا ہوں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور بلیک زیرو اٹھ کر کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو چائے کے دو کپ بنا کر لے آیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے میز پر رکھا اور دوسرا کپ لے کر اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

''کچھ پتہ چلا ہے اس مشین سے''...... بلیک زیرو نے عمران کی

طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا جو گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔

''نہیں۔ اس کا سارا ڈیٹا ریموو کر دیا گیا ہے۔ انتہائی جدوجہد کے بعد بھی کچھ نہیں پتہ چل سکا ہے کہ فلائنگ ساسر کو کہاں سے اُڑایا گیا یا کنٹرول کیا گیا تھا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''اوہ۔ یہ تو برا ہوا ہے اور ممبران کی طرف سے بھی کچھ حوصلہ افزاء خبر نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے ممبران بھی انہیں ٹریس نہیں کر سکے ہیں''۔ عمران نے چونک کر کہا۔

''جی ہاں انہوں نے شہر کے داخلی اور خارجی راستوں پر پکٹنگ کر رکھی ہے وہ ہر مشکوک شخص کا میک اپ چیک کر رہے ہیں لیکن ابھی تک انہیں کوئی کامیابی نہیں ملی ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ٹائیگر نے بھی ہر ممکن کوشش کر لی ہے لیکن اسے بھی کامیابی نہیں ملی ہے اس لئے میں نے اسے ماسٹر گراہم کو اٹھا کر رانا ہاؤس پہنچانے کا کہہ دیا ہے۔ اب ایک وہی ایسی کڑی ہے جو اگر اپنی زبان کھول دے تو باقی کڑیوں کا پتہ چل سکتا ہے ورنہ اس بار مجرموں نے واقعی شاندار انداز میں اپنا کام مکمل کیا ہے اور مجھ سمیت پوری سیکرٹ سروس کی آنکھوں میں دھول جھونک کر اپنا کام کر گزرنے اور یہاں سے غائب ہو جانے میں کامیاب ہو گئے

ہیں''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''تو کیا آپ اسے اپنی ناکامی سمجھ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''ظاہر ہے مجرموں کے ناموں کے سوا میرے پاس ان کا پتہ لگانے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ انہوں نے تمام کلیوز ختم کر دیئے ہیں اور انتہائی ٹائٹ سیکورٹی کے باوجود وہ ممبران کی موجودگی میں لڑکی کو رانا ہاؤس سے نکال کر لے گئے ہیں یہ میری اور ممبران کی ناکامی نہیں ہے تو اور کیا ہے''...... عمران نے سر جھٹک کر کہا۔

''اگر وہ لوگ اسی طرح کسی خفیہ ذریعے سے لڑکی کو یہاں سے میرا مطلب ہے دارالحکومت سے بھی نکال کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے تو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''پھر میرے اور ممبران کے پاس استعفیٰ دینے کے علاوہ اور کیا چارہ رہ جائے گا۔ ان کی پکٹنگ کے باوجود وہ اگر نکل گئے تو پھر ممبران کا اللہ ہی حافظ ہے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو بلیک زیرو نے چونک کر سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

''ایکسٹو''...... بلیک زیرو نے ایکسٹو کے مخصوص انداز میں کہا۔

''جوزف بول رہا ہوں۔ باس ہیں تو بات کرا دیں''...... دوسری طرف سے جوزف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے۔ بات کرو''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس نے اٹھ کر فون سیٹ اٹھایا اور لا کر عمران کے سامنے رکھا اور رسیور اس کی طرف بڑھا دیا۔

''عمران بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''جوزف بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے جوزف نے جواب دیا۔

''کیا ہوا۔ کیوں کال کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر ایک آدمی کو لایا ہے باس۔ میں نے اسے لے جا کر بلیک روم میں راڈز والی کرسی پر جکڑ دیا ہے۔ ٹائیگر نے کہا تھا کہ میں اس آدمی کے بارے میں آپ کو کال کر کے بتا دوں''۔ جوزف نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ ٹائیگر کہاں ہے کیا وہ اس آدمی کو تمہارے سپرد کر کے چلا گیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نو باس۔ وہ اس آدمی کے ساتھ بلیک روم میں ہی موجود ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''او کے۔ میں پہنچ رہا ہوں''...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''ٹائیگر شاید اس ماسٹر گراہم کو لے آیا ہے۔ اب مجھے جا کر اس سے بات کرنی ہو گی اور اس کا منہ کھلوانا ہو گا''...... عمران نے کہا۔ اس نے سامنے پڑے ہوئے چائے کا کپ اٹھایا اور اسے جلدی

جلدی پی کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''تم ممبران سے کہو کہ وہ اپنا کام جاری رکھیں۔ ضرورت پڑنے پر جب میں انہیں بلاؤں تو وہ فوراً میرے پاس پہنچ جائیں۔ اگر ہمیں کسی جگہ ریڈ کرنے کی ضرورت پیش آئی تو ہم ایک ساتھ وہاں پہنچیں گے''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور عمران مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا آپریشن روم سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ اپنی کار میں سوار دانش منزل سے نکل کر رانا ہاؤس کی جانب اُڑا جا رہا تھا۔ نہایت تیز رفتاری سے کار دوڑاتا ہوا وہ جلد ہی رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ رانا ہاؤس کے گیٹ کے سامنے پہنچ کر اس نے مخصوص انداز میں کار کا ہارن بجایا تو کچھ ہی دیر میں جوزف نے اس کی کار دیکھ کر پھاٹک کھول دیا اور عمران کار لے کر اندر آیا اور اس نے کار کو لے جا کر پورچ میں روک لیا جہاں پہلے سے ہی ٹائیگر کی کار موجود تھی۔

''ٹائیگر بلیک روم میں ہی موجود ہے''...... عمران نے کار سے اتر کر سامنے سے آتے ہوئے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور برآمدے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جوزف اس کے پیچھے بڑھا۔

''سنو جوزف''...... عمران نے رک کر جوزف کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

’’یس باس‘‘...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’ٹائیگر جس آدمی کو لایا ہے اس کا تعلق انڈر ورلڈ سے ہے اور وہ بے حد کائیاں اور تربیت یافتہ آدمی ہے۔ مجھے اس کی زبان کھلوانی ہے۔ مجھے نہیں لگ رہا کہ اس پر کسی قسم کا تشدد کارگر رہے گا۔ اس کی زبان کھلوانے کے لئے ہمیں کسی خاص طریقے سے کام لینا پڑے گا۔ تم ایک کام کرو‘‘...... عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

’’یس باس‘‘...... جوزف نے کہا اور عمران اسے ہدایات دینے لگا جنہیں سن کر جوزف کے چہرے پر حیرت کے تاثرات پھیل گئے۔

’’یس باس۔ میں ابھی تیار کر کے لاتا ہوں۔ اس طریقے سے تو واقعی کسی مجرم کی کھال مگر مچھ کی کھال سے بھی زیادہ سخت ہو تو وہ بھی چیخ جائے گی اور وہ شدید اذیت میں مبتلا ہو جائے گا اور پھر اس کی زبان ہر صورت میں کھل جائے گی‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’ہاں۔ ایسا ہی ہو گا۔ ایسے غنڈے بدمعاش جو خود کو سات پردوں میں چھپا کر رکھتے ہیں ان کا کام صرف آرڈرز دینا اور ان پر عمل کرانا ہی ہوتا ہے۔ اپنے ہاتھ پاؤں چلانا یہ بھول جاتے ہیں۔انہیں اذیت دینے کا پتہ ہوتا ہے ۔ اذیت ہوتی کیا ہے اس کے بارے میں وہ کچھ بھی نہیں جانتے۔ وہ جو اذیت دیتے ہیں اس سے بڑھ کر انہیں اذیت ملتی ہے تو ہی انہیں احساس ہوتا ہے کہ

انسان میں اذیت اور کرب سہنے کی کتنی طاقت موجود ہے۔ بہرحال ہم کوشش کریں گے۔ ہو سکتا کہ ہماری یہی کوشش اس کی زبان کھلوانے میں کارآمد ثابت ہو جائے‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’اوکے باس۔ میں بندوبست کرتا ہوں‘‘...... جوزف نے کہا اور مڑ کر ایک طرف چلا گیا اور عمران بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔ وہ بلیک روم میں داخل ہوا۔ بلیک روم میں ٹائیگر موجود تھا۔ سامنے موجود ایک راڈز والی کرسی پر ایک ادھیڑ عمر لیکن لمبا تڑنگا اور انتہائی مضبوط جسم کا آدمی جکڑا ہوا تھا۔ وہ آدمی ہوش میں تھا۔ اس کا سر گنجا تھا اور اس کے چہرے پر متعدد کٹ کے پرانے نشان دکھائی دے رہے تھے جس سے پتہ لگ رہا تھا کہ اس کی ساری زندگی لڑائی بھڑائی میں ہی گزری ہو۔ اس کے چہرے پر سفاکیت، درندگی اور بربریت کے تاثرات نمایاں طور پر دیکھے جا سکتے تھے۔ اس آدمی کی آنکھوں میں بھی درندوں جیسی سرخی چھائی ہوئی تھی اور وہ راڈز والی کرسی پر جکڑا ٹائیگر کو کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔ عمران کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ اس کی طرف متوجہ ہو گیا اور اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

’’تو یہ ہے ماسٹر گراہم‘‘...... عمران نے اندر آ کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

’’یس باس‘‘...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اسے ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں کسی ماسٹر گراہم کو نہیں جانتا"...... ان کی بات سنتے ہی ادھیڑ عمر آدمی "نے غصیلے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر عمران مسکرا دیا۔ وہ آگے بڑھا اور بڑے اطمینان بھرے انداز میں اس کے سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"تو کون ہو تم"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں ہوٹل برائٹ لائٹ کا مالک اور جنرل منیجر ہوں اور میرا نام گریس ہے۔ گریس۔ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ میں ہی ماسٹر گراہم ہوں۔ بولو۔ جواب دو مجھے"...... اس نے فوراً کہا۔

"اپنے پرانے پارٹنر کو شاید تم بھول رہے ہو جو تمہاری اصل حقیقت جانتا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ماسٹر گراہم چونک پڑا۔

"پارٹنر۔ کون پارٹنر۔ میرا کوئی پارٹنر نہیں ہے۔ میں اس ہوٹل کا بلا شرکت غیرے مالک ہوں"...... ماسٹر گراہم نے کہا۔

"میں تمہارے پرانے پارٹنر اولڈ سہراب کی بات کر رہا ہوں"۔ عمران نے کہا تو ماسٹر گراہم کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے پریشانی کے تاثرات ابھرے اور اس کی آنکھیں سکڑ کر چھوٹی سی ہو گئیں لیکن اس نے فوراً خود کو سنبھال لیا۔

"اولڈ سہراب۔ نہیں۔ میں کسی اولڈ سہراب کو نہیں جانتا اور نہ ہی اس نام کا کوئی آدمی میرے کاروبار میں کبھی پارٹنر رہا ہے"...... ماسٹر

گراہم نے کہا۔

"اگر تم اپنے پرانے پارٹنر اولڈ سہراب کو نہیں جانتے تو پھر تم یقیناً سائرل کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتے ہو گے اور تم اس بات سے بھی انکار کرو گے کہ تم سائرل کے ڈی سیکشن کے گروپ کو یہاں سپورٹ کر رہے ہو"...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کی باتیں سن کر ماسٹر گراہم نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"نجانے تم کیا کہہ رہے ہو۔ تمہاری کوئی بھی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ کون سائرل اور اس کا کون سا ڈی سیکشن کا گروپ"...... ماسٹر گراہم نے اپنے لہجے میں ٹھوس پن پیدا کرتے ہوئے کہا لیکن اس کے لہجے سے ہی عمران کو اندازہ ہو گیا کہ وہی اس کا مطلوبہ آدمی ہے جس کی اسے تلاش تھی۔ اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا اور آگے بڑھ کر ٹائیگر کے پاس کھڑا ہو گیا۔

"ٹھیک ہے۔ ابھی معلوم ہو جائے گا کہ تم کتنا سچ بول رہے ہو"...... عمران نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"جوزف"...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کام کا کیا ہوا"...... عمران نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کام مکمل ہے باس"...... جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او کے۔ لاؤ جا کر"...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات

میں سر ہلایا اور اس نے جیب سے ایک لمبی مگر پتلے سائز کی ڈبیہ نکالی اور اسے کھول لیا۔ اس نے ڈبیہ جان بوجھ کر ماسٹر گراہم کی طرف رکھی تاکہ وہ دیکھ سکے کہ اس ڈبیہ میں کیا ہے۔ ڈبیہ میں دو چھوٹی چھوٹی سرنجیں تھیں۔ ان میں سے ایک سرنج میں سرخ رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا جبکہ دوسری سرنج میں زرد رنگ کا محلول دکھائی دے رہا تھا۔ دونوں ایک ہی مقدار میں تھے۔ جوزف نے ڈبیہ سے سرخ رنگ کے محلول والی سرنج نکالی اور ڈبیہ بند کر کے اس نے جیب میں ڈال لی اور پھر وہ سرخ محلول والی سرنج لے کر ماسٹر گراہم کی طرف بڑھا۔ سرنج اور اس میں موجود سرخ محلول کو دیکھ کر ماسٹر گراہم کی آنکھیں پھیلی ہوئی تھیں اور وہ پریشانی کے عالم میں جوزف اور اس کے ہاتھ میں سرخ محلول والی سرنج دیکھ رہا تھا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا ہے''...... ماسٹر گراہم نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ انتہائی نفرت بھرا تناؤ آ گیا تھا۔

''تم کہہ رہے ہو کہ تم ماسٹر گراہم نہیں ہو تو میں نے سوچا کہ چلو تمہاری بات مان لیتے ہیں۔ میرے ساتھی نے اس سرنج میں ریڈلر تھری ڈال رکھا ہے اور شاید تم نہیں جانتے کہ یہ خاص زہریلے پودوں سے نکالا گیا زہر ہوتا ہے جو انسانی صحت کے لئے انتہائی خوفناک ہے۔ اگر یہ انجکشن انسانی جسم میں انجیکٹ کر دیا جائے تو اس کا فوری اثر ظاہر ہوتا ہے اور جسم میں یکلخت بڑے بڑے آبلے

پڑنا شروع ہو جاتے ہیں ایسے آبلے جیسے آگ میں جلنے سے بنتے ہیں۔ یہ آبلے انتہائی اذیت دیتے ہیں اور پھر جب یہ آبلے پھٹنا شروع ہوتے ہیں تو اذیت اور کرب کا ایسا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے کہ انسان اپنے ہاتھوں سے اپنا جسم نوچنا شروع کر دیتا ہے یہاں تک کہ اپنی ساری کھال کھینچ لیتا ہے۔ تکلیف اور کرب کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک انسانی جسم کا گوشت پہلے بیرونی طور پر اور پھر اندرونی طور پر گلنا سڑنا شروع نہ ہو جائے۔ اس زہر سے انسان کا منٹوں میں سارا گوشت غائب ہو جاتا ہے اور پھر ہڈیوں کی باری آتی ہے جو موم کی طرح پگھلتی ہیں۔ تم سب کو اذیتیں دیتے ہو تو میں نے سوچا کہ یہ انجکشن لگا کر تمہیں بھی اس بات کا احساس دلایا جائے کہ اذیت کہتے کسے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ماسٹر گراہم کا رنگ بدل گیا۔

''کک کک۔ کیا۔ کیا۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو''...... ماسٹر گراہم نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بتانے سے بہتر ہے تم پر اس زہر کا تجربہ کیا جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تجربہ۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم یہ زہر مجھے لگانے کا سوچ رہے ہو''...... ماسٹر گراہم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ خاصے سمجھدار ہو''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو ماسٹر گراہم کے چہرے پر زمانے بھر کا خوف ابھر آیا۔

"نن نن۔ نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ اسے پیچھے ہٹاؤ۔ مجھے یہ زہریلا انجکشن نہ لگاؤ۔ پلیز"...... ماسٹر گراہم نے چیختے ہوئے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ ایک بار اذیت کا مزہ چکھ کر تو دیکھو"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ نہیں"...... ماسٹر گراہم نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"جوزف۔ لگاؤ اسے انجکشن۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ آدمی کتنا جاندار ہے اور اس میں اذیت سہنے کی کتنی قوت موجود ہے"۔ عمران نے اس بار جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف اثبات میں سر ہلا کر سرنج لے کر تیزی سے ماسٹر گراہم کی طرف بڑھا۔ ماسٹر گراہم کی نظریں جیسے اس سرنج پر گڑ گئیں اور اس کا جسم یوں کانپنے لگا جیسے سرنج اور اس میں موجود سرخ زہر کی شکل میں اسے اپنی موت دکھائی دے رہی ہو۔

"ررک۔ ررک جاؤ۔ فار گاڈ سیک۔ اسے دور لے جاؤ۔ مجھے انجکشن نہ لگاؤ۔ یہ یہ سرخ زہر۔ اس کی اذیت میں برداشت نہ کر سکوں گا۔ ررک جاؤ"...... ماسٹر گراہم نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔

"اگر تم مان لو کہ تم ماسٹر گراہم ہو تو پھر تم ان سے بچ سکتے ہو"...... عمران نے جوزف کو رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے ماسٹر گراہم کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ میں مانتا ہوں۔ میں ماسٹر گراہم ہوں۔ میں

ماسٹر گراہم ہوں"...... ماسٹر گراہم نے اچانک ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"تو تم یہ بھی مانتے ہو کہ تم سائرل کے گروپ کی پشت پناہی بھی کر رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں ٹرانکو اور اس کے ساتھیوں کی مدد کر رہا ہوں۔ سائرل نے ان کی مدد کرنے کے لئے میرے اکاؤنٹ میں بھاری معاوضہ منتقل کیا تھا۔ میں دولت کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ کچھ بھی"...... ماسٹر گراہم نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

"تو بتاؤ کہ اس وقت ٹرانکو اور اس کے ساتھی کہاں ہیں اور وہ لڑکی کو کہاں لے گئے ہیں جنہیں انہوں نے قلعے نما عمارت سے اغوا کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"وہ لڑکی کو کہاں لے گئے ہیں یہ میں نہیں جانتا۔ ٹرانکو کو میں نے ایک رہائش گاہ مہیا کی ہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہیں موجود ہے اور بس"...... ماسٹر گراہم نے بری طرح سے سر مارتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں بدستور جوزف کے ہاتھوں میں موجود سرنج پر جمی ہوئی تھیں جو اب اس کے سر پر آ کر کھڑا ہو گیا تھا اور اس نے سرنج کا کیپ ہٹا کر سوئی کا رخ اس کی طرف کر رکھا تھا۔

"گڈ۔ اس رہائش گاہ کا پتہ بتاؤ"...... عمران نے کہا تو ماسٹر گراہم نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"تمہاری خاموشی میرے ساتھی کو گراں گزر رہی ہے ماسٹر

گراہم‘‘...... عمران نے اسے خاموش دیکھ کر سرد لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جوزف کا ہاتھ حرکت میں آیا تو ماسٹر گراہم بے اختیار چیخ پڑا۔

’’بتاتا ہوں۔ میں پتہ بتاتا ہوں۔ فار گاڈ سیک اسے دور لے جاؤ‘‘...... ماسٹر گراہم نے چیختے ہوئے کہا۔

’’یہ سرنج تم سے اسی صورت میں دور جائے گا جب تم سچ بولو گے‘‘...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو ماسٹر گراہم نے اسے پتہ بتا دیا۔

’’وہاں کتنے افراد ہیں‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’ٹرانکو سمیت گیارہ افراد ہیں‘‘...... ماسٹر گراہم نے تھکے تھکے سے لہجے میں کہا۔

’’انہیں اسلحہ تم نے ہی مہیا کیا تھا‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’ہاں‘‘...... ماسٹر گراہم نے جواب دیا۔

’’اسلحے کی تفصیل بتاؤ‘‘...... عمران نے کہا تو ماسٹر گراہم اسے اسلحے کے بارے میں بتانے لگا جو اس نے ٹرانکو اور اس کے ساتھیوں کو مہیا کیا تھا۔

’’انہیں تم نے جو گاڑیاں دی ہیں۔ ان کے بارے میں بھی بتاؤ‘‘...... عمران نے کہا تو ماسٹر گراہم نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اسے کاروں کی تفصیل بتا دی جو ٹرانکو اور اس کے ساتھیوں کے زیر استعمال تھیں۔

’’وہ لوگ جو جدید سائنسی مشینری استعمال کر رہے ہیں کیا وہ بھی

تم نے ہی انہیں مہیا کی ہے‘‘...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ میں نے انہیں کوئی مشینری مہیا نہیں کی ہے اور نہ ہی میں ان کے پاس موجود کسی مشین کے بارے میں کچھ جانتا ہوں‘‘۔ ماسٹر گراہم نے کہا تو عمران کو اس کے بولنے کے انداز سے ہی معلوم ہو گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

’’تم نے جس رہائش گاہ کا پتہ بتایا ہے۔ وہاں کوئی فون موجود ہے‘‘...... عمران نے پوچھا۔

’’نہیں۔ ٹرانکو کے پاس اپنا سیٹلائٹ نمبر ہے وہ اسی نمبر پر بات کرتا ہے اور میں بھی اسے اسی پر کال کرتا ہوں‘‘...... ماسٹر گراہم نے جواب دیا۔

’’نمبر بتاؤ‘‘...... عمران نے کہا تو ماسٹر گراہم نے اسے نمبر بتا دیا۔

’’جوزف۔ سرنج واپس ڈبیہ میں رکھ لو۔ میں پہلے ماسٹر گراہم کی باتوں کی تصدیق کرنا چاہتا ہوں۔ اگر اس کی ایک بھی بات جھوٹ ثابت ہوئی تو اس بار تم اسے زہریلا انجکشن نہ لگانا بلکہ خنجر سے اس کی دونوں آنکھیں نکال دینا۔ اس کی ناک، کان اور گال سب کاٹ کر اسے اس قدر بدصورت بنا دینا کہ سے جو بھی دیکھے اس سے نفرت کرے‘‘...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو اس کی باتیں سن کر ماسٹر گراہم کانپ کر رہ گیا۔

”مم مم۔ میں نے سب سچ بتایا ہے“...... ماسٹر گراہم نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”ٹائیگر۔ اپنا کام پورا کر کے باہر آ جانا“...... عمران نے ٹائیگر کو مخصوص اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”یس باس“...... ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے جوزف کو اشارہ کیا اور وہ دونوں مڑ کر تیز تیز چلتے ہوئے بلیک روم سے باہر آ گئے۔ اسی لمحے کمرے سے تڑتڑاہٹ اور ماسٹر گراہم کی ہلکی سی چیخ سنائی دی اور پھر خاموشی چھا گئی۔ تھوڑی ہی دیر میں ٹائیگر مشین پسٹل ہاتھ میں لئے بلیک روم سے باہر آ گیا۔

”میں نے اسے ہلاک کر دیا ہے باس“...... ٹائیگر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوزف جار رکھنے چلا گیا تھا۔ تھوڑی دیر میں وہ بھی واپس آ گیا۔

”جوزف اس کی لاش برقی بھٹی میں جلا دو“...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور بلیک روم کی طرف بڑھ گیا۔

”ٹرانکو کا پتہ مل گیا ہے باس۔ ہمیں اس پر جلد سے جلد اٹیک کر دینا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کو لے کر یہاں سے نکل جائے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں۔ میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ جوزف کے ساتھ سٹور میں جاؤ اور وہاں سے دو فلائنگ ساسرز نکال کر لے آؤ۔ میں ان فلائنگ ساسرز کو ایڈجسٹ کر دیتا ہوں۔ جوزف یہاں

سے انہیں کنٹرول کرے گا اور اس رہائش گاہ کی طرف روانہ کر دے گا تاکہ ٹرانکو اور اس کے ساتھیوں پر نظر رکھ سکے اور اگر وہ بھاگنے کی کوشش کریں تو انہیں روکا جا سکے۔ اس دوران ہم بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی رہائش گاہ کے پاس پہنچ کر ان کا گھیراؤ کر لیں گے اور انہیں وہاں سے کسی بھی صورت میں نہ نکلنے دیں گے“...... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور اسے لے کر آگے بڑھ گیا اور پھر وہ ٹائیگر سے کافی فاصلے پر آ کر بلیک زیرو کو کال کرنے لگا تاکہ وہ ممبران کو اس رہائش گاہ پر ریڈ کرنے کے لئے مکمل طور پر تیار ہو کر پہنچنے کے احکامات دے۔ بلیک زیرو کو ساری صورتحال سے آگاہ کرنے کے بعد عمران رانا ہاؤس کے کنٹرول روم کی طرف بڑھ گیا تاکہ وہاں جا کر ان فلائنگ ساسرز مشینوں کو ایڈجسٹ کر سکے جسے اس نے ٹائیگر کو لانے کا کہا تھا۔

عمران اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ اس عمارت کے پاس موجود تھا جس کا پتہ ماسٹر گراہم نے بتایا تھا اور جہاں ماسٹر گراہم کے کہنے کے مطابق ٹرانکو اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس جدید اسلحہ تھا۔ وہ اپنے ساتھ پلیٹوں جیسی دو فلائنگ ساسرز بھی لایا تھا جنہیں رانا ہاؤس سے جوزف کنٹرول کر رہا تھا اور وہ دونوں مشینیں اس وقت رہائش گاہ کے اوپر پرواز کر رہی تھیں۔

عمران نے ٹائیگر کے ساتھ پہلے خود یہاں آ کر اس رہائش گاہ کو چیک کیا تھا۔ یہاں حفاظتی انتظامات چونکہ خاصے سخت تھے اور یہاں موجود افراد جدید اسلحہ سے لیس تھے اور عمران نہیں چاہتا تھا کہ مقابلے کی صورت میں اس عمارت میں موجود نسرین حسن کو کوئی نقصان پہنچے اس لئے اس نے اپنے ساتھیوں سے کہہ کر رہائش گاہ کا گھیراؤ کر لیا تھا اور اس نے پہلے اندر انتہائی زود اثر اور وسیع رینج

میں کام کرنے والی بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس کے ساتھی گیس کیپسول ساتھ لائے تھے اس لئے عمران نے انہیں گیس کیپسول عمارت میں پھینکنے کا کہا تھا۔ اس وقت تنویر اور صفدر گیس کیپسول لے کر عمارت کی سائیڈ میں گئے تھے کیونکہ سامنے کے رخ پر گیٹ کی سائیڈوں سے انہیں مشین گنوں کی نالیں دکھائی دے رہی تھیں جس کا مطلب تھا کہ ایک یا ایک سے زائد مسلح افراد انہیں نشانہ بنانے کے لئے وہاں پوزیشن لئے ہوئے ہیں۔ اسی لمحے تنویر اور صفدر واپس آتے ہوئے دکھائی دیئے۔

''کیا ہوا''...... عمران نے انہیں دیکھ کر پوچھا۔

''ہم نے کیپسول عمارت میں پھینک دیئے ہیں۔ چار کیپسول پھینکے ہیں اور میرے خیال میں یہ کافی ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں۔ اس عمارت کے لحاظ سے یہ کافی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اب ہمیں اس عمارت میں داخل ہونا ہے۔ گیٹ کے پاس سے مشین گنوں کی نالیں ہٹ گئی ہیں جس کا مطلب کہ وہاں موجود افراد بھی گیس کا شکار ہو کر بے ہوش ہو چکے ہیں۔ اب تنویر تم اندر جاؤ اور جا کر حالات کا جائزہ لینے کے بعد گیٹ کھول دو''۔ عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور عمارت کی طرف بڑھ گیا۔

''میں بھی تنویر کے ساتھ جاتا ہوں''...... صفدر نے کہا اور وہ

تیزی سے تنویر کے پیچھے ہولیا۔ تقریباً پندرہ منٹ بعد صفدر دوڑتا ہوا واپس آ گیا۔

"آئیں عمران صاحب۔ راستہ کلیئر ہو چکا ہے"...... صفدر نے قریب آ کر کہا۔

"کہاں کلیئر ہوا ہو گا۔ وہ رقیب و روسفید تو عین راستے میں ہی ہو گا"...... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ صفدر کے ساتھ گیٹ پر پہنچے تو گیٹ کھلا ہوا تھا۔ سامنے تنویر کھڑا تھا۔ عمران اندر داخل ہوا اور اس نے صفدر سے کہا کہ وہ باقی ساتھیوں کو بھی بلا لائے۔ صفدر اپنے ساتھیوں کو بلانے کے لئے باہر نکل گیا۔ گیٹ کے کچھ فاصلے پر دو لمبے تڑنگے مسلح نوجوان ساکت پڑے ہوئے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں سارے ساتھی کوٹھی میں پہنچ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد ان سب نے نہ صرف پوری رہائش گاہ کی تلاشی لے ڈالی بلکہ وہاں بے ہوش پڑے ہوئے افراد کو بھی انہوں نے اٹھا اٹھا کر ایک بڑے ہال نما کمرے میں اکٹھا کر دیا۔ ان سب افراد کی تعداد بارہ تھی۔ عمران نے ان سب کو غور سے دیکھا اور پھر اس نے ٹرانکو کو پہچان لیا جو میک اپ میں تھا لیکن اس کا قد کاٹھ عمران کی نظروں چھپا نہ رہ سکا تھا۔ عمران کے کہنے پر صفدر نے ٹرانکو کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا اور اسے رسی سے مضبوطی کے ساتھ جکڑنا شروع کر دیا۔

"اسے ہوش میں لاؤ تنویر"...... عمران نے تنویر سے کہا تو تنویر

ٹرانکو کے عقب میں آیا اور اس نے ایک ہاتھ ٹرانکو کے منہ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے اس کی ناک پکڑ لی۔ تھوڑی ہی دیر میں ٹرانکو کو جھٹکا سا لگا اور اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی تو تنویر نے اس کے منہ اور ناک سے ہاتھ ہٹا لئے۔ چند لمحوں بعد ٹرانکو نے آنکھیں کھول دیں۔

"یہ۔ یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ ہم۔ ہمیں۔ اوہ اوہ۔ کیا مطلب"...... ٹرانکو نے ہوش میں آتے ہی ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی بھی کوشش کی تھی لیکن ظاہر ہے رسیوں س بندھے ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا تھا۔

"تمہارا نام ٹرانکو ہے"...... عمران نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ٹ۔ ٹٹ۔ ٹرانکو۔ کون ٹرانکو۔ مگر۔ مگر تم کون ہو"...... اس آدمی نے خود کو سنبھالتے ہوئے انتہائی حیرت اور الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"زیادہ ڈرامہ مت کرو ٹرانکو۔ تم جانتے ہو میں کون ہوں"۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں جانتا اور تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھا ہے۔ تم اندر کیسے آ گئے"...... ٹرانکو نے اسی انداز میں کہا۔

"کیا تمہارے یہ سارے ساتھی سائرل کی سپر فورس سے تعلق

رکھتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''سائرل۔ سپر فورس۔ کیا مطلب۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ مجھے تمہاری کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی ہے''...... ٹرانکو نے بری طرح سے سر مارتے ہوئے کہا۔اس کے اس انداز پر عمران بے اختیار مسکرانے لگا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر یہ بے کار لوگ ہیں تو پھر انہیں ہلاک کر دینا ہی مناسب ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ ہلاک کیوں''...... ٹرانکو نے چونک کر کہا۔عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

''اس کے سارے ساتھیوں کو باہر لے جاؤ اور انہیں گولیاں مار دو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلایا اور وہاں بے ہوش پڑے ہوئے افراد کو اٹھا اٹھا کر باہر لے جانا شروع کر دیا۔ ٹرانکو غصے اور بے بسی کے عالم میں ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''یہ تم اچھا نہیں کر رہے ہو۔ آخر میرا اور میرے ساتھیوں کا قصور کیا ہے جو تم ہمارے ساتھ ایسا کر رہے ہو''...... ٹرانکو نے اس بار بے حد غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''دیکھو ٹرانکو۔ تم نے ان کے ساتھ مل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کیا تھا اور وہاں سے ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین کو نکال کر لے گئے تھے۔ تمہارے ساتھی تو اب کسی بھی صورت میں زندہ نہیں بچیں گے۔ تم اپنی جان بچانا چاہتے ہو تو لڑکی کے بارے میں بتا دو کہ وہ کہاں ہے ورنہ ہم لڑکی کو خود بھی ڈھونڈ لیں گے۔ میں تم پر زیادہ وقت ضائع نہ کروں گا۔ بتاؤ کہاں ہے ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی''...... عمران نے آخری الفاظ اس قدر سخت لہجے میں کہے کہ ٹرانکو جیسا آدمی بھی کانپ اٹھا۔ اسی لمحے باہر سے فائرنگ کی آوازیں سن کر اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ سمجھ گیا کہ اس کے ساتھیوں کو باہر لے جا کر گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔

''اگر میں تمہیں سچ بتا دوں گا تو کیا تم مجھے ہلاک نہیں کرو گے''...... ٹرانکو نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ایسے نہیں۔ تمہیں مجھ سے وعدہ کرنا ہو گا''...... ٹرانکو نے کہا۔

''پہلے تم اس بات کا اقرار کرو کہ تم ٹرانکو ہو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں ٹرانکو ہوں''...... ٹرانکو نے کہا۔

''تو بتاؤ کہاں ہے لڑکی''...... عمران نے کہا۔

''میری جان بخشنے اور مجھے یہاں سے زندہ سلامت نکل جانے کا موقع دو گے اس کا وعدہ کرو پھر بتاؤں گا کہ وہ لڑکی کہاں ہے''...... ٹرانکو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میرا وعدہ میں تمہیں ہلاک نہیں کروں گا''۔ عمران نے کہا۔

''یہاں سے نکل جانے کا موقع بھی دو گے''...... ٹرانکو نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''تمہیں زندہ چھوڑنے کا وعدہ کر رہا ہوں اسی پر قناعت کرو ٹرانکو۔ جب تک مجھے لڑکی زندہ سلامت نہیں مل جاتی اس وقت تک میں تمہیں یہاں سے نکل جانے کی اجازت نہیں دے سکتا اور یہ میرا حتمی فیصلہ ہے''...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ وہ لڑکی تو یہاں سے جا چکی ہے''...... ٹرانکو نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

''کب۔ کہاں''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''بیس گھنٹوں سے زیادہ وقت ہو گیا ہے''...... ٹرانکو نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تفصیل بتاؤ''...... عمران نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو ٹرانکو نے اسے تفصیل بتانی شروع کر دی کہ اس نے لڑکی کو یہاں سے کس میک اپ میں اور کیسے نکالا تھا اور اب وہ کہاں تک پہنچ چکی تھی۔

''اس مال بردار شپ کا نام کیا ہے جس کے کنٹینر میں لڑکی کو چھپا کر یہاں سے نکالا گیا ہے''...... عمران غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں اس شپ کا نام نہیں جانتا۔ یہ ساری ذمہ داری ولسن کی تھی۔ اسی نے لڑکی کو یہاں سے لے جانے کے سارے انتظامات کئے تھے''...... ٹرانکو نے جواب دیا۔

''ولسن کا رابطہ نمبر بتاؤ''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا تو ٹرانکو نے اسے رابطہ نمبر بتا دیا۔ اسی لمحے اس کے ساتھی واپس آ گئے۔

''ہم نے اس کے سارے ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا ہے اور ہم نے ساری عمارت بھی چیک کر لی ہے لیکن ہمیں ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کہیں نہیں ملی ہے عمران صاحب''...... صفدر نے اندر آتے ہوئے کہا۔

''لڑکی یہاں نہیں ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''یہاں نہیں ہے تو کہاں ہے وہ''...... صالحہ نے کہا تو عمران نے انہیں ٹرانکو کی بتائی ہوئی تفصیل بتا دی۔

''اوہ تو پھر ہمیں جلد سے جلد اس مال بردار شپ تک پہنچنا چاہئے۔ وہ ابھی انٹرنیشنل سمندری حدود میں ہو گا۔ اسے روکا جا سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اس ولسن کا حلیہ کیا ہے''...... عمران نے ٹرانکو سے پوچھا تو ٹرانکو نے حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اب یہاں رکنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آؤ چلیں''...... عمران نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ دوسرے لمحے کمرہ مشین

پسٹل کی تڑتڑاہٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران بے اختیار اچھل کر مڑا تو اس نے دیکھا کہ ٹرانکو کرسی پر بندھا تڑپ رہا تھا۔ یہ فائرنگ تنویر نے کی تھی۔

''تم اب واقعی بے حس ہو گئے ہو کہ بندھے ہوئے آدمی پر گولیاں چلا دیتے ہو''...... عمران نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

''مجھے آنکھیں نہ دکھاؤ۔ اس نے بھی ہمیں ہلاک کر دینے میں کوئی کسر باقی نہ رکھ چھوڑی تھی اور جولیا بھی اسی کی وجہ سے ہسپتال میں پڑی ہے۔ اس کی جگہ ہم ہوتے تو کیا یہ ہمیں معاف کر دیتا''...... تنویر نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''اس کے باوجود یہ بندھا ہوا اور بے بس تھا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ اس کی قسمت''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''یہ لڑکی ہمارے لئے درد سر بن گئی ہے''...... صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس بار ہمیں اپنی کوتاہی کی وجہ سے ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے۔ سائرل کے آدمی نہ صرف رانا ہاؤس پہنچ گئے بلکہ انہوں نے سارے حفاظتی انتظامات ختم کر کے ہمیں بھی بے ہوش کر دیا اور وہاں سے اس لڑکی کو بھی نکال کر لے گئے اور اب یہ لوگ لڑکی کو میک اپ میں دارالحکومت سے بھی نکال کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اس میں ہماری کیا کوتاہی ہے۔ ہم ان کی تلاش میں بھاگ دوڑ تو کرتے ہی رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''مسلسل کامیابیاں حاصل کرنے کی وجہ سے ہم میں فخر اور غرور بھر گیا ہے جس کی اس بار ہمیں سزا ملی ہے کہ ایک لڑکی کے لئے ہم اس طرح سے ذلیل و خوار ہو رہے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کیپٹن شکیل ٹھیک کہہ رہا ہے۔ واقعی ایسا ہی ہوا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ غرور کو پسند نہیں کرتا اسی لئے لیول پر رکھنے کے لئے تمہاری یہ حالت ہو رہی ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''تو تم ہم سے کون سے الگ ہو۔ تمہارے ساتھ بھی تو یہی ہو رہا ہے''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''میں نے تو دل بلکہ روح کی گہرائیوں سے توبہ کر لی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر تم سب بھی توبہ استغفار کر لو تو لڑکی شاید آج ہی مل جائے''...... عمران نے پرخلوص لہجے میں کہا تو ان سب نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر واقعی ان سب نے باقاعدہ توبہ کرنا شروع کر دی۔ رہائش گاہ سے نکلنے سے پہلے انہوں نے وہاں موجود سامان اپنے قبضے میں لیا اور وہاں موجود مشینوں کو تباہ کیا اور پھر وہ واپس روانہ ہو گئے۔ اب عمران کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ ٹرانکو کے بتائے ہوئے ولسن کے نمبر کو ٹریک کرے۔ اس نمبر سے ہی اب پتہ چلایا جا سکتا تھا کہ ولسن لڑکی کے

ساتھ سمندر کے کس حصے میں موجود ہے اور چونکہ ولسن کا نمبر سیٹلائٹ نمبر تھا اس لئے اس کا پتہ لگانے کے لئے اس نے ٹرومین سے ہی رابطہ کرنے کا سوچا۔ اس لئے اس نے ساتھیوں کو واپس جانے کا کہا اور خود دانش منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اسے تنویر پر غصہ آ رہا تھا جس نے جلد بازی سے کام لیتے ہوئے ٹرانکو کو گولیاں مار دی تھیں۔ وہ اسے دانش منزل لے جانا چاہتا تھا تاکہ اس کا مائنڈ اسکین کر کے اس سے سائرل کے بارے میں تفصیل حاصل کر سکے۔ اس سے اور کچھ نہیں تو اس بات کا تو پتہ چل ہی سکتا تھا کہ اس نے ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن کو کہاں بھجوایا تھا لیکن اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔ نسرین حسن یہاں سے جا چکی تھی جسے واپس لانے کے لئے اسے طویل جدوجہد کرنا تھی۔

وسیع آفس کے وسط میں ایک بڑی سی میز جس کے پیچھے اونچی پشت والی ریوالونگ کرسی پر دنیا کی سب سے خطرناک تنظیم سائرل کا چیف سائرل بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے شراب کی بوتل رکھی ہوئی تھی اور وہ بار بار بوتل اٹھا کر منہ سے لگاتا اور لمبا گھونٹ بھر کر بوتل منہ سے ہٹا کر واپس میز پر رکھ دیتا۔ اس کی فراخ پیشانی پر سوچ کی دبیز لکیریں دکھائی دے رہی تھیں۔ سوچتے سوچتے اس نے میز پر پڑی ہوئی شراب کی بوتل کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ سامنے میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ چونک پڑا اور اس نے شراب کی بوتل اٹھانے کی بجائے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھا لیا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو چیف۔ ڈی سیکشن کے انچارج میگراتھ کی کال ہے۔ اوور“...... دوسری طرف سے اس کے کمپیوٹرائزڈ سسٹم کی آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات۔ اوور''...... سائرل نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو ٹرانسمیٹر سے کلک کی آواز سنائی دی۔

''بگ چیف سائرل بول رہا ہوں۔ اوور''...... سائرل نے انتہائی کرخت اور سرد لہجے میں کہا۔

''میگراتھ بول رہا ہوں بگ چیف۔ اوور''...... دوسری طرف سے ڈی سیکشن کے انچارج میگراتھ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ کیوں کال کیا ہے۔ کوئی اہم بات۔ اوور''...... سائرل نے اسی طرح انتہائی سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ ایک اہم بات سے آپ کو آگاہ کرنا تھا۔ اوور''...... میگراتھ نے کہا۔

''بولو۔ اوور''...... سائرل نے کہا۔

''چیف۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ٹرانکو اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے اور چونکہ ٹرانکو کو انہوں نے زندہ پکڑا تھا اس لئے یقیناً اسے تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہو گا اور ٹرانکو نے سائرل کے ڈی سیکشن کے بارے میں انہیں ساری معلومات دے دی ہوں گی اور یہ بھی بتا دیا ہو گا کہ سائرل کے ڈی سیکشن کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ اگرچہ ٹرانکو نے ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کو پاکیشیا سے نکال کر جزیرہ کارٹم کی طرف روانہ کر دیا تھا لیکن لڑکی ابھی راستے میں ہے اس لئے یہ خطرہ لاحق ہوسکتا ہے کہ عمران اس شپ کے پیچھے جائے اور

اس مال بردار شپ تک پہنچ کر لڑکی کو شپ سے برآمد کر لے۔ اگر لڑکی جزیرہ کارٹم تک پہنچ جاتی ہے تو عمران اور اس کے ساتھیوں کے یہاں پہنچ کر کارروائی کرنے کا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے ڈی سیکشن کے انچارج میگراتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یہ واقعی اہم خبر ہے۔ مجھے بھی اس بات کا خدشہ تھا کہ لڑکی کو جب پاکیشیا سے نکال کر لایا جائے گا تب عمران اور اس کے ساتھی اسے واپس حاصل کرنے کے لئے ضرور آئیں گے لیکن میں ان کے استقبال کا ایسا انتظام کروں گا کہ انہیں سائرل کی اصل طاقت کا پتہ چل جائے گا اور اس بار انہیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اوور اینڈ آل''...... سائرل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے جلدی سے اس پر ایک اور فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلیں اور ایک بلب تیزی سے اسپارکنگ کرنے لگا۔

''ہیلو ہیلو۔ سائرل کالنگ۔ اوور''...... سائرل نے بار بار یہی فقرہ دہرانا شروع کر دیا۔

''یس۔ ایس سیکشن انچارج کارڈون اٹنڈنگ یو۔ اوور''۔ دوسری طرف سے ایک بھاری مردانہ آواز ابھری۔

''کارڈون۔ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتے ہو۔ اوور''...... سائرل نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ میں انہیں بخوبی جانتا ہوں۔ اوور“...... دوسری طرف سے کارڈون نے جواب دیا تو سائرل نے اسے ڈاکٹر عبدالحسن اور اس کی بیٹی سے لے کر ٹرانکو کے پاکیشیا پہنچ کر لڑکی کو دوبارہ حاصل کرنے کی ساری تفصیل بتا دی۔

”لڑکی جلد ہی جزیرہ کارٹم پہنچ جائے گی اور پھر اسے فوری طور پر کارٹم میں موجود ڈی سیکشن کے ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا جائے گا۔ عمران اور اس کے ساتھی اگر پیچھے آئے تو وہ سیدھا کارٹم جزیرے پر ہی پہنچیں گے۔ جزیرہ کارٹم پہنچنے کے لئے وہ ایکریمیا کے سٹی ہولنگو پہنچیں گے اور میں چاہتا ہوں کہ انہیں ہولنگو میں ہی ہلاک کر دیا جائے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایکریمیا میں ایک فارن ایجنٹ ہے جس کے بارے میں نے پہلے سے ہی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ میرے پاس اس کا ایڈریس بھی ہے۔ اس کا نام کلارک ہے۔ تم فوری طور پر اس کلارک کی نگرانی شروع کرا دو۔ عمران اور اس کے ساتھی جیسے ہی اس کے پاس پہنچیں تم اپنی فورس کے ساتھ اس پر پوری قوت سے حملہ کر کے ان سب کو ہلاک کر دو۔ انہیں کسی بھی صورت میں زندہ نہیں رہنا چاہئے۔ اوور“...... سائرل نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ کلارک کی میں خود نگرانی کروں گا۔ اوور“...... کارڈون نے جواب دیا اور سائرل نے اسے کلارک کا حلیہ اور اس کا پتہ بتا دیا۔

”یاد رہے۔ جیسے ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس اس احمق علی عمران کے ہمراہ وہاں پہنچے تم نے ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا اور موت بن کر ان پر ٹوٹ پڑنا ہے۔ اس معاملے میں تمہاری معمولی سی بھی کوتاہی ناقابل معافی سمجھی جائے گی اور اس کا انجام تم جانتے ہو۔ اوور“...... سائرل کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

”یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک بار ٹریس ہو جائیں تو انہیں ہلاک کرنے کے لئے میں پورے ہولنگو سٹی کو ہی بموں اور میزائلوں سے اُڑا دوں گا۔ اوور“۔ کارڈون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے۔ اوور اینڈ آل“...... سائرل نے کہا اور رابطہ ختم کر کے ایک بار پھر نئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع ہو گیا۔

”یس۔ اینڈریو اٹنڈنگ یو۔ اوور“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نئی آواز سنائی دی۔

”سائرل بول رہا ہوں اوور“...... سائرل نے کرخت آواز میں کہا۔

”اوہ۔ یس چیف۔ حکم۔ اوور“...... سائرل کی آواز سن کر دوسری طرف سے اینڈریو نے یکلخت مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اینڈریو۔ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جانتے ہو۔ اوور“۔ سائرل نے پوچھا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس۔ اوہ۔ یس چیف۔ میں اس سروس کو

بخوبی جانتا ہوں۔ جب میں ایکریمیا کی ٹاور ایجنسی میں تھا تو ہمارا کئی بار ان سے ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ یہ انتہائی خطرناک سروس ہے خاص طور پر بظاہر احمق دکھائی دینے والا ان کا لیڈر علی عمران۔ اوور''...... دوسری طرف سے اینڈریو نے چونکتے ہوئے کہا۔

''تو اب سنو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس جزیرہ کارٹم پہنچ رہی ہے۔ میں نے ہولنگوسٹی میں موجود ایس سیکشن کے انچارج کارڈون کو مطلع کر دیا ہے۔ اور اسے ایک ٹپ بھی دی ہے جس کے ذریعے وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرے گا اور ان کا پتہ چلتے ہی ایکشن میں آ جائے گا لیکن ممکن ہے کہ وہ لوگ ہولنگوسٹی جانے کی بجائے سمندری راستہ اختیار کرتے ہوئے سیدھے جزیرہ کارٹم پہنچنے کی کوشش کریں۔ تم پوری طرح ہوشیار رہنا۔ جزیرہ کارٹم میں آنے والے ہر شخص کی سخت نگرانی کرنا۔ چاہے وہ کوئی بھی ہو کسی بھی حیثیت کا حامل ہو تمہاری نظروں سے بچنا نہیں چاہئے اور تمہیں کسی پر معمولی سا بھی شک ہو تو اسے فوراً گولی سے اڑا دینا۔ اوور''...... سائرل نے کہا۔

''یس چیف۔ میں ساری بات سمجھ گیا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں۔ میرے پاس ایسے انتظامات ہیں کہ کوئی میک اپ ہماری نظروں سے چھپ نہیں سکتا اور نہ ہی کوئی مشکوک آدمی ہماری نظروں سے بچ کر جا سکتا ہے۔ اوور''...... اینڈریو نے کہا۔

''ویل ڈن۔ پوری طرح سے محتاط رہنا۔ اوور اینڈ آل''...... سائرل نے کہا اور اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر کے اسے آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر اب قدرے اطمینان تھا۔ اسے یقین تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی لڑکی کو چھڑانے کے لئے آئے تو وہ اس کے سیکشن انچارجوں کے ہاتھوں سے نہ بچ سکیں گے اور اس بار ان کی ہلاکت یقینی ہو گی۔ ایس سیکشن کا انچارج کارڈون اور جزیرہ کارٹم میں موجود اینڈریو فل فورس کے ساتھ اپنے ایریئے میں موجود تھے اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے خاصے ٹرینڈ تھے جن کی نظروں سے بچ کر نکل جانا ناممکن تھا۔ سائرل کو یقین تھا کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی ہولنگوسٹی پہنچے تو وہ کارڈون کے ہاتھوں نہ بچ سکیں گے اور اگر وہ جزیرہ کارٹم آئے تو پھر انہیں اینڈریو سیکشن سے مقابلہ کرنا پڑے گا جو جدید اور سائنسی اسلحے سے آراستہ تھے اور ان کی نظروں میں آئے بغیر ایک مکھی بھی جزیرے پر داخل نہ ہو سکتی تھی۔

عمران اپنے چار ساتھیوں جن میں جولیا، صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر شامل تھے کے ساتھ ایکریمیا کے شمالی ساحلی شہر ہولنگو کے ایک ہوٹل کے کمرے میں موجود تھے۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس ہوٹل میں پہنچے تھے اور ایئرپورٹ سے علیحدہ علیحدہ ٹیکسی کے ذریعے ہوٹل میں پہنچے تھے۔ چونکہ عمران نے پہلے سے ہی اس ہوٹل میں اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے کمرے بک کرا سب کو بتا دیا تھا اس لئے کاؤنٹر پر ضروری انٹری کے بعد وہ سیدھے اپنے اپنے کمروں میں گئے تھے اور پھر اپنے کمروں کو چیک کرنے کے بعد وہ سب فریش ہو کر عمران کے کمرے میں پہنچ گئے تھے۔

"کیا بات ہے عمران صاحب۔ آپ خاصے سنجیدہ دکھائی دے رہے ہیں"...... صفدر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"شکر کرو۔ صرف دکھائی دے رہا ہوں۔ سنجیدہ سنائی نہیں دے

رہا"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو وہ سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"ویسے یہ سنجیدگی ہے کس سلسلے میں"...... جولیا نے کہا۔ جولیا چونکہ مکمل طور پر فٹ ہو چکی تھی اس لئے وہ چیف کی ہدایات پر ان کے ساتھ آئی تھی۔ عمران کو اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ جس مال بردار شپ پر لڑکی کو لے جایا گیا ہے وہ جزیرہ کارٹم پہنچ چکی ہے چونکہ ٹرانکو کا ساتھی ولسن بدستور اس لڑکی کے ساتھ تھا اور ولسن کے پاس سیٹلائٹ فون تھا جسے ٹرومین نے عمران کے کہنے پر ٹریک کیا تھا اس نے عمران کو فون ٹریولنگ کی پل پل کی رپورٹ دی تھی۔ جزیرہ کارٹم میں پہنچ جانے کے بعد ٹرومین کا فون سے لنک ختم ہو گیا تھا اور اس کے کہنے کے مطابق اب وہ فون جزیرہ کارٹم پر تو ضرور موجود تھا لیکن کہاں اس کے بارے میں وہ مزید معلومات حاصل نہیں کر رہا تھا۔ چنانچہ عمران نے ان معلومات کی بنا پر جزیرہ کارٹم پہنچنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ چونکہ جزیرہ کارٹم پر جانے کے لئے واحد راستہ ہولنگو سٹی تھا اس لئے عمران اپنے ان ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا تھا۔

"سنا ہے غیر ملکی لڑکیاں سنجیدہ آدمی کو زیادہ پسند کرتی ہیں"۔ عمران نے اسی طرح سنجیدگی سے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ کیا یہاں تم اس مقصد کے لئے آئے ہو"...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"تو کیا کروں۔ نہ تم مانتی ہو اور نہ رقیب روسفید مانتا ہے تو پھر مجھے ادھر ادھر تانک جھانک تو کرنی ہی پڑتی ہے کہ شاید میری قسمت یاور ہو جائے"...... عمران نے مسمسی سی صورت بنا کر کہا تو وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"مجھے اس معاملے میں نہ گھسیٹا کرو"...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

"اے کاش کہ میں تمہیں واقعی گھسیٹ سکتا۔ اگر ایسا ممکن ہوتا تو تمہیں گھسیٹ کر کسی سو منزلہ عمارت سے نیچے نہ پھینک چکا ہوتا"...... عمران نے کراہ کر کہا تو وہ سب ایک بار پھر مسکرا دیئے۔

"اپنا منہ دھو رکھو۔ مجھے گھسیٹنا اور کسی عمارت سے پھینکنا تمہارے بس کی بات نہیں ہے"...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی تو کہہ رہا ہوں کہ اے کاش کہ ایسا ہوتا"...... عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے۔

"ویسے عمران صاحب۔ آپ کا اس طرح کھلے عام اس ہوٹل میں آنے کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔ آپ نے ہمیں تو میک اپ کرا دیئے لیکن خود میک اپ کے بغیر یہاں آ گئے۔ اس کی کوئی خاص وجہ"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"سائرل ایک خفیہ اور انتہائی زیرک تنظیم ہے جس کے خلاف دنیا کی کوئی ایجنسی آج تک نہ تو کوئی ثبوت ڈھونڈ سکی ہے اور نہ اس کا کوئی آدمی پکڑا گیا ہے۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے پاکیشیا میں ان کے کارندوں کو ان کے انجام تک پہنچا دیا تھا لیکن

تنویر کی جلد بازی کی وجہ سے ٹرانکو مارا گیا اور میں اس سے یہ نہ پوچھ سکا کہ سائرل کا یا کم از کم اس کا پتہ ٹھکانہ کیا ہے اور لڑکی کو وہ کہاں لے جانے والا تھا۔ اب ظاہر ہے ہم یہاں پہنچے ہیں تو ہماری نگرانی کی جا سکتی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ ایسا ہو تاکہ ہم نگرانی کرنے والوں کو کور کر کے یہ معلوم کر سکیں کہ وہ ہمارے خلاف کیا قدم اٹھاتے ہیں اور پھر ہم ان کے ذریعے ہی اس مقام تک پہنچنے کی کوشش کریں گے جہاں ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن کو لے جایا گیا ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ کو یقین ہے کہ سائرل ہماری نگرانی کرائے گا"۔ صفدر نے کہا۔

"اس کے لئے یہی کہہ سکتا ہوں کہ شجر سے رہ پیوستہ اور امید بہار رکھ۔ یہی فقرہ جولیا کے لئے مجھ پر بھی لاگو ہوتا ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ تو وہ سب ایک بار پھر مسکرا دیئے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر سائیڈ ٹیبل پر موجود ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس۔ ایکس چینج"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ہوٹل ایکس چینج کے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"برائٹ اسٹار لانڈری کا نمبر ملا دیں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"یس"...... عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"بات کریں جناب"...... دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔

"ہیلو۔ برائٹ اسٹار لانڈری"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کلارک سے بات کراؤ"...... عمران نے کہا۔

"کلارک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ پرنس تم"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"اوہ اوہ پرنس نہیں۔ پرنس آف ڈھمپ"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر رکھا تھا اس لئے اس کے ساتھی خاموشی سے ان دونوں کی باتیں سن رہے تھے۔

"لیکن آپ ہیں کہاں پرنس"...... دوسری طرف سے کلارک نے کہا۔

"وہاں جہاں مجھے خود اپنی بھی خبر نہیں ہے"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"پلیز پرنس۔ میں آپ کے لئے بے حد پریشان ہوں۔ آپ بتائیں کہاں ہیں آپ"...... دوسری طرف سے کلارک نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"کیوں پریشان ہو"...... عمران نے کہا۔

"میں نے چیف کی ہدایات ملتے ہی آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے لئے تمام انتظامات مکمل کر لئے تھے اور شدت سے آپ کی کال کا منتظر تھا۔ پاکیشیا سے دو فلائٹس یہاں پہنچی تھیں میرے خیال میں آپ کو ان میں آ جانا چاہئے تھا لیکن دونوں فلائٹس میں آپ نہیں تھے۔ میں ابھی ایئر پورٹ سے واپس آیا ہوں اور چیف کو کال کرنے ہی لگا تھا کہ آپ کی کال آ گئی"...... دوسری طرف سے کلارک نے جواب دیا۔

"ہم پاکیشیا سے یہاں ڈائریکٹ نہیں پہنچے ہیں۔ فن لینڈ کی فلائٹ سے آئے ہیں۔ بہرحال تم ڈی کلاز ہوٹل پہنچ جاؤ۔ سیونتھ فلو کمرہ نمبر سات میں"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ کلارک کون ہے اور یہ چیف کا نام کیوں لے رہا تھا"۔ عمران کو رسیور رکھتے دیکھ کر جولیا نے پوچھا۔

"یہاں پاکیشیا کا فارن ایجنٹ ہے اور ظاہر ہے چیف کے لئے کام کرتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا انتظامات کئے ہیں اس نے ہمارے لئے"...... جولیا نے کہا۔

"ہماری شادی کے"...... عمران نے کہا تو وہ سب مسکرا دیئے۔

"بکواس مت کرو اور سچ سچ بتاؤ"...... جولیا نے بھنا کر کہا۔

"سچ سچ ہی تو بتا رہا ہوں۔ میں نے چیف سے کہا تھا کہ مشن مکمل کرنے سے پہلے میں شادی کروں گا اس کے لئے وہ فارن

ایجنٹ سے بات کرے تاکہ وہ لڑکی ڈھونڈنے کے ساتھ ساتھ شادی کی ساری تیاری کر سکے اور کلارک بہرحال فارن ایجنٹ ہے اسے چیف کی ہدایات پر عمل کرنا ہی پڑتا ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو جولیا اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی جبکہ باقی تینوں مسکرا رہے تھے۔

''تو یہاں تم شادی کرنے کے لئے آئے ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ کیوں تمہیں کوئی اعتراض ہے تو بتا دو''...... عمران نے کہا۔

''تم کر کے تو دیکھو شادی۔ میں تمہیں اور تمہاری ہونے والی بیوی کو گولی نہ مار دوں تو میرا نام جولیا نہیں''...... جولیا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''لو اگر ہونے والی بیوی خود کو شادی سے پہلے ہی گولی مار دے گی تو پھر میں شادی کس سے کروں گا۔ کیوں تنویر''...... عمران نے کہا تو وہ سب ایک بار پھر ہنس پڑے جبکہ عمران کی بات سن کر جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تم سیدھی بات کیوں نہیں کرتے''...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سیدھی بات کرنے کے لئے سیدھا ہونا پڑتا ہے اور سیدھا انسان عموماً احمق کہلاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''وہ تو تم ہو ہی۔ اس میں کیا شک ہے''...... جولیا نے کہا۔

''شک نہیں تو پھر سیدھی بات کو الٹی کیوں سمجھتی ہو''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد دروازے پر دستک ہوئی۔

''یس۔ کم اِن''...... عمران نے کہا تو دروازہ کھلتے ہی ایک نوجوان مسکراتا ہوا اندر داخل ہوا۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ چونک پڑا۔

''ارے۔ یہ کیا آپ میک اپ میں نہیں ہیں''...... نوجوان نے کہا۔ یہ ایکریمیا میں چیف کا فارن ایجنٹ کلارک تھا جس کے ساتھ عمران پہلے بھی کئی بار کام کر چکا تھا اس لئے وہ کافی کلوز تھے۔

''میک اپ کرنا لڑکیوں کا کام ہے اور ظاہر ہے میں کسی بھی اینگل سے لڑکی دکھائی نہیں دیتا''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو کلارک بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ سلام و دعا اور ایک دوسرے سے تعارف کے بعد وہ سب کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''اب بتاؤ کیا انتظامات کئے ہیں تم نے چیف کی ہدایات پر''۔ عمران نے کہا۔

''میں نے ایک بڑی لانچ حاصل کر لی ہے اور ایکریمیا کے گرد تمام جزیروں تک جانے کا اجازت نامہ بھی حاصل کر لیا ہے۔ آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے کاغذات تیار ہیں اور لانچ میں تمام

ضروری انتظامات کر دیئے ہیں۔ آپ اطمینان کے ساتھ اس لانچ میں جہاں چاہیں جا سکتے ہیں نہ آپ کو کوسٹ گارڈ روکے گی اور نہ کوئی اور ایجنسی۔ لانچ میں دو افراد آپ کے ساتھ ہوں گے جن میں سے ایک کا نام کروک ہے اور دوسرے کا نام راجن۔ کروک لانچ کا کیپٹن ہے اور راجن آپ کے چھوٹے موٹے کام کرنے کے ساتھ ساتھ لانچ کی صاف ستھرائی کرے گا''...... کلارک نے کہا۔

''کیا یہ دونوں بھروسے کے آدمی ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ میرے خاص آدمی ہیں''...... کلارک نے کہا۔

''ان دونوں میں سے جزیروں کے بارے میں کون معلومات رکھتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''دونوں ہی ان جزیروں کے کیڑے ہیں۔ شاید ہی کوئی جزیرہ ایسا ہو جہاں وہ نہ گئے ہوں یا اس کے بارے میں ان کے پاس معلومات نہ ہوں''...... کلارک نے جواب دیا۔

''گڈ۔ اب یہ بتاؤ کہ کیا چیف نے تمہیں بتایا ہے کہ ہم یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ چیف نے کہا تھا کہ آپ کو جزیرہ کارٹم یا کسی اور ایکریمین جزیرے پر کوئی مشن پورا کرنا ہے جس کے مجھے انتظامات کرنے ہیں اور بس''...... کلارک نے کہا۔

''تو سنو۔ سائرل تنظیم کو جانتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''سائرل۔ اس کا نام تو سنا ہوا ہے لیکن اس کی تفصیلات سے مجھے آگاہی نہیں ہے''...... کلارک نے کہا۔

''یہ مجرم تنظیم ہے اور اس کا چیف سائرل ہے جو سات پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس تنظیم کے بے شمار سیکشن ہیں جو پوری دنیا میں اور خاص طور پر ایکریمیا اور یورپی ممالک تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کا ایک ڈی سیکشن جس کا انچارج میگراتھ ہے نے اپنا ایک گروپ پاکیشیا بھیجا تھا جس کا انچارج ٹرانکو تھا''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کلارک کو ساری تفصیل بتانی شروع کر دی۔

''اوہ۔ تو کیا آپ کو یقین ہے کہ ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کو جزیرہ کارٹم پر لے جایا گیا ہے''...... کلارک نے ساری باتیں سن کر چونکتے ہوئے کہا۔

''ولسن کے پاس جو سیٹلائٹ فون تھا وہ اسی جزیرے پر آف ہوا تھا۔ لڑکی کو وہ اسی جزیرے پر لے گیا تھا۔ اب ہمیں معلوم کرنا ہے کہ لڑکی اسی جزیرے پر موجود ہے یا پھر اسے وہاں سے کہیں اور لے جایا گیا ہے۔ جزیرے پر جا کر تحقیقات کرنے پر ہی پتہ چل سکے گا کہ ولسن ہے اور اس جزیرے سے سائرل کا کیا تعلق ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ مجھے اس ولسن کا حلیہ بتا دیں۔ میں اسے اس جزیرے کے ساتھ دوسری مخصوص جگہوں پر بھی تلاش کرنے کی کوشش کرتا

ہوں۔ اگر وہ مل گیا تو پھر آپ کے لئے اس لڑکی تک پہنچنا آسان ہو جائے گا‘‘...... کلارک نے کہا۔

’’ہاں۔ یہ ٹھیک ہے‘‘...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اسے ولسن کا حلیہ بتانا شروع کر دیا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں اپنے آدمیوں کو اس کام پر لگا دیتا ہوں۔ اگر ولسن جزیرے پر ہوا اور وہ کسی بھی میک اپ میں ہوا تو میرے آدمی اس کا پتہ لگا لیں گے۔ ان کے پاس جدید گلاسز والی گاگلز ہیں جن سے ہر انسان کے میک اپ کے پیچھے چھپے ہوئے چہرے کو دیکھا جا سکتا ہے اور ولسن کے لئے تو آپ کا قد کاٹھ کے حوالے سے بتایا ہوا حلیہ ہی ہمارے لئے کافی ثابت ہوگا‘‘...... کلارک نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ تم اپنی کوشش کرو ہم جزیرہ کارٹم جا کر اس لڑکی کو ٹریس کرنے کی کوشش کرتے ہیں‘‘...... عمران نے کہا تو کلارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں ایک آدمی کے ذریعے آپ کو کاغذات اور لانچ کی تفصیلات بھجوا دیتا ہوں۔ اس آدمی کا نام کارلی ہے۔ میں آپ کو چند کوڈز بتاتا ہوں۔ کوڈز کے تبادلے کے بعد آپ اس پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔ وہ آپ کو ساحل پر اس لانچ تک پہنچا دے گا اور اس کے بعد آپ جہاں چاہیں چلے جائیں۔ لانچ میں کروک آپ کو ایک جدید ساخت کا بی فائیو ٹرانسمیٹر دے دے گا۔ اس ٹرانسمیٹر پر ضرورت کے وقت آپ مجھ سے رابطہ کر سکتے ہیں‘‘......

کلارک نے کہا۔

’’اوکے‘‘...... عمران نے کہا تو کلارک اٹھ کھڑا ہوا اور تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے جانے کے تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ آدمی آ گیا۔ کلارک کے بتائے ہوئے مخصوص کوڈز کے تبادلے کے بعد عمران اور اس کے ساتھی اس آدمی کے ساتھ ہو لئے۔ اس آدمی کا نام کارلی تھا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کو ایک ایک کر کے اس کے ساتھ جانے کا کہا اور پھر وہ خود بھی واش روم میں گھس گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ میک اپ کر کے اور لباس بدل کر باہر آیا اور پھر اپنا سامان لے کر ہوٹل کے عقبی راستے سے باہر آ گیا۔ چند سڑکیں عبور کر کے وہ اس مخصوص کار تک آ گیا جو ہوٹل سے کچھ فاصلے پر موجود تھی جس کے بارے میں کارلی نے اسے بتا دیا تھا۔ کارلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ عقبی سیٹوں پر عمران کے ساتھی بیٹھے تھے جبکہ سائیڈ سیٹ عمران کے لئے خالی تھی۔ عمران کار کا دروازہ کھول کر اطمینان سے اندر بیٹھ گیا۔ اسے نئے میک اپ میں دیکھ کر سب چونک پڑے۔

’’بے فکر رہو۔ میں عمران ہوں‘‘...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو ان سب کے چہروں پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

’’چلیں‘‘...... کارلی نے کہا۔

’’ہاں چلو‘‘...... عمران نے کہا تو کارلی نے کار کا انجن اسٹارٹ کیا اور پھر اس نے کار آگے بڑھا دی اور پھر کار تیزی سے سڑکوں

پر دوڑنے لگی۔

"ہماری کار کا تعاقب کیا جا رہا ہے"...... اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

"ہاں۔ میں اس بلیک فورڈ کار کو پہلے بھی دیکھ چکا ہوں"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہے"...... کارلی نے کہا۔

"شاید ہماری سائنسی آلات سے نگرانی کی جا رہی تھی اسی لئے میک اپ بدلنے کے باوجود یہ ہمارے پیچھے آ گئے ہیں۔ مجھے ان کے ارادے ٹھیک معلوم نہیں ہو رہے ہیں اس لئے ہمیں ان سے پیچھا چھڑانا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے میں کار کی سپیڈ بڑھاؤں اور انہیں ڈاج دے کر نکل جاؤں"...... کارلی نے کہا۔

"یہ بلیک فورڈ ہے۔ فور سلنڈرز والی۔ تمہاری سوک کار ہے جس میں دو سلنڈر ہیں اس کار کے مقابلے میں بلیک فورڈ کار کی رفتار زیادہ تیز ہے نہ تم اس سے پیچھا چھڑا سکتے ہو اور نہ ہی اسے ڈاج دے کر نکل سکتے ہو"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"تو پھر"...... کارلی نے کہا۔

"ہمیں اس کار کو ہٹ کرنا ہو گا"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"کار میں مجھے ایک ہی آدمی دکھائی دے رہا ہے"...... کیپٹن

شکیل نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں اس آدمی کو پہچان گیا ہوں"...... کارلی نے کہا۔

"کون ہے یہ"...... عمران نے پوچھا۔

"اس آدمی کا تعلق یہاں کے ایک کرمنل گروپ سے ہے جس کا سربراہ کارڈون ہے اور یہ آدمی اس کارڈون کا رائٹ ہینڈ ٹیلر ہے"...... کارلی نے کہا۔

"میں اس ٹیلر کو پکڑنا چاہتا ہوں"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا تو کارلی چونک پڑا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں کار کسی ویران علاقے میں لے جاتا ہوں۔ وہاں ہم اس کا شکار کر سکتے ہیں"...... کارلی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کارلی نے کار کی رفتار بڑھا دی۔

اب سیاہ رنگ کی کار ان کی کار سے آگے نکلنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن کارلی نے نہ صرف کار کی رفتار بڑھا دی تھی بلکہ وہ اس انداز میں کار چلا رہا تھا کہ سیاہ کار کو آگے نکلنے کے لئے راستہ ہی نہ مل سکتا تھا۔ دونوں کاریں آگے پیچھے تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں آگے بڑھی جا رہی تھیں۔ عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا تھا اور پھر تقریباً پندرہ منٹ کی تیز رفتار دوڑ کے بعد وہ ایک ایسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں پر سڑک کے دونوں اطراف میں درختوں کے گھنے ذخیرے تھے۔ ان کے پیچھے اور آگے اور کوئی کار نہ تھی۔

''یہ جگہ مناسب ہے۔ تم اب کار کو گھما کر اسے سڑک کے درمیان میں روک لو''...... عمران نے کہا اور کارلی نے ذرا سی رفتار اور تیز کر کے یکلخت اسٹیرنگ کو پوری قوت سے گھما دیا اور کار کسی لٹو کی طرح گھومی اور پھر سڑک پر ترچھی ہو کر رک گئی۔ بریک لگنے کی تیز آواز انہیں عقب میں بھی سنائی دی اسی لمحے عمران دروازہ کھول کر نیچے کودا اور پھر پلک جھپکنے میں وہ سیاہ رنگ کی کار میں بیٹھے ہوئے آدمی کے سر پر پہنچ چکا تھا۔ دوسرے لمحے وہ آدمی چیختا ہوا کار سے باہر آ گرا۔ عمران نے نہایت تیزی سے کام لیتے ہوئے نہ صرف کار کا دروازہ کھول دیا تھا بلکہ اس نے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے ہوئے آدمی کو یکلخت گردن سے پکڑ کر ایک زوردار جھٹکے سے باہر بھی اچھال دیا تھا۔ نیچے گرتے ہی اس آدمی نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے عمران کی لات بجلی کی سی تیزی سے گھومی اور اٹھتے ہوئے آدمی کی کنپٹی پر ایک زوردار ضرب لگی اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے ہوتے چلے گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران نے جھک کر اسے اٹھایا اور تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی اب کار سے نیچے اترے کھڑے تھے۔

''تم سب اپنی کار میں بیٹھ جاؤ اور کارلی تم کار آگے لے چلو۔ میں اب اس کار میں تمہارے پیچھے آؤں گا''...... عمران نے اس بے ہوش آدمی کو عقبی سیٹوں کے درمیان ڈالتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن تم کرنا کیا چاہتے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''بعد میں بتاؤں گا۔ تم سب جاؤ۔ دیر ہونے سے کہیں وہ کارڈون چونک نہ جائے۔ جلدی کرو''...... عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا تو وہ سب تیزی سے اپنی کار کی طرف بڑھ گئے جس میں وہ کارلی کے ساتھ آئے تھے۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس آدمی کی نبض چیک کی اور پھر اطمینان بھرے انداز میں پیچھے ہٹتے ہوئے اس نے دروازہ بند کیا اور تیزی سے آگے بڑھ کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کارلی کی کار اس کے ساتھیوں کو لئے آگے بڑھ گئی تو پھر عمران نے کار اس کے پیچھے ڈال دی لیکن اس نے جان بوجھ کر اب فاصلہ کافی رکھا تھا۔ اس کے چہرے پر سختی کے تاثرات پھیلے ہوئے تھے اور وہ انتہائی حد تک سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

''کیا اس کارڈون کا تعلق سائرل سے ہو سکتا ہے لیکن کیسے۔ کارلی تو کہہ رہا تھا کہ اس کا تعلق مقامی گروپ سے ہے''۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ سوچتے ہوئے مسلسل کار دوڑا رہا تھا۔ تھوڑی دور آگے جانے کے بعد اسے سڑک کے کنارے ایک بڑا سا پتھر پڑا نظر آیا تو اس نے بریکیں لگا کر کار روکی اور پھر نیچے اتر کر اس نے وہ پتھر اٹھایا اور اسے لا کر اپنے قدموں کے پاس رکھ دیا۔ ایک بار پھر کار تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگی۔ عمران نے اب اپنی بیلٹ کھولنی شروع کر دی بیلٹ کھول کر اس نے اسے بھی سائیڈ سیٹ پر رکھ دیا اور اطمینان سے کار چلانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد کارلی کی کار اسے آگے جاتی دکھائی دی اور پھر کچھ مزید فاصلہ طے

ہوا تھا کہ یکلخت کار کا ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ اسے اب تک صرف یہی فکر تھی کہ وہ اس کارڈون کی فریکوئنسی نہ جانتا تھا اس لئے وہ خود اسے کال نہ کر سکتا تھا لیکن اب خود بخود کال آجانے سے اس کا یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا تھا۔

''ہیلو ہیلو۔ کارڈون کالنگ ٹیلر۔ ہیلو۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس باس۔ ٹیلر اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... عمران کے حلق سے بدلی ہوئی آواز نکلی۔ اس نے چونکہ ٹیلر کی آواز نہ سنی تھی اس لئے اس نے آواز میں ایسی تبدیلی کر لی تھی جیسے اس کا گلا خراب ہو گیا ہو۔

''یہ تمہاری آواز کو کیا ہوا ہے اور تم کہاں پر ہو۔ اوور''...... دوسری طرف سے کارڈون نے چیختے ہوئے پوچھا۔

''میرا گلا خراب ہو گیا ہے باس۔ یہاں کی دھول مٹی کی وجہ سے شاید ایسا ہوا ہے اور باس اب ہم پہاڑی علاقے میں پہنچ گئے ہیں۔ میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا کہ آپ کی کال آگئی۔ اوور''...... عمران نے ٹیلر کے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ یہ بتاؤ کہ تم جس کار کا تعاقب کر رہے تھے۔ وہ کار اب تم سے کتنے فاصلے پر ہے۔ اوور''...... کارڈون نے پوچھا۔

''انہیں تعاقب کا شک نہ ہو اس لئے میں ان سے آگے نکل آیا

ہوں باس اور اب وہ کار مجھ سے تقریباً دو سو میٹر پیچھے ہے اور چونکہ اس طرف آنے والا یہی ایک راستہ ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ وہ اسی طرف آ رہے ہوں گے اور اس سڑک پر اور کوئی کار موجود نہیں ہے۔ اوور''...... عمران نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ اب تم ایسا کرو کہ فاصلہ مزید بڑھا دو۔ اوور اینڈ آل''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا اس کے ساتھ ہی اس نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا اور کار کی رفتار یکلخت انتہائی تیز کر دی۔ آگے جانے والی کارلی کی کار کی رفتار آہستہ ہو گئی اور چند لمحوں بعد عمران کار ان کی سائیڈ میں لے گیا۔

''کیا ہوا''...... کارلی نے کار کے شیشے سے سر نکال کر پوچھا۔

''میری بات دھیان سے سنو کارلی۔ اب تم نے اپنی کار لے کر نہایت تیز رفتاری سے آگے نکل جانا ہے۔ میں پیچھے رہ جاؤں گا۔ تم نے رکنا نہیں ہے بلکہ سیدھے ساحل پر پہنچ چلے جانا جہاں پر لانچ موجود ہے۔ تم مجھے اس جگہ کا پتہ بتا دو میں بھی وہیں آ جاؤں گا۔ تم سب نے وہیں میرا انتظار کرنا ہے''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو کارلی نے اسے اس مقام کے بارے میں بتانا شروع کر دیا جہاں پر لانچ موجود تھی۔

''ٹھیک ہے اب تم جاؤ''...... عمران نے کہا۔ اس سے پہلے کہ جولیا یا اس کے ساتھی عمران سے کچھ کہتے عمران نے تیزی سے کار

کی رفتار کم کر دی۔ دوسرے لمحے کارلی کار لے کر تیزی سے آگے
بڑھتا چلا گیا۔ درختوں کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا اور اب سامنے کی
طرف چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ ان پہاڑیوں
کے اس طرف عمران کو ایک کھائی دکھائی دی تو اس کی آنکھوں میں
چمک آ گئی۔ کھائی کو دیکھ کر اس کے ذہن میں ایک پلان آیا اور
اس نے کار کی رفتار اور زیادہ تیز کر کے اسے کھائی کی طرف دوڑانا
شروع کر دیا۔ کھائی کی طرف جانے والا راستہ کچا اور پتھروں سے
بھرا ہوا تھا اور عمران چونکہ کار تیزی سے دوڑا رہا تھا اس لئے کار بار
بار اچھل رہی تھی لیکن عمران کو کوئی پراہ نہ تھی۔ وہ خاموش بیٹھا کار
چلا رہا تھا۔ اسے اندازہ تھا کہ وہ ایک خوفناک خطرے کو دعوت
دے رہا ہے۔ گیر بدلتے ہوئے اس نے ٹاپ گیئر لگایا اور ساتھ ہی
اس نے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول دیا۔ اب کھائی کافی نزدیک آ
گئی تھی جسے عمران نے دور سے ہی دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ کھائی
انتہائی گہری ہے۔ اگر کار اسی طرح دوڑتی جاتی تو چند لمحوں بعد یقیناً
اس کھائی میں جا گرتی۔ اس کا ایک ہاتھ دروازے کے ہینڈل پر جم
گیا اور دوسرا ہاتھ اس نے اسٹیرنگ پر رکھ لیا۔ یہی لمحہ اس کے لئے
انتہائی خطرناک تھا۔ کھائی قریب آ چکی تھی۔ عمران نے ہاتھ کی مدد
سے تیزی سے اسٹیرنگ کو گھمایا تو کار انتہائی رفتار سے قدرے ترچھی
ہو کر کھائی کی جانب بڑھی۔ جب کھائی بے حد قریب آئی تو عمران
نے یکلخت کھلے دروازے سے باہر چھلانگ لگا دی۔ وہ کچی زمین

پر گرا اور تیزی سے رول ہوتا چلا گیا۔ اس نے خود کو سنبھالا اور سر
اٹھا کر دیکھا تو کار تیزی سے کھائی کی طرف بڑھ رہی تھی پھر کھائی
کے کنارے پر پہنچے ہی کار کسی جیٹ جہاز کی طرح ہوا میں اٹھی اور
بلندی پر جا کر آگے کی طرف جھکی اور نیچے گرتی نظر آئی۔
نیچے کودنے کے وجہ سے عمران کے پورے جسم میں درد کی تیز
لہریں دوڑنے لگی تھیں لیکن اس کے باوجود عمران تیزی سے اٹھ کر
کھڑا ہوا اور پھر وہ کھائی کی طرف دوڑ پڑا۔ اسی لمحے اس نے کار کو
کھائی کی گہرائی میں گرتے اور اس کے ٹکڑے بکھرتے دیکھے۔ کار کو
تباہ ہوتا دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ابھی عمران
وہاں کھڑا تباہ ہونے والی کار کو دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے دور
پہاڑی کے اوپر سے فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ مسلسل تین فائر
ہوئے تھے اور اس کے ساتھ ہی خاموشی چھا گئی۔
عمران تیزی سے مڑا اور پھر کھائی کی سائیڈ سے ہوتا ہوا وہ ایک
پہاڑی کے پاس آیا اور پھر وہ اس پہاڑی کے اوپر چڑھنے لگا۔
تھوڑی دیر بعد جب وہ پہاڑی پر پہنچا تو یکلخت ٹھٹھک گیا۔ اسے
وہاں پانچ افراد دکھائی دیئے جو پہاڑی پر سے نیچے اتر رہے تھے۔
وہ پانچوں آدمی سامنے کے رخ سے نیچے اتر رہے تھے اور ان کے
ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ اب وہ ان تین فائروں کی وجہ سمجھ گیا
تھا۔ کارڈون نے سڑک کی دوسری طرف پہاڑی پر بھی اپنے آدمی
بٹھا رکھے تھے۔ وہ کارلی کی کار پر حملہ کرانا چاہتا تھا اور اگر کوئی بچ

جاتا تو اس کے آدمی اوپر سے مشین گنوں کا فائر کر کے اس کا خاتمہ کر دیتے۔ عمران کو اس بات کی حیرت تھی کہ کارلی اس کے کہنے پر خود کار کو اس ویران مقام پر لایا تھا پھر کارڈون کے ساتھی یہاں کیسے پہنچ گئے تھے۔ عمران کو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے کارڈون کو اس بات کا پہلے سے ہی علم ہو گا کہ ٹیلر کی کار ان کی نظروں میں آ جائے اور عمران اسے پکڑنے کے لئے کار کو اس ویران مقام کی طرف لائے گا۔ ایسی صورت میں ان کی کار پر حملہ کرنا زیادہ آسان ثابت ہو سکتا ہے۔ اب عمران کی سمجھ میں ٹیلر کی کار کا نزدیک سے تعاقب کرنے کا مطلب سمجھ میں آ گیا تھا۔ شاید اس علاقے میں یہی ایک ویران مقام تھا جس کے بارے میں کارڈون کو بھی علم تھا اور اس کے ساتھی کارلی کو بھی اور کارلی اپنے طور پر کار کو اسی مقام پر لے آیا تھا جہاں پر کارڈون نے ان کی ہلاکت کے لئے جال بچھایا ہوا تھا۔ عمران چونکہ ان کی موجودگی سے واقف نہ تھا اس لئے وہ بے خبری میں مارا جا سکتا تھا۔ لیکن اب وہ نیچے اتر چکے تھے۔ عمران تیزی سے دوڑتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا وہ بالکل کسی پہاڑی خرگوش کی طرح دوڑ رہا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا جہاں پہاڑی کے اوپر گھومتی ہوئی سڑک پر ایک اور کار کھڑی تھی۔ عمران نے جلدی سے چٹانوں کی اوٹ لی اور پھر اوٹ لئے ہوئے وہ آگے بڑھتا چلا گیا تاکہ اگر اس کار میں کوئی موجود ہو تو اسے چیک نہ کر سکے اور پھر اسے

دور سے پولیس کاروں کے سائرنوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں لیکن اس نے اپنی رفتار کم نہ کی۔ مسلسل دوڑنے کی وجہ سے وہ اب تیز تیز سانس لے رہا تھا۔ اس کا پورا جسم پسینے سے تر ہو چکا تھا۔ اب وہ پہاڑی سے اتر آیا تھا۔ کیونکہ پہاڑی چٹانوں کی نسبت سپاٹ سڑک پر دوڑنا آسان تھا لیکن نیچے آتے ہوئے اچانک اس نے کارلی کی کار کو واپس آتے دیکھا تو اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ رینگنے لگی وہ سمجھ گیا تھا کہ جولیا، کارلی کو واپس لا رہی ہے۔ جولیا یہی سمجھی ہو گی کہ عمران کار میں ہی موجود ہو گا۔ وہ اپنے متعلق جولیا کے جذبات کو اچھی طرح جانتا تھا اور پھر جب وہ اچھل کر سڑک پر پہنچا تو اسی لمحے کارلی کی کار بھی اس کے قریب پہنچ گئی۔

”اوہ اوہ۔ تو تم زندہ ہو۔ اوہ اوہ۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تم زندہ ہو“...... جولیا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اس کے لہجے میں بے پناہ مسرت تھی۔

”اب کیا کروں۔ میرا کنوارہ مرنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے کیونکہ کنواروں کا جنازہ جائز نہیں ہوتا“...... عمران نے کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا تو عمران کے ساتھی کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ عمران نے عقبی دروازہ کھولا اور اچھل کر اندر بیٹھ گیا۔ کارلی نے تیزی سے کار کا رخ موڑا اور پھر اس نے سڑک پر کار تیزی سے دوڑانا شروع کر دیا۔

"کیا ہوا۔ تم پہاڑی چڑھ کر اس طرف کیوں آئے ہو اور اس کار کا کیا ہوا ہے"...... جولیا نے کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"آپ نے یہ اچھا کیا ہے کہ پہاڑی پر موجود افراد پر حملہ نہیں کیا ورنہ کارڈون کو پتہ چل جاتا کہ آپ اور آپ کے ساتھیوں نے اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے ایسی صورت میں وہ پورے گروپ کو حرکت میں لے آتا اور ہمارے لئے خواہ مخواہ سر درد بن جاتا۔ کار کھائی میں گرنے کو وہ حادثہ سمجھ سکتا ہے اور اب مجھے اس بات کا خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ آپ کا لانچ میں سفر خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ آپ لانچ میں سفر نہ کریں"...... کارلی نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"سمندری سفر کئے بغیر ہم جزیرہ کارٹم کیسے پہنچیں گے"۔ عمران نے کہا۔

"ہماری لانچ کو کہیں بھی چیک کیا جا سکتا ہے جناب اور اسے کہیں بھی نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں مراٹے سے بات کرتا ہوں۔ وہ بحری اسمگلر ہے۔ اس کے سمندر میں کئی شپس، لانچیں اور بوٹس ہیں جو ارد گرد کے جزیروں سے گزر کر دوسرے ممالک میں سامان ترسیل کرتے ہیں۔ اگر وہ مان جائے تو اس کے کسی مال بردار شپ یا لانچ کے ذریعے آپ اس جزیرے پر پہنچ سکتے ہیں۔ اس طرح آپ دشمنوں کی نظروں میں بھی آنے سے بچ

جائیں گے اور کسی خطرے کا بھی سامنا نہ ہو گا"...... کارلی نے کہا۔

"صورت حال تو واقعی خطرناک ہے۔ جس طرح سے ہمارے خلاف کارروائی کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ سمندر میں اس سے زیادہ خطرناک کارروائیاں ہونے کے امکان ہو سکتے ہیں اور ہمیں ابھی بہت کام کرنا ہے۔ جزیرہ کارٹم پہنچ کر ولسن کو ڈھونڈنا ہے جس کے ذریعے ہم اس لڑکی تک پہنچ سکتے ہیں۔ اس لئے اگر ہمیں جزیرہ کارٹم پہنچنے کا کوئی محفوظ طریقہ مل جائے تو زیادہ بہتر ہو گا۔ واقعی کھلی لانچ میں سفر کرنا خطرناک ہو سکتا ہے۔ اگر ہم کسی دوسری لانچ، موٹر بوٹ یا پھر شپ میں چھپ کر جائیں اور جیسے ہی وہ جزیرہ کارٹم کے قریب سے گزرے ہم سمندر میں کود جائیں اور پھر تیرتے ہوئے جزیرے پر پہنچ جائیں تو ہم دشمنوں کی نظروں میں آنے سے بچ سکتے ہیں اور یہی طریقہ ہمارے لئے مناسب ہے"۔ عمران نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

"تو پھر میں مراٹے کو کال کرتا ہوں اگر وہ مان گیا تو ہمارے لئے بہتر ثابت ہو گا"...... کارلی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سائرل اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو سائرل نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھا لیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کیا تو دوسری طرف سے کارڈون مسلسل کال دے رہا تھا۔

''ہیلو ہیلو۔ کارڈون کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... دوسری طرف سے کارڈون نے مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ سائرل اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... سائرل نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''چیف میں کارڈون بول رہا ہوں ہولنگو سٹی سے۔ میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کر لیا تھا۔ اوور''...... کارڈون نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ اگر تم نے انہیں ٹریس کر لیا ہے تو پھر اب تک وہ یقیناً تمہارے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہوں گے لیکن یہ تمہاری آواز

میں پریشانی کیوں ہے۔ اوور''...... سائرل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک ہوٹل میں پہنچے تھے۔ عمران کے ساتھیوں کو تو میں نہیں پہچانتا تھا لیکن عمران اپنے اصل چہرے میں تھا۔ میں نے اس ہوٹل کی نگرانی پر اپنے آدمی بٹھا دیئے تھے۔ میرا ارادہ تھا کہ میں انہیں سائنسی آلات سے چیک کروں اور پھر انہیں کسی طرح سے ہوٹل سے باہر آنے پر مجبور کروں تاکہ ان کا باہر باقاعدہ شکار کھیلا جا سکے۔ میرا ایک آدمی اس پاکیشیائی فارن ایجنٹ کلارک کی بھی نگرانی پر مامور تھا۔ کلارک ہوٹل میں موجود عمران اور اس کے ساتھیوں سے ملنے آیا تھا۔ میرے آدمی نے ان کے کمرے میں دروازے کے نیچے سے ایک بگ پہنچا دیا تاکہ ان کے درمیان ہونے والی بات چیت سنی جا سکے اور چیف ان کی بات چیت سے یہ کنفرم ہو گیا کہ یہ لوگ عمران اور اس کے ساتھی ہی ہیں جو جزیرہ کارٹم جانے کی پلاننگ کر رہے ہیں۔ کلارک نے ان کے لئے ایک لانچ کا بندوبست کیا تھا تاکہ وہ جزیرہ کارٹم کے ساتھ ساتھ دوسرے جزیروں کو بھی چیک کر سکیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے کارڈون نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پھر۔ پوری تفصیل بتاؤ۔ نانسنس۔ اوور''...... سائرل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کلارک نے انہیں بتایا تھا کہ اس کا ایک خاص آدمی انہیں

لینے آئے گا تو وہ اس کے ساتھ ساحل پر چلے جائیں جہاں ان کے لئے لانچ تیار ہو گی تو میں نے ایک پلاننگ کی۔ میں کلارک کے آدمی کے آنے کا انتظار کرنے لگا اور پھر جیسے ہی اس کا آدمی آیا وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو لے کر نکل گیا۔ اس بار عمران نے میک اپ کر لیا تھا لیکن چونکہ ہم کلارک کے ساتھی کارلی کو پہچان چکے تھے کیونکہ یہ پہلے سپر سروس میں کام کر چکا ہے اس لئے میرے کہنے پر میرا ساتھی ٹیلر جان بوجھ کر ان کے قریب جا کر ان کا تعاقب کرنے لگا تاکہ انہیں تعاقب کا اندازہ ہو جائے اور چیف میں عمران کی عادت جانتا ہوں۔ وہ اپنا تعاقب جھٹک کر نکل جانے کی بجائے تعاقب کرنے والوں کو ضرور پکڑنے کی کوشش کرتا ہے۔ سٹی ہولنگو میں ایک پہاڑی راستہ ہے جو عموماً ویران رہتا ہے اور اس طرف پہاڑی کھائیاں بھی موجود ہیں۔ میں نے وہاں اپنے مسلح آدمیوں کو پہنچا دیا تاکہ عمران اور اس کے ساتھی اگر کار لے کر اس طرف آئیں تو وہ میزائلوں سے ان کی کار اُڑا دیں۔ میرا اندازہ درست ثابت ہوا۔ تعاقب کا پتہ لگتے ہی عمران نے کار اس ویران راستے کی طرف موڑ لی اور پھر میری توقع کے عین مطابق اس نے ٹیلر کو پکڑ لیا۔ اس کے بعد اس نے ٹیلر کی کار لی اور اسے لے کر ایک طرف روانہ ہو گیا۔ پہاڑی کے پیچھے میرے آدمی موجود تھے تاکہ وہ کارلی کی کار کو نشانہ بنا سکیں لیکن پھر جو کچھ ہوا وہ میری توقع کے خلاف تھا۔ اوور''...... دوسری طرف سے کارڈون نے کہا تو

اس کے آخری الفاظ سن کر سائرل بری طرح سے چونک پڑا۔

''توقع کے خلاف۔ کیا مطلب۔ کیا ہوا تمہاری توقع کے خلاف۔ اوور''...... سائرل نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''عمران نے نہایت چالاکی سے کام لیتے ہوئے ٹیلر کو کار کو ایک کھائی میں پھینک دیا اور اس کے کہنے پر اس کے ساتھی کار پہاڑی کے پیچھے دوسری طرف لے گئے تھے۔ عمران پہاڑی چڑھ کر دوسری طرف گیا اور پھر وہ اس کار میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ جبکہ میرے ساتھی یہ سمجھے کہ عمران کی کار حادثے میں تباہ ہو گئی ہے اور وہ سب اس حادثے میں ہلاک ہو گئے ہیں ۔ اوور''...... کارڈون نے باقی تفصیل بتائی تو سائرل کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''تو تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کرنے میں ناکام رہے ہو نانسنس۔ اوور''...... سائرل نے بری طرح سے چنگھاڑتے ہوئے کہا۔

''سوری چیف۔ اوور''...... کارڈون نے دبے دبے سے لہجے میں کہا۔

''وہاٹ سوری نانسنس۔ تم سے ایک چھوٹا سا کام نہیں ہو سکا ہے اور تم خواہ مخواہ اپنی طاقت اور ذہانت کے ڈھنڈورے پیٹتے رہتے ہو۔ نانسنس''...... سائرل نے بری طرح سے دھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہوتا جا رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل

رہا ہو اور وہ اس کارڈون کے اپنے ہاتھوں سے ٹکڑے اُڑا کر رکھ دے۔

''میں نے کوشش کی تھی چیف لیکن۔ اوور''...... کارڈون نے اسی طرح دبے دبے لہجے میں کہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ تم اور تمہاری کوشش بھاڑ میں گئی۔ بند کرو ٹرانسمیٹر۔ مجھے تمہاری منحوس آواز نہیں سننی۔ نانسنس۔ اوور اینڈ آل''...... سائرل نے بری طرح سے چنگھاڑتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

''ہونہہ۔ خود کو بہت بڑی توپ سمجھتا تھا نانسنس۔ کہتا تھا ہر کام چٹکی بجا کر پورا کر لینے کی خاصیت رکھتا ہے اور گنتی کے چند افراد کو ہلاک نہیں کر سکا۔ نانسنس''...... سائرل نے ٹرانسمیٹر میز پر پٹختے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ وہ کچھ دیر غصے سے اسی طرح بل کھاتا رہا پھر اس کا چہرہ آہستہ آہستہ نارمل ہونا شروع ہو گیا۔

''ہونہہ۔ اب یہ عمران اور اس کے ساتھی یقیناً کارٹم جزیرے پر جائیں گے ٹھیک ہے اب کارٹم میں ہی ان کی قبر بنے گی۔ دیکھتا ہوں وہ کیسے بچتے ہیں''...... سائرل نے غراتے ہوئے کہا اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر تیزی سے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

''لیس۔ اینڈریو اٹنڈنگ۔ اوور''...... چند لمحوں بعد اینڈریو کی آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

''سائرل کالنگ۔ اوور''...... سائرل نے تیز لہجے میں کہا۔

''لیس چیف۔ اوور''...... اینڈریو نے مؤدبانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سنو اینڈریو۔ عمران اور اس کے ساتھی کارڈون کو دھوکہ دے کر جزیرہ کارٹم پہنچ رہے ہیں وہ ایک لانچ کے ذریعے آ رہے ہیں۔ عمران کے ساتھ ایک عورت اور تین مرد ہیں۔ اور جہاں تک میرا اندازہ ہے فارن ایجنٹ کلارک کا ایک خاص ایکریمین ساتھی کارلی بھی ان کے ساتھ ہے۔ تم نے انہیں فوری طور پر کور کرنا ہے۔ اوور''...... سائرل نے تیز لہجے میں کہا۔

''کارلی۔ کیا یہ وہی آدمی ہے جو اس سے قبل سپر سروس میں کام کرتا رہا ہے۔ اوور''...... اینڈریو نے پوچھا۔

''ہاں۔ وہی ہے۔ اوور''...... سائرل نے جواب دیا۔

''اوہ۔ یہ کاری لازماً کارٹم پہنچ کر مراٹے کی خدمات حاصل کرے گا۔ مراٹے اس کا بڑا گہرا دوست ہے اور وہ جزیروں کا سانپ یا آئی لینڈ سنیک بھی کہلاتا ہے جسے عام طور پر آئی سنیک کہا جاتا ہے۔ اوور''...... اینڈریو نے کہا۔

''مراٹے۔ کون مراٹے۔ تم کس مراٹے کی بات کر رہے ہو۔ کیا وہ آئی سنیک جس کا تعلق صامالیہ کے پائریٹ گروپ سے بھی ہے۔ اوور''...... سائرل نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''لیس چیف۔ وہی مراٹے۔ آپ بے فکر رہیں۔ اب وہ کسی

صورت بھی کارٹم پہنچ کر دوسرا سانس نہ لے سکیں گے۔ اوور“...... اینڈریو نے کہا۔

”تمہیں انتہائی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ یہ لوگ بے حد خطرناک اور حد سے زیادہ چالاک ہیں۔ اوور“...... سائرل نے کہا۔

”آپ بالکل بے فکر رہیں چیف۔ میں جلد ہی آپ کو وکٹری کی خبر دوں گا۔ اوور“...... اینڈریو کے لہجے میں بے پناہ اعتماد تھا۔

”او کے۔ اوور اینڈ آل“...... سائرل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اب مجھے یقین ہے کہ یہ اینڈریو، کارڈون جیسی کوئی حماقت نہ کرے گا اور یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ضرور ہلاک کرنے میں کامیاب ہو جائے گا“...... سائرل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر تیزی سے چند نمبر پریس کر دیئے۔

”یس“...... رابطہ ملتے ہی مشینی آواز سنائی دی۔

”سائرل بول رہا ہوں۔ ڈی سیکشن کے انچارج میگراتھ سے بات کراؤ“...... سائرل نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تقریباً پانچ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سائرل نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”ڈی سیکشن کا انچارج میگراتھ لائن پر ہے“...... مشینی آواز آئی اور پھر ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی۔

”سائرل بول رہا ہوں“...... سائرل نے کرخت لہجے میں کہا۔

”میگراتھ بول رہا ہوں چیف“...... دوسری طرف سے میگراتھ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”اس لڑکی کا کیا ہوا ہے۔ کیا ولسن اسے تمہارے پاس حفاظت سے لے کر پہنچ گیا ہے“...... سائرل نے پوچھا۔

”یس چیف۔ ولسن اسے بحفاظت میرے پاس لے آیا تھا اور میں نے آپ کی ہدایات کے مطابق اسے ون ون پوائنٹ میں منتقل کر دیا ہے اور اب وہ وہیں موجود ہے“...... میگراتھ نے جواب دیا۔

”اس کی دماغی پوزیشن کیا ہے۔ کیا اس کا دماغ اسکین کر کے فوری طور پر فارمولا ریکور کیا جا سکتا ہے“...... سائرل نے پوچھا۔

”نو چیف۔ ابھی اس کی دماغی پوزیشن ٹھیک نہیں ہے۔ اسے مسلسل بے ہوشی کی حالت میں یہاں لایا گیا ہے اور اسے راستے میں لیکوئڈ غذائیں دی گئی ہیں جس سے وہ جسمانی طور پر بھی کمزور ہو گئی ہے۔ ایسی حالت میں اگر اس کا مائنڈ اسکین کرنے کی کوشش کی گئی تو اس کے دماغ کی نسیں پھٹنے کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ جب تک وہ جسمانی اور دماغی طور پر نارمل نہیں ہو جاتی ہم اس کا مائنڈ اسکین کرنے کا رسک نہیں لے سکتے ہیں“...... دوسری طرف سے میگراتھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کب تک ہو جائے گی وہ نارمل“...... سائرل نے ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔

''اسے پوری طرح سے نارمل ہونے میں ایک ہفتہ تو لگ ہی جائے گا چیف''...... میگراتھ نے کہا۔

''اوہ۔ ایک ہفتہ تو بہت زیادہ ہے''...... سائرل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''مجبوری ہے چیف۔ فارمولے کے حصول کے لئے اب یہی ایک لڑکی ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ بھی ضائع ہو جائے۔ ایسا ہوا تو آپ کو فارمولے سے بھی ہاتھ دھونے پڑ سکتے ہیں''...... میگراتھ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اس لڑکی کی حفاظت کے لئے ون ون پوائنٹ پر منتقل ہو جاؤ۔ اطلاع ملی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس لڑکی کو چھڑانے کے لئے جزیرہ کارٹم پہنچ رہے ہیں۔ ان کے خلاف سپر فورس اور دوسرے گروپس کو حرکت میں لا کر میں خود ہینڈل کر رہا ہوں۔ جب تک عمران اور اس کے ساتھی ہمارا شکار نہیں بن جاتے اس وقت تک تم لڑکی کے ساتھ ون ون پوائنٹ پر رہو گے اور نہ کسی سے ملو گے اور نہ ہی کسی سے رابطہ کرو گے۔ سمجھ گئے میرے بات''...... سائرل نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل کی جائے گی''...... میگراتھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اور سنو۔ ون ون پوائنٹ پر منتقل ہونے سے پہلے اس ولسن کا

خاتمہ کرا دو تاکہ وہ کسی بھی صورت میں عمران کے ہاتھ نہ لگ سکے۔ اسے ہلاک کرا کر اس کی لاش برقی بھٹی میں جلا کر بھسم کرا دینا اور ضرورت کے وقت میں خود ہی تم سے مشینی رابطہ کروں گا۔ سوائے میرے مشینی رابطہ کرنے کے تم نہ کسی کی کوئی کال اٹنڈ کرو گے اور نہ ہی خود کسی سے رابطہ کرو گے''...... سائرل نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس چیف''...... میگراتھ نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا تو سائرل نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

ہولنگوسٹی کے ایک اپارٹمنٹ کے خوبصورت اور بہترین طرز پر سجے ہوئے کمرے میں آرام کرسی پر بھورے بالوں اور تیکھے نقوش والی ایک خوبصورت لڑکی بیٹھی تھی۔ اس کے ہاتھ میں ایک رسالہ تھا اور وہ بڑے اطمینان سے رسالے میں موجود تصویریں دیکھنے میں مصروف تھی کہ کال بیل بج اٹھی تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

''کون آ گیا اس وقت''...... لڑکی نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔ اس نے رسالہ ایک طرف رکھا اور پھر وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

''کون ہے''...... لڑکی نے دروازے کے قریب پہنچ کر اونچی آواز میں پوچھا۔

''مراٹے ہوں، کیتھی''...... باہر سے ایک مردانہ آواز سنائی دی تو لڑکی جس کا نام کیتھی تھا، کا چہرہ یکلخت کھل اٹھا اور اس کی

آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی۔ اس نے فوراً لاک ہٹا کر دروازہ کھولا تو باہر ایک خوبصورت اور انتہائی صحت مند نوجوان کھڑا تھا۔

''تم اس طرح اچانک''...... کیتھی نے نوجوان کو دیکھ کر انتہائی مسرت اور حیرت بھرے لہجے میں کہا جیسے وہ واقعی اس نوجوان کی غیر متوقع آمد پر خوش ہونے کے ساتھ ساتھ حیران بھی ہو رہی ہو۔

''ہاں۔ کیوں میں نہیں آ سکتا''...... نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں نہیں آ سکتے۔ میں تو ہمیشہ تمہارا انتظار ہی کرتی رہ جاتی ہوں۔ تم کال کر کے کئی بار آنے کا کہہ چکے ہو۔ اور میں تمہارے لئے اس فلیٹ کو سجاتی ہوں۔ طرح طرح کے لوازمات تیار کرتی ہوں لیکن عین وقت پر تمہیں کوئی نہ کوئی کام آن پڑتا ہے اور تمہاری آمد مؤخر ہو جاتی ہے اور میں اپنا سا منہ لے کر رہ جاتی ہوں اور آج نہ تم سے میری فون پر بات ہوئی اور نہ تم نے آنے کا بتایا اور سیدھے میرے دروازے پر پہنچ گئے''...... کیتھی نے رکے بغیر تیز تیز بولتے ہوئے کہا تو نوجوان بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''ارے ارے۔ اتنی تیز رفتاری سے بول رہی ہو۔ اتنی تیز تو نان اسٹاپ ٹرین بھی نہیں چلتی''...... نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا تو کیتھی بھی بے اختیار ہنس پڑی۔

''میں واقعی تمہیں دیکھ کر حیران ہو رہی ہوں مراٹے اور مجھے ابھی تک اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا ہے کہ تم میرے سامنے

کھڑے ہو۔آؤ اندر آ جاؤ“......کیتھی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو مراٹے بھی ہنستے ہوئے اندر آ گیا۔کیتھی نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور پھر وہ دونوں چلتے ہوئے سٹنگ روم میں آ گئے۔ سٹنگ روم نہایت خوبصورت فرنیچر سے آراستہ تھا اور وہاں کی سجاوٹ کیتھی کی ہنرمندی اور نفاست کا منہ بولتا ثبوت تھا۔

”اپنے گھر کی سجاوٹ اور خوبصورتی میں تم اپنی مثال آپ ہو“۔ مراٹے نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیتھی ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”کیا لاؤں تمہارے لئے“......کیتھی نے اس کی جانب بڑی محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”جو چاہے لے آؤ“......مراٹے نے کہا تو کیتھی ایک بار پھر ہنس پڑی۔ اور پھروہ مڑی اور تیز تیز چلتی ہوئی کچن کی سائیڈ پر بنے ہوئے ایک ریک کی طرف چلی گئی جہاں بے شمار شراب کی بوتلیں اور گلاس ایک خاص ترتیب سے رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک بڑی بوتل اور دو گلاس اٹھائے اور انہیں لے کر واپس آ گئی۔ اس نے بوتل اور گلاس مراٹے کے سامنے رکھ دیئے۔

”یہ لو یہ تمہاری پسندیدہ شراب ۔ میں اس برانڈ علاوہ دوسرے کسی برانڈ کی شراب نہیں لاتی ہوں“......کیتھی نے کہا تو مراٹے مسکرا دیا۔ اس نے گلاس اٹھانے کی بجائے بوتل اٹھائی اور اس کا کارک نما ڈھکن منہ میں لے کر زوردار جھٹکے سے کھولا اور منہ میں آنے والا ڈھکن زور سے ایک طرف اچھال دیا۔

”اگر تم میری پسند کی شراب کے بارے میں جانتی ہو تو پھر تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ میں اپنا پسندیدہ فلیور گلاس سے نہیں بوتل سے ہی پیتا ہوں۔ تم اپنے لئے دوسری بوتل لے آؤ“...... مراٹے نے کہا اور پھر اس نے بوتل منہ سے لگائی اور شراب پینا شروع ہو گیا۔کیتھی ہنستی ہوئی دوبارہ ریک کی طرف گئی اور وہاں سے ایک اور بوتل اٹھا کر لے آئی اور اس نے وہ بوتل بھی لا کر مراٹے کے سامنے رکھ دی۔ مراٹے نے منہ سے اس وقت بوتل ہٹائی جب شراب کا ایک ایک قطرہ اس کے حلق میں نہ اتر گیا اور بوتل پوری خالی نہ ہو گئی۔ بوتل خالی کر کے اس نے سامنے میز پر رکھ دی اور پھر سامنے بیٹھی ہوئی کیتھی کی طرف دیکھنے لگا۔ ایک ہی بوتل پی کر اس کی آنکھوں میں سرخی ابھر آئی تھی۔

”دوسری بوتل بھی حاضر ہے“......کیتھی نے دوسری بوتل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں ایک ہی بوتل پیتا ہوں۔ دوسری بوتل پینے کی صورت میں مجھے اگلے ہی دن یہاں سے اٹھ کر جانا پڑے گا“۔ مراٹے نے کہا۔

”یہی تو میں چاہتی ہوں“......کیتھی نے اس کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا۔کیا مطلب۔کیا کہا تم نے“...... مراٹے نے چونک کر کہا جیسے اس نے کیتھی کی بات سنی ہی نہ ہو۔

"کچھ نہیں۔ یہ بتاؤ آج تمہاری اچانک آمد کیسے ہوگئی"۔ کیتھی نے کہا۔

"کیا تم جانتی ہو کہ کارلی جزیرہ کارٹم پہنچ رہا ہے"...... مراٹے نے مسکراتے ہوئے لڑکی سے کہا۔

"کارلی۔ کیا مطلب"...... اس کی بات سن کر لڑکی نے بڑی طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"وہی کارلی۔ جو تمہیں دیکھ کر پاگل ہو جاتا ہے"...... نوجوان نے ہنستے ہوئے کہا تو کیتھی نے اس بار ہنسنے کی بجائے منہ بنا لیا

"ہونہہ۔ وہ احمق ہے۔تم جانتے ہو مراٹے کہ میں صرف تمہیں پسند کرتی ہوں اسے نہیں لیکن اس کے باوجود وہ مجھے جہاں دیکھ لیتا ہے احمقوں کی طرح بلکہ دھوپ میں بٹھائے ہوئے الوؤں کی طرح گھورنا شروع کر دیتا ہے"...... کیتھی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"شاید اسی لئے وہ کہتا پھرتا ہے کہ مراٹے کے حسن نے کیتھی کے دل و دماغ پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ اس کی دیوانی ہو گئی ہے اور وہ اس کے سوا کسی کو دیکھنا پسند نہیں کرتی"...... مراٹے نے قہقہہ لگا کر ہنستے ہوئے کہا اور اس کی بات پر کیتھی بھی بڑے مترنم انداز میں کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"جب وہ یہ سب جانتا ہے تو پھر اس کے یہاں آنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے"...... کیتھی نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"مجھے بس یہ پتہ چلا ہے کہ وہ تم سے ہی ملنے آ رہا ہے شاید

اس کا تم سے ملنے کے لئے اچانک دل بے چین و بے قرار سا ہو گیا ہے"...... مراٹے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ سب فضول بکواس ہے۔ شاید تم مجھے ستانے کے لئے یہ سب کہہ رہے ہو۔ کارلی کو تو کیا سب کو اس بات کا علم ہے کہ میں ایک بار جس کی ہو جاتی ہوں اس کے سوا کسی دوسرے کے بارے میں سوچتی بھی نہیں اور ہمیشہ اسی کی وفادار رہتی ہوں۔ بے وفائی کا خون میری رگوں میں شامل نہیں ہے"...... کیتھی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر اسے یقیناً اس بات کا غصہ ہوگا کہ تم نے اسے چھوڑ کر مجھے ہی اپنے لئے کیوں چن لیا ہے"...... مراٹے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"یہ تو میری اپنی مرضی ہے اس پر کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے"...... کیتھی نے اٹھلاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ایک اور بات بتا دوں کہ اس بار وہ اکیلا نہیں آیا ہے اس کے ساتھ اس کے چند ساتھی بھی ہیں جو اس سے زیادہ خطرناک اور وحشی ہیں اور میری اطلاع یہی ہے کہ وہ ان آدمیوں کو یہاں اس لئے لایا ہے کہ وہ تمہیں یہاں سے زبردستی اغوا کر کے اپنے ساتھ لے جا سکے"...... مراٹے نے کہا اور کیتھی نے اس طرح منہ بنا لیا جیسے کونین کی کڑوی گولی کے حلق میں اتر گئی ہو۔

"میں اس کی بوٹیاں نوچ لوں گی۔ اس کی یہ جرأت کہ وہ مجھے

اغوا کر سکے۔ میں اسے اور اس کے ساتھیوں کو گولیاں مار دوں گی ان سب کے ٹکڑے اُڑا دوں گی۔ وہ خود کو سمجھتا کیا ہے‘‘...... کیتھی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

’’ارے ارے۔ پھر تو تم خونخوار حسینہ بن جاؤ گی اور خونخوار حسینہ کا نام سن کر میرے بھی پسینے چھوٹ جائیں گے اور سنو میں مذاق کر رہا ہوں۔ مراٹے کے ساتھ اس کے مہمان ہیں اور وہ ان مہمانوں کو تم سے ملانے کے لئے لا رہا ہے اور بس‘‘...... مراٹے نے کہا۔

’’مہمان۔ کیا مطلب۔ اب یہ مہمانوں کا کیا چکر چل گیا ہے‘‘...... کیتھی نے چونک کر پوچھا۔

’’میں نہیں جانتا‘‘...... مراٹے نے کہا۔

’’پھر تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا ہے‘‘...... کیتھی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

’’مجھے اس کا فون آیا تھا اور اس نے خود بتایا تھا کہ وہ اپنے چند مہمانوں کے ساتھ آ رہا ہے‘‘...... مراٹے نے کہا۔

’’تو کیا وہ واقعی مجھ سے ہی ملنے کے لئے آ رہا ہے‘‘...... کیتھی نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’تم سے نہیں مجھ سے‘‘...... مراٹے نے کہا تو کیتھی ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

’’تو اتنی دیر سے تم مجھے احمق بنا رہے تھے کہ وہ میرے لئے آ

رہا ہے‘‘...... کیتھی نے اسے گھورتے ہوئے کہا تو مراٹے بے اختیار ہنس پڑا۔ اسی لمحے کال بیل بج اٹھی تو کیتھی چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

’’کیا۔ کیا مطلب۔ اب کون آ گیا‘‘...... کیتھی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’یہ کارلی اور اس کے ساتھی ہوں گے۔ میں نے انہیں یہاں ہی بلایا تھا‘‘...... مراٹے نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیتھی بے اختیار اچھل پڑی۔

’’یہاں بلایا تھا۔ تم نے کارلی کو یہاں میرے گھر بلایا تھا۔ کیوں‘‘...... کیتھی نے حیرت اور قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’اس نے مجھ سے ملنا تھا اور میں اتفاق سے تمہاری طرف ہی آ رہا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے بھی مل لوں گا اور کارلی اور اس کے ساتھ آنے والے مہمانوں سے بھی۔ اس کے لئے مجھے دو الگ الگ جگہوں پر بھی نہ جانا پڑے گا‘‘...... مراٹے نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیتھی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

’’تو تم میرے گھر کو پبلک ڈیلنگ پوائنٹ بناؤ گے اب‘‘۔ کیتھی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’اوہ نہیں۔ بس رسمی سی ملاقات ہو گی۔ چند باتیں ہوں گی اور پھر وہ چلے جائیں گے۔ اس کے بعد میں شام تک تمہارے ہی پاس رکوں گا‘‘...... مراٹے نے کہا تو کیتھی کی آنکھوں میں ایک بار

پھر چمک آ گئی۔

''پکا وعدہ کہ تم شام تک میرے پاس ہی رہو گے''۔ کیتھی نے کہا۔

''مراٹے جو کہہ دیتا ہے وہ وعدہ ہی ہوتا ہے یہ بات تم بخوبی جانتی ہو''...... مراٹے نے کہا۔

''ویری گڈ۔ اب سمجھو تمہارے مہمان میرے مہمان ہیں اور مجھے ان کی مہمان نوازی کر کے خوشی بھی ہو گی''...... کیتھی نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز چلتی ہوئی ایک بار پھر دروازے کی طرف چلی گئی۔ جب وہ واپس آئی تو اس کے ساتھ چار مرد اور ایک حسین عورت تھی۔

''کارلی۔ آؤ آؤ۔ ہمیں تمہارا ہی انتظار تھا''...... انہیں دیکھ کر مراٹے نے چونک کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ ان میں سے ایک نوجوان بے حد تھکا تھکا سا لگ رہا تھا اور اس کی آنکھیں سوئی سوئی سی دکھائی دے رہی تھیں اور چہرے سے ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ گہری نیند سے ابھی بیدار ہوا ہو۔ کیتھی اور مراٹے اس کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

''پرنس۔ ہم مسٹر مراٹے کے پاس پہنچ گئے ہیں''...... کارلی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پہنچ گئے ہیں۔ واہ۔ مجھے بھی بڑی بھوک لگی ہوئی تھی۔ کہاں ہیں۔ لیکن قیمہ بھرا ہونا چاہئے۔ پراٹھے میں''...... اس آدمی نے بڑبڑا کر آنکھیں کھولتے ہوئے بڑے احمقانہ انداز میں کہا۔ اور پھر

یوں ادھر ادھر دیکھنے لگا جیسے کسی کو تلاش کر رہا ہو۔

''پراٹھے نہیں مراٹے۔ مسٹر مراٹے''...... کارلی نے کہا۔

''اوہ اچھا اچھا۔ یعنی راگ الاپنے والا۔ بہت خوب۔ تو یہاں بھی راگ الاپنے والے یعنی مراٹے موجود ہوتے ہیں۔ کون سا راگ سنائیں گے ملہار یا پھر کوئی اور''...... اس آدمی نے بوکھلا کر اٹھتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔ یو نانسنس۔ کیا تمہیں بات کرنے کی تمیز نہیں ہے''...... عمران کی بات سن کر مراٹے نے غصیلے لہجے میں کہا۔ کارلی اس طرح ہونٹ کاٹ رہا تھا جیسے اس کی سمجھ میں نہ آ رہا ہو کہ وہ اب کیا کرے۔

''مسٹر مراٹے۔ اطمینان سے بیٹھ جائیں۔ زیادہ غصہ دکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہاری بے شمار شپس، لانچیں اور موٹر بوٹس ہیں جن میں تم یہاں منشیات کے ساتھ ساتھ ممنوعہ اسلحے کی بھی اسمگلنگ کرتے ہیں۔ لیکن تم کارلی کے دوست ہو اس لئے تم فکر نہ کرو۔ میں تمہارے معاملات میں کوئی مداخلت نہیں کروں گا۔ ورنہ تم جانتے ہو کہ اگر میں نارکوٹک سپیشل ایجنسی کے چیف اسٹالنگ کو ایک کال کر دوں تو تم دوسرے روز سڑکوں پر بھیک مانگتے نظر آؤ گے''...... عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو مراٹے کا چہرہ یکلخت بدل گیا وہ اس طرح عمران کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے اچانک اس کی بینائی چلی گئی ہو۔ کیتھی اور

کارلی بھی انتہائی حیرت زدہ نظر آنے لگے تھے اور وہ بھی عمران کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کک۔ کک کون ہو تم''۔ مراٹے نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''صرف کارلی کا دوست ہوں اور بس''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مراٹے اس طرح کرسی پر بیٹھ گیا جیسے اس کے جسم سے روح نکل چکی ہو۔

''تت۔ تت۔ تمہیں کس نے کہا ہے کہ میں یہ کام کرتا ہوں کیا کارلی نے کہا ہے''...... مراٹے کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔

''کارلی بچارے کو تو بہت سی باتوں کا علم ہی نہیں ہے۔ تم اس بات کو چھوڑو۔ صرف اتنا بتاؤ کہ تمہارا کوئی مال بردار شپ، لانچ یا پھر موٹر بوٹ جزیرہ کارٹم کب جائے گی''...... عمران نے پوچھا۔

''جزیرہ کارٹم۔ کک۔ کک کیوں۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو''۔ مراٹے نے چونک کر پوچھا۔

''جو بات میں نے پوچھی ہے۔ اس کا جواب دو۔ دیکھو اگر تم یہ سوچ رہے ہو کہ مجھے کوئی ڈاج دے دو گے تو اس بات کو ذہن سے نکال دو۔ میرا واقعی تمہارے بزنس سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی مجھے تمہارے کسی بھی معاملے سے کوئی تعلق رکھنا ہے۔ میں بس اپنے ساتھیوں سمیت اس جزیرے پر جانا چاہتا ہوں۔ اب تم مجھے اور میرے ساتھیوں کو وہاں کیسے پہنچا سکتے ہو یہ سوچنا تمہارا کام

ہے۔ تم مجھے وہاں پہنچا دو تو تمہارا کام ختم''...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

''سوری نہ میں منشیات اور اسلحے کا دھندہ کرتا ہوں اور نہ ہی میرے پاس ایسا کوئی پرمٹ ہے کہ میں جزیرہ موٹری جا سکوں۔ میں یہاں اردگرد کے تمام جزیروں پر جا سکتا ہوں لیکن میرا جزیرہ کارٹم جانے پر پابندی ہے اور مجھے تمہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ مجھ پر جزیرہ کارٹم جانے پر پابندی کیوں عائد ہے اور اب بس میرے پاس تم لوگوں کو دینے کے لئے مزید وقت نہیں ہے۔ کارلی تم ان سب کو لے کر یہاں سے جا سکتے ہو ابھی اور اسی وقت۔ جاؤ فوراً چلے جاؤ یہاں سے''...... یکلخت مراٹے نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ایک طرف پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کیتھی نے چونک کر ایک بار ٹیلی فون کی طرف دیکھا اور پھر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کیتھی نے کرخت لہجے میں کہا۔

''مراٹے سے بات کراؤ''...... دوسری طرف سے انتہائی سرد اور کرخت آواز سنائی دی۔

''تم کون ہو''...... کیتھی نے بھی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا تعلق سپیشل برانچ سے ہے۔ میں نے تمہاری رہائش گاہ کو مسلح افراد کے ساتھ گھیر رکھا ہے۔ جلدی بات کراؤ ورنہ اس رہائش گاہ کو میں بموں اور میزائلوں سے اڑا دوں گا''...... دوسری طرف

سے دھاڑتے ہوئے کہا گیا تو کیتھی بوکھلا گئی۔

"تمہارے لئے فون ہے"...... کیتھی نے رسیور کان سے ہٹا کر مراٹے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"میرے لئے۔ کیا مطلب"...... مراٹے نے چونک کر کہا اور اس سے رسیور لے کر کان سے لگا لیا۔

"مراٹے بول رہا ہوں"...... مراٹے نے کرخت لہجے میں کہا۔

"سنو۔ مراٹے۔ میں اینڈریو بول رہا ہوں۔ اینڈریو جسے تم یقیناً بلیو ڈریگن کے نام سے جانتے ہو"...... دوسری طرف سے ایک انتہائی کرخت آواز سنائی دی اور مراٹے کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں لیکن......" مراٹے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو مراٹے۔ میں چاہتا تو اس عمارت کو بموں سے اڑا دیتا جس میں تم اس وقت میرے دشمنوں کے ساتھ موجود ہو۔ ان دشمنوں کے ساتھ جنہیں تمہارا دوست کارلی لے کر آیا ہے کیونکہ میں نے اور تم نے یہیں رہنا ہے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ تم دریا میں رہ کر مگرمچھ سے بیر لینے کی کوشش نہیں کرو گے۔ میں نے تمہیں فون اس لئے کیا ہے کہ تم فوراً میرے دشمنوں کو اس عمارت سے باہر نکال دو اور سن لو۔ اگر تم نے پانچ منٹ کے اندر ایسا نہ کیا تو یہ پوری عمارت تنکوں کی طرح فضا میں بکھر جائے گی۔ صرف

پانچ منٹ کی مہلت دے رہا ہوں اور اسے میری طرف سے انعام سمجھنا۔ گڈ بائی"...... دوسری طرف سے اتنے زور سے چیختے ہوئے کہا گیا کہ رسیور سے نکلنے والی آواز سارے کمرے میں بخوبی سنائی دے رہی تھی۔ مراٹے کی حالت کال سن کر انتہائی عجیب نظر آنے لگی۔

"تنویر، کیپٹن شکیل، صفدر ہری اپ"...... عمران نے یکلخت اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل، تنویر اور صفدر سے کہا اور وہ تینوں اٹھ کر دوڑتے ہوئے بجلی کی سی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ مجھے بتاؤ کارلی یہ کیا ہو رہا ہے"...... مراٹے نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم اطمینان سے بیٹھ جاؤ۔ کچھ نہیں ہو گا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحے بھی نہ گزرے تھے کہ صفدر اور تنویر واپس اندر داخل ہوئے تو ان کے کاندھوں پر دو آدمی بے ہوشی کے عالم میں لدے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان دونوں کو نیچے فرش پر پٹخ دیا۔

"کیپٹن شکیل کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ باہر کی نگرانی کر رہا ہے"...... صفدر نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ان کی تلاشی لو۔ کیا ان میں سے کسی کے پاس سیٹلائٹ سیل فون یا ٹرانسمیٹر موجود ہے"...... عمران نے اسی طرح مطمئن لہجے

میں کہا تو تنویر اور صفدر دونوں نے جھک کر ان بے ہوش افراد کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ ان کے سروں پر خاصے گہرے زخم نظر آ رہے تھے۔ جن میں سے خون رس رہا تھا۔

''ان کے پاس اسلحے کے سوا کچھ نہیں ہے''...... صفدر اور تنویر نے ان دونوں کی تلاشی لے کر ان کی جیبوں سے مشین پسٹل اور مخصوص ساخت کے بم نکالتے ہوئے کہا۔

''یہ کون لوگ ہیں''...... مراٹے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ظاہر ہے اسی بلیو ڈریگن اینڈریو کے آدمی ہوں گے۔ جس نے تم سے فون پر بات کی تھی''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ لیکن......'' مراٹے کے منہ سے نکلا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

''تمہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے مراٹے۔ تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ یہ اینڈریو ہے کون''...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''یہ یہاں کا انتہائی معروف غنڈہ ہے۔ پورے ہولنگو سٹی میں اس کی دہشت چھائی ہوئی ہے۔ یہ بلیو ڈریگن کلب کا مالک ہے۔ لیکن آج سے پہلے میرا اس سے کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا۔ میں نے صرف اس کا نام سنا ہوا ہے۔ لیکن یہ سب چکر کیا ہے۔ تم نے ان لوگوں کو کہاں چیک کیا اور کیسے اتنی آسانی سے یہ تمہارے قابو میں

آ گئے''...... مراٹے نے کہا۔ اس کا لہجہ اب پوری طرح بدل چکا تھا۔

''ہم لوگ ہوٹل سے نکلے تو میں نے ایک سیاہ کار کو اپنے پیچھے دیکھا تھا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہمیں تمہاری طرف آتے چیک کر لیا ہو اور اب یہ صرف اتنا چاہتا ہو کہ ہمیں یہاں مراٹے کا تعاون حاصل نہ ہو سکے۔ یہاں سے نکلنے کے بعد اس کے آدمی ہمارا تعاقب کرتے اور پھر ہم پر باقاعدہ حملہ کیا جاتا کہ مسٹر مراٹے کے ساتھ الجھے بغیر ہمیں پکڑا جا سکے۔ اب یہ مجھے معلوم نہیں کہ بلیو ڈریگن کیوں مسٹر مراٹے سے براہ راست تصادم نہیں چاہتا تھا''۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اب صحیح صورتحال میں سمجھ گیا ہوں۔ یہاں کا میئر میرا عزیز ہے اور اینڈریو عرف بلیو ڈریگن جانتا ہے کہ مجھ سے الجھنے کے بعد اس کا یہاں رہنا ناممکن ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ میں اس کا فون ملنے کے بعد لازماً آپ لوگوں کے تعاون سے ہاتھ اٹھا لوں گا۔ کیونکہ میرا بزنس ایسا ہے کہ میں کسی گروپ کے ساتھ مستقل طور پر الجھ نہیں سکتا''...... مراٹے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ شکریہ مراٹے۔ آپ کے اس تعاون کا بے حد شکریہ۔ کارلی۔ آپ اپنے دوست سے گپ شپ کریں اور ہمیں اجازت دیں''...... عمران نے روکھے سے لہجے میں کہا۔

''کک۔ کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ میں نے آپ سے یہ تو نہیں کہا ہے کہ میں آپ کے ساتھ تعاون نہیں کر سکتا''...... مراٹے نے بوکھلا کر کہا۔

''آپ نے تو نہیں کہا لیکن میں ایسا نہیں چاہتا۔ کیونکہ اس وقت اچھا موقع ہے کہ ہم یہاں سے نکل جائیں۔ ہمارے جانے کے دس پندرہ منٹ بعد آپ ان دونوں آدمیوں کو اٹھوا کر کہیں باہر پھینکوا دیں اور اینڈریو کو فون کر کے بتا دیں کہ اس کی کال ملتے ہی آپ نے ہمیں اس عمارت سے باہر نکال دیا تھا اگر وہ رہائش گاہ کی چیکنگ کرانا چاہے تو آپ اسے چیکنگ کرنے دیں۔ ظاہر ہے ہم یہاں موجود نہیں ہوں گے تو وہ آپ کے خلاف کیا کارروائی کر سکے گا''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''پرنس۔ رکیں میری بات سنیں پرنس''...... کارلی نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کچھ کہنا چاہا۔

''شکریہ کارلی۔ تمہارا دوست ہماری مدد نہیں کر سکتا ہے۔ ہماری وجہ سے تم پر بھی مصیبت آ سکتی ہے اس لئے اب تمہیں بھی ہمارے ساتھ رہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کرنا ہو گا ہم خود کر لیں گے۔ سمجھو کہ تمہارا کام ختم۔ گڈ بائی''...... عمران نے دروازے کے قریب پہنچ کر کہا اور تیزی سے باہر آ گیا۔ تنویر، صفدر اور جولیا بھی اس کے پیچھے چل دیئے۔ جولیا اس پورے واقعہ کے دوران بالکل

خاموش بیٹھی رہی تھی۔ عمارت کے گیٹ سے باہر نکل کر عمران تیز تیز قدم اٹھاتا فٹ پاتھ پر چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا اور پھر ذرا آگے جا کر اس نے قریب سے گزرتی ہوئی ایک خالی ٹیکسی کو ہاتھ دے کر روکا۔ اس دوران کیپٹن شکیل بھی ان کے قریب پہنچ گیا اور پھر وہ سب ٹیکسی میں بیٹھ گئے۔

''بلیو ڈریگن کلب''...... عمران نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ بلیو ڈریگن کلب کا نام سن کر عمران کے سب ساتھی بری طرح چونک پڑے کیونکہ وہ سن چکے تھے کہ اینڈریو کا اڈہ بلیو ڈریگن کلب میں ہے اور اس سے بچنے کے لئے وہ مراٹے کی عمارت سے نکلے تھے لیکن اب عمران خود بلیو ڈریگن کلب جا رہا ہے۔ لیکن وہ ٹیکسی ڈرائیور کی وجہ سے خاموش رہے۔

ٹیکسی مختلف سڑکوں سے ہوتی ہوئی ایک عمارت کے گیٹ کے سامنے رک گئی۔ اس عمارت کے اوپر بلیو ڈریگن کلب کا بورڈ لگا ہوا تھا اور اندر پارکنگ میں کئی کاریں کھڑی نظر آ رہی تھیں۔ عمران گیٹ پر ہی اتر گیا اور جو ٹیکسی انہیں چھوڑ کر آگے بڑھ گئی۔

''مجھے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ تم یہ سب کر کیا رہے ہو''...... جولیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیوں کیا ہوا''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''تمہارا اس طرح اچانک بلیو ڈریگن کلب آنے کا مقصد مجھے

سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ کیا یہ جگہ ہمارے لئے خطرناک نہیں ہو گی''...... جولیا کے لہجے میں الجھن تھی۔

''اسی لئے تو میں یہاں آیا ہوں کیونکہ کہا جاتا ہے کہ جو جگہ خطرناک ہو وہی جگہ سب سے زیادہ محفوظ ہوتی ہے۔ اس اینڈریو کو میں جانتا ہوں اور اسے جس طرح ہماری آمد اور مراٹے سے ملنے کا علم تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا براہ راست تعلق سائرل سے ہے اور اب ہمیں اس کا سائرل سے تعلق کا پتہ کرنا ہے''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گیٹ سے اندر داخل ہو گیا۔ اصل عمارت سے کچھ فاصلے پر ایک کیبن بنا ہوا تھا۔ عمران سیدھا اس کیبن کی طرف بڑھا۔ کیبن کے باہر ایک مسلح آدمی کھڑا تھا۔ اس کی نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں اور وہ انہیں شاکی نظروں سے گھور رہا تھا۔

''اینڈریو سے کہو مشی گن کا بوچر مین ملنا چاہتا ہے''...... عمران نے اس مسلح آدمی کے قریب پہنچ کر اس طرح سرگوشیانہ لہجے میں کہا جیسے کوئی بڑی خفیہ بات کر رہا ہو۔

''مشی گن۔ بوچر مین۔ اوہ اوہ۔ باس اوپر دفتر میں ہے۔ دائیں طرف برآمدے کے آخر میں سیڑھیاں ہیں وہ سیدھی باس کے دفتر میں جاتی ہیں''...... اس آدمی نے مشی گن اور بوچر مین کا نام سن کر یکلخت بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا ادھر کو مڑ گیا۔ برآمدے کے اختتام پر واقعی سیڑھیاں موجود تھیں اور

وہاں کوئی مسلح آدمی موجود نہ تھا۔ وہ اطمینان سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر پہنچ گئے۔ سامنے ایک دروازہ تھا۔ جو بند تھا عمران نے آہستہ سے دروازے پر دستک دی۔

''یس''...... اندر سے ایک دھاڑتی ہوئی تیز آواز ابھری اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ کیونکہ یہ وہی آواز تھی جو فون پر سنائی دی تھی اور عمران دروازے کو دھکیل کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ کمرہ دفتر کے سے انداز میں سجا ہوا تھا اور ایک بھاری میز کے پیچھے اونچی پشت والی کرسی پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا اس کے چہرے پر سپاٹ بن تھا۔ وہ حیرت بھرے انداز میں عمران اور پھر اس کے پیچھے اندر داخل ہونے والی جولیا، کیپٹن شکیل، تنویر اور صفدر کو دیکھ رہا تھا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کون ہو تم لوگ''...... اینڈریو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مسٹر اینڈریو ہم وہی لوگ ہیں جن کے متعلق تم نے مراٹے کو حکم دیا تھا کہ وہ ہمیں پانچ منٹ کے اندر رہائش گاہ سے باہر نکال دے ورنہ ہمیں ہلاک کرنے کے لئے تم اس ساری عمارت کو ہی بموں سے اُڑا دو گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اینڈریو یکلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

''کک کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم علی عمران ہو''...... اینڈریو کی آواز حیرت سے پھٹ گئی۔

''تم نے خواہ مخواہ اتنی بھاگ دوڑ کی اینڈریو۔ ہمیں پہلے ہی اطلاع کر دیتے۔ تو ہم مرائٹے کی بجائے سیدھے تمہارے پاس آ جاتے اور تمہارے مہمان بن کر تمہیں مہمان نوازی کا شرف بخش دیتے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ تت۔ تت۔ تم زندہ ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے''...... اینڈریو کی آنکھیں پھلتی چلی گئیں۔

''سنو۔ اپنا ہاتھ میز سے ہٹا لو۔ ورنہ میری تو صرف جیب میں سوراخ ہو گا لیکن تمہارے دل میں سوراخ ہو جائے گا اور تمہیں چیخنے کا بھی موقع نہ ملے گا''...... عمران کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا اور اینڈریو نے بے اختیار میز کی طرف بڑھتا ہوا ہاتھ اٹھا لیا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل، تنویر اور صفدر نے جیبوں سے ریوالور باہر نکال لئے۔

''اوہ اوہ۔ تم یہاں کیوں آئے ہو اور کیا چاہتے ہو''...... اینڈریو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میری بات غور سے سنو اینڈریو۔ مجھے اس بات کا علم ہے کہ تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو۔ اس لئے اگر تم سوچ رہے ہو کہ کوئی چکر چلا لو گے تو اس خیال کو ذہن سے نکال دو اور مجھے تم سے لمبی چوڑی کوئی بات بھی نہیں کرنی۔ اس لئے بہتر ہو گا کہ تم میری چند باتوں کا جواب دے دو۔ میں اور میرے ساتھی تمہیں کوئی نقصان پہنچائے بغیر واپس چلے جائیں گے''...... عمران نے یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

''لیکن تم چاہتے کیا ہو''...... عمران کا سرد لہجہ سن کر اینڈریو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''ادھر صوفے پر آ جاؤ۔ وہاں بیٹھ کر اطمینان سے دوستانہ انداز میں باتیں کرتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کا کوٹ کی جیب میں موجود ہاتھ باہر آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ اینڈریو اٹھا اور میز کی سائیڈ سے نکل کر عمران کے قریب سے گزرنے لگا۔ عمران اس کے قریب آتے ہی یکلخت تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا تو اینڈریو کا جسم جو ذرا سا لہرایا تھا یکلخت جھٹکے کے ساتھ سیدھا ہو گیا اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

''میں نے تمہاری جان بچا لی ہے اینڈریو ورنہ تم نے حملہ کرنے کی جو پلاننگ کی تھی اس کے جواب میں مشین پسٹل کی گولیاں تمہارا دل چھید جاتیں''...... عمران نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ آخر تم چاہتے کیا ہو''...... اینڈریو نے مڑ کر ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا اور اسی لمحے کیپٹن شکیل اور صفدر نے اس کی پشت سے ریوالور لگا دیئے۔

''فی الحال میں بس اتنا چاہتا ہوں کہ تم آرام سے بیٹھ جاؤ اور تم لوگ بھی ذرا پیچھے ہٹ جاؤ۔ اینڈریو احمق نہیں ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک قدم پیچھے ہٹ گئے۔

”تم نے سائرل کے کہنے پر ہمارے خلاف جو پلاننگ کی تھی وہ تو ختم ہو گئی۔ ویسے ایک بات ہے۔ اس قدر احمقانہ پلاننگ کی مجھے تم سے توقع نہ تھی“...... عمران نے کہا۔

”ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ تم سے الٹی سیدھی بات کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ میں تمہیں کلیئر کر دیتا ہوں۔ اصل میں، میں مراٹے سے نہ الجھنا چاہتا تھا۔ میری پلاننگ بے داغ تھی۔ جیسے ہی تم عمارت سے باہر نکلتے تم پر دونوں اطراف سے مشین گنوں کی گولیاں برسنی شروع ہو جاتیں اور تم مارے جاتے“...... اینڈریو نے کہا۔

”میں یہ بات نہیں کر رہا کہ تمہاری کیا پلاننگ تھی میں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تم نے سائرل کو بتایا تھا کہ تم مراٹے سے کیوں ڈرتے ہو۔ کیا اسے معلوم ہے کہ مراٹے منشیات اور اسلحہ کی جو اسمگلنگ کرتا ہے اس میں تم بھی اس کے ساتھ برابر کے حصہ دار ہو جسے پارٹنر شپ کہتے ہیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو اینڈریو یکلخت اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر ایک رنگ سا آ کر گزر گیا۔

”کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ سب تم کیسے جانتے ہو“۔ اینڈریو نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت تاثرات ابھر آئے تھے۔

”سوال نہیں۔ مجھے میری بات کا جواب دو“...... عمران کا لہجہ سرد

ہو گیا۔

”نن نن نہیں۔ سائرل کو اس بات کا علم نہیں ہے۔ وہ منشیات وغیرہ کے سخت خلاف ہے۔ اگر اسے علم ہو جاتا تو مجھے ناقابل تلافی اٹھانا پڑتا“...... اینڈریو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

”اچھا۔ اب آخری بات جزیرہ کارٹم کے گرد موجود حفاظت کے متعلق مجھے تفصیل سے بتا دو“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”تم شاید میری بات پر یقین نہیں کرو گے لیکن یہ سچ ہے کہ اس جزیرے پر کیا ہے اور وہاں حفاظت کے کیا انتظامات ہیں ان کے بارے میں مجھے کچھ بھی معلوم نہیں ہے اور نہ ہی میں آج تک وہاں گیا ہوں“...... اینڈریو نے جواب دیا اور عمران نے اس کے لہجہ سے اندازہ لگا لیا کہ وہ درست کہہ رہا تھا۔

”اگر تم کچھ نہیں جانتے تو پھر تمہاری زندگی میرے لئے بے کار ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں سچ بول رہا ہوں۔ مجھے اس کا واقعی علم نہیں ہے۔ میں سائرل کی ہدایات پر عمل کرتا ہوں اور بس اور اسی نے مجھے جزیرے پر جانے سے سختی سے منع کر رکھا ہے“...... اینڈریو نے جلدی سے جواب دیا۔

”تم یہ تو جانتے ہو کہ جس لڑکی کو پاکیشیا سے اغوا کر کے لایا گیا ہے اسے سائرل کا ولسن نامی ساتھی جزیرہ کارٹم پر لے گیا تھا۔ کیا وہ اب بھی جزیرہ کارٹم میں ہی ہے یا اس جزیرے سے نکل کر

کسی اور جگہ پہنچ چکے ہیں۔ تم اس بات سے انکار نہیں کر سکتے ہو کہ تمہیں اس بات کا بھی علم نہیں ہے کیونکہ تم یہاں سائرل کے خاص نمائندے ہو“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ میں ولسن اور لڑکی کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا ہوں۔ میں تو صرف یہاں سائرل کے دشمنوں کے خلاف کام کرتا ہوں اور بس اور اس کے بدلے میں وہ مجھے لمبی رقم دیتا ہے“۔ اینڈریو نے جواب دیا۔

”سائرل چیف کی مخصوص فریکوئنسی بتاؤ جس پر تم اسے کال کرتے ہو“...... عمران نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”میرے پاس اس کی کوئی فریکوئنسی یا فون نمبر نہیں ہے۔ ضرورت کے وقت وہ خود کال کر کے اور رپورٹ لیتا ہے۔ اس کے لئے مجھے اسے کبھی بھی کال کرنے کی ضرورت نہیں پڑی ہے۔ وہ بے حد محتاط آدمی ہے“...... اینڈریو نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ اس آخری جواب میں تم نے جھوٹ بولا ہے اینڈریو اور جھوٹ مجھے بالکل پسند نہیں ہے“...... اس کی بات سن کر عمران نے یکلخت ہاتھ اٹھا کر مشین پسٹل اس کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

”نہیں نہیں۔ میں سچ کہہ رہا ہوں“...... اینڈریو نے بری طرح گھگیاتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا

عمران نے ٹریگر دبا دیا اور دوسرے لمحے اینڈریو کی کھوپڑی ہزار ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر صوفے کی عقبی جگہ میں بکھر گئی۔

”کیا مطلب۔ تم نے اسے گولی کیوں مار دی ہے۔ اگر یہ جھوٹ بول رہا تھا تو اس سے سچ بھی اگلوایا جا سکتا تھا“...... جولیا نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

”نہیں۔ یہ بے چارہ سچ ہی بول رہا تھا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر تم نے اسے گولی کیوں ماری“...... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سیدھی سی بات ہے۔ اسے زندہ چھوڑنے کا مطلب تھا کہ سائرل کو ہمارے بچ جانے کی رپورٹ مل جاتی۔ اب اسے یہی رپورٹ ملے گی کہ اینڈریو مارا گیا ہے اور بس“...... عمران نے مشین پسٹل واپس جیب میں ڈالتے ہوئے کہا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیوں پر اب بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ شاید اینڈریو کو اپنی دہشت پر اس قدر اعتماد تھا کہ اس نے اپنے دفتر کے سامنے کسی محافظ کو رکھنے کا سوچا تک نہ تھا۔ وہ بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر آ گئے۔ کیبن کے سامنے کھڑا ہوا وہ پہلا مسلح آدمی اب وہاں موجود نہ تھا بلکہ اس کی جگہ اور آدمی کھڑا تھا۔

کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر انہیں جلد ہی ایک خالی ٹیکسی مل گئی اور

عمران نے اسے مارشل کلب چلنے کا کہا اور اطمینان سے ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔ ٹیکسی انتہائی تیز رفتاری سے مختلف سڑکوں پر سفر کرتی ہوئی ایک اور چار منزلہ عمارت کے سامنے جا کر رک گئی۔ عمران نے اسے میٹر کے مطابق کرایہ دیا اور پھر ٹیکسی آگے بڑھ جانے کے بعد وہ اطمینان سے چلتا ہوا عمارت کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا کلب کا ہال خاصا وسیع اور انتہائی شاندار انداز میں سجا تھا۔ عمران سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں ایک نوجوان کسی رجسٹر پر جھکا ہوا کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔ عمران کے قریب پہنچنے پر اس نے آہٹ سن کر سر اٹھایا۔

''یس سر''...... نوجوان نے کاروباری انداز میں کہا۔

''مسٹر بروسن کو اطلاع دو کہ ایک پارٹی بزنس کے سلسلے میں اس سے ملنا چاہتی ہے۔ بگ ڈیل ہے''...... عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ آپ کا نام''...... نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

''میرا نام مائیکل ہے۔ اور میں ولنگٹن سے آیا ہوں''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوکے۔ میں باس سے بات کرتا ہوں''...... نوجوان نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور پھر ایک سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس نے ایک نمبر دبا دیا۔

''جناب میں کاؤنٹر سے ٹام بول رہا ہوں ایک عورت اور چار

مرد آئے ہیں وہ آپ سے کسی بزنس ڈیل کے سلسلے میں ملنا چاہتے ہیں۔ بگ ڈیل ہے اور ان کے لیڈر کا نام مائیکل ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ وہ ولنگٹن سے آیا ہے''...... نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ اوکے سر۔ میں بات کراتا ہوں''...... نوجوان نے کہا اور پھر رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''باس سے بات کر لیں''...... نوجوان نے کہا اور عمران نے رسیور اس کے ہاتھوں سے لے لیا۔

''ہیلو مسٹر بروسن۔ حوالے کے لئے ولنگٹن کا ریڈ ایرو کے نام میرے خیال میں کافی رہے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ ٹھیک ہے۔ حوالہ درست ہے۔ رسیور کاؤنٹر مین کو دے دو''...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور واپس نوجوان کو دے دیا۔

''یس سر۔ اوکے سر''...... نوجوان نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک سائیڈ پر کھڑے ہوئے آدمی کو اشارہ کیا اور وہ آدمی تیزی سے آگے بڑھ آیا۔

''سنو۔ انہیں باس کے دفتر پہنچا آؤ''...... نوجوان نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''آئیں''...... اس آدمی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران اور اس کے ساتھی اس آدمی کے پیچھے چلتے ہوئے ایک

راہداری سے گزر کر ایک دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ اس آدمی نے آگے بڑھ کر دروازے پر دستک دی۔

''یس''...... اندر سے وہی آواز سنائی دی جو عمران نے انٹرکام کے رسیور میں سنی تھی اور اس آدمی نے دروازہ دھکیل کر کھول دیا اور ایک سائیڈ پر ہٹ گیا۔ عمران اندر داخل ہوا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ جس کے آخری سرے پر ایک میز کے پیچھے اونچی پشت والی کرسی پر ایک دبلا پتلا لیکن کرخت چہرے والا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

''آئیں مسٹر مائیکل''...... اس دبلے پتلے سے آدمی نے اٹھ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

''میرا نام مائیکل ہے مسٹر بروسن اور یہ میرے ساتھی ہیں''۔ عمران نے آگے بڑھ کر اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا لیکن اس نے اپنے ساتھیوں کا تعارف کرانے کی ضرورت نہ سمجھی۔

''تشریف رکھیں''...... اس نے سپاٹ لہجے میں کہا تو عمران اور اس کے ساتھی سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''اب بتائیں کہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں''۔ بروسن نے خالص کاروباری انداز میں کہا۔ اس کے انداز سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ صرف ایک کاروباری قسم کا انسان ہے جسے اپنے کاروبار کے سوا کسی سے کوئی مطلب نہیں ہوتا۔

''مجھے ریڈ ایرو نے بتایا تھا کہ آپ بزنس کے معاملے میں بے

حد کھرے آدمی ہیں اور آپ پر اعتماد کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

''جی ہاں۔ اس نے آپ کو درست بتایا ہے۔ ریڈ ایرو میرے ساتھ بزنس کرتا رہتا ہے۔ بہرحال فرمائیں''...... بروسن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہمیں چند خاص چیزیں چاہئیں''...... عمران نے کہا تو بروسن چونک پڑا۔

''کیا چیزیں''...... بروسن نے کہا۔

''میں آپ کو لکھ کر دیتا ہوں''...... عمران نے کہا تو بروسن نے ایک لمحے کے لئے غور سے اس کی طرف دیکھا اور پھر اس نے نوٹ پیڈ اور ایک قلم عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران اس پر تیزی سے لکھنے لگا اور پھر اس نے پیڈ اس کی طرف بڑھا دیا۔ بروسن نے نوٹ پیڈ پر تحریر دیکھی اور پھر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''اوہ۔ یہ تو واقعی خاص چیزیں ہیں''...... بروسن نے کہا۔

''کیا آپ مہیا کر سکتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ لیکن یہ انتہائی قیمتی اشیاء ہیں۔ کیا آپ ان چیزوں کے لئے بھاری رقم خرچ کر سکتے ہیں''...... بروسن نے کہا۔ اس کا لہجہ بدستور سپاٹ تھا۔

''آپ قیمت کی فکر نہ کریں۔ سپلائی کی بات کریں''...... عمران نے جواب دیا۔

''کب چاہئیں آپ کو یہ چیزیں اور کہاں چاہئیں''...... بروسن نے ایک لمحہ سوچنے کے بعد پوچھا۔

''ہمیں آج اور ابھی یہ چیزیں چاہئیں۔ ہم اس وقت تک یہیں رہیں گے''......عمران نے جواب دیا۔

''لیکن......'' بروسن نے حیرت بھرے لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

''دیکھیں مسٹر بروسن۔ ریڈ ایرو کے کہنے پر ہم خصوصی طور پر یہاں آئے ہیں اور ریڈ ایرو نے بتایا تھا کہ آپ کو صرف صرف دولت سے مطلب ہوتا ہے اور آپ سوال و جواب کرنے کے عادی نہیں ہیں''......عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''ریڈ ایرو نے آپ کو درست بتایا ہے۔ آپ کا مطلوبہ سامان صرف ایک گھنٹے کے اندر سپلائی ہوسکتا ہے ادائیگی آپ کو فوری اور نقد کرنی ہوگی''...... بروسن نے کاروباری انداز میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ قیمت بتائیں''......عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور بروسن نے میز پر رکھے ہوئے مختلف رنگوں کے ٹیلی فونوں میں سے سرخ رنگ کا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکایا اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''یس''...... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

''ہنگری کو میرے پاس بھیج دو''...... بروسن نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے اچٹتی ہوئی نظریں عمران اور اس کے

ساتھیوں پر ڈالیں اور پھر بروسن کی طرف متوجہ ہوگیا۔

''یس باس''......اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

''یہ لسٹ لو اور اس سامان کی صحیح قیمت چیک کر کے لے آؤ۔ ابھی فوراً''...... بروسن نے عمران والا کاغذ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... ہنگری نے مؤدبانہ انداز میں کاغذ لیتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک نظر کاغذ پر ڈالی اور پھر چونک پڑا۔ لیکن اس نے کچھ کہا نہیں اور واپس چلا گیا پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ہنگری واپس اندر آیا اس نے آگے بڑھ کر کاغذ دوبارہ بروسن کے سامنے رکھ دیا۔

''اوکے۔ تم جا سکتے ہو''...... بروسن نے کہا اور ہنگری واپس چلا گیا۔

''ستر لاکھ ڈالر''...... بروسن نے کاغذ اٹھا کر پڑھا اور پھر عمران کی طرف بڑھا دیا عمران نے ایک نظر کاغذ پر ڈالی اور پھر جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے چیک بک سے علیحدہ کیا ہوا ایک چیک نکالا اور اس پر رقم درج کر کے اس نے چیک بروسن کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ سنٹرل بنک آف ولنگٹن کا گارنٹڈ چیک ہے''......عمران نے کہا تو بروسن نے جلدی سے چیک اٹھایا اور اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''اوہ مسٹر مائیکل۔ آپ نے تو واقعی مجھے حیران کر دیا ہے۔ سنٹرل بنک آف ولنگٹن کے گارنٹڈ چیک کا تو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ ایسے چیک تو حکومتی سطح پر ہی جاری کئے جاتے ہیں۔ کیا آپ حکومتی نمائندے ہیں''...... بروسن کے چہرے پر پہلی بار شدید تعجب اور قدرے پریشانی کے تاثرات نمودار ہوئے تھے۔

''نہیں۔ میرا حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ ایک سیکرٹ ڈیل ہے اور بس''...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوہ پھر ٹھیک ہے''...... بروسن نے چیک کو بڑی احتیاط سے تہہ کر کے اپنے جیب میں منتقل کرتے ہوئے کہا۔

''سپلائی کہاں پر ہو گی''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں آپ کو ایک ایسی جگہ لے جاؤں گا۔ جہاں سپلائی کی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو گی''...... بروسن نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ بروسن اٹھا اور اس کے ساتھ ہی عمران اور اس کے ساتھی بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر وہ دروازے کی جانب بڑھتے چلے گئے۔

سائرل کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا اور آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔ اسے اینڈریو کی موت کی اطلاع مل چکی تھی۔

''آخر یہ لوگ ہیں کیا۔ یہ جن ہیں یا بھوت۔ یہ اینڈریو تک کیسے پہنچ گئے''...... سائرل نے غصے سے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی تو وہ چونک پڑا۔

''یس۔ کم اِن''...... اس نے دروازے کی طرف دیکھ کر تیز آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔

''یس چیف۔ آپ نے مجھے بلایا تھا''...... نوجوان نے اندر آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جیکب۔ تم اپنے پورے گروپ کے ساتھ جا کر جزیرہ کارٹم کی طرف سے آنے والے راستے کی مکمل طور پر چیکنگ کرو۔ ہولنگوسٹی میں ہمارا خاص آدمی اینڈریو مارا جا چکا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس

کے افراد وہاں سے غائب ہو چکے ہیں۔ وہ یقیناً اب وہاں سے جزیرہ کارٹم پر پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ اور سنو چاہے وہ لانچوں پر آئیں یا بحری جہاز پر۔ ہیلی کاپٹر پر آئیں یا کسی طیارے پر۔ تم نے ہر آنے جانے والے کو بغیر وارننگ دیئے ہلاک کر دینا ہے۔ مکمل اور انتہائی سخت نگرانی کرو اور یہ حکم آئندہ ایک ہفتے تک برقرار رہے گا۔ کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہئے۔ انہیں کسی بھی صورت میں جزیرہ کارٹم پر نہیں پہنچنا چاہئے۔ تم ایسی حماقت نہ کرنا جیسی اینڈریو نے کی تھی۔ میں نے اسے جزیرہ کارٹم پر رہنے کی ہدایات دی تھیں لیکن وہ ہولنگوسٹی چلا گیا تھا اور اپنے کلب میں پہنچ گیا تھا جس کی اسے سزا ملی اور عمران اور اس کے ساتھی اس تک پہنچنے میں کامیاب ہو گئے اور وہ ان کے ہاتھوں مارا گیا“...... سائرل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ دشمن ایجنٹ میری موجودگی میں جزیرہ کارٹم تو کیا اس کے قریب بھی نہ پھٹک سکیں گے۔ اگر انہوں نے اس طرف آنے کی کوشش کی تو میں ان پر موت بن کر ٹوٹ پڑوں گا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا“...... جیکب نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”مجھے صرف باتیں نہیں عملی کام بھی چاہئے۔ جاؤ جا کر جو انتظامات کر سکتے ہو کرو۔ جاؤ“...... سائرل نے غصیلے لہجے میں کہا تو جیکب نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر واپس مڑ کر دروازے کی

طرف بڑھتا چلا گیا۔

”سنو“...... اچانک سائرل نے کہا تو جیکب رک گیا۔

”یس چیف“...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”جزیرہ کارٹم تک پہنچنے کے لئے انہیں یقیناً طاقتور لانچ یا پھر تیز رفتار موٹر بوٹ کی ضرورت ہو سکتی ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اگر انہیں کوئی موٹر بوٹ یا لانچ حاصل کرنا پڑی تو وہ کہاں اور کس سے حاصل کریں گے۔ انہیں مخصوص اسلحے کی بھی ضرورت ہو گی اور یہاں ایسا کون ہو سکتا ہے جو انہیں اسلحہ فراہم کر سکتا ہو“...... سائرل نے کہا۔

”یس چیف۔ یہاں آنے کے لئے انہیں کوئی لانچ وغیرہ حاصل کرنی ہو گی تو وہ لازماً مارشل کلب کے برومن سے بات کریں گے۔ اسلحہ وغیرہ کی سپلائی ہولنگوسٹی میں اس کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ اس لئے اگر اسے ٹٹول لیا جائے تو شاید ان لوگوں کا کوئی کلیو مل جائے۔ اس طرح ہم ان کی طرف سے پوری طرح باخبر رہیں گے“...... جیکب نے کہا۔

”اوہ۔ ہاں۔ تم نے بالکل صحیح بات کی ہے۔ اس کا مطلب ہے یہ چیزیں وہ لازماً ہولنگوسٹی سے ہی حاصل کریں گے اور وہاں جدید ترین اسلحہ اور لانچیں وغیرہ کی فوری سپلائی واقعی برومن کے علاوہ اور کوئی نہیں کر سکتا۔ ٹھیک ہے۔ میں چیک کرتا ہوں۔ تم بہرحال گروپ لے کر اپنے پوائنٹ پر پہنچو۔ بی فائیو ٹرانسمیٹر ساتھ لے

جانا۔ ضرورت پڑنے پر تم براہ راست مجھ سے بات بھی کر سکتے ہو''...... سائرل نے کہا اور جیکب سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ اب سائرل بروسن کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ بروسن خالص کاروباری آدمی ہے۔ اور وہ کبھی بھی اپنا کوئی بزنس سیکرٹ آؤٹ نہ کرے گا۔ اس لئے وہ کوئی ایسا طریقہ سوچ رہا تھا جس سے بروسن سے فوری طور پر اپنے مطلب کی معلومات اگلوا سکے اور پھر اچانک اسے کوئی خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔

''میڈورا۔ اوہ ہاں۔ میڈورا میرا یہ کام کر سکتی ہے۔ بروسن اس سے خاصا کلوز ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ میڈورا کو اگر یہ کام سونپا جائے تو وہ اس بروسن سے یقیناً معلومات حاصل کر سکتی ہے''...... سائرل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے میز کی طرف بڑھا۔ اس نے اس پر پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور اس کا ایک نمبر پریس کر دیا۔

''میڈورا کو تھرڈ پوائنٹ پر فوراً بھیج دو''...... سائرل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تقریباً دس منٹ بعد دروازے سے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی اندر داخل ہوئی۔

''آؤ میڈورا۔ بیٹھو''...... سائرل نے اسے دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو چیف اور مجھے خوشی ہے کہ آپ نے مجھے کافی دنوں بعد اپنے پاس بلایا ہے''...... میڈورا نے بڑے مؤدبانہ مگر مسرت

بھرے لہجے میں کہا اور میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

''تمہارے مطلب کا کام ہی اب نکلا ہے اور تم جانتی ہو کہ میں بغیر کسی ضرورت کے تمہیں نہیں بلاتا ہوں''...... سائرل نے کہا۔ سائرل نے جزیرہ کارٹم پر ہی ایک خفیہ ٹھکانہ بنایا ہوا تھا جہاں اس نے ڈبل ایس سیکشن بنایا ہوا تھا اور وہ بظاہر اسی سیکشن کا چیف انچارج تھا اور وہ عام طور پر اسی سیکشن کے انچارج کے طور پر دوسرے سیکشنوں کی طرح کام کرتا دکھائی دیتا تھا۔ اپنے اس گروپ انچارج کے روپ میں وہ مارگس کے نام سے جانا جاتا تھا لیکن ان میں سے کوئی یہ نہیں جانتا تھا کہ یہی مارگس اصل سربراہ سائرل ہے۔ میڈورا اس کے سیکشن کی رکن بھی تھی اور اس سے کلوز بھی تھی اور وہ اسی کا دم بھرتی تھی۔ اس لئے وہ جب بھی اس کے کہنے پر آتی تو وہ اس سے بے تکلف ہو کر ہی بات کرتی تھی۔

''اسی بات کا تو افسوس ہے کہ تم بلا ضرورت نہیں بلاتے''۔ میڈورا نے کہا تو سائرل بے اختیار ہنس پڑا۔

''اچھا ان باتوں کو چھوڑو اور سنو۔ میں تمہاری صلاحیتوں کو چیک کرنا چاہتا ہوں۔ اس لئے تمہیں بلایا ہے''...... سائرل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تمہیں میری صلاحیتوں پر ابھی تک شک ہے مارگس''...... میڈورا نے اس بار قدرے روٹھے ہوئے انداز میں

کہا۔ اور سائرل قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

''اوہ نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن کو برآمد کرنے کے لئے نکلا ہوا ہے۔ میں نے انہیں ولنگٹن میں روکنے کی کوشش کی لیکن وہ کارڈون کی انتہائی شاندار پلاننگ کے باوجود بچ نکلے۔ جزیرہ کارٹم پر میں نے اینڈریو کو الرٹ کیا تھا لیکن وہ احمق جزیرہ کارٹم پر رہنے کی بجائے ہولنگوسٹی میں ہی رکا رہا اس نے انہیں وہاں روکنے کی کوشش کی لیکن وہ خود ان کے ہاتھوں مارا گیا اور اب یقیناً ان کا اگلا ٹارگٹ جزیرہ کارٹم ہو گا۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا لیڈر ایک آدمی علی عمران ہے۔ وہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے۔ اس کے ساتھ تین مرد اور ایک عورت ہے۔ ہولنگوسٹی سے یہ لازماً اسلحہ اور ہو سکتا ہے لانچ وغیرہ حاصل کریں۔ کیونکہ وہ یہ چیزیں اتنی دور سے ساتھ نہیں لا سکتے اور لامحالہ انہوں نے یہ چیزیں ہولنگوسٹی میں بروسن سے حاصل کی ہوں گی۔ اگر بروسن ہمیں تفصیل بتا دے تو ان لوگوں کو پکڑنے یا مارنے میں ہمیں بے حد آسانی ہو جائے گی لیکن تم جانتی ہو کہ بروسن سخت قسم کا کاروباری آدمی ہے۔ اس کی بوٹیاں بھی اڑا دو تب بھی وہ بزنس سیکرٹ لیک آؤٹ نہیں کرے گا اور جب تک وہ ہمیں تفصیل نہیں بتائے گا ہمیں اس بات کا علم نہیں ہو گا کہ عمران اور اس کے ساتھی جزیرہ کارٹم پہنچنے کے لئے کون سا راستہ اختیار کریں گے اور ان کے پاس کس قسم کا جدید اسلحہ ہو گا۔

اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ کام تم کرو۔ بروسن تم سے کلوز ہے وہ تم سے کوئی بات نہیں چھپاتا ہے۔ اگر تم اس سے بات کرو گی تو وہ ضرور تمہیں اپنا یہ بزنس سیکرٹ بتا دے گا''...... سائرل نے کہا۔

''اوہ۔ تو تم چاہتے ہو کہ میں بروسن سے یہ معلومات حاصل کروں''...... میڈورا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میرا یہی مطلب ہے''...... سائرل نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں آج ہی ہولنگوسٹی چلی جاتی ہوں اور اس سے معلومات حاصل کر آتی ہوں''...... میڈورا نے کہا۔

''اس کے لئے تمہیں اتنی دور جانے کی کیا ضرورت ہے۔ یہ کام تو تم یہاں میرے سامنے بھی کر سکتی ہو''...... سائرل نے کہا تو میڈورا چونک پڑی۔

''وہ کیسے''...... میڈورا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اسے فون کرو اور ساری باتیں اگلوا لو''...... سائرل نے کہا۔

''اس کے لئے مجھے سیٹلائٹ لنک فون کی ضرورت ہو گی تاکہ اسے یہ پتہ نہ چل سکے کہ میں اسے کہاں سے فون کر رہی ہوں''...... میڈورا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تو کیا مشکل ہے۔ میرے پاس سیٹلائٹ لنک فون موجود ہے۔ میں منگوا لیتا ہوں''...... سائرل نے کہا۔

''او کے۔ منگواؤ۔ میں کوشش کرتی ہوں''...... میڈورا نے کہا اور سائرل نے انٹرکام پر لانگ رینج وائرلیس فون پیس بھیجنے کا حکم دے

دیا۔ تھوڑی دیر بعد وائرلیس نما سیٹلائٹ لنک فون پیس پہنچ گیا۔ تو میڈورا نے جلدی سے اسے آن کر کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو۔ مارشل کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"بروسن سے بات کراؤ"...... میڈورا نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کون ہیں"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"میں میڈورا بول رہی ہوں"...... میڈورا نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ مس میڈورا۔ باس تو سپلائی دینے کے لئے گئے ہوئے ہیں"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"جہاں بھی ہو اس سے بات کراؤ فوراً"...... میڈورا نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ ہولڈ آن کریں۔ میں ٹرائی کرتا ہوں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور تقریباً دو منٹ کی خاموشی کے بعد رسیور پر بروسن کی آواز ابھری۔

"کہاں سے بول رہی ہو میڈورا"...... بروسن کا لہجہ خاصا رومانٹک تھا۔

"تمہیں کاروبار سے فرصت ملے گی تو تمہیں میڈورا بھی یاد آئے گی۔ میں مروں یا جیوؤں تمہیں اس سے کیا"...... میڈورا نے روٹھے ہوئے انداز میں کہا۔

"ارے ارے۔ میڈورا ڈارلنگ۔ اتنی ناراضگی۔ میں نے تو سنا تھا کہ تم تفریح کے لئے آئس لینڈ گئی ہوئی ہو۔ اس لئے میں خاموش رہا۔ کیا ہوا سب خیریت تو ہے نا"...... بروسن نے معذرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"خیریت ہوتی تو میں تمہیں کال کیوں کرتی نانسنس"۔ میڈورا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہوا کیا ہے۔ کچھ بتاؤ تو سہی"...... بروسن نے کہا۔

"تم جو بزنس کرتے پھر رہے ہو اس نے میری زندگی عذاب بنا دی ہے بروسن۔ میں شدید مشکل میں مبتلا ہو گئی ہوں اور اب تم ہی مجھے اس عذاب سے نجات دلا سکتے ہو"...... میڈورا نے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ہوا کیا ہے۔ جلدی بتاؤ۔ تمہاری باتیں سن کر مجھے پریشانی ہونا شروع ہو گئی ہے"...... دوسری طرف سے بروسن نے پریشانی کے عالم میں کہا تو میڈورا کے ساتھ سائرل کے لبوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔ سیٹلائٹ لنک فون کا لاؤڈر آن تھا اس لئے سائرل بھی ان کی باتیں بخوبی سن رہا تھا۔

"تمہیں یہ سن کر دکھ ہو گا بروسن کہ میں اس وقت ایک انتہائی خطرناک خوفناک گروپ کے قبضے میں ہوں اور اس نے میری رہائی کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ بروسن یہ بتائے کہ اس نے آج کل جس پارٹی کو مال سپلائی کیا ہے۔ اس کی تفصیلات کیا ہیں۔ پلیز بروسن۔ میں تمہارے لئے تڑپ رہی ہوں۔ میری جان خطرے میں

ہے اور اب تم ہی مجھے اس خطرناک گروپ سے بچا سکتے ہو۔ انہیں
تفصیل بتا دو ورنہ تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مجھے کھو بیٹھو گے اور پلیز۔
میں ابھی مرنا نہیں چاہتی۔ مجھے بچا لو بروسن۔ فار گاڈ سیک میری
جان بچا لو''...... میڈورا نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ تمہارے، لئے تو میں سارے اصول توڑ سکتا ہوں۔
لیکن میں نے تو ان دنوں کئی پارٹیوں کو مختلف قسم کا مال سپلائی کیا
ہے۔ وہ لوگ کس کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے
ہیں''...... بروسن نے جواب دیا۔

''اس پارٹی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں
جس میں چار مرد اور ایک عورت شامل ہے۔ شاید انہوں نے جدید
قسم کا اسلحہ وغیرہ اور لانچ لی ہو گی''...... میڈورا نے جلدی سے کہا۔

''اوہ۔ تو تم مائیکل کی بات کر رہی ہو۔ میں نے اسے گن شپ
لانچ بھی فروخت کی ہے اور جدید اسلحہ بھی''...... بروسن نے کہا۔

''اس اسلحے کی تفصیل بتا دو۔ پلیز بروسن''...... میڈورا نے جلدی
سے کہا۔

''اچھا اگر تمہاری جان اس طرح بچتی ہے تو بتا دیتا ہوں''۔
بروسن نے کہا اور پھر اس نے اسلحے کی تفصیل بتانی شروع کر دی
سائرل خاموشی سے بیٹھا یہ سب سن رہا تھا۔ اس کے چہرے پر
چمک ابھر آئی تھی۔

''شکریہ بروسن۔ یہ مال کب سپلائی کیا ہے تم نے''...... میڈورا

نے کہا۔

''ابھی ایک گھنٹہ پہلے۔ اور ہاں سنو۔ وہ کوئی بڑی پارٹی ہے
میرا خیال ہے کہ یہ ضرور کوئی پائریٹ گروپ ہے اور وہ ان جزائر
میں کوئی خاص قسم کی واردات کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن مجھے اس سے
کیا۔ میرا تعلق تو صرف بزنس سے ہے''...... بروسن نے کہا۔

''اوکے بروسن۔ میں دو روز بعد پہنچ جاؤں گی اور پھر خوب
باتیں ہوں گی''...... میڈورا نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر ایک زور دار قہقہہ لگایا۔

''دیکھ لیں میری صلاحیتیں تم نے مارگس''...... میڈورا نے
فاتحانہ انداز میں قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''ویل ڈن میڈورا۔ تم نے تو واقعی کمال کر دیا ہے۔ ورنہ اس
بروسن سے کچھ اگلوانا ممکن نہ تھا۔ اس کا انداز بتاتا ہے کہ وہ واقعی
تمہیں بے حد پسند کرتا ہے اسی لئے اس نے تمہیں بزنس سیکرٹ
بتایا ہے۔ بہرحال اب وہ لوگ مجھ سے نہ بچ سکیں گے۔ اب ان
کی موت یقینی ہو گی''...... سائرل نے ہنستے ہوئے کہا اور اٹھ کر اس
نے ایک الماری سے ایک ٹرانسمیٹر نکالا اور پھر اسے میز پر لا کر رکھا
اور اس پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے میں مصروف ہو گیا۔
فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے بٹن دبا دیا تو ٹرانسمیٹر
سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

''ہیلو ہیلو۔ مارگس کالنگ۔ ہیلو اوور''...... سائرل نے بار بار یہ

فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس۔ بلیک وولف اٹنڈنگ۔ اوور"...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک آواز ابھری۔

"بلیک وولف۔ لمبی رقم مل سکتی ہے۔ بولو تیار ہو۔ اوور"۔ سائرل نے کہا۔

"یس باس۔ بالکل تیار ہوں۔ جہاں لمبی رقم کی بات ہو وہاں بلیک وولف بھلا کیسے پیچھے ہٹ سکتا ہے۔ آپ کام بتائیں۔ اوور"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"چار مردوں اور ایک عورت کا گروپ ابھی ہولنگوسٹی میں موجود ہے۔ وہ بروسن سے خریدی ہوئی ایک گن شپ لانچ میں جدید ترین اسلحہ کے ساتھ جزیرہ کارٹم آنا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں تم ان کا خاتمہ کر دو۔ بولو۔ کتنی رقم لو گے۔ ویسے یہ انتہائی خطرناک گروپ ہے۔ لیکن میں تمہاری صلاحیتوں سے واقف ہوں۔ تم شکاری کتے کی طرح نہ صرف ان کا کھوج لگا لو گے بلکہ اگر چاہو تو ان پر قیامت بن کر بھی ٹوٹ سکتے ہو۔ ان کے لیڈر کا نام مائیکل سامنے آیا ہے۔ حلیئے نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ وہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں۔ البتہ تمہارے لئے ایک کلیو ہے کہ انہوں نے ایک گھنٹہ پہلے بروسن سے گن شپ لانچ اور اسلحہ حاصل کیا ہے۔ اوور"...... سائرل نے کہا۔

"یہ کلیو کافی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ بروسن کے پاس ایک ہی

گن شپ لانچ ہے جس کا نام ڈان ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ میں اس بروسن کے حلق سے اصل حقیقت اگلوا لوں گا۔ لیکن اگر وہ جزیرہ کارٹم سے روانہ ہو چکے ہوں تب۔ اوور"...... بلیک وولف نے کہا۔

"تب بھی کام مکمل ہونا چاہئے۔ سپر پوائنٹ سے پہلے پہلے۔ سپر پوائنٹ کے بعد تو میں خود ہی ان سب کو آسانی سے سنبھال لوں گا۔ اوور"...... سائرل نے جواب دیا۔

"اوکے۔ سنو۔ اس گروپ کے خاتمے کے لئے پندرہ لاکھ ڈالر لوں گا اور تم یقین کرو کہ میں انہیں سمندر کی تہہ سے بھی نکال باہر لاؤں گا اور ان کی لاشیں لا کر تمہارے قدموں میں ڈال دوں گا۔ اوور"...... بلیک وولف نے کہا۔

"اوکے ڈن۔ جیسے بھی ہو انہیں ہلاک کرنے کی اب تمہاری ذمہ داری ہے۔ مجھے ان کی لاشیں چاہئیں اور بس۔ اوور"۔ سائرل نے کہا۔

"اوکے۔ پہنچ جائیں گی ان کی لاشیں اور میرا معاوضہ۔ اوور"۔ دوسری طرف سے بلیک وولف نے کہا۔

"بے فکر رہو۔ معاوضہ جلد ہی تمہارے اکاؤنٹ میں پہنچ جائے گی۔ تم کام مکمل کر لو پھر پندرہ کیا میں تمہیں بیس لاکھ ڈالر دے دوں گا۔ وعدہ رہا۔ اوور"...... سائرل نے کہا۔

"ویری گڈ۔ اب تو سمجھ لو کام مکمل ہو گیا۔ میں ابھی پورے گروپ کے ساتھ حرکت میں آ جاتا ہوں اور جتنی جلد ممکن ہو سکا

میں ان کی لاشیں لے کر خود تمہارے پاس پہنچ جاؤں گا۔ اوور"۔ بلیک وولف نے مسرت بھرے آواز سنائی دی اور سائرل نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے تم اس گروپ کی طرف سے خاصے دباؤ میں ہو۔ ورنہ اتنی لمبی رقم تم کہاں دینے والے ہو اور کیا سائرل تمہیں اتنی بڑی رقم خرچ کرنے کی اجازت دے دے گا جو تم نے اسے پندرہ کی بجائے بیس لاکھ ڈالر دینے کی آفر کر دی ہے"۔ میڈورا نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں میڈورا۔ یہ دنیا کے سب سے خطرناک ترین لوگ ہیں۔ بہرحال بلیک وولف کی صلاحیتوں کو میں جانتا ہوں۔ لمبی رقم کی خاطر وہ اپنے باپ کو بھی قبر سے نکال کر چوک پر سولی چڑھانے پر تیار ہو جائے گا اور چیف سائرل نے اس گروپ کے خاتمے کی ساری ذمہ داری مجھے سونپی ہے اس کے لئے لاکھوں تو کیا میں اپنی مرضی سے کروڑوں ڈالر بھی خرچ سکتا ہوں"...... سائرل نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"اوہ۔ گڈ۔ بہرحال۔ اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ میرا خیال ہے کچھ دیر چل کر آرام کر لیں"...... میڈورا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں میڈورا۔ تم چلو۔ میں جب تک ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک نہیں کر لیتا اس وقت تک میرا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔ تم فکر نہ

کرو۔ ایک بار اس معاملے کو ختم ہو لینے دو پھر میں تمہارے پاس خود آؤں گا اور جب تک تم چاہو گی میں تمہارے ساتھ رہوں گا"...... سائرل نے اٹھتے ہوئے کہا تو میڈورا کا منہ بن گیا۔

"تم ہر بار ایسا ہی کہتے ہو۔ نانسنس"...... میڈورا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس بار ایسا نہیں ہو گا۔ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں اور تم جانتی ہو کہ میں جو بھی وعدہ کرتا ہوں اسے ہر حال میں پورا کرتا ہوں"...... سائرل نے کہا تو میڈورا منہ بنا کر اور ایک طویل سانس لیتی ہوئی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"ٹھیک ہے۔ دیکھتی ہوں کہ تم مجھ سے کیا ہوا وعدہ کب وفا کرتے ہو"...... میڈورا نے کہا تو سائرل بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

جدید ساخت کی خاصی بڑی اور انتہائی جدید قسم کی ایک لانچ نہایت تیز رفتاری سے سمندر کے فراخ سینے پر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ لانچ کے اوپر والے حصے میں تین کیبن بنے ہوئے تھے۔ ان کیبنوں میں جدید مشین گنیں اور میزائل لانچر نصب تھے جنہیں ایک لمبے [illegible] یبن ی دیواریں گرا کر اوپن کیا جا سکتا تھا اور لانچ کو گن [illegible]پ ا[illegible]چ [illegible]س تبدیل کیا جا سکتا تھا۔ ا[illegible]نچ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہمراہ فارن ایجنٹ کے بھیجے ہوئے آدمی کارلی اور اس کے وہ دو ساتھی کروک اور راجن بھی موجود تھے جو پہلی لانچ میں ان کے منتظر تھے۔ کلارک نے عمران کو بتایا تھا کہ کروک اور راجن جزائر کی چیکنگ کے لئے [illegible]رآمد ثابت ہو سکتے ہیں اور کارلی سمندری راستوں سے بخوبی واقف تھا اس [illegible]۔ عمران نے ساتھیوں سے مشورے کے بعد انہیں بلا لیا تھا اور پھر بروسن سے لانچ اور مخصوص اسلحہ حاصل کر کے وہ ان تینوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر

سمندر میں پہنچ گئے۔ اسٹیرنگ کروک کے ہاتھ میں تھا اور وہ آہستہ آہستہ لانچ کو کھلے سمندر کی طرف لے جا رہا تھا۔ جبکہ کیپٹن شکیل اور صفدر کے علاوہ باقی سب عمران کے ساتھ عرشے پر موجود تھے۔ عمران کے کہنے پر صفدر اور کیپٹن شکیل لانچ کے عقبی حصے میں چلے گئے تھے تاکہ وہ عقب سے سمندر پر نظر رکھ سکیں۔

''راجن۔ تم جزیرہ کارٹم پر کبھی گئے ہو''...... اچانک عمران نے کارلی کے ساتھ کھڑے اس کے ساتھی راجن سے مخاطب ہوتے ہوئے پوچھا۔

''جی ہاں۔ کئی بار جا چکا ہوں''...... راجن نے جواب دیا۔

''کیا اس جزیرے پر آسانی سے پہنچا جا سکتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ جزیرے کے گرد کرمنلز کی لانچیں اور موٹر بوٹس موجود ہیں جن میں ہر وقت مسلح افراد موجود رہتے ہیں اور وہ جزیرے کے گرد ہی گھومتے رہتے ہیں اس کے علاوہ جزیرے کے ساحلوں پر بھی مسلح افراد کی کوئی کمی نہیں ہے جو غیر متعلق افراد کو اس جزیرے پر داخل نہیں ہونے دیتے ہیں''...... راجن نے جواب دیا۔

''تو پھر تم وہاں کیسے آتے اور جاتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''میں ضرورت کے وقت ہی اس جزیرے پر جاتا ہوں اور وہاں جانے کے لئے میں کراس ٹرمپ وے استعمال کرتا ہوں۔ اس راستے سے دشمن میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے''...... راجن نے جواب

دیا۔

''اس راستے کی پوری تفصیل بتاؤ''...... عمران نے پوچھا۔

''جزیرہ کارٹم سے دس بحری میل کے فاصلے پر ایک جزیرہ ہے جسے شلانگ جزیرہ کہتے ہیں۔ اس جزیرے کا زیادہ تر حصہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے جس کی وجہ سے وہاں بہت سے ٹیڑھے میڑھے نہروں جیسے راستے بن گئے ہیں۔ وہاں ہر طرف جنگل پھیلا ہوا ہے۔ نہروں اور کھاڑیوں کے کناروں پر درخت اور بیل بوٹے موجود ہیں ۔ یہ ایک خطرناک اور انتہائی دشوار گزار جنگل ہے۔ اس جزیرے کے شمالی کنارے پر درختوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا ہے جو جزیرہ کارٹم تک پہنچتا ہے۔ اگر ان درختوں کے درمیان غوطہ خوری کے لباس پہن کر تیرا جائے تو وہاں سے جزیرہ کارٹم تک پہنچا جا سکتا ہے۔ کسی زمانے میں یہ سارا حصہ خطرناک مگرمچھوں کا گڑھ سمجھا جاتا تھا وہاں بڑے بڑے اور انتہائی خونخوار مگرمچھ موجود ہوتے تھے جو ان اطراف سے گزرنے والی کشتیوں اور لانچوں کو بھی ٹکریں مار کر پلٹا دیتے تھے۔ اس لئے لوگ اس راستے پر سفر کرنے سے گریز کرتے تھے۔ اب بھی یہی خیال کیا جاتا ہے کہ ان راستوں پر طاقتور اور خونخوار مگرمچھ موجود ہیں اس لئے سمندر میں سفر کرنے والے ان راستوں سے دور رہنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن میں ایک خاص راستے پر سفر کرتا ہوں اور غوطہ خوری کا لباس پہن کر تیرتا ہوا ایک جزیرے سے دوسرے جزیرے تک پہنچ جاتا ہوں۔ یہ

راستہ ان مگرمچھوں سے صاف ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ شاید سمندر میں ڈوبے ہوئے وہ درخت ہے جو سالخوردہ ہونے کی وجہ سے جڑوں سمیت خراب ہو چکے ہیں اور ان میں ایسی کائی جم گئی ہے جو انتہائی زہریلی اور تیزابی اثر رکھتی ہے۔ ان درختوں کی طرف آنے والا ہر آبی جانور موت کا شکار بن جاتا ہے اس لئے مگرمچھوں سمیت اب تمام سمندری حیات اس طرف آنے سے گریز کرتی ہے۔ اس راستے پر صرف مخصوص تیراکی کے لباس پہن کر ہی گزرا جا سکتا ہے جس پر زہریلے اور تیزابی پانی کا اثر نہیں ہوتا۔ اس راستے سے ہوتا ہوا میں جزیرہ کارٹم کے جنوب مشرقی کنارے پر پہنچتا ہوں جہاں طویل اور گھنا جنگل ہے۔ میں اس جنگل سے ہوتا ہوا میں جزیرے کے اس مقام پر پہنچ جاتا ہوں جہاں مجھے پہنچنا ہوتا ہے۔ اس راستے کو خطرناک اور انتہائی دشوار گزار سمجھا جاتا ہے اس لئے اس طرف نہ تو کوئی آبادی ہے اور نہ ہی کسی مجرم تنظیم کا کوئی گروپ۔

''کیا شلانگ جزیرے پر خشک کا علاقہ بھی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ اطراف میں کافی علاقہ خشک ہے اور سطح سمندر سے بلند ہے۔ اس لئے وہاں لوگوں کی آمد و رفت رہتی ہے لیکن مستقل طور پر وہاں کوئی آباد نہیں ہوتا ہے البتہ شلانگ کے ایک حصے میں کسی کرمنل تنظیم نے فوجی بیس کیمپ جیسا ماحول بنایا ہوا ہے۔ اس تنظیم کے بارے میں میرے پاس کوئی معلومات نہیں ہیں لیکن اس

سارے علاقے پر اسی تنظیم کا قبضہ ہے اور وہاں وہ بڑی تعداد میں مسلح گروپس کی شکل میں رہتے ہیں۔ وہاں انہوں نے بڑے بڑے لکڑیوں کے کیبن بنائے ہوئے ہیں اور اپنی حفاظت کا زبردست انتظام کر رکھا ہے۔ خشکی کے بڑے علاقے کے چاروں اطراف انہوں نے جنگلے لگائے ہوئے ہیں جہاں ہر وقت مسلح افراد کا پہرہ رہتا ہے۔ وہاں باقاعدہ واچ ٹاورز بنے ہوئے ہیں اور سنا ہے کہ وہ مجرم تنظیم وہاں صامالیہ کے پائریٹس کی طرح سمندر سے جہاز بھی اغوا کر کے لاتے ہیں اور غیر ملکیوں کو یرغمال بنا کر بھی رکھتے ہیں''...... راجن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کیا تم نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ میں ایک مرتبہ اس علاقے میں گیا تھا۔ اس علاقے میں سٹی ہولنگو سے شراب کی بڑی کھیپ بھیجی گئی تھی۔ جس لانچ میں کھیپ بھیجی گئی تھی اس میں، میں مزدوری کرنے والے افراد میں شامل تھا۔ لانچ کو انتہائی چیکنگ کے بعد اس علاقے میں پہنچایا گیا تھا اور پھر ہماری تلاشی اور چیکنگ ہوئی تھی اور پھر ہم نے شراب کے کریٹوں کو اٹھا اٹھا کر اندر پہنچایا تھا۔ وہ واقعی کوئی صامالی قذاقوں کا اڈہ ہی دکھائی دے رہا تھا۔ سب کے سب سیاہ فام تھے جو انتہائی سفاک اور درندہ صفت دکھائی دے رہے تھے''...... راجن نے جواب دیا۔

''کس کلب سے وہ شراب کے کریٹ بھیجے گئے تھے''۔ عمران نے پوچھا۔

''میں نہیں جانتا۔ میں تو ان دنوں لانچوں اور جہازوں پر سامان لوڈنگ اور ان لوڈنگ کا کام کرتا تھا اور بس''...... راجن نے جواب دیا۔

''یہ کب کی بات ہے''...... اس بار کارلی نے پوچھا۔ وہ بھی راجن کی باتیں سن کر حیران ہو رہا تھا۔

''دو ماہ پہلے کی''...... راجن نے جواب دیا۔

''کیا تم نے اس سارے علاقے کو دیکھا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ ہم چونکہ عام مزدوروں کی طرح وہاں کام کر رہے تھے اس لئے ہمارے گھومنے پھرنے پر انہوں نے کوئی پابندی نہیں لگائی تھی۔ وہ زیادہ بڑا علاقہ نہیں ہے زیادہ سے زیادہ دو سے تین کلو میٹر کے دائرے کا علاقہ ہے''...... راجن نے کہا۔

''کیا اس خشکی کے درمیان سے بھی پانی کا کوئی راستہ گزرتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ البتہ خشکی کے اطراف میں پانی ہی پانی ہے''۔ راجن نے جواب دیا۔

''وہاں جانے کے بعد بھی تمہیں اس بات کا پتہ نہیں چلا کہ وہاں کس تنظیم کا قبضہ ہے۔ آخر تمہیں کچھ تو پتہ چلا ہو گا اس کے

بارے میں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ وہاں ہمیں ساتھ لے جانے والے ہمیں احکامات دے رہے تھے جبکہ وہاں موجود مسلح افراد ہم پر نظر رکھے ہوئے تھے وہ ہم سے کوئی بات نہیں کرتے تھے''...... راجن نے جواب دیا۔

''خشکی کے اس حصے پر جنگل ہے یا صاف میدانی علاقہ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''صاف علاقہ نہیں ہے وہاں بھی درختوں اور جھاڑیوں کی بہتات ہے''...... راجن نے جواب دیا۔

''کیوں کارلی۔ تم بھی ان لوگوں کے بارے میں کچھ نہیں جانتے کہ وہ کون لوگ ہیں جو اس مختصر سے حصے پر قابض ہیں اور انہوں نے اپنی حفاظت کا انتظام کر رکھا ہے''...... عمران نے کارلی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرے علم میں یہ بات تو ہے کہ اس جزیرے کے جنگل کے ایک حصے پر کسی تنظیم کا قبضہ ہے اور انہوں نے وہاں اپنی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہے لیکن یہ بات میں بھی نہیں جانتا کہ وہ کون سی تنظیم ہے اور اس کا وہاں رہنے کا مقصد کیا ہے البتہ اس تنظیم کے ایک آدمی کو میں جانتا ہوں وہ اس جگہ آتا جاتا رہتا ہے۔ چونکہ یہ میری فیلڈ نہیں تھی اس لئے میں نے اس جنگل اور اس تنظیم کے بارے میں کبھی معلومات حاصل نہیں کی ہیں۔ آپ کہتے ہیں تو میں اس سے رابطہ کر کے پوچھ سکتا ہوں کہ وہ کون سی

تنظیم یا گروپ ہے جو اس جزیرے کے مخصوص حصے پر قابض ہے''...... کارلی نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ جزیرے پر پہنچ کر تم اپنے اس آدمی سے رابطہ کرنا اور اس سے معلوم کرنا کہ وہ کون سی تنظیم ہے ہوسکتا ہے کہ ہم جس لڑکی کی تلاش میں جزیرہ کارٹم جا رہے ہیں وہ وہاں نہ ہو بلکہ جزیرہ شلانگ میں اس تنظیم کے پاس ہو جس کے بارے میں راجن بتا رہا ہے کہ وہاں وہ لوگ غیر ملکی لوگوں کو یرغمال بنا کر رکھتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا آپ کے خیال میں وہ تنظیم یا گروپ سائرل کا ہو سکتا ہے''...... کارلی نے چونک کر کہا۔

''ہاں بالکل''...... عمران نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ میں جزیرے پر پہنچتے ہی اس آدمی سے رابطہ کر کے پوچھوں گا۔ اگر وہ تنظیم سائرل کا حصہ ہوئی تو وہ آدمی مجھے اس کے بارے میں سب کچھ سچ سچ بتا دے گا کیونکہ میں مشکل وقت میں اس کی ہمیشہ مدد کرتا ہوں اس لئے وہ میرا احسان مند ہے''...... کارلی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب تمہارا کیا پروگرام ہے کیا تم راجن کے بتائے ہوئے راستے سے ہی جزیرہ کارٹم پہنچنا چاہتے ہو یا کسی اور راستے سے''۔ جولیا نے پوچھا۔

''راجن کا بتایا ہوا راستہ مشکل اور پر خطر ضرور ہے لیکن اگر

راجن اس راستے سے بغیر کسی خطرے کا سامنا کئے وہاں پہنچ سکتا ہے تو پھر ہمارے لئے بھی یہی راستہ مناسب رہے گا“...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تو میں کروک کو کہہ دیتا ہوں کہ وہ لانچ کو شلانگ جزیرے کی طرف لے جائے۔ لیکن کیا آپ کے پاس غوطہ خوری کے لباس موجود ہیں“...... کارلی نے پوچھا۔

”غوطہ خوری کے لباس تو ہیں لیکن ان کی تعداد پانچ ہے۔ تم تینوں کو ساتھ لے جانے کا فیصلہ بعد میں ہوا تھا اس لئے میں نے مزید غوطہ خوری کے لباس نہیں منگوائے تھے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو پھر ہم آپ کے ساتھ کیسے جائیں گے“...... کارلی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”دیکھتے ہیں“...... عمران نے کہا اور کارلی سر ہلاتا ہوا ایک طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں لانچ کا رخ تبدیل ہوا اور وہ تیز رفتاری سے مخالف سمت میں بڑھنا شروع ہو گئی۔ عمران بدستور گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔ اب لانچ انتہائی تیز رفتاری سے شلانگ جزیرہ کی طرف بڑھی جا رہی تھی کہ اچانک لانچ کے عقب میں موجود صفدر چیخ پڑا۔

”عمران صاحب۔ ساحل کی طرف سے تین نیوی کی لانچیں ہماری طرف آ رہی ہیں“...... صفدر نے کہا تو عمران تیزی سے مڑا اور پھر اس کی نظریں بھی دور سے آنے والی لانچوں پر جم گئیں جو

تیزی سے بڑی ہوتی دکھائی دے رہی تھیں۔ ان لانچوں کی سائیڈوں پر بڑے بڑے تختے سے لگے ہوئے تھے۔ جہاں سے لانچوں میں موجود افراد نہ صرف سمندر میں اتر سکتے تھے بلکہ لانچ کے ساتھ ساتھ تیر بھی سکتے تھے۔

”ہونہہ۔ یہ شاید کوسٹ گارڈ سے متعلق لانچیں ہیں“...... عمران نے کہا۔ چند ہی لمحوں میں تینوں لانچیں ان کے قریب پہنچ گئیں اور پھر ایک لانچ ان کی لانچ کے آگے اور ایک پیچھے آ گئی جبکہ تیسری لانچ ان کی لانچ کی سائیڈ پر آ گئی۔ عمران کے اشارے پر کروک نے اپنی لانچ روک لی تھی۔ لانچوں پر کوسٹ گارڈز کے مخصوص سائن موجود تھے۔ ایک لانچ جو دائیں طرف تھی پانی میں کھسکتی ہوئی آہستہ آہستہ ان کی لانچ کے قریب آ گئی۔ اس لانچ میں بیس کے قریب مسلح افراد تھے۔ ان سب نے مخصوص یونیفارم پہن رکھے تھے۔ وہ لانچ میں مختلف پوزیشنوں پر کھڑے تھے اور ان کے ہاتھوں میں موجود مشین گنوں کے رخ ان کی جانب ہی تھے۔ سامنے ریلنگ کے پاس ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی مضبوط جسم کا مالک آدمی کھڑا تھا جس کے گلے میں دوربین تھی اور اس کے ہولسٹر میں بھاری دستے والا ریوالور دکھائی دے رہا تھا۔ وہ شاید کوسٹ گارڈز کا کمانڈر تھا۔

”کون ہو تم لوگ اور کہاں جا رہے ہو“...... اس لمبے تڑنگے آدمی نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے چیختی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"ہم سیاح ہیں اور شلانگ جزیرے کی طرف جا رہے ہیں جناب"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"سیاح ہو اور شلانگ جزیرے پر جا رہے ہو۔ مجھے احمق سمجھتے ہو نانسنس۔ اس جزیرے پر کون سا تفریحی مقام ہے۔ تم یقیناً اسمگلر ہو۔ بتاؤ لانچ میں کیا اسمگل کر کے لے جا رہے ہو منشیات یا پھر اسلحہ"...... اس آدمی نے اسی طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"ہمارے پاس اسلحہ اور منشیات نہیں جناب۔ ہم نے اس بحری علاقے کے تمام جزائر کی سیر و تفریح کرنے اور کھلے سمندر میں جانے کا لائسنس حاصل کیا ہوا ہے۔ میں آپ کو تمام دستاویزی ثبوت مہیا کر سکتا ہوں جناب"...... عمران نے کہا۔

"دکھاؤ کہاں ہیں دستاویز اور تم اس لانچ میں جاؤ اور جا کر ایک ایک حصے کی تلاشی لو"...... کمانڈر نے پہلے عمران سے اور پھر اپنے قریب کھڑے مسلح افراد سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کے پانچ مسلح ساتھی اپنی لانچ کی ریلنگ پر چڑھے اور پھر بڑے ماہرانہ انداز میں ان کی لانچ پر پہنچ گئے۔

"خبردار۔ اگر تم میں سے کسی نے کوئی شرارت کی تو ہم تم سب کو بھون کر رکھ دیں گے"...... اس لانچ پر کود کر آنے والے ایک آدمی نے چیختی ہوئی آواز میں کہا۔

"تم سب کے پاس اگر اسلحہ ہے تو اسے میرے ساتھیوں کے حوالے کر دو اور ہماری لانچ پر آ جاؤ"...... کمانڈر نے ایک بار پھر

عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کا لہجہ بے حد کرخت تھا۔

"ہمارے پاس حفاظت کے لئے لائسنس یافتہ اسلحہ ہے جناب لیکن ہم اپنی لانچ کو نہیں چھوڑ سکتے۔ آپ نے چیکنگ کرنی ہے تو کر لیں ہم آپ کے ساتھ مکمل تعاون کریں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"بکواس مت کرو۔ ورنہ لانچ سمیت سمندر میں غرق کر دیئے جاؤ گے"...... کمانڈر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"سنو کمانڈر۔ تم ہمارے کاغذات چیک کر لو۔ لانچ کی بھی تلاشی لے لو اور اگر تمہاری تسلی ہو جائے تو واپس چلے جاؤ۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ تمہارے پاس آنے جانے میں ضائع کریں"...... عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی خشک ہو گیا۔

"نہیں۔ تمہیں ہمارے پاس آنا ہو گا۔ چلو۔ جلدی کرو۔ میں اپنا حکم دوہرانے کا عادی نہیں ہوں"...... آفیسر نے اور زیادہ کرخت لہجے میں کہا۔

"او کے۔ تمہاری مرضی"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اس نے تنویر اور جولیا کو اشارہ کیا تو وہ اشارہ سمجھتے ہی غیر محسوس انداز میں پیچھے ہٹے جہاں ریلنگ کے پاس ان کے اسلحہ سے بھرے دو تھیلے پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے یکلخت کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ اس سے پہلے کہ لانچ میں آئے ہوئے افراد اور دوسری

لانچ میں موجود کمانڈر اور اس کے مسلح ساتھی کچھ سمجھتے عمران کے مشین پسٹل سے شعلے سے نکلے اور نہ صرف اس کی لانچ میں موجود پانچوں مسلح آدمی گولیاں کھا کر لٹو کی طرح گھومتے چلے گئے بلکہ عمران نے مشین پسٹل کا رخ دوسری لانچ کی طرف کیا تو ریلنگ کے پاس موجود دو مسلح افراد اور کمانڈر بھی چیختے ہوئے اپنے عقب میں گر گئے۔

''ان لانچوں میں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دو اور لانچوں پر میگا پاور بم مارو''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور پھر دوسری لانچ پر موجود افراد پر مسلسل فائرنگ کرتا ہوا ایک طرف دوڑتا چلا گیا۔ دوسری طرف کیپٹن شکیل اور صفدر موجود تھے وہ بھی دوڑتے ہوئے اس طرف آئے اور پھر انہوں نے لانچ کے کیبنوں کی آڑ لیتے ہوئے دوسری لانچوں پر موجود مسلح افراد پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ جولیا اور تنویر نے چھلانگیں لگائیں اور اپنے تھیلے اٹھا کر ایک کیبن کی طرف دوڑتے چلے گئے اور پھر دوڑتے دوڑتے انہوں نے مشین گنیں نکال لیں اور تیزی سے ایک کیبن کے پیچھے جا کر چھپ گئے۔ فائرنگ کا سلسلہ شروع ہوتے ہی ساتھ لگی ہوئی لانچ اور دوسری لانچوں سے بھی ان کی لانچ پر فائرنگ ہونا شروع ہو گئی۔ عمران چھلانگیں لگاتا ہوا سائیڈ کیبن کی طرف گیا جس کے پیچھے جولیا اور تنویر چھپے ہوئے تھے۔

''منی میزائل گن دو مجھے''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو

تنویر نے فوراً تھیلے سے ایک منی میزائل گن نکال کر عمران کی طرف اچھال دی۔ عمران نے منی میزائل گن کو ہوا میں ہی دبوچا اور اچھل کر سامنے آیا اور تیزی سے کروٹیں بدلتا ہوا سامنے کے رخ پر موجود ایک ستون کے پاس آ گیا۔ اس کی طرف دوسری لانچ سے بے شمار گولیاں آئیں جو کھڑکی کے مضبوط تختوں کو ادھیڑتی چلی گئیں لیکن عمران ان سے بچ کر آہنی ستون کی آڑ میں آ گیا۔ اس نے ستون کی آڑ میں آتے ہی خود کو سنبھالا اور آہستہ آہستہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ دوسری لانچ پر سے اس کی طرف مسلسل فائرنگ کی جا رہی تھی اور گولیاں اس آہنی ستون پر پڑ رہی تھیں۔ عمران نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر اس نے اٹھتے ہی منی میزائل گن کا رخ اس طرف کر کے بٹن پریس کر دیا جس طرف سے اس پر تواتر کے ساتھ گولیاں برس رہی تھیں۔ میزائل گن سے شعلہ سا نکلا اور بجلی کی سی تیزی سے دوسری لانچ کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے لمحے منی میزائل لانچ کے سامنے والے حصے سے ٹکرایا۔ یکلخت ایک زور دار دھماکہ ہوا اور لانچ کے اگلے حصے کے پرخچے اڑتے دکھائی دیئے۔ لانچ کا ریلنگ والا اگلا حصہ بکھرا تو وہاں موجود مسلح افراد اچھل اچھل کر پیچھے گرے اور اس طرف سے ہونے والی فائرنگ ایک لمحے کے لئے رک گئی۔ عمران کے لئے یہی موقع کافی تھا۔ وہ ستون کے عقب سے نکل کر آگے آیا اور اس نے دوسری لانچ پر یکے بعد دیگرے منی میزائل فائر کرنے شروع کر دیئے۔ لانچ پر تو یکلخت جیسے

قیامت سی ٹوٹ پڑی۔ زور دار دھماکوں کے ساتھ لانچ کے ٹکڑے بکھرتے دکھائی دیئے۔ ادھر عمران کے ساتھیوں کو بھی موقع مل گیا۔ انہوں نے بھی دوسری لانچوں پر فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ منی میزائل فائر کرنے شروع کر دیئے جس کے نتیجے میں مسلح افراد سے بھری ہوئی تینوں لانچوں میں ہڑبونگ سی مچ گئی۔ دھماکوں سے چونکہ لانچوں کے مختلف حصے تباہ ہو رہے تھے اس لئے انہیں سنبھلنے اور جوابی فائرنگ کا موقع ہی نہ مل رہا تھا۔ اس کا فائدہ اٹھا کر راجن نے لانچ کے ہیوی مشین گن والے کیبن کی طرف دوڑ لگا دی۔ کیبن میں داخل ہوتے ہی اس نے ایک دیوار پر ہاتھ مارا تو کیبن کی چھت سمٹی اور اس کی چاروں دیواریں سائیڈوں پر گرتی چلی گئیں اور ہیوی مشین گن ظاہر ہوگئی۔ راجن نے ہیوی مشین گن سنبھالی اور سامنے والی لانچ کی طرف فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ کارلی نے دوسرے کیبن میں جا کر میزائل گن سنبھال لی اور پھر اس نے بھی ان لانچوں پر میزائل فائر کرنا شروع کر دیئے۔ لانچوں پر حملہ ہوتے دیکھ کر انجن روم میں موجود کروک نے فوراً لانچ کا رخ موڑا اور سامنے والی لانچ کے دائیں طرف چکر کاٹتا ہوا اس کی رفتار تیز کرتا چلا گیا۔ دو لانچیں میزائلوں سے تباہ ہو کر سمندر میں ڈوبتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں لیکن ایک لانچ جو پیچھے تھی فائرنگ کا سلسلہ شروع ہوتے ہی تیزی سے پیچھے ہٹ گئی تھی اس لئے وہ تباہی سے بچ گئی تھی اور اب اس نے مناسب فاصلہ رکھ کر عمران کی

لانچ کے پیچھے آنا شروع کر دیا تھا۔ اس لانچ پر بھی ہیوی مشین گن نصب تھی جس سے مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی۔ کروک بے حد مشاق معلوم ہو رہا تھا اس نے لانچ دوڑاتے ہوئے اسے مسلسل زگ زیگ انداز میں لہرانا شروع کر دیا تھا۔ اس لئے پیچھے آنے والی لانچ کی مشین گن سے فائر کی جانے والی گولیاں لانچ کے دائیں بائیں سے نکل رہی تھیں۔

”گڈ شو۔ کروک سے کہو کہ وہ لانچ کی رفتار اور تیز کر دے اور کارلی تم پیچھے آنے والی لانچ کو میزائلوں سے نشانہ بناؤ۔ اسے کسی بھی صورت میں ہمارے قریب نہیں آنا چاہئے“...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو کروک نے لانچ کی رفتار میں اور اضافہ کر دیا جبکہ میزائل گن پر موجود کارلی نے پیچھے آنے والی لانچ پر یکے بعد دیگرے میزائل فائر کرنا شروع کر دیئے تھے لیکن اس لانچ کا پائلٹ بھی خاصا مشاق تھا اس نے بھی کمال مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے لانچ کو میزائلوں سے ہٹ ہونے سے بچانے کے لئے لہرانا شروع کر دیا تھا۔ میزائل اس لانچ کے اردگرد اور اوپر سے ہوتے ہوئے دور سمندر میں گر کر پھٹ رہے تھے۔ اس لانچ میں شاید میزائل گن موجود نہ تھی کیونکہ ابھی تک اس لانچ سے ان کی لانچ پر ایک بھی میزائل فائر نہ کیا گیا تھا۔

”تنویر ہماری لانچ پر پانچ افراد آئے تھے۔ میں نے چار کے سینوں اور ایک کی ٹانگوں پر گولیاں چلائی تھیں۔ دیکھو وہ زندہ ہے یا

نہیں''...... عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر سر ہلاتا ہوا تیزی سے لانچ کے اگلے حصے پر پڑی ہوئی لاشوں کی طرف دوڑتا چلا گیا۔

''یہ زندہ ہے لیکن بے ہوش ہے''...... تنویر نے دور سے چیختے ہوئے کہا۔

''اسے لے جا کر کیبن میں باندھ دو اور ہوش میں لاؤ''۔ عمران نے کہا تو تنویر نے ایک آدمی کو اٹھایا اور اسے لے کر سائیڈ کی طرف بنے ہوئے ایک کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

''صفدر اور کیپٹن شکیل تم دونوں باقی چاروں کی لاشیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دو''...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلائے اور لاشوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ عمران نے سمندر کا جائزہ لیا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا اس کیبن کی طرف بڑھتا چلا گیا جس میں تنویر زخمی اور بے ہوش آدمی کو لے گیا تھا۔ تنویر نے اس آدمی کو ایک کرسی پر رسی سے باندھ دیا تھا اور اسے ہوش میں لانے کے لئے اس کا منہ اور ناک دبا رہا تھا۔ کچھ ہی دیر میں اس آدمی کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو تنویر نے اس کے منہ اور ناک سے ہاتھ ہٹا دیئے۔

''تم باہر جاؤ''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو تنویر اسے گھورتا ہوا مڑا اور کیبن سے نکلتا چلا گیا۔ اسی لمحے نوجوان کو ہوش آ گیا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ سب کیا ہے۔ تم نے مجھے کیوں باندھا

ہے اور میرے ساتھی......'' ہوش میں آتے ہی اس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا ہے۔

''تمہارے تمام ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہماری لانچ گن شپ ہے۔ ہم نے میزائل گنوں سے تمہاری تینوں لانچوں کو تباہ کر دیا ہے۔ اب صرف تم زندہ ہو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو وہ آدمی چونک پڑا اور اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

''تت تت۔ تم نے تینوں لانچیں تباہ کر دیں۔ کیسے۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہم ناممکن کو بھی ممکن کرنا جانتے ہیں۔ اگر ہم نے تمہاری تینوں لانچوں کو تباہ نہ کیا ہوتا تو تم اس طرح بندھی ہوئی حالت میں نہ ہوتے اور میں تمہارے سامنے اطمینان کے ساتھ نہ کھڑا ہوتا''۔ عمران نے کہا۔

''تت تت۔ تم کیا چاہتے ہو''...... اس آدمی نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا تمہارا تعلق کوسٹ گارڈز سے ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ ہم نے کوسٹ گارڈز کی طرز کی لانچیں بنائی ہوئی ہیں اور ہم ان میں ایسے ہی گھومتے پھرتے ہیں جیسے ہمارا تعلق کوسٹ گارڈز سے ہو۔ اس علاقے میں کوسٹ گارڈز کی ایک بھی لانچ

موجود نہیں ہے''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''کیا مطلب۔ تمہیں ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم یہاں ہر وقت نہیں آتے۔ ضرورت اور کسی مشن کی تکمیل کے لئے آتے ہیں اور اپنا کام کر کے نکل جاتے ہیں۔ کوسٹ گارڈز کی لانچیں دیکھ کر دوسرے اسمگلر ہم سے دور رہتے ہیں اور ہمیں اپنا کام کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ ہم یہ لانچیں لے کر مخصوص علاقوں تک جاتے ہیں اور اصل کوسٹ گارڈز سے دور رہتے ہیں اور بس''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''مشن سے تمہاری کیا مراد ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ان لانچوں کے ذریعے ہم سامان اپنی مخصوص لانچوں تک پہنچاتے ہیں اور ان لانچوں میں لایا ہوا سامان لے کر مخصوص ٹھکانوں تک پہنچاتے ہیں''...... اس آدمی نے کراہتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو تم کوسٹ گارڈز کی لانچوں میں اسمگلنگ کرتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''تو پھر تم نے ہمیں کیوں گھیرا تھا''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''کمانڈر کے حکم سے اور اسے تمہاری لانچ کو گھیرنے کے لئے ہمارے باس نے حکم دیا تھا''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''کیا نام ہے تمہارے باس کا''...... عمران نے پوچھا۔

''بلیک وولف۔ وہ ماسٹر گروپ کا باس ہے۔ اسی نے کمانڈر کو کال کر کے اور اس لانچ کے بارے میں بتایا تھا۔ کاش اس نے یہ نہ کہا ہوتا کہ تمہیں زندہ پکڑ کر لانا ہے۔ باس تم سب کو زندہ گرفتار کرا کر اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا تھا''...... اس نے کراہتے ہوئے جواب دیا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''فف۔ فف فرانک۔ میرا نام فرانک ہے''...... اس آدمی نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی دونوں ٹانگیں گولیوں سے چھلنی تھیں جس سے خون کا خاصا اخراج ہو رہا تھا اس لئے خون کی کمی کے باعث اس پر نقاہت اور غنودگی سی طاری ہو رہی تھی۔

''تنویر۔ میڈیکل باکس لاؤ نیچے سے۔ جلدی کرو''...... عمران نے چیخ کر کہا۔ چونکہ کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا اس لئے باہر موجود تنویر نے اس کی آواز سن لی اور پھر وہ تیزی سے ایک طرف دوڑتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس نے نیچے سے میڈیکل باکس لاکر عمران کو دے دیا۔ عمران کے ہاتھ تیزی سے چلنے لگے۔ اس نے پہلے فرانک کو جواب تقریباً نیم بے ہوش سا ہو چکا تھا یکے بعد دیگرے دو انجکشن لگائے تو اس کا زرد ہوتا ہوا چہرہ بحال ہونے لگا۔ تھوڑی دیر بعد عمران نے اسے ایک اور انجکشن لگا دیا۔ اس انجکشن کے لگتے ہی اس کے زخموں سے خون بہنا رک گیا اور پھر اسے ایک

بار پھر ہوش آ گیا۔

''سنو فرانک۔ تم مرنے والے تھے میں نے طاقت کے انجکشن لگا کر تمہیں فوری مرنے سے بچا لیا ہے۔ تمہاری ٹانگیں زخمی ہیں اور دو گولیاں تمہارے پیٹ میں بھی لگی ہیں۔ اگر تم ساری تفصیل بتا دو تو میں یہ گولیاں بھی نکال سکتا ہوں۔ ورنہ تھوڑی دیر بعد ان کا زہر تمہارے جسم میں پھیل جائے گا اور پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں نہ بچا سکے گی''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوہ اوہ۔ میں مرنا نہیں چاہتا۔ مجھے بچا لو۔ پلیز مجھے بچا لو۔ میں تمہیں ساری باتیں بتا دوں گا۔ مجھے بچا لو''...... فرانک نے رونے والے لہجے میں کہا۔

''تو بتاؤ تفصیل۔ تمہارے باس کو ہم سے کیا دشمنی ہے جو اس نے ہمیں پکڑنے کے لئے تمہیں بھیجا تھا اور تم بتا رہے ہو کہ وہ ہمیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ کیوں''...... عمران نے کہا۔

''باس کی تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اس نے کمانڈر کو کال کیا تھا تو میں بھی اس کے پاس موجود تھا۔ باس کمانڈر کو اس لانچ کی تفصیل بتا رہا تھا اور اس نے کہا تھا کہ اسے تم سب کو ہلاک کرنے کا ٹاسک اس کے ایک دوست مارگس نے دیا تھا۔ اس نے باس کو تم سب کی ہلاکت کے لئے بھاری معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تھا چونکہ کمانڈر اور ہم سب ان لانچوں میں منشیات کی ترسیل کر رہے

تھے اس لئے باس نے ہم سے رابطہ کیا اور کمانڈر کو حکم دیا کہ وہ تمہاری لانچ کو ٹریس کرے اور گھیر کر سب کو زندہ گرفتار کر کے اس کے پاس لے آئے اور ہم نے سپیشل راڈار سسٹم پر تمہاری اس لانچ کو ٹریس کیا تھا۔ سمندر کے اس حصے میں واحد تمہاری لانچ تھی جو گن شپ ہے''...... فرانک نے جواب دیا۔

''کیا تم جانتے ہو کہ یہ مارگس کون ہے اور اس نے ہمیں ہلاک کرنے کا ٹاسک تمہارے باس کو کیوں دیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''اس نے تمہیں ہلاک کرنے کا ٹاسک کیوں دیا تھا یہ تو میں نہیں جانتا لیکن مارگس جزیرہ کارٹم پر رہتا ہے۔ اس کا ایک بڑا گروپ ہے بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ وہ کارٹم جزیرے کا سب سے دولتمند اسمگلر ہے جس کے لئے باس کام کرتا رہتا ہے''...... فرانک نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں رک رک کر کہا۔

''تمہارے باس کا نام بلیک وولف ہے۔ یہی نام بتایا ہے نا تم نے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... فرانک نے کہا۔

''کیا تمہارے باس یا اس مارگس کا تعلق سائرل تنظیم سے ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ مجھے نہیں معلوم۔ بس اتنا معلوم ہے کہ وہ انتہائی دولت مند اسمگلر ہے۔ جس کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں''...... فرانک نے جواب دیا۔

"اگر ہم تمہارے ہاتھ لگ جاتے تو تم ہمیں کہاں لے جاتے"...... عمران نے پوچھا لیکن فرانک ایک بار پھر بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران ایک طویل سانس لیتا ہوا کھڑا ہو گیا۔

"اس کا آپریشن کر کے دونوں گولیاں نکال دو۔ ابھی زندہ ہے"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں گولیاں اس کے جسم میں ہیں۔ یہ اتنا بھی زندہ رہ گیا ہے۔ یہی بہت ہے۔ اب یہ مزید زندہ نہ رہ سکے گا"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اسی لمحے فرانک کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا اس کی گردن ڈھلک گئی تھی۔ عمران نے جھک کر اس کے لباس کی تلاشی لینی شروع کر دی لیکن اس کے لباس میں کوئی خاص چیز موجود نہ تھی۔ عمران نے اس کی رسی کھول کر اسے دونوں ہاتھوں پر اٹھایا اور کیبن سے باہر ریلنگ کے پاس لا کر سمندر میں اچھال دیا۔ ان کی لانچ ان تباہ شدہ لانچوں سے کافی دور نکل آئی تھی۔ کارلی نے پیچھے آنے والی تیسری لانچ کو بھی میزائل سے تباہ کر دیا تھا جس کا جلتا ہوا ڈھانچہ دور ابھی تک دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ مارگس یقیناً سائرل کا آدمی ہو گا۔ اسے اینڈریو کی موت کی خبر مل گئی ہو گی اس لئے اس نے بلیک وولف کو ہمارے پیچھے بھیج دیا۔ بہرحال اچھا ہوا کہ ہم خواہ مخواہ کی الجھن سے بچ گئے"...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب جزیرہ نظر آنے لگ گیا ہے"...... یکلخت کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران چونک کر اٹھا اور کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔ دور سے نظر آنے والا جزیرہ تیزی سے بڑا ہوتا جا رہا تھا یہ شاید شلانگ جزیرہ تھا۔

"یہ شورگ جزیرہ ہے۔ ہمیں اگر شلانگ جزیرے کی طرف جانا ہے تو اس جزیرے کو لازماً کراس کرنا پڑے گا"...... راجن نے کہا جو ہیوی مشین گن کے تختے سے اتر کر نیچے آ گیا تھا۔

"تو کیا ہم اب کسی دشمن کی نظروں میں آئے بغیر آگے بڑھ سکتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"نہیں۔ یہ لوگ اسمگلر ہیں اور انہوں نے دور دور تک نگرانی کا جال بچھا رکھا ہو گا۔ اس لئے ہمیں لازماً چیک کر لیا گیا ہو گا۔ ان سے نمٹے بغیر ہم آگے نہیں بڑھ سکتے"...... عمران نے جواب دیا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ نزدیک آتے ہوئے جزیرے سے دو لانچیں تیزی سے ان کی طرف بڑھ رہی تھیں۔

"سب لوگ مسلح ہیں ہمیں کسی بھی وقت ایکشن میں آنا پڑ سکتا ہے لیکن اشارے کے بغیر کوئی حرکت میں نہ آئے"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل، تنویر، صفدر اور جولیا تینوں نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد لانچیں ان کی لانچ کی دونوں سائیڈوں پر پہنچ گئیں۔ ہر لانچ میں چار چار مسلح افراد موجود تھے۔

"اوہ اوہ۔ یہ تو فوشر گروپ کے آدمی ہیں"...... راجن نے کہا تو

عمران چونک پڑا۔

’’فوشر گروپ۔ کیا مطلب۔ کیا تم انہیں جانتے ہو‘‘...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’ہاں۔ شورگ جزیرے پر فوشر گروپ کا قبضہ ہے اور میں نے فوشر کے لئے بھی کام کیا ہے۔ یہ لوگ بھی سفاک اور بے رحم درندے ہیں۔ دوسرے کسی بھی گروپ کو اس طرف نہیں آنے دیتے ہیں اور اگر کوئی غلطی سے ان کے جزیرے کی طرف آئے تو یہ اسے پکڑ کر اپنے ساتھ لے جاتے ہیں اور پھر اسے گولیاں مار کر جزیرے کی کسی کھائی یا پھر سمندر میں پھینک دیتے ہیں‘‘...... راجن نے کہا۔

’’گڈ شو۔ تم تو واقعی کافی کارآمد ثابت ہو رہے ہو۔ اور بتاؤ کیا جانتے ہو اس فوشر کے بارے میں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’وہ ایک بحری قذاق ہے۔ خوبصورت لڑکیاں اور دولت اس کی کمزوری ہیں۔ اس کا ایک دور کا ایک رشتہ دار ہے جسے یہ انکل ٹام کہتا ہے اور انکل ٹام کے لئے یہ کچھ بھی کر سکتا ہے کیونکہ اس کے ماں باپ بچپن میں ہی مر گئے تھے اور انکل ٹام نے ہی اسے پالا تھا۔ انکل ٹام بلا کا شراب نوش ہے۔ وہ بھی ایک نمبر کا بدمعاش ہے وہ اسے اپنے چند ساتھیوں کی مدد سے لڑکیاں اغوا کر کے بھجواتا رہتا ہے جنہیں یہ دوسرے جزیروں کے عیاش بدمعاشوں کے اڈوں پر فروخت کرتا ہے۔ اس کا اصل دھندہ یہی ہے‘‘...... راجن نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’ہونہہ۔ اس کا دھندہ ہی اب اسے پراگندہ کرے گا‘‘...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

’’کیا مطلب‘‘...... جولیا نے کہا جو اس کے پاس ہی کھڑی تھی۔

’’دیکھتی جاؤ‘‘...... عمران نے کہا۔

’’کون ہو تم‘‘...... دائیں طرف والی لانچ پر کھڑے ایک دیو قامت آدمی نے چیخ کر کہا۔

’’ہم فوشر کے مہمان ہیں‘‘...... عمران نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’بکواس مت کرو۔ سیدھی طرح بتاؤ تم کون ہو ورنہ ایک لمحے میں ڈھیر کر دیں گے‘‘...... اسی آدمی نے جواب دیا۔

’’سنو۔ زیادہ بک بک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم دوست ہیں دشمن نہیں۔ ورنہ تمہاری یہ لانچیں یہاں پہنچنے سے پہلے ہی تم سمیت سمندر کی تہہ میں پہنچ چکی ہوتیں‘‘...... عمران نے غراتے ہوئے کہا اس کا لہجہ ایسا تھا کہ وہ دیو قامت آدمی فوری طور پر کچھ نہ کہہ سکا۔

’’ٹھیک ہے۔ آؤ میرے ساتھ‘‘...... اس دیو قامت آدمی نے کہا اور عمران نے کروک کو لانچ کی رفتار تیز کرنے کے لئے کہا۔ باقی دونوں لانچیں بھی ان کے ساتھ ساتھ جزیرے کی طرف بڑھنے لگیں اور تھوڑی دیر بعد وہ جزیرے پر پہنچ گئے۔ سب سے پہلے

دونوں لانچیں ساحل سے لگیں پھر کروک نے بھی لانچ کی رفتار کم کرتے ہوئے اسے ساحل کے کنارے کی طرف بڑھانا شروع کر دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ساحل پر پہنچ گئے اور عمران کے کہنے پر کروک نے لانچ کنارے پر روکتے ہوئے اس کا انجن بند کر دیا۔

''فوشر کو یہیں بلاؤ۔ اسے کہو کہ تمہارے انکل ٹام نے تمہارے لئے دنیا کا سب سے قیمتی تحفہ بھیجا ہے''...... عمران نے ساحل پر اترتے ہی اسی دیو قامت سے کہا۔

''نہیں۔ باس یہاں نہیں آ سکتا۔ تمہیں اس کے پاس جانا ہو گا''...... دیو قامت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں کہہ رہا ہوں اسے بلا لاؤ۔ مجھے جلدی ہے''...... عمران نے دوبارہ اسی طرح غراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دیو قامت کوئی جواب دیتا۔ اچانک اوپر سے ایک آدمی چیخ پڑا۔

''باس آ رہا ہے''...... اور دیو قامت کے ساتھ ساتھ عمران بھی اس کی بات سن کر چونک پڑا اور پھر چند لمحوں بعد جزیرے کی چٹان پر ایک لمبے قد کا آدمی نظر آیا۔ اس نے سیاہ رنگ کا چست لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ دو مسلح افراد بھی تھے۔

''کون ہیں یہ اسکاٹ اور تم انہیں یہاں کیوں لے آئے ہو۔ گولیاں مار کر تم انہیں وہیں ہلاک کر دیتے''...... اس نے آتے ہی چیخ کر کہا۔

''تمہارا نام فوشر ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''ہاں میرا نام فوشر ہے۔ کون ہو تم اور مجھے کیسے جانتے ہو''۔ فوشر نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''فائر''...... عمران نے یکلخت چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنیں تڑتڑا اٹھیں اور پلک جھپکنے میں فوشر کے تمام ساتھی چھلنی ہو کر گر پڑے۔ فائرنگ ہوتے ہی فوشر نیچے گر گیا تھا۔ اس کی ٹانگوں پر معمولی زخم آئے تھے۔ نیچے گرتے ہی عمران نے اسے گردن سے پکڑا اور اس طرح اٹھا کر کھڑا کر دیا کہ فوشر کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

''مم۔ مم۔ میں سمجھا نہیں کہ تم چاہتے کیا ہو۔ میرے آدمی دوسرے جزیرے پر گئے ہوئے ہیں۔ ورنہ شاید تم یہاں تک بھی نہ پہنچ سکتے''...... فوشر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بری طرح الجھا ہوا تھا۔

''جزیرے پر تمہارے کتنے آدمی ہیں''...... عمران نے یکلخت سرد لہجے میں کہا۔

''اس وقت تو وہاں صرف ایک آدمی ہے۔ بتایا تو ہے میرے آدمی دوسرے جزیرے پر گئے ہوئے ہیں''...... فوشر نے کہا۔

''بس اتنا ہی پوچھنا تھا۔ اب تم چھٹی کرو''...... عمران نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور فوشر چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ اس کے چہرے

پر عمران کا زور دار تھپڑ پڑا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا عمران کی مشین گن تڑتڑائی اور فوشر وہیں پڑے پڑے اس بری طرح تڑپنے لگا جیسے مچھلی پانی سے باہر تڑپتی ہے۔ چند لمحوں بعد وہ ساکت ہو گیا۔ اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو چکا تھا۔

''اسے اٹھا کر سمندر میں پھینک دو تنویر''...... عمران نے اپنی لانچ کی طرف بڑھتے ہوئے تنویر سے کہا اور تنویر تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور چند لمحوں بعد فوشر کا مردہ جسم سمندر میں تیر رہا تھا۔

''چلو کروک۔ لانچ موڑو اور اسے شلانگ جزیرے کی طرف لے جاؤ''...... عمران نے کروک سے کہا۔ عمران کے اشارے پر اس کے ساتھی لانچ میں سوار ہو گئے تھے۔ کروک نے سر ہلاتے ہوئے لانچ کو تھوڑا سا بیک کر کے موڑا اور پھر تیزی سے جزیرے کی سائیڈ سے ہوتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور آفس میں بھاری میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی اونچی پشت والی ریوالونگ کرسی پر بیٹھا ہوا بدمعاش اور انتہائی خرانٹ شکل کا مالک بلیک وولف بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی جسے وہ منہ سے لگا کر شراب پی رہا تھا۔ ٹیلی فون کی گھنٹی سنتے ہی اس نے شراب کی بوتل میز پر رکھی اور ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''بلیک وولف بول رہا ہوں''...... بلیک وولف نے بے حد سرد اور کرخت آواز میں کہا۔

''باس۔ میں فشر بول رہا ہوں کمانڈنگ کنٹرول روم''...... دوسری طرف سے اس کے نمبر ٹو کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ کمانڈر کریگ ان مطلوبہ افراد کو پکڑ کر لایا ہے یا نہیں''...... بلیک وولف نے تیز لہجے میں کہا۔

''نو چیف۔ میں اس سے کافی دیر سے رابطہ کر رہا تھا لیکن میرا

اس سے رابطہ نہیں ہو رہا تھا۔ جب میرا ان سے رابطہ نہ ہوا تو میں نے ایک ہیلی کاپٹر اس طرف روانہ کیا تا کہ وہ ان تینوں لانچوں کا پتہ لگائے اور ابھی کچھ دیر پہلے مجھے ہیلی کاپٹر کے پائلٹ اسمتھ نے اطلاع دی ہے کہ نارتھ زون سے تیس بحری میل کے فاصلے پر تینوں لانچوں کے جلتے ہوئے ڈھانچے ملے ہیں''...... فشر نے جواب دیا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تینوں لانچیں تباہ ہو گئی ہیں۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے''...... دوسری طرف سے فشر کی باتیں سن کر بلیک وولف نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''میں سچ بتا رہا ہوں باس۔ تینوں لانچیں تباہ کر دی گئی ہیں اور انہیں میزائلوں سے تباہ کیا گیا ہے''...... فشر نے جواب دیا۔

''اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کارلی اور اس کے ساتھی انتہائی خطرناک لوگ ہیں جو انہوں نے تین لانچوں کو تباہ کر دیا ہے جس میں بے شمار مسلح افراد موجود تھے۔ اوہ۔ اسی لئے مارگس نے اس قدر بھاری معاوضہ دینے کا فوراً وعدہ کر لیا تھا۔ لیکن اب تک تو وہ لوگ شلانگ جزیرے پر پہنچ گئے ہوں گے''...... بلیک وولف نے چیختے ہوئے کہا۔

''باس۔ ابھی بھی اگر ہم چاہیں تو انہیں پکڑ سکتے ہیں۔ شورگ جزیرہ کے فوشر کو اگر لالچ دیا جائے تو وہ یقیناً انہیں پکڑنے میں ہماری بھرپور مدد کرے گا کیونکہ یہ علاقہ اسی کا ہے''...... فشر نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن ہم وہاں تک جائیں کیسے''...... بلیک وولف نے کہا۔

''باس اگر ہم سپیشل ہیلی کاپٹر کا استعمال کریں تو ہم آسانی سے ان تک پہنچ سکتے ہیں''...... فشر نے جواب دیا۔

''مگر اس طرح ہم نیوی کے راڈار پر آجائیں گے اور پھر ہمارے لئے نیوی سے جان چھڑانی مشکل ہو جائے گی''...... بلیک وولف نے کہا۔

''اگر ہم نیچی پرواز کریں اور شمال مشرق کی طرف سے گھوم کر جائیں تو ہم راڈار کی نظروں میں آنے سے بچ سکتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ یہ چکر لمبا تو پڑ جائے گا لیکن بہرحال ہم پہنچ جائیں گے اور جہاں تک اس کارلی اور اس کے ساتھیوں کا تعلق ہے۔ یہ لوگ یقیناً جزیرہ کارٹم جا رہے ہیں۔ اس لئے بلیک وولف نے ان کے خاتمے کے لئے ہمیں ٹاسک دیا ہے۔ اور شلانگ جزیرہ کے راستے کی طرف سے جانے کا مطلب ہے کہ وہ جزیرہ شلانگ اور اس کے بعد جنگل کے راستے سے ہو کر جزیرہ کارٹم پہنچنا چاہتے ہیں بہرحال اگر ہم فوشر کو راضی کر لیں تو وہ ہمارے ہاتھوں سے بچ نہ سکیں گے اور اگر یہ لوگ ہمارے پہنچنے تک شورگ جزیرہ کراس بھی کر گئے ہوں گے تب بھی ہم انہیں جزیرہ شلانگ اور اس کے بعد جنگل میں آسانی سے گھیر سکتے ہیں۔ صرف ہمیں مخصوص قسم کا اسلحہ ساتھ لے جانا ہو گا''...... فشر نے پوری تفصیل سے منصوبہ بناتے

ہوئے کہا۔

''گڈ شو فشر۔ رئیلی گڈ شو۔ تمہاری یہ عقل اور منصوبہ بندی نے ہی تمہیں میرا نمبر ٹو بنایا ہوا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم جلدی سے ہیڈکوارٹر پہنچو۔ میں سپیشل ہیلی کاپٹر کی تیاری کے انتظامات کرتا ہوں۔ ہمیں فوراً روانہ ہو جانا چاہئے۔ فوراً پہنچو''...... بلیک وولف نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلا تاکہ فشر اور دوسرے ساتھیوں کے پہنچنے سے پہلے وہ سپیشل ہیلی کاپٹر کی روانگی کے انتظامات مکمل کر لے۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد تیز رفتار ہیلی کاپٹر جس پر ایک ایسی بین الاقوامی کمپنی کا نام لکھا ہوا تھا۔ جو ہیلی کاپٹر فروخت کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی سروس رینٹ پر بھی مہیا کرتی تھی۔ لیکن اس کے باوجود پوچھ گچھ سے بچنے کے لئے وہ براہ راست سمندر کی طرف جانے کے شہر کی شمالی سمت سے ہوتے ہوئے ایک لمبا چکر کاٹ کر سمندر پر پہنچے۔ ہیلی کاپٹر سطح نیچی پرواز کرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اتنی نیچی پرواز وہ نیول راڈارز سے بچنے کے لئے کر رہے تھے۔ پائلٹ سیٹ پر بلیک وولف کا نمبر ٹو فشر موجود تھا یہ قدرے بھاری جسم کا آدمی تھا جس کی بڑی اور باہر کو ابھری ہوئی پیشانی اس کی ذہانت کا پتہ دے رہی تھی۔ جبکہ سائیڈ سیٹ پر بلیک وولف خود موجود تھا اور پچھلی سیٹوں پر چار افراد موجود تھے۔ جنہوں نے ہاتھوں میں جدید ساخت کی گنیں پکڑی ہوئی تھیں اور ایک بڑا

سا تھیلا جس کی زپ کھلی ہوئی تھی ایک سائیڈ پر رکھا ہوا تھا اس میں بھی جدید ساخت کے اسلحے کی جھلک نظر آ رہی تھی۔

''ہماری لانچوں کی تباہی کا مطلب ہے کہ ان لوگوں کے پاس بھی انتہائی جدید اسلحہ موجود ہے۔ اور یہ لوگ ہر قسم کا اقدام بھی کر سکتے ہیں اس لئے ہمیں انتہائی محتاط رہنا ہو گا''...... بلیک وولف نے کہا۔

''ویسے باس یہ لوگ ہیں کون۔ کس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں''......فشر نے پوچھا۔

''معلوم نہیں۔ نام سے تو ایکریمین لگتے ہیں لیکن ہیں پاکیشیائی ایجنٹ کیونکہ سائرل نے پچھلے دنوں پاکیشیا سے ایک لڑکی اغوا کی تھی۔ میری اطلاع کے مطابق پاکیشیائی ایجنٹ اسی لڑکی کے لئے یہاں پہنچے ہیں اور انہوں نے سائرل کے خلاف اعلان جنگ کر رکھا ہے۔ مارگس کا سائرل سے ڈائریکٹ رابطہ ہے اس لئے میرے خیال کے مطابق سائرل نے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کا ٹاسک مارگس کو دیا ہے اور مارگس نے خود آگے آنے کی بجائے بھاری معاوضے پر ہمیں ہائر کیا ہے تاکہ ہم ہر ممکن طریقے سے ان ایجنٹوں کو ہلاک کر سکیں''...... بلیک وولف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یس باس۔ آپ کا تجزیہ بالکل ٹھیک ہے اس لئے وہ ہر قسم کا اقدام کرنے سے دریغ نہیں کرتے''...... فشر نے سر ہلاتے

ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں اب ہم راڈار کی رینج سے باہر آ چکے ہیں''...... بلیک وولف نے کہا۔

''اوہ نو باس۔ نیول ہیڈکوارٹر میں ابھی حال ہی میں انتہائی لانگ رینج راڈار نصب کیا گیا ہے کیونکہ اس سارے علاقے میں اسمگلروں کی سرگرمیاں بے انتہا بڑھ گئی تھیں۔ شورگ جزیرہ کے بعد ہم رینج سے باہر نکلیں گے''...... فشر نے جواب دیا اور بلیک وولف نے سر ہلا دیا۔

''باس۔ اس لانچ کو دیکھتے ہی تباہ کر دینا ہے یا''...... پیچھے بیٹھے ہوئے ایک لمبے منہ والے آدمی نے پوچھا۔

''نہیں ہم نے ان کی لاشیں لے جانی ہیں۔ اس لئے ہمیں ایسا اقدام کرنا ہے کہ جس سے ہم انہیں ہلاک بھی کر سکیں اور ان کی لاشیں بھی صحیح حالت میں واپس لے جا سکیں''...... بلیک وولف نے کہا۔

''تو پھر باس ہمیں کیا کرنا ہو گا''...... اسی آدمی نے الجھن بھرے لہجے میں کہا۔

''میں بتاتا ہوں۔ ہم شورگ جزیرہ سے تیز رفتار لانچ لے کر چلیں گے۔ اس لانچ پر دو آدمی ہوں گے۔ جبکہ باقی افراد ہیلی کاپٹر پر بلندی پر رہیں گے۔ ہم شلانگ جزیرہ سے ہیلی کاپٹر اس وقت اڑائیں گے جب ہماری لانچ ان کی لانچ کے قریب پہنچ

جائے گی۔ ہمارا تیز رفتار ہیلی کاپٹر چند لمحوں میں ان تک پہنچ جائے گا اور پھر ہم بیک وقت اوپر اور نیچے سے ان پر فائر کھول دیں گے۔ اس طرح وہ یقیناً ختم ہو جائیں گے اور پھر ہم آسانی سے ان کی لاشیں لے کر اس ہیلی کاپٹر پر ہی واپس آ جائیں گے''...... بلیک وولف نے باقاعدہ منصوبہ بندی کرتے ہوئے کہا اور فشر نے سر ہلا دیا۔

''لیکن یہ صرف اس صورت میں ہو گا اگر وہ لوگ شورگ جزیرہ کراس کر کے آگے جا چکے ہوں گے اور اگر وہ شورگ جزیرہ پر موجود ہوں گے تو پھر وہاں جو صورتحال ہو گی ویسے ہی کر لیا جائے گا''...... فشر نے دوبارہ کہا تو بلیک وولف نے سر ہلا دیا۔

ہیلی کاپٹر انتہائی تیز رفتاری سے کھلے سمندر پر نیچی پرواز کرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد انہیں دور سے سمندر میں شورگ جزیرہ دھبے کی صورت میں نظر آنے لگا۔ فشر نے ہیلی کاپٹر کا رخ اسی طرف کو موڑا اور رفتار اور زیادہ بڑھا دی اور چند لمحوں بعد جب جزیرہ بڑا نظر آنے لگا تو اس نے رفتار آہستہ کر دی وہ سب پوری طرح چوکنا ہو کر بیٹھ گئے۔ جزیرہ آدھے سے زیادہ پانی میں ڈوبا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اس جزیرے کی زمین موجود ہی نہ ہو اور درخت اور ہر طرح کے پودے پانی کے اوپر ہی اگے ہوئے ہوں۔ جزیرے پر مکمل خاموشی تھی۔ ان کے ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ

کی آواز سن کر اور اسے دیکھ لئے جانے کے باوجود جزیرے پر کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو فشر آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر کو جزیرے کے گرد گھمانے لگا اور پھر جب وہ اس طرف پہنچے جہاں لانچیں موجود تھیں تو وہ یہ دیکھ کر بری طرح چونک پڑے کہ دو لانچوں میں لاشیں پڑی ہوئیں صاف نظر آ رہی تھیں اور باقی لانچیں خالی تھیں اور پھر انہیں جزیرے کی ایک ساحلی چٹان پر دو افراد کی گولیوں سے چھلنی لاشیں اور کے قریب پانی میں تیرتی ہوئی فوشر کی لاش بھی نظر آ گئی اور فشر نے جلدی سے ہیلی کاپٹر جزیرے کے اوپر لے جا کر ایک مسطح چٹان پر اتار دیا۔

''اوہ اوہ۔ یہ سب کیا ہو گیا۔ اس کا مطلب ہے یہ لوگ یہاں سب کو ختم کر کے آگے نکل گئے ہیں''...... بلیک وولف نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ فوشر اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر تو یہی لگ رہا ہے کہ کارلی اور اس کے ساتھ موجود پاکیشیائی ایجنٹوں نے یہاں خوفناک کارروائی کی ہے اور سب کو ختم کر کے آگے نکل گئے ہیں''...... فشر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور تیزی سے اس لانچ پر پہنچ گیا جس میں لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ اس نے جھک کر ایک لاش کے جسم کو ہاتھ لگایا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

''باس۔ لاشیں ابھی سرد نہیں ہوئی ہیں۔ ان کے جسم ابھی گرم ہیں جس کا مطلب ہے کہ انہیں ہلاک ہوئے زیادہ دیر نہیں ہوئی

ہے اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ کارلی اور اس کے ساتھ موجود پاکیشیائی ایجنٹ ابھی زیادہ دور نہیں گئے ہیں۔ اگر ہم تیز رفتاری سے اس طرف جائیں تو انہیں آسانی سے گھیر سکتے ہیں''...... فشر نے لانچ سے نکل کر جزیرے پر چڑھتے ہوئے بلیک وولف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''لیکن یہ فوشر کے پاس تو خاصا بڑا گروپ تھا۔ وہ سارا گروپ کہاں گیا۔ یہاں تو اس کے صرف چند ساتھیوں کی لاشیں ہیں''۔ بلیک وولف کے لہجے میں حیرت تھی۔

''مجھے ایسا لگ رہا ہے باس کہ فوشر کا گروپ کسی مشن پر گیا ہوا ہو گا۔ اس لئے وہ انہیں کم تعداد میں ہونے کی وجہ سے مار لینے میں کامیاب ہو گئے ہیں''...... فشر نے کہا۔

''ہونہہ۔ تو چلو پھر دیر نہ کرو۔ میرا خیال ہے اب اگر ہم نے لانچ لی تو پھر ہم ان تک نہ پہنچ سکیں گے''...... بلیک وولف نے تیز لہجے میں کہا۔

''اگر ہمیں اب لانچ لینی پڑی تو ہم شلانگ جزیرے سے لے لیں گے۔ ہمیں فوراً پہنچنا ہے''...... فشر نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے ہیلی کاپٹر پر بیٹھے اور دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے جزیرے سے باہر آ کر فضا میں بلند ہوتا گیا چونکہ اب راڈار چیکنگ والا خطرہ نہ رہا تھا۔ اس لئے فشر ہیلی کاپٹر کو اتنی بلندی تک لے گیا کہ اس پر مشین گن اور میزائل فائر نہ ہو سکے اور پھر وہ

تیزی سے جزیرہ شلانگ کی طرف بڑھتا گیا۔ اس نے رفتار پہلے سے کہیں زیادہ تیز رکھی تھی اور تھوڑی دیر بعد انہیں جزیرہ شلانگ نظر آنے لگ گیا۔

''کوئی لانچ نظر نہیں آ رہی''...... بلیک وولف نے غور سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہوسکتا ہے وہ آگے بڑھ چکے ہوں۔ ہمیں پہلے جنگل تک دیکھ لینا چاہئے''...... فشر نے کہا اور چند لمحوں بعد وہ چھوٹے سے جزیرے شلانگ کے قریب سے ہوتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا لیکن پھر جنگل تک پہنچ جانے کے باوجود انہیں کوئی لانچ نظر نہ آئی۔ لانچ کوئی سوئی نہ تھی جو کھلے سمندر میں چھپ سکتی تھی۔ فشر کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔

اس نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کی اور پھر وہ شلانگ جزیرے کے عجیب وغریب جنگل کے اوپر اڑنے لگے۔ وہ نہروں نما راستوں پر بھی ہیلی کاپٹر اُڑا رہا تھا جن کے کنارے گھنے اور بڑی بڑی جھاڑیوں سے بھرے ہوئے تھے اور یہ راستے زگ زیگ انداز میں آگے جاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ بلیک وولف نے اب طاقتور دوربین آنکھوں سے لگا رکھی تھی اور وہ بغور جنگل کو چیک کر رہا تھا لیکن پورے جنگل کے اوپر دوبار چکر لگانے کے باوجود جب انہیں کوئی لانچ نظر نہ آئی تو ان کے چہروں پر انتہائی حیرت کے ساتھ سوالیہ نشان سے ابھر آئے۔

''آخر یہ کیسے ممکن ہے۔ لانچ کہاں غائب ہوگئی ہے۔ کیا وہ سمندر برد ہوگئی ہے یا اسے آسمان نے اٹھا لیا ہے''...... بلیک وولف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہماری لانچوں کی تباہی کے بعد فوشر اور اس کے آدمیوں کی موت کا مطلب تو یہی ہے کہ وہ لوگ ادھر ہی آئے ہیں لیکن پھر کہاں جا سکتے ہیں۔ وہ چاہے جس قدر بھی تیز رفتاری کا مظاہرہ کریں اتنی دیر میں شلانگ جزیرے کے جنگل کو تو وہ کسی صورت بھی کراس نہیں کر سکتے۔ ہمیں اب شلانگ جزیرے کے اندرونی حصوں کو چیک کرنا ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ ہیلی کاپٹر کی گڑگڑاہٹ کی آواز سن کر وہ لانچ سمیت گھنے پودوں اور آبی جھاڑیوں میں چھپ گئے ہوں۔ بہرحال اب وہاں سے ہی شاید ہمیں ان کا کوئی کلیو مل سکتا ہے''...... فشر نے تجزیہ کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر کا رخ واپس شلانگ جزیرے کی طرف موڑ دیا۔

''سب لوگ انتہائی چوکنا رہیں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ واقعی جزیرے میں چھپے ہوئے ہوں اور ہم پر اچانک فائر کھول دیں''...... فشر نے ہیلی کاپٹر موڑتے ہوئے کہا اور وہ سب لاشعوری طور پر الرٹ ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ شلانگ جزیرے کے قریب پہنچ گئے۔ ہیلی کاپٹر نے پہلے جزیرے کے گرد چلا لگایا اور پھر وہ جزیرے پر اتر گئے۔ یہ جزیرہ بھی خاموش تھا اور ہیلی کاپٹر سے نیچے اترتے ہی انہیں ایک آدمی کی لاش ایک جھاڑی کے پاس پڑی نظر

آ گئی۔

''اوہ۔ یہ تو فوشر کا آدمی گولن ہے۔ اور کوئی آدمی نظر نہیں آ رہا ہے''...... فشر نے تیز لہجے میں کہا۔

''جزیرہ بالکل ہی چھوٹا سا تھا۔ اس لئے تھوڑی دیر میں انہوں نے جزیرے کا سارا علاقہ دیکھ لیا لیکن وہاں سوائے اس آدمی کی لاش کے اور کوئی ذی روح موجود نہ تھا۔

''وہ لوگ میرے خیال میں شلانگ جزیرہ کی طرف نہیں آئے۔ شاید کسی اور طرف نکل گئے ہیں''...... بلیک وولف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اب تو یہی سوچا جا سکتا ہے۔ اگر وہ اس جزیرے کے نارتھ زون کی طرف گئے ہیں تو وہاں موجود پائریٹس کا شکار بن چکے ہوں گے جو اپنے علاقے میں آنے والے کسی شپ کو بھی غائب کر سکتے ہیں''...... فشر نے بھی ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے بھی یہی لگ رہا ہے کہ وہ پائریٹس کے ریڈ زون کی طرف چلے گئے تھے اور ان کے ہاتھ لگ گئے اور پائریٹس نے انہیں ان کی لانچ سمیت غائب کر دیا۔ ٹھیک ہے۔ اب مجھے مارگس کو اپنی ناکامی کی رپورٹ دے دینی چاہئے۔ یہ رقم ہماری قسمت میں نہ تھی۔ خواہ مخواہ کے اخراجات علیحدہ اٹھانے پڑ گئے''...... بلیک وولف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فشر سے لانگ رینج ٹرانسمیٹر لانے کے لئے کہا۔ فشر نے ہیلی کاپٹر کے اندر ایک

تھیلے میں موجود لانگ رینج سپیشل ٹرانسمیٹر نکال کر بلیک وولف کے ہاتھ میں دے دیا۔ وہ لوگ واقعی پوری طرح محتاط تھے کیونکہ سپیشل ٹرانسمیٹر کی کال کیچ نہ ہو سکتی تھی ورنہ ہیلی کاپٹر میں بھی ٹرانسمیٹر موجود تھا لیکن وہ عام ٹرانسمیٹر تھا اور اس کی کال لازماً نیول ہیڈکوارٹر میں کیچ کر لی جاتی اور پھر ان کے لئے خواہ مخواہ کے مسائل کھڑے ہو جاتے۔ بلیک وولف نے مارگس کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

''ہیلو ہیلو۔ بلیک وولف کالنگ مارگس۔ اوور''...... بلیک وولف نے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

''یس۔ مارگس اٹنڈنگ یو اوور''...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے مارگس کی آواز سنائی دی۔

''میں بلیک وولف بول رہا ہوں۔ میں نے تمہارے کام کے لئے بے حد کوشش کی ہے لیکن مجھے افسوس ہے کہ تمہارا کام نہیں ہو سکا۔ کارلی پاکیشیائی ایجنٹوں کو لے کر نجانے کہاں غائب ہو گیا ہے میں نے ارد گرد کے جزائر کی مکمل چیکنگ کی ہے لیکن مجھے ان کا کوئی سراغ نہیں مل سکا ہے۔ ان چکروں میں مجھے خاصے بڑے اخراجات بھی اٹھانے اور شدید ترین نقصان بھی برداشت کرنا پڑ رہا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ میں ایک کام آنے والے دوست سے بھی ہمیشہ کے لئے ہاتھ دھو بیٹھا ہوں۔ اوور''...... بلیک وولف نے

افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ہوا کیا ہے مجھے پوری تفصیل بتاؤ۔ اوور''...... مارگس نے پوچھا اور جواب میں بلیک وولف نے اسے مکمل تفصیل بتانی شروع کر دی۔ اس نے اسے یہ بھی بتا دیا کہ کس طرح اس کی نیول لانچوں کو بھی ان لوگوں نے تباہ کر دیا تھا جس میں اس کے بے شمار ساتھی ہلاک ہو گئے تھے اور پھر اس نے فوشر کی لاش ملنے کے حوالے سے بھی مارگس کو ساری رپورٹ دے دی۔

''ہونہہ۔ تو وہ لوگ شلانگ جزیرے کے پانی میں چھپے ہوئے جنگل کی طرف چلے گئے ہیں۔ اوہ یہ تو بہت خطرناک بات ہے۔ میں نے تو اس طرف توجہ ہی نہ دی تھی۔ اوور''...... مارگس کی بری طرح سے چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''تمہیں اس پر توجہ دینے کی ضرورت بھی نہیں۔ ہم نے اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ سوائے پائریٹس کے علاقے کے ہم نے جنگل کے ایک ایک حصے کا بغور جائزہ لیا ہے لیکن ان کی لانچ کا نشان تک نہیں ملا ہے۔ وہ نجانے کدھر نکل گئے ہیں۔ مجھے تو ایسا لگ رہا ہے کہ وہ غلطی سے پائریٹس والے علاقے میں چلے گئے ہیں اور پائریٹس نے انہیں گھیر کر پکڑ لیا ہوگا اور لانچ سمیت انہیں چھپا دیا ہوگا۔ اوور''...... بلیک وولف نے کہا۔

''ہونہہ۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ تم نے مجھے یہ ساری رپورٹ دے

کر اچھا کیا ہے۔ اب وہ ادھر سے آئے بھی تو میں ان سے نمٹ لوں گا۔ تمہاری یہ اطلاع میرے لئے بے حد اہم ہے۔ اس لئے تمہیں اپنے نقصان اور اخراجات پر آنسو بہانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تمہارے اخراجات اور نقصان کی تلافی کر دی جائے گی۔ اوور''...... مارگس نے جواب دیا۔ اخراجات اور نقصان پورا کرنے کا سن کر بلیک وولف کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔

''اوہ۔ بہت بہت شکریہ مارگس۔ تم نے اخراجات کی ادائیگی کی بات کر کے میرا سارا غم دور کر دیا ہے۔ بہرحال اس بات کا مجھے افسوس رہے گا کہ میں تم سے لمبی رقم نہ کما سکا۔ اوور''...... بلیک وولف نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم میرے دوست ہو بلیک وولف اور تم نے جو اطلاع مجھے دی ہے۔ وہی فی الحال میرے لئے کافی ہے۔ اوور اینڈ آل''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ بلیک وولف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کیا اور پھر اسے فشر کی طرف بڑھا دیا۔ اس کے سب ساتھی وہیں موجود تھے۔

''چلو۔ ہمارا کام ختم ہو گیا ہے۔ اب پاکیشیائی ایجنٹ جانیں اور مارگس جانے۔ ہمیں واپس جانا ہے''...... بلیک وولف نے کہا اور فشر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے بعد وہ سب ہیلی کاپٹر کی طرف مڑے ہی تھے کہ اچانک مشین گن کی تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے

ساتھ انسانی چیخوں سے جزیرے کی فضا گونج اٹھی اور ہیلی کاپٹر کی طرف مڑتا ہوا بلیک وولف بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور پھر اس کی آنکھیں خوف اور حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ قریب موجود ایک درخت سے کود کر ایک آدمی ہاتھ میں مشین گن لئے کھڑا اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ بلیک وولف کے ہاتھ خالی تھے جبکہ اس نے اپنے سارے ساتھیوں کے حلق سے بلند ہوتی چیخیں بخوبی سن لی تھیں اور پھر لاشعوری طور پر اس نے ایک بار دائیں بائیں دیکھا تو فشر سمیت اس کے چاروں آدمی منہ کے بل نیچے گرے ہوئے تھے اور ان سب کی پشت گولیوں سے چھلنی ہو چکی تھیں۔

''ہیلو بلیک وولف۔ میرا نام کارلی ہے''...... درخت سے کودنے والے آدمی نے قدم آگے بڑھاتے ہوئے مسکرا کر کہا اور بلیک وولف نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکال لیا لیکن اسی لمحے ایک فائر ہوا اور بلیک وولف بری طرح چیخ پڑا ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا اس دوران دائیں طرف موجود ایک بڑی سی جھاڑی کے پیچھے سے بھی ایک آدمی برآمد ہو گیا تھا اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا جس کی نال سے ابھی تک دھواں نکل رہا تھا۔

''اور بھی کچھ ہو تمہاری جیبوں کے اندر تو وہ بھی نکال لو مسٹر بلیک وولف''...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اب اس سے چند فٹ کے فاصلے پر پہنچ کر رک گیا تھا اور پھر جیسے تینوں

اطراف میں موجود جھاڑیوں نے آدمی اگلنے شروع کر دیئے۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کی سائیڈوں میں دو آدمی اور سامنے والے آدمی کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی آ کر کھڑی ہو گئی۔

''تت۔ تت۔ تم کہاں چھپے ہوئے تھے۔ ہم نے تو سارا جزیرہ دیکھ ڈالا تھا''...... بلیک وولف نے بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا۔

''تمہارے آدمی کسی کو تلاش کرنے کے کام میں بالکل اناڑی ہیں بلیک وولف۔ انہوں نے گھنی جھاڑیوں، پودوں اور درختوں کی تو شاید کسی کے چھپنے کے لائق جگہ ہی نہ سمجھا تھا اور اطمینان سے ادھر ادھر ٹہل کر واپس آ گئے''...... اس آدمی نے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تم واقعی کارلی ہو''...... بلیک وولف نے کہا وہ اب خاصی حد تک سنبھل گیا تھا۔

''ہاں۔ وہی کارلی ہوں جسے تلاش نہ کر سکنے کی وجہ سے تمہاری لمبی رقم ڈوب گئی ہے''...... آنے والے نے جو عمران کے ساتھ آنے والا کارلی تھا مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''تم سب یہاں ہو تو پھر تمہاری لانچ کہاں ہے۔ میں نے تو خود فضائی جائزہ لیا تھا۔ مجھے تو تمہاری لانچ کہیں دکھائی نہ دی تھی''...... بلیک وولف نے بری طرح دانت پیستے ہوئے کہا۔ اب اسے اپنے آپ پر شاید غصہ آ رہا تھا کہ یہ لوگ اس قدر نزدیک

چھپے ہوئے تھے اور وہ ان سے بے خبر رہا۔

''وہ کوبلونا کے گھنے پودوں میں چھپی ہوئی ہے۔ کوبلونا پودے بانسوں کی طرح پانی کے اوپر تیزی سے پھیل کر بڑے علاقے کو گھیرنے والے پودے ہیں جن کے نیچے اتنا خلا موجود ہوتا ہے کہ ان میں بڑے سے بڑے شپ کو بھی چھپایا جا سکے۔ جب ہم نے تمہارے ہیلی کاپٹر کو آتے دیکھا تو ہم لانچ کو فوراً ان پودوں کے نیچے لے گئے اب وہ وہیں مسلسل آرام کر رہی ہے''...... کارلی کے ساتھ آنے والے دوسرے نوجوان نے کہا جو عمران تھا۔

''ہونہہ۔ کاش کہ مجھے معمولی سا بھی شک ہو گیا ہوتا کہ تم سب یہاں ہو تو میں ہیلی کاپٹر نیچے لانے کی بجائے اوپر سے ہی یہاں ہر طرف بم اور میزائل برسا دیتا''...... بلیک وولف نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اب ظاہر ہے تم سوائے لکیر کے پیٹنے کے اور کچھ بھی نہیں کر سکتے اور ظاہر ہے اگر تمہارا کاش سچ ہو جاتا تو تمہاری لمبی رقم تو نہ ڈوبتی۔ لیکن مسٹر بلیک وولف میں نے سوچا کہ جو شخص صرف اخراجات ملنے کا سن کر اس قدر خوش ہو رہا ہے۔ اس کی رقم بھی اسے ملنی چاہئے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... بلیک وولف عمران کی بات سن کر بری طرح چونک پڑا۔

''سیدھی سی بات ہے۔ اگر تم ہم سے سودا کر لو تو ہم تمہیں

مارگس سے تمہارا مطلوبہ معاوضہ حاصل کرنے میں مدد کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیسے''...... بلیک وولف نے اس کی جانب حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''بس ہم تمہارے ہیلی کاپٹر میں زندہ لاشوں کی صورت میں موجود ہوں گے اور تم ہمیں جزیرہ کارٹم پہنچا کر اطمینان سے مارگس سے رقم وصول کر کے ہیلی کاپٹر پر واپس آ جاؤ گے کیا خیال ہے۔ سودا منافع کا ہے یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہوں۔ تو تم اب اس ہیلی کاپٹر کے ذریعے جزیرہ کارٹم پہنچنا چاہتے ہو۔ یہ ناممکن ہے۔ مارگس بہت تیز آدمی ہے وہ فوراً ساری صورتحال سمجھ جائے گا اور اسے اس بات کا ذرا سا بھی شک ہوا کہ تم لاشیں نہیں بلکہ زندہ انسان ہو تو وہ ہیلی کاپٹر کو میزائل سے ہٹ کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ لگائے گا''...... بلیک وولف نے کہا۔

''تو پھر تم بس مجھے صرف اتنا بتا دو کہ اگر تمہیں یہاں سے جزیرہ کارٹم جانا پڑے میرا مطلب ہے ہیلی کاپٹر پر تو تم کس راستے اور کس سمت سے جاؤ گے کیونکہ اتنا تو مجھے معلوم ہے کہ جنگل کراس کرنے کے بعد جزیرے کارٹم کے مغربی کونے میں لانچ جا پہنچے گی۔ لیکن ظاہر ہے ہوائی راستہ اس جنگل کے راستے سے مختلف ہو گا''...... عمران نے کہا۔

”اس میں پوچھنے والی کون سی بات ہے۔ بس سیدھے اڑتے چلے جاؤ جزیرہ آ جائے گا“...... بلیک وولف نے کہا۔

”میرا خیال ہے۔ تمہارے ذہن میں ابھی موت کا خوف پیدا نہیں ہوا اس لئے تمہارا ذہن ابھی تک احمقانہ انداز میں سوچ رہا ہے مسٹر بلیک وولف۔ ہوائی راستے مخصوص ہوتے ہیں اور ان ہوائی راستوں سے ذرا سا ہٹنا بھی دوسروں کو چونکا سکتا ہے“...... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی ہے تو مجھے معلوم نہیں فشر ہی جانتا ہو گا۔ وہ ان کاموں میں ماہر تھا۔ لیکن تم نے اسے مار ڈالا ہے“...... بلیک وولف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ پھر تو خواہ مخواہ وقت ضائع ہوا۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر تمہارے مارگس سے اس قدر گہرے تعلقات ہیں تو تم ہیلی کاپٹر پر اس کے جزیرے میں آتے جاتے رہتے ہو گے اور تمہیں ادھر سے مخصوص راستے کا علم ہو گا“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ درست ہے کہ میں وہاں جاتا تو رہا ہوں لیکن اس راستے سے کبھی نہیں گیا اور پھر میں لانچ پر جاتا رہا ہوں“...... بلیک وولف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم واقعی کسی کام کے آدمی نہیں ہو۔ اس لئے آئی ایم سوری مسٹر بلیک وولف“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس

سے پہلے کہ بلیک وولف کچھ کہتا عمران کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور سے شعلے نکلے اور تڑتڑاہٹ کی آوازوں میں بلیک وولف کے حلق سے نکلنے والی چیخ بھی شامل ہو گئی۔ وہ اچھل کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد اس کے دل و دماغ میں اندھیرا پھیلتا چلا گیا اور اس کے تمام احساسات فنا ہو گئے۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سائرل نے ہاتھ بڑھا کر سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... سائرل نے بدلی ہوئی آواز میں کہا۔

"کنٹرول روم سے ریمنڈ بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا۔ کیوں کال کیا ہے"...... سائرل نے کہا۔

"بلیک وولف آپ سے بات کرنا چاہتا ہے چیف۔ اس کی پہلے بھی ایک بار کال آئی تھی"...... ریمنڈ نے جواب دیا،

"بلیک وولف کی کال۔ کیا مطلب۔ بلیک وولف سے تو میری بات ہو گئی تھی۔ اس نے مجھے ناکامی کی رپورٹ دی تھی"۔ سائرل نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

"آپ کچھ دیر کے لئے آفس میں نہیں تھے۔ تب اس نے دوبارہ کال کی تھی اور وہ اس بار آپ سے کوئی ایمرجنسی بات کرنا

چاہتا ہے"...... ریمنڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ کراؤ میری بات"...... سائرل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آپ ٹرانسمیٹر آن کریں۔ میں اس کی کال آپ کو اس پر منتقل کر دیتا ہوں"...... دوسری طرف سے ریمنڈ نے کہا۔

"او کے"...... سائرل نے کہا۔ اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور میز کی دراز کھول کر اس میں موجود سرخ رنگ کا ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس ٹرانسمیٹر پر سرخ رنگ کا بلب جل بجھ رہا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ ریمنڈ، بلیک وولف کی کال اس کے ٹرانسمیٹر پر منتقل کر رہا ہے۔ سائرل نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ بلیک وولف کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور"...... بلیک وولف کی آواز ابھری۔

"یس مارگس اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... سائرل نے مخصوص لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں بلیک وولف بول رہا ہوں شلانگ جزیرے سے میں نے پہلے بھی کال کی تھی لیکن تم اپنے آفس سے باہر گئے ہوئے تھے۔ اوور"...... دوسری طرف سے بلیک وولف کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ لیکن اب کیا بات ہے۔ میری تمہاری بات تو ہو چکی ہے۔ اوور"...... سائرل کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ میری رقم کا بندوبست کر لو مارگس۔ میں نے تمہارے

مطلوبہ آدمیوں کا شکار کر لیا ہے۔ اوور''...... بلیک وولف کی مسرت بھری آواز سنائی دی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اوور''...... سائرل، بلیک وولف کی بات سن کر بری طرح اچھل پڑا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ سنو مارگس میرے بے شمار آدمی مارے جا چکے ہیں لیکن بہرحال ہم نے تمہارے مطلوبہ افراد کو ہلاک کر ہی دیا ہے۔ وہ لوگ جزیرے کے گھنے آبی پودوں میں ہی چھپے ہوئے تھے۔ ہم جزیرے پر گھوم رہے تھے کہ انہوں نے ہم پر یکلخت حملہ کر دیا۔ ہم نے اپنا دفاع کرتے ہوئے انہیں بھرپور جواب دیا جس میں میرے کئی ساتھی مارے گئے لیکن ہم نے بہرحال انہیں مار گرایا البتہ ایک آدمی جو ان کا لیڈر ہے۔ شدید زخمی حالت میں پڑا ہوا ہے۔ میں نے ابھی اسے اس لئے گولی نہیں ماری کہ شاید تم تسلی کے لئے اس سے بات چیت کرنا چاہو۔ البتہ تم فکر نہ کرو۔ ایک تو وہ شدید زخمی ہے اور دوسرا ہم نے اسے باندھ بھی دیا ہے۔ بولو کراؤں بات۔ اوور''...... بلیک وولف نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میری اس سے بات کراؤ۔ اوور''...... سائرل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے ابھی تک بلیک وولف کی بات پر یقین نہ آیا ہو۔

''بات کرو جلدی ورنہ گولی مار دوں گا۔ مارگس سے بات کرو''...... بلیک وولف کی غصے سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے اس نے کسی کے پیٹ میں زور دار مکا مارا ہو اور اس کے ساتھ ہی سائرل کو کسی کے تیز چیخنے کی آواز سنائی دی۔

''کک۔ کک۔ کیا بات کروں۔ تت۔ تت۔ تم نے مار مار کر میرا بھرکس بنا دیا ہے۔ مجھ سے تو بات بھی نہیں ہو رہی''...... ایک کرب میں ڈوبی ہوئی اور کراہتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''مارگس۔ تم نے سن لی اس کی آواز۔ اب بولو کیا اسے گولی مار دوں۔ ویسے اس کی حالت ایسی ہے کہ یہ زیادہ بات ہی نہیں کر سکتا۔ اوور''...... بلیک وولف نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ مار دو اسے گولی۔ اوور''...... سائرل نے کہا۔

''او کے۔ فنشر۔ اسے گولی مار دو''...... دوسری طرف سے بلیک وولف کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی مشین گن کی تڑتڑاہٹ اور ایک ہلکی سی چیخ سنائی دی۔

''اب بولو مارگس۔ ان کی لاشیں لے کر تمہارے پاس آ جاؤں۔ تاکہ تمہیں مکمل یقین آ سکے۔ اوور''...... بلیک وولف نے کہا۔

''نہیں۔ پہلے تم یہ بتاؤ کہ ان افراد کی تعداد کتنی ہے۔

اوور''...... سائرل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ایک عورت اور سات مرد۔ اوور''۔بلیک وولف نے جواب دیا

''کیا مطلب۔ مجھے تو ان کی تعداد کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ کارلی سمیت پاکیشائی ایجنٹوں کی تعداد چھ ہے پھر دو اور آدمی کہاں سے آ گئے ان کے ساتھ۔ اوور''...... سائرل نے چونکتے ہوئے کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ مجھے تو یہاں آٹھ افراد ملے ہیں۔ دو شاید لانچ کے ساتھ آئے ہوں گے۔ بہرحال بتاؤ کیا کرنا ہے۔ ان کی لاشیں تمہارے پاس لاؤں یا نہیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے بلیک وولف نے پوچھا۔

''نہیں۔ انہیں میرے پاس لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے تمہاری بات پر یقین ہے کیونکہ تم مجھ سے جھوٹ نہیں بولتے ہو۔ اوور''...... سائرل نے کہا۔

''تو بتاؤ۔ کیا کروں ان کی لاشوں کا۔ اوور''...... بلیک وولف نے پوچھا۔

''تم ایسا کرو کہ تم واپس چلے جاؤ۔ ان لاشوں کو یہیں چھوڑ جاؤ۔ تمہاری رقم تمہیں مل جائے گی۔ اوور''...... سائرل نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے جیسا تم کہو۔ اوور''...... بلیک وولف نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ان کی لاشیں یہیں چھوڑ جانا کیونکہ لاشیں لے کر تم واپس گئے تو تمہارے لئے الجھنیں پیدا ہو جائیں گی۔ اوور''۔سائرل نے کہا۔

''او کے۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا تمہاری بات۔ تم شاید میرے جانے کے بعد چیکنگ کے لئے آؤ گے۔ بہرحال تمہاری مرضی۔ مجھے تو رقم ملنی چاہئے۔ ویسے بھی میں لاشیں اب ساتھ نہیں لے جا سکتا تھا۔ اوور''...... بلیک وولف نے کہا تو سائرل نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے تاثرات تھے اور وہ بے حد الجھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بلیک وولف کی آواز بخوبی پہچانتا تھا۔ وہ رقم ملنے کی بات پر جس طرح مسرت بھرے انداز میں بول رہا تھا۔ وہ بھی بالکل اس کے مزاج کے عین مطابق تھا۔لیکن اس کے باوجود اسے ابھی تک اس بات کا یقین نہیں آ رہا کہ اس نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے اس خونخوار ترین گروپ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ چونکہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بہت ہی خطرناک سمجھتا ہے اس لئے اس کے خیال کے مطابق ایسے لوگ بلیک وولف جیسے لوگوں کے ہاتھوں نہیں مر سکتے۔لیکن بعض اوقات انہونی بھی ہو جاتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ بلیک وولف نے واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کا کارلی سمیت شکار کر لیا ہو۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ اسے ایک بار وہاں جا کر خود چیکنگ کر لینی چاہئے اس طرح اس کی تسلی ہو جائے گی۔

"تم نے اپنی طرف سے تو مارگس کو چکر دینے کی کوشش کی ہے لیکن وہ شاید ضرورت سے زیادہ ہی محتاط آدمی ہے"...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جس نے ابھی مارگس سے بات کر کے ٹرانسمیٹر آف کیا تھا۔

"ہاں۔ اس کی باتوں سے لگ رہا ہے کہ وہ واقعی بے حد چالاک اور ہوشیار آدمی ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہے۔ کیا ہمیں لانچ پر جزیرہ کارٹم جانا چاہئے یا ہیلی کاپٹر پر"...... صفدر نے کہا۔

"ہمارے لئے ان دونوں صورتوں میں ہی شدید خطرہ موجود ہے ۔ بلیک وولف کی کال نے اسے اور زیادہ ہوشیار کر دیا ہے اور اس جیسے محتاط شخص سے کچھ بعید نہیں کہ اس نے اس دوران اس راستے کو بلاک کر دیا ہو۔ لیکن میرا خیال ہے اب ہیلی کاپٹر ہی استعمال کرنا چاہئے کیونکہ زیادہ دیر ہمارے لئے نقصان وہ بھی ہو

سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر میں اور تنویر لانچ کے ذریعے جائیں اور آپ کیپٹن شکیل اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ہیلی کاپٹر کے ذریعے تو کیا یہ زیادہ بہتر نہ ہوگا۔ اس طرح ان کی توجہ دو اطراف میں بٹ جائے گی"۔ صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ تم جنگل والے راستے کو کراس نہ کر سکو گے اور پھر ہمیں خواہ مخواہ تمہاری طرف سے بھی پریشانی لاحق رہے گی ہیلی کاپٹر خاصا تیز رفتار ہے۔ ویسے یہاں اس جزیرے پر غوطہ خوری کے لباس موجود ہیں۔ اس لئے ہمیں غوطہ خوری کے لباس پہن کر بیٹھنا چاہئے۔ خطرے کی صورت میں ہم سمندر میں بھی کود سکتے ہیں"...... عمران نے کہا اور عمران کی اس تجویز کی سب نے تائید کر دی۔ انہوں نے یہاں پہنچنے کے بعد یہاں موجود آدمی پر تشدد کر کے ساری صورتحال پہلے ہی معلوم کر لی تھی۔ اس لئے انہیں اس گھنے پودوں کے نیچے خلاء کا بھی علم ہو گیا تھا جہاں انہوں نے لانچ بھی چھپا دی تھی اور خود بھی چھپ گئے تھے۔ اپنے جسم پانی میں ڈبو کر وہ سر نکال کر پودوں کے نیچے نہ صرف آسانی سے سانس لے سکتے تھے بلکہ جزیرے پر آنے والے ہیلی کاپٹر کو بھی دیکھ سکتے تھے جو پورے جزیرے پر چکراتا پھر رہا تھا اور پھر وہ ان پودوں سے کچھ دور خشکی پر اتر گیا اور اس میں سے مسلح افراد نکل آئے اور پھر عمران کے کہنے پر وہ سب پودوں کے نیچے سے نکلے اور ان پر حملہ

آ اور ہو گئے۔

عمران نے بلیک وولف کے خصوصی ٹرانسمیٹر پر مارگس سے رابطہ کرایا اور بلیک وولف کی آواز میں اسے چکر دینے کی کوشش کی لیکن مارگس انتہائی تیز اور ہوشیار آدمی تھا وہ اس کی باتوں میں نہ آیا تو عمران نے اس سے رابطہ ختم کر دیا۔ اب ہیلی کاپٹر پر ان کا قبضہ تھا اور عمران مزید کوئی رسک لئے بغیر اس ہیلی کاپٹر کو استعمال کرنا چاہتا تھا۔ اس کے کہنے پر اس کے ساتھیوں نے بلیک وولف اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں رکھوا دیں اور پھر وہ سب بھی غوطہ خوری کے لباس پہن کر ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ عمران نے پائلٹ سیٹ سنبھال لی تھی۔ اس نے ہیلی کاپٹر اسٹارٹ کیا اور پھر کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہونے لگا۔ عمران ہیلی کاپٹر کو بلندی پر لا کر ایک طرف موڑنے ہی لگا تھا کہ اچانک ہیلی کاپٹر کو اچانک ہلکا سا جھٹکا لگا تو عمران یکلخت چونک پڑا۔

"ہیلو ہیلو۔ تم کون ہو۔ واپس چلے جاؤ۔ ورنہ تمہارا ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا جائے گا۔ اوور"...... اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی لیکن یہ آواز بہرحال سائرل کی نہیں تھی۔

"میں بلیک وولف ہوں۔ میں سائرل کے لئے کام کر رہا ہوں اور اس کے دشمنوں کا یہاں شکار کرنے آیا تھا۔ ان کی لاشیں میرے پاس ہیں۔ تم کون بول رہے ہو۔ اوور"...... عمران نے بلیک وولف کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں پائرس ہوں۔ شلانگ۔ جزیرے پر پائرس گروپ کا قبضہ ہے۔ یہاں مکمل طور پر ہمارا کنٹرول ہے۔ ہم کافی دیر سے تم سے رابطہ کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن تمہارے ہیلی کاپٹر کے ٹرانسمیٹر میں شاید کوئی خرابی تھی اس لئے تم سے بات نہ ہو رہی تھی بہرحال سنو تم جو کوئی بھی ہو واپس پلٹ جاؤ۔ میں تمہیں ایک منٹ کی مہلت دیتا ہوں۔ ایک منٹ بعد بغیر کسی مزید وارننگ کے تمہارا ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا جائے گا۔ اوور"...... دوسری طرف سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"بکواس مت کرو۔ کون ہے تمہارا باس۔ میری اس سے بات کراؤ۔ میں بلیک وولف ہوں۔ بلیک وولف۔ اوور"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں ملا۔ عمران کی تیز نظریں سارے ماحول کا جائزہ لے رہی تھیں۔

"ایک منٹ گزر گیا ہے۔ اوور"...... چند لمحوں بعد پائرس کی آواز سنائی دی اور اسی لمحے دور سمندر سے کوئی سرخ سی چیز چمکتی ہوئی دکھائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ہیلی کاپٹر کو یکلخت غوطہ دیا اور تیز آواز کے ساتھ ہی وہ سرخ سی چیز ہیلی کاپٹر کے قریب سے گزر گئی۔

"اوہ نیچے کود جاؤ۔ یہ ریڈ میزائل ہے"...... عمران نے یکلخت چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے ان سب نے بیک وقت کھلی کھڑکیوں سے نیچے سمندر میں سر کے بل چھلانگیں لگا دیں۔ ہیلی کاپٹر ان کے نیچے

گرتے ہی نوک کے بل آگے بڑھ گیا۔ سمندر تک پہنچنے سے پہلے ہی انہیں اپنے سروں پر ایک زور دار دھماکہ سنائی دیا اور دوسرے لمحے وہ پانی کی گہرائی میں اترتے چلے گئے۔ چونکہ ان سب نے اکٹھے چھلانگیں لگائی تھیں اور وہ بھی بغیر پیرا شوٹوں کے اس لئے وہ تقریباً اکٹھے ہی سمندر میں گرے تھے پہلے تو ان کے جسم تیزی سے گہرائی میں اترے لیکن پھر پانی نے انہیں اوپر اچھال دیا اور پھر جیسے ہی ان کے سر سطح سمندر سے باہر آئے۔ ان سب کے ہاتھ بیک وقت حرکت میں آئے اور انہوں نے سروں کے پیچھے سے مخصوص کنٹوپ سروں پر چڑھا لئے۔ اب وہ وقتی طور پر محفوظ ہو چکے تھے اور پھر وہ اطمینان سے تیرنے لگے۔ کارلی اور اس کے دونوں ساتھی کروک اور راجن ان کے ساتھ تھے۔

''تم سب تیزی سے میرے پیچھے آؤ اور ہوشیار رہنا۔ کسی بھی وقت دشمن ہمارے سروں پر پہنچ سکتے ہیں''...... عمران کی آواز ان سب کو سنائی دی اور وہ سب سر ہلاتے ہوئے آگے کی طرف تیرنے لگے۔ سب سے آگے عمران تھا۔ اس کے پیچھے جولیا اور پھر تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل اور پھر ان کے پیچھے کارلی اور اس کے دونوں ساتھی۔ سامان کے تھیلے ہیلی کاپٹر میں ہی رہ گئے تھے اور ان کے پاس اب صرف پانی میں چلنے والی مخصوص گنیں رہ گئی تھیں۔

''ہم جنگل کے تقریباً آخری کنارے پر گرے ہیں۔ اس لئے ہم جلد یہ اس علاقے سے نکل جائیں گے''...... عمران کی آواز سنائی

دی اور ان سب نے جواب دینے کی بجائے سر ہلا دیئے۔ وہ سب اب تیزی سے تیرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے تھے کیونکہ اب وہ کھلے سمندر میں تھے اور جنگل پیچھے رہ گیا تھا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے تک مسلسل تیرنے کے بعد انہیں دور سے سطح سمندر پر تیرتے ہوئے کئی دھبے دکھائی دینے لگے۔

''اوہ۔ یہ جدید جنگی موٹر بوٹس ہیں۔ اب انتہائی احتیاط سے آگے بڑھنا''...... عمران نے کہا اور ان سب نے محتاط انداز میں آگے بڑھنا شروع کر دیا تھوڑی دیر بعد وہ دھبے ان کے سروں پر نظر آنے لگے۔ یہ چار موٹر بوٹس تھیں جو ایک دوسرے سے تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سمندر کی سطح پر رکی ہوئی تھیں۔ ایک موٹر بوٹ باقی تین موٹر بوٹس سے قدرے بڑی تھی اور اس کے کنارے پر ہیوی مشین گن نصب صاف دکھائی دے رہی تھی۔

''اب تم سب یہاں رک جاؤ۔ صرف میں آگے جاؤں گا''۔ عمران نے کہا اور اس نے اپنا سر پانی میں ڈالا اور تیزی سے اس بڑی موٹر بوٹ کی طرف تیرتا چلا گیا۔ موٹر بوٹ کے قریب پہنچ کر وہ اس کے گرد چکر لگا کر عقب کی طرف آیا اور پھر وہ تیزی سے اوپر کو اٹھتا گیا۔ وہ موٹر بوٹ کے عقبی حصے کی طرف سے اوپر چڑھ رہا تھا۔ موٹر بوٹ کے اس حصے کی طرف کوئی نہ تھا۔ سب آگے کی طرف موجود تھے۔ عمران نے وہیں رکے رکے احتیاط سے غوطہ خوری کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ غوطہ خوری کا لباس اتارنے کے

بعد اسے موٹر بوٹ پر چڑھنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی۔ وہ چند لمحے تو موٹر بوٹ کے فرش پر ساکت پڑا رہا۔ سامنے ایک کیبن تھا اور کیبن سے ہلکی ہلکی روشنی نکل رہی تھی عمران آہستگی سے کرالنگ کرتا ہوا کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ موٹر بوٹ کے اس حصے میں کوئی آدمی نہ تھا لیکن اسے خطرہ دوسری موٹر بوٹس سے تھا جس پر چلتے پھرتے آدمی نظر آ رہے تھے لیکن عمران فرش کے ساتھ چپک کر آگے بڑھتا گیا اور چند لمحوں بعد وہ کیبن کی اس کھڑکی تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا جس میں سے روشنی کی ایک لکیر سی نکل کر باہر آ رہی تھی۔ یہ لکیر کھڑکی کی ایک درز سے نکل رہی تھی اور اس کیبن سے اسے دو آدمیوں کی باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

''آخر کیا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ باس کال اٹنڈ کرنے میں اتنی دیر کیوں لگا رہا ہے پارس'' ...... ایک آواز سنائی دی۔

''ممکن ہے باس کہیں مصروف ہو'' ...... دوسری آواز سنائی دی اور یہ وہی آواز تھی جو انہوں نے ہیلی کاپٹر تباہ ہونے سے پہلے ٹرانسمیٹر پر سنی تھی۔

''یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ہیلی کاپٹر تباہ ہو جانے کے باوجود باس نے ہمیں ان سب کی تلاش میں جانے سے کیوں روکا ہے'' ...... پہلی آواز نے کہا۔

''یہ باس کا حکم ہے رچرڈسن اور ہمیں ہر حال میں باس کے حکم

کی تعمیل کرنی ہے سمجھے تم'' ...... پارس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ ہاں ٹھیک ہے۔ پھر اب کیا پروگرام ہے'' ...... رچرڈسن نے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ ہمیں بس ہر لمحہ محتاط رہنا چاہئے۔ تم ایسا کرو کہ یہاں رکنے کی بجائے باہر کا راؤنڈ لگا آؤ'' ...... پارس نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے میں سختی تھی۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم کہتے ہو تو میں راؤنڈ لگا آتا ہوں''۔ رچرڈسن کی آواز سنائی دی اور عمران تیزی سے اس طرف کو رینگنے لگا جدھر کوئی موٹر بوٹ نہ تھی۔ کیبن کی دوسری سائیڈ پر پہنچ کر وہ جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کیبن کا دروازہ درمیان میں تھا۔

اب عمران کیبن کی دیوار سے لگا کھڑا تھا اور اسی لمحے ایک آدمی کیبن سے نکل کر موٹر بوٹ کے کنارے کی طرف بڑھتا چلا آیا۔ اس کے کاندھے سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔ عمران نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ اس کے کوٹ کی اندرونی جیب میں ایک مشین پسٹل موجود ہے۔ چند لمحوں بعد مشین پسٹل اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ آدمی موٹر بوٹ کے کنارے سے مڑ کر اب دوسری طرف جا رہا تھا اور عمران تیزی سے دیوار کے ساتھ لگا آگے کو کھسکتا گیا۔ اس آدمی کی پشت اسے دوسری موٹر بوٹس میں موجود آدمیوں کی نظروں سے بچا سکتی تھی اور چند لمحوں میں وہ دروازے تک پہنچ گیا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران ہاتھ میں مشین

پسٹل پکڑے بجلی کی سی تیزی سے اندر داخل ہوا تو اس نے ایک دبلے پتلے آدمی کو ایک دیوار کے پاس موجود مشین پر جھکا ہوا دیکھا۔ اس کی دروازے کی طرف سائیڈ تھی۔ عمران نے پسٹل کو جیب میں ڈالا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

''خبردار۔ منہ سے کوئی آواز نکلی تو ہلاک کر دوں گا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو وہ آدمی یکلخت اچھل پڑا۔

''کک۔ کک''...... اس آدمی نے یکلخت سیدھا ہو کر کچھ کہنا چاہا تھا کہ عمران کا ایک ہاتھ اس کے منہ پر جم گیا۔ دوسرا اس کی گردن کے گرد اور پھر پلک جھپکنے میں اس کا انگوٹھا اس آدمی کی گردن کی ایک مخصوص رگ پر دبتا چلا گیا اور بری طرح تڑپتے ہوئے اس آدمی کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔ اس کی آنکھیں بند ہو چکی تھی۔

عمران نے جلدی سے اس کے ڈھیلے جسم کو کرسی سے اٹھا کر ایک طرف کیبن کی دیوار سے لگا کر لٹا دیا اور پھر وہ واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسی لمحے اسے قدموں کی آواز سنائی دی۔ وہ اب دروازے کے ساتھ دیوار سے لگا کھڑا تھا۔ پھر وہی آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا ہی تھا کہ عمران اس پر کسی عقاب کی طرح جھپٹا اور چند لمحوں بعد اس کا بھی پائرس جیسا حشر ہوا۔ عمران نے اسے بھی آہستگی سے فرش پر لٹا دیا۔ البتہ اس کی مشین گن اس

نے اتار لی تھی اور پھر مشین گن ہاتھ میں پکڑے وہ دروازے سے باہر نکلا۔ اس نے باہر موجود افراد کو چیک کر لیا تھا۔ اس کے اندازے کے مطابق ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ تھی جبکہ دوسری موٹر بوٹس میں بھی اس نے بیس کے قریب افراد کی موجودگی چیک کی تھی۔ عمران کے لئے ضروری تھا کہ وہ پہلے اس موٹر بوٹ میں موجود افراد کو ہلاک کرتا اور پھر وہ ہیوی مشین گن پر قبضہ کر کے دوسری موٹر بوٹس پر مسلسل فائرنگ کر کے باقی مسلح افراد کو بھی ہلاک کر ڈالتا۔ چنانچہ وہ تیزی سے باہر نکلا۔

باہر نکلتے ہی عمران نے مشین گن کا رخ سامنے موجود مسلح افراد کی طرف کیا اور دوسرے لمحے فضا گولیوں کی آواز سے گونج اٹھی۔ پہلے ہی برسٹ میں اس نے چھ آدمی مار گرائے تھے اور اس کے ساتھ ہی عمران تیزی سے بھاگتا ہوا موٹر بوٹ کے کنارے پر جا کر فرش پر لیٹ گیا۔ اس طرف انجن تھا اور اس کا سر انجن کی اوٹ میں تھا۔

اسی لمحے اسے دو اور آدمی تیزی سے اس طرف آتے نظر آئے تو اس نے فائر کھول دیا اور وہ دونوں بھی ڈھیر ہو گئے۔ عمران نے اسی طرح سے کروٹ بدلتے ہوئے ہیوی مشین گن والے آدمی کی طرف مشین گن گھمائی جو ہیوی مشین گن کو اسی کی طرف گھما رہا تھا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ بے شمار گولیاں اس آدمی کے جسم میں گھسیں اور وہ اچھل کر سائیڈ کی دیوار سے ٹکرایا اور الٹ کر

سمندر میں گرتا چلا گیا۔ عمران اٹھا ہی تھا کہ کیبن کے پیچھے سے دو آدمیوں نے نکل کر اس پر یکلخت فائرنگ کر دی۔ عمران تیزی سے کروٹیں بدل گیا۔ ان افراد کی چلائی ہوئی گولیاں لکڑی کے تختوں کے فرش کو ادھیڑتی چلی گئیں۔ عمران نے اپنا جسم موڑتے ہی ان دونوں پر فائرنگ کر دی۔ دونوں اچھل اچھل کر گرے اور ساکت ہوتے چلے گئے۔ اب اس موٹر بوٹ میں اور کوئی نہ تھا۔ دوسری موٹر بوٹس میں موجود افراد نے بری طرح سے چیخنا شروع کر دیا تھا۔

یہ موٹر بوٹ دوسری دونوں موٹر بوٹس سے بڑی اور اونچی تھی اس لئے دوسری موٹر بوٹس میں موجود افراد کو سچوئیشن ہی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ یہاں ہو کیا رہا ہے۔ عمران نے یکلخت اٹھ کر چھلانگ لگائی اور اڑتا ہوا ہیوی مشین گن کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ہیوی مشین گن سنبھالی اور پھر اس نے تھوڑا سا سر اوپر کرتے ہوئے مشین گن کا ٹریگر دبایا اور اسے دوسری دونوں موٹر بوٹس کی طرف گھماتے ہوئے فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ دوسری موٹر بوٹس میں موجود افراد اس موٹر بوٹ میں ہونے والی کارروائی دیکھنے کے لئے کناروں پر آ گئے تھے۔ عمران نے جیسے ہی ہیوی مشین گن سے ان پر فائرنگ کی وہ اچھل اچھل کر پیچھے گرتے نظر آئے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہر طرف خاموشی چھا گئی۔ ہیوی مشین گن سے گولیاں برسا کر عمران نے ان سب کو ہی ختم کر دیا تھا۔ اس موٹر بوٹ میں راکٹ میزائل

لانچر نصب تھا اور ہر قسم کا جدید اور تباہ کن اسلحہ بھی موجود تھا۔

''آ جاؤ اوپر''...... عمران نے موٹر بوٹ کے کنارے سے نیچے ہاتھ ڈال کر اسے پانی میں مخصوص انداز میں لہراتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے جولیا، کیپٹن شکیل، صفدر، تنویر، کارلی اور اس کے دونوں ساتھیوں کے سر اسی سائیڈ پر سطح سمندر سے باہر ابھر آئے۔

''آ جاؤ۔ سب اوپر آ جاؤ''...... عمران نے ہاتھ کو لہراتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ رچرڈسن اور پائرس دونوں ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے وہ دبلا پتلا آدمی پائرس تھا۔ کیونکہ اس نے باہر جانے والے کو رچرڈسن کہا تھا اور ان کی گفتگو سے یہی معلوم ہوا تھا کہ اصل باس پائرس ہی ہے۔ ویسے بھی اسی نے انہیں کال کیا تھا۔ عمران نے پہلے تو کیبن کا جائزہ لیا لیکن ایک لانگ رینج ٹرانسمیٹر کے علاوہ اور وہاں کچھ نہ تھا۔ اسی لمحے جولیا، کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر بھی کیبن میں داخل ہوئے انہوں نے اپنے غوطہ خوری کے لباس اتار دیئے تھے۔

''سب ختم ہو گئے ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ دو بے ہوش ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے ایک طرف پڑی ہوئی رسی کا بنڈل اٹھایا اور آگے بڑھ کر اس نے رچرڈسن اور پائرس دونوں کے ہاتھ پشت پر کر کے انہیں باندھ دیا۔ اس کے بعد باری باری دونوں کے منہ اور ناک بند کر کے

انہیں ہوش میں لے آیا۔ دونوں کی آنکھیں تقریباً اکٹھی ہی کھلیں۔ عمران نے ان دونوں کو کیبن کی دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بٹھا دیا تھا۔

''کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کک۔ کک کون ہو تم''...... ان دونوں نے اٹھتے ہی پوچھا۔

''ہم اسی ہیلی کاپٹر کے بھوت ہیں جو تم نے تباہ کیا تھا''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ کک۔ کیا مطلب۔ تت۔ تت۔ تم کیسے زندہ بچ گئے''...... اس بار پارس نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم بھوت ہیں اور بھوتوں کو ہلاک کرنا آسان نہیں ہوتا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''یہ ناممکن ہے ہم نے ہیلی کاپٹر پر ریڈ میزائل فائر کئے تھے اور ہیلی کاپٹر کے پرخچے اُڑتے ہم نے خود دیکھتے تھے پھر تم کیسے بچ سکتے ہو''...... پارس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''تم یہ بتاؤ کہ جب تم نے اپنے باس مارگس کو ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دی کہ تم نے بلیک وولف کا ہیلی کاپٹر تباہ کر دیا ہے تو اس نے کیا جواب دیا تھا''...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''اس نے بہت مختصر سی بات کی تھی اور صرف اتنا کہا تھا کہ پوری طرح محتاط رہو''...... پارس نے جواب دیا۔

''کس فریکوئنسی پر بات کی تھی''...... عمران نے پوچھا لیکن پارس نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس نے جواب نہ دینے کا فیصلہ کر لیا ہو۔

''تمہیں معلوم ہے رچرڈسن کہ تمہارے باس کی فریکوئنسی کیا ہے''...... عمران نے رچرڈسن سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش بیٹھا ہونٹ کاٹ رہا تھا۔

''تم جو کوئی بھی ہو۔ زندہ بچ کر نہیں جا سکتے''...... رچرڈسن نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔

''میری بات کا جواب دو''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں تمہارے کسی بات کا جواب نہیں دوں گا''...... رچرڈسن نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ پھر چھٹی کرو''...... عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے سرد لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے تیز فائرنگ کے ساتھ نہ صرف کیبن کی دیوار میں سوراخ ہو گئے بلکہ رچرڈسن کی کھوپڑی کے بھی چیتھڑے اڑ گئے۔

''اوہ اوہ۔ تم نے رچرڈسن کو ہلاک کر دیا۔ تت۔ تت۔ تم نے یہ کیا کر دیا''...... پارس نے بری طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہارے باقی سب ساتھیوں کا بھی یہی انجام ہو چکا ہے اور سنو چونکہ تم نے مجھے ایک منٹ دیا تھا اس لئے تو میں بھی تمہیں ایک منٹ دیتا ہوں۔ فریکوئنسی بتا دو ورنہ''...... عمران کا لہجہ اس قدر

سرد تھا کہ پائرس نے جلدی سے فریکوئنسی بتانی شروع کر دی۔

''گڈ۔ کافی سمجھ دار ہو۔ اب یہ بتا دو کہ اگر تم اپنے باس مارگس کو کال کرو تو کیا وہ یہاں آجائے گا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''یہ باس کی مرضی پر منحصر ہے۔ وہ آتا ہے یا نہیں اس کے بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں''...... پائرس نے جواب دیا۔

''سنو تم نے مارگس کو یہاں بلانا ہے۔ ہر صورت میں۔ ہر قیمت پر۔ بولو کیا کہو گے اسے''...... عمران کا لہجہ دوبارہ بدل گیا۔

''مم۔مم۔ میں کیا کہہ سکتا ہوں میری سمجھ میں کچھ نہیں آرہا۔مم مم۔ میں میں''...... پائرس نے شدید الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے عمران کے مشین پسٹل نے ایک بار پھر شعلے اگلنے شروع کر دیئے اور پائرس کو چیخنے کی بھی مہلت نہ ملی۔

''کارلی۔تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ دوسری لانچوں پر جاؤ اور وہاں موجود اسلحہ اکٹھا کر کے لے آؤ۔ یہ اسلحہ شلانگ جزیرے پر ہمارے کام آسکتا ہے۔مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ ہماری منزل کارٹم جزیرہ نہیں بلکہ یہی شلانگ جزیرہ ہے جس پر بظاہر کسی پرائیویٹ تنظیم نے قبضہ کر رکھا ہے لیکن درحقیقت یہاں اسی سائرل کا ہی قبضہ ہے اور ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن کو بھی اسی جزیرے پر چھپا رکھا ہو۔ہمیں اس سارے علاقے کی سرچنگ کرنی ہو گی''...... عمران نے پہلے کارلی اور اس کے ساتھیوں سے

اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ تھوڑی دیر بعد باقی لانچیں تو وہیں رہ گئیں جبکہ پائرس والی لانچ تیزی سے جزیرے کے اس حصے کی طرف بڑھی جا رہی تھی جس طرف کسی پرائیویٹ تنظیم نے خار دار تاریں لگا کر خاصے بڑے خشکی کے حصے پر قبضہ کر کے وہاں بیس کیمپ جیسا ماحول قائم کر رکھا تھا۔

''تم نے مارگس کو کال کر کے یہاں بلانے کا ارادہ کیوں ڈراپ کر دیا۔ اگر وہ یہاں آجاتا تو زیادہ آسانی ہو جاتی''۔ جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ کروک لانچ چلا رہا تھا جبکہ باقی اس کے ساتھ کھڑے تھے۔

''مجھے خیال آگیا کہ مارگس انتہائی محتاط آدمی ہے۔کہیں شک پڑنے پر وہ اس لانچ کو ہی نہ اڑا دے اور پھر ہمیں جزیرے تک پہنچنا مشکل ہو جاتا۔ اب کم از کم ہم جزیرے تک تو پہنچ جائیں گے۔ آگے جو ہوگا دیکھا جائے گا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ مارگس واقعی سائرل کے لئے کام کرتا ہے اور اگر وہ ہمارے ہاتھ آ جائے تو ہم اس کی مدد سے سائرل تک پہنچ سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''وہ جس طرح ہمارے خلاف مسلسل کارروائیاں کرا رہا ہے اس سے اس کا سائرل سے تعلق ثابت ہوتا ہے۔ اب ہم اس کے ذریعے سائرل تک پہنچ سکتے ہیں یا نہیں اس کے بارے میں تو میں

کچھ نہیں کہہ سکتا ہوں لیکن مجھے اس بات کا یقین ضرور ہے کہ ہم اس کے ذریعے نسرین حسن تک ضرور پہنچ جائیں گے اور ہمارا مقصد یہاں سے نسرین حسن کو زندہ سلامت نکال کر لے جانا ہے اور بس''...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سائرل نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... سائرل نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ اپنے آفس کی اسکرین آن کریں۔ فوراً''...... دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو سائرل چونک پڑا۔

''کیوں کیا ہوا''...... سائرل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت ناگواری کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

''پلیز چیف۔ اسکرین آن کریں۔ لاشیں زندہ ہو گئی ہیں اور انہوں نے ہر طرف تباہی پھیلا دی ہے۔ ہماری چار موٹر بوٹس تباہ ہو گئی ہیں اور ان میں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے جو آپ کے حکم پر شلانگ جزیرے پر لاشیں لینے گئے تھے''۔ دوسری طرف سے اسی انداز میں کہا گیا تو سائرل بری طرح سے اچھل پڑا۔

"اوہ اوہ۔ کیسے ہوا یہ سب۔ کس نے کیا ہے اور یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ لاشیں زندہ ہو گئی ہیں۔ کن کی لاشیں زندہ ہوئی ہیں اور کیسے"...... سائرل نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

"چیف وہ کارلی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد کی لاشیں زندہ ہو گئی ہیں جنہیں بلیک وولف نے گولیاں مار کر ہلاک کیا تھا"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو سائرل کے دماغ میں جیسے زوردار دھماکہ ہوا۔

"کارلی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد کی لاشیں زندہ ہو گئی ہیں۔ کیسے۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... سائرل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔ اس نے فوراً رسیور کریڈل پر رکھا۔

"یہ رچرڈسن کیا بکواس کر رہا تھا۔ مجھے خود آپریشن روم میں جا کر دیکھنا ہو گا"...... سائرل نے غصیلے لہجے میں کہا اور وہ اٹھ کر میز کے پیچھے سے نکل کر تیزی سے دروازے کی طرف لپکا اور پھر باہر نکل کر مختلف راہداریوں سے گزرتا ہوا ایک فولادی دروازے کے پاس آیا اور اسے کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک ہال نما کافی بڑا کمرہ تھا جس کی سامنے والی دیوار کے ساتھ ایک کافی بڑی مشین نصب تھی۔ مشین کے سامنے ایک نوجوان سٹول پر بیٹھا ہوا تھا۔ دیوار پر چھوٹی بڑی کئی اسکرینیں موجود تھیں جو سب کی سب روشن تھیں اور بے شمار رنگین بلب بھی جل بجھ رہے تھے۔ سائرل کو دیکھ کر وہ نوجوان فوراً اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ اوہ۔ چیف۔ آپ یہاں آ گئے۔ یہ دیکھیں۔ اس اسکرین کی طرف"...... نوجوان نے تیزی سے ایک بڑی سی اسکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور سائرل کی تیز نظروں اسکرین پر جم گئیں۔ جس پر ایک بڑی سی موٹر بوٹ نظر آ رہی تھی۔ جس کے انجن روم کے پاس سات افراد موجود تھے۔ ان میں ایک عورت اور چھ مرد تھے۔

"اوہ اوہ۔ یہ تو برا ہوا ہے۔ بہت برا۔ کون لوگ ہیں یہ"۔ سائرل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ وہی لوگ ہیں چیف جنہیں بلیک وولف نے جزیرے میں گولیاں مار کر ہلاک کیا تھا"...... رچرڈسن نے جواب دیا۔

"یہ جزیرے سے کتنی دور ہیں"...... سائرل نے اسی طرح سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یہ پچاس بحری ناٹیکل کے فاصلے پر ہیں چیف۔ لیکن موٹر بوٹ کی رفتار بے حد تیز ہے"...... رچرڈسن نے جواب دیا اور سائرل نے جھپٹ کر ساتھ پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے مختلف نمبر پریس کرنے لگا۔

"گریس بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مارگس بول رہا ہوں"...... سائرل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''سنو شلانگ جزیرے کی طرف سے ایک موٹر بوٹ کارٹم جزیرے کی طرف آرہی ہے۔ یہ پائرس کی موٹر بوٹ ہے۔ اس پر میزائلوں کی بارش کر دو۔ فائر کر دو جتنے بھی تمہارے پاس میزائلوں ہوں۔ اس موٹر بوٹ کے پرخچے اُڑا دو۔ جلدی فوراً''...... سائرل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے گریس نے جواب دیا لیکن اس کے لہجے میں حیرت کے تاثرات موجود تھے۔ سائرل نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور تیزی سے دوبارہ مشین کی طرف بڑھ گیا۔ موٹر بوٹ مسلسل حرکت میں تھی۔

''وہ دیکھیں چیف۔ ان لوگوں کو شاید اب جزیرہ دکھائی دینے لگا ہے۔ یہ ایک دوسرے کو اشارے سے بتا رہے ہیں''...... رچرڈسن نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ سب ابھی اندھے ہو جائیں گے۔ ان کی روحیں نکل جائیں گی اور انہیں سوائے اپنی موت کے کچھ دکھائی نہ دے گا''...... سائرل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دو بڑے میزائلوں کو دور سے نمودار ہوتے اور تیزی سے موٹر بوٹ کی طرف بڑھتے دیکھا۔ سائرل کی نظریں ان میزائلوں پر جم گئیں جو آگ اگلتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔

''جلدی جلدی۔ اس موٹر بوٹ سے ٹکرا جاؤ اور اس کے پرخچے اُڑا دو''...... سائرل نے تیز لہجے میں کہا۔ اسی لمحے میزائل بجلی کی سی

تیزی سے موٹر بوٹ سے ٹکرائے اور دوسرے لمحے یکے بعد دیگرے دو بار آگ کا طوفان سا اٹھا اور موٹر بوٹ کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی ہر طرف پانی اس طرح اوپر کو اچھلا جیسے اچانک پانی کا فوارہ سمندر میں پھوٹ پڑا ہو اور موٹر بوٹ کے اس طرح ٹکڑے اُڑتے دیکھ کر سائرل کے چہرے پر طمانیت کے تاثرات ابھر آئے۔ ابھی اوپر کو اچھلتا ہوا پانی نیچے بیٹھا نہ تھا کہ آسمان پر پھر دو میزائل نظر آئے اور وہ عین اسی جگہ گرے جہاں پہلے دو گرے تھے اور اس بار پانی کا فوارہ پہلے سے کہیں زیادہ بلندی تک پہنچ گیا۔

''یہ گریس کیا کر رہا ہے۔ کیا یہ پاگل ہو گیا ہے۔ جب موٹر بوٹ تباہ ہو گئی ہے تو اسے مزید میزائل فائر کر کے ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ نانسنس''...... سائرل نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اس نے دوبارہ فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''گریس بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے گریس کی آواز سنائی دی۔

''کیا تمہیں کسی پاگل کتے نے کاٹ لیا ہے جو تم مسلسل میزائل فائر کر رہے ہو۔ موٹر بوٹ تباہ ہو گئی ہے تو بلا وجہ تم میزائل کیوں ضائع کر رہے ہو''...... سائرل نے چیخ کر کہا۔

''آپ نے خود ہی تو کہا تھا باس کہ سارے میزائل فائر کرنے ہیں''...... گریس کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

''روک دو۔ نانسنس۔ روک دو''...... سائرل نے ایک بار پھر چیخ کر کہا اور ریسیور واپس پٹخ کر وہ مشین کی طرف آیا تو اس لمحے دو اور میزائل سمندر میں گر رہے تھے اور نیچے بیٹھتا ہوا پانی دوبارہ اوپر کو اچھلا۔

''عقل تو ہے ہی نہیں اس نانسنس میں۔ چند افراد کو ہلاک کرنے کے لئے مسلسل میزائل فائر کرتا چلا جا رہا ہے۔ نانسنس''...... سائرل نے ہونٹ دباتے ہوئے کہا لیکن اس بار پانی کا فوارہ واپس بیٹھ گیا اور پھر آہستہ آہستہ سمندر کے پانی میں پیدا شدہ شدید ہلچل بھی ساکت ہوتی گئی۔ اب وہاں کچھ بھی نہ تھا نہ لانچ کے ٹکڑے نہ ہی ان مردوں اور عورت کے ٹکڑے۔ سمندر کا پانی اب ساکت تھا۔ سائرل چند لمحے غور سے اسکرین پر نظر آنے والے سمندر کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے لبوں پر مسکراہٹ تیرنے لگی۔

''ہونہہ۔ اس نانسنس گریس نے بارہ میزائل فائر کئے ہیں۔ ارد گرد کے سمندر کا پانی تک اچھال کر رکھ دیا تھا اس نے۔ اس لئے سمندر میں موجود اس حصے میں وہ سب تو کیا آبی حیات کے بھی پرخچے اڑ گئے ہوں گے۔ اس قدر میزائلوں سے ہونے والی تباہی کے بعد ان کے بچ جانے کا ایک فی صد چانس بھی نہیں ہے۔ لیکن اپنی آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد بھی یقین نہیں آ رہا کہ یہ لوگ واقعی ختم ہو چکے ہیں''...... سائرل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس نے ایک نظر باقی مشینوں پر ڈالی اور پھر کمرے سے نکل

کر وہ مختلف راہداریوں میں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں داخل ہوا۔ یہ کمرہ کسی ریسٹ روم کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ سائرل اس طرح بیڈ پر گر گیا جیسے انتہائی طویل ترین مسافت طے کرنے کے بعد اسے آرام کرنے کا موقع ملا ہو۔ چند لمحے وہ بیڈ پر آنکھیں بند کر کے پڑا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر قریب ہی تپائی پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''شیرٹن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''مارگس بول رہا ہوں شیرٹن۔ پورے جزیرے پر گرین سگنل دے دو''...... سائرل نے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

''گرین سگنل۔ کیا مطلب۔ گرین سگنل کا مطلب ہے کہ خطرہ ختم ہو چکا ہے''...... شیرٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہم نے دشمنوں کو ختم کر دیا ہے''...... سائرل نے جواب دیا اس کے لہجے میں اطمینان اور مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''اوہ اوہ۔ یہ تو وکٹری نیوز ہے باس۔ رئیلی وکٹری نیوز''...... شیرٹن کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہاں۔ آخر کار سائرل تنظیم کو وکٹری ملنی ہی تھی جو ہمیں مل گئی ہے''...... سائرل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ میں ابھی گرین سگنل دیتا ہوں''...... شیرٹن نے جواب دیا اور سائرل نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور اس طرح

آنکھیں بند کر لیں جیسے کئی دنوں کی بے خوابی کے بعد اسے نیند آرہی ہو۔ چہرے پر بے پناہ اطمینان کے تاثرات موجود تھے۔ کارلی سمیت پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کر کے اسے انتہائی طمانیت کا احساس ہو رہا تھا اور وہ اب بے فکری کی نیند سونا چاہتا تھا۔ اس لئے آنکھیں بند کرتے ہی اس پر غنودگی طاری ہوگئی اور کچھ دیر بعد وہ گہری نیند سو چکا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی پائرس کی موٹر بوٹ پر موجود تھے۔ یہ دو منزلہ بوٹ تھی جس پر لانچ کی طرح ایک اونچا مستول بھی بنا ہوا تھا۔ عمران دوربین لے کر مستول پر آ گیا تھا اور دوربین آنکھوں سے لگائے سمندر کا جائزہ لے رہا تھا۔ وہ شلانگ جزیرے کے گرد گھوم کر تیزی سے عقبی سمت کی طرف جا رہا تھا جہاں کسی پائریٹ تنظیم کا قبضہ تھا۔ اسے یقین تھا کہ پائریٹ تنظیم کا محض نام استعمال کیا گیا ہے جبکہ یہ اصل میں سائرل کا ہی ٹھکانہ ہے اور اسے ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی نسرین حسن اسی جزیرے سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس نے کروک سے کہا تھا کہ وہ طویل چکر لگا کر جزیرے کی طرف بڑھے تا کہ اگر اس جزیرے سے کوئی کارروائی کی جائے تو اس کا انہیں پہلے سے علم ہو جائے اور وہ اپنی حفاظت کا بندوبست کر سکیں۔ عمران ابھی جزیرے کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ اسے جزیرے کے عقب سے دو سیاہ رنگ کے میزائل آگ اگلتے طرف

آتے ہوئے دکھائی دیئے تو وہ چونک پڑا۔

''یہ کیا ہے عمران''...... جولیا نے ہاتھ اٹھا کر ان میزائلوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اس کے پاس دوربین نہیں تھی اس لئے اسے دور سے محض آگ کے شعلے چمکتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔

''میزائل۔ ہم پر میزائل فائر کئے گئے ہیں۔ جلدی کرو۔ غوطہ خوری کے لباس اکٹھے کر کے لے آؤ اور موٹر بوٹ کے عقبی طرف چلو۔ جلدی کرو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے مستول سے اترتا چلا گیا۔ جولیا بھی تیزی سے نیچے آئی اور پھر وہ تیزی سے موٹر بوٹ کے اس حصے کی طرف دوڑ پڑے جدھر ان کے غوطہ خوری کے لباس موجود تھے۔

''لباس لے کر سمندر میں کود جاؤ۔ ہم سمندر میں اتر کر یہ لباس پہنیں گے۔ جلدی کرو''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور ایک غوطہ خوری کا لباس اور آکسیجن کا سلنڈر لے کر موٹر بوٹ کے عقبی سمت کود گیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اپنا سامان اور غوطہ خوری کے لباس اور آکسیجن سلنڈرز اٹھائے اور تیزی سے سمندر میں کودنا شروع ہو گئے۔ سب سے آخر میں کروک آیا تھا۔ اس کے سمندر میں کودتے ہی موٹر بوٹ اپنی رفتار سے آگے بڑھتی چلی گئی اور پھر وہ جب کافی دور پہنچ گئی تو انہوں نے دو میزائل برق رفتاری سے موٹر بوٹ پر گرتے دیکھے۔ یکے بعد دیگرے دو زور دار دھماکے

ہوئے اور انہوں نے موٹر بوٹ کے پرخچے اُڑتے دیکھے ساتھ ہی سمندر کا پانی پوری قوت سے اچھل پڑا۔ سمندر میں تیز لہریں پیدا ہوئیں اور وہ ان لہروں کے ساتھ کافی پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ پھر دو اور میزائل آئے اور ٹھیک اس جگہ گرے جہاں لانچ تباہ ہوئی تھی۔ اس بار سمندر میں جیسے خوفناک طوفان سا آ گیا پانی تیزی سے بلند ہوا۔ بڑی لہریں پیدا ہوئیں اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ پانی کے ساتھ ہی فضا میں بلند ہوتا جا رہا ہو۔

''ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ لو۔ جلدی کرو''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے جولیا کا ہاتھ تھام لیا جس کا جسم پانی کی لہروں میں بری طرح سے الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔ صفدر نے آگے بڑھ کر عمران کا دوسرا ہاتھ پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کر تنویر نے زور لگایا اور تیز لہروں میں ہاتھ پاؤں مارتا ہوا صفدر کی طرف آ گیا اور اس نے فوراً صفدر کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کیپٹن شکیل چونکہ زیادہ فاصلے پر نہ تھا اس لئے اس نے تنویر کو صفدر کا ہاتھ پکڑتے دیکھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ کارلی اور اس کے دونوں ساتھی تیز لہروں میں کافی دور نکل گئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں موجود غوطہ خوری کے لباس اور سلنڈرز نکل گئے تھے۔ وہ انہیں پکڑنے کی کوشش میں لہروں پر بہہ رہے تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہاں مزید میزائل گرے تو ان سب کے جسم پھر سے بری طرح سے الٹتے پلٹتے چلے گئے۔ وہاں مسلسل میزائل فائر ہو رہے تھے جن سے سمندر کا پانی آتش فشاں کی طرح

اچھل رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے غوطہ خوری کے لباس اور آکسیجن سلنڈر جو ایک بیلٹ سے کلپ کیے گئے تھے، ان بیلٹوں میں سے بازو گزار کر ایک دوسرے کے ہاتھ مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ وہ لہروں میں دور ہٹ رہے تھے لیکن کارلی اور اس کے ساتھی جو الگ ہو گئے تھے ایک دوسرے کا کوشش کے باوجود ہاتھ نہ تھام سکے تھے اس لئے لہروں نے انہیں اور زیادہ دور اور ایک دوسرے سے خاصے فاصلے پر کر دیا تھا اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ ان سے بہت دور چلے گئے۔ پانی کی لہریں انہیں کسی طرح سے بھی سنبھلنے ہی نہ لینے دے رہی تھیں۔

"گہرائی میں چلو۔ یہ لوگ شاید پاگل ہو گئے ہیں جو موٹر بوٹ تباہ کرنے کے باوجود میزائل فائر کر رہے ہیں۔ گہرائی میں جا کر غوطہ خوری کے لباس پہنو اور جزیرے کی طرف تیرنا شروع کر دو"...... عمران نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ ڈبکی لگا کر گہرائی میں اترتے چلے گئے۔ گہرائی میں آ کر انہوں نے پانی کے اندر ہی غوطہ خوری کے لباس پہنے اور پھر آکسیجن سلنڈرز کمر پر ڈال کر ان کے ماسک منہ پر لگائے اور آنکھوں پر گاگل چڑھا کر وہ ایک دوسرے کو اشارہ کرتے ہوئے اس سمت تیرنا شروع ہو گئے جہاں انہیں جزیرے کی پٹی دکھائی دی تھی۔ سمندر کے نیچے بھی پانی میں خاصی ہلچل تھی۔ اور پھر عمران کو اپنے ذہن اور جسم پر بے پناہ دباؤ کا احساس ہوا۔ لیکن یہ احساس

اسے صرف ایک لمحے کے لئے ہوا۔ دوسرے لمحے اس کا ذہن تاریک ہو چکا تھا لیکن پھر شاید کوئی خوفناک جھٹکا تھا جس نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا اور اس کے ذہن میں یکلخت روشنی سی ہوئی اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔ اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم وزنی ہوتا جا رہا ہو۔ یہ احساس بھی صرف چند لمحوں کے لئے ہی محسوس ہوا اور ایک بار پھر تاریکی چھا گئی۔

کافی دیر بعد عمران کی آنکھ کھلی تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی گہرائی سے نکل کر تیزی سے اوپر کی طرف کھنچتا جا رہا ہو اور ایک لمحے بعد اس کے ذہن میں روشنی کا نقطہ نمودار ہوا اور پھر پھیلتا چلا گیا۔ اس کی آنکھیں کھل گئیں لیکن اس کے تمام احساسات جیسے جامد ہو کر رہ گئے تھے یکلخت اس کا شعور بیدار ہو گیا اور اسے کچھ فاصلے پر نیچے سمندر کا پانی لہریں لیتا ہوا نظر آنے لگا۔ اس نے تیزی سے اٹھنا چاہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے چیخ نکل گئی اور وہ الٹ کر نیچے پتھروں پر گرا پھر وہ ایک جھٹکے سے سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور حیرت سے ادھر ادھر دیکھنے لگا۔ اسی لمحے اسے کچھ فاصلے پر تنویر، کیپٹن شکیل اور صفدر دکھائی دیئے۔ وہ بھی ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہے تھے۔ کچھ فاصلے پر جولیا بھی موجود تھی۔ جو ایک چٹان پر بیٹھی حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی صورتحال اور ماحول دیکھ کر آہستہ آہستہ اٹھ کھڑے ہوئے۔

''تم سب ٹھیک ہو''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں''...... ان سب نے کہا۔

''ہوا کیا تھا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ابھی ہوا کہاں ہے۔ یہ گواہی دینے کو تیار ہوں گے تو ہی کچھ ہونے کی امید کی جا سکتی ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

''یہ تو کوئی جزیرہ معلوم ہوتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ظاہر ہے۔ سمندر کے درمیان بے ہوشی کی حالت میں لہریں ہمیں جزیرے پر ہی کھینچ لائی ہیں اور یہاں کے پتھر، درخت اور گیلی زمین اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم جزیرے پر ہی ہیں''۔ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''انہوں نے پانی میں بے دریغ میزائل برسائے تھے ان سے بچنے کے لئے ہم سمندر کی گہرائی میں اتر گئے تھے۔ شاید پانی کے دباؤ نے ہمارے دماغ جامد کر دیئے تھے اور ہم پانی کے اندر بہتے ہوئے دور نکل گئے لیکن آکسیجن ماسک کی وجہ سے ہم بچ گئے ہیں اور ہمارے جسم بھی سلامت ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہوا ہے اور پھر ہم جزیرے سے زیادہ دور نہیں تھے۔ پانی کا بہاؤ بھی اسی طرف تھا جو ہمیں یہاں لے آیا ہے اور اسی وجہ سے ہماری جانیں بچی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن افسوس۔ ہمارے دوسرے ساتھی مارے گئے ہیں''۔ کیپٹن

شکیل نے کہا۔

''ہاں۔ ان کی موت کا مجھے بھی افسوس ہے۔ وہ تیرتے ہوئے اس طرف چلے گئے تھے جہاں میزائل فائر کئے جا رہے تھے۔ وہ یقیناً ان میزائلوں کی ہی زد میں آئے ہوں گے۔ ہماری قسمت اچھی تھی کہ ہمارے بہت قریب میزائل نہیں گرے تھے۔ اگر وہ ہمارے قریب گرتے تو پھر ہمارا خاتمہ یقینی تھا اور مجھے گواہان اور دلہن سمیت مرنا پڑتا''...... عمران نے آخری فقرہ مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر، صفدر اور کیپٹن شکیل کے چہروں پر مسکراہٹ رینگ گئی جبکہ تنویر کا منہ بن گیا۔

''تم ان حالات میں بھی بکواس کرنے سے باز نہیں آتے''۔ جولیا نے بجائے مسکرانے کے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اگرچہ ظاہری طور پر ہوش میں آ گیا ہوں لیکن تم جانتی ہو کہ میں اب بھی ہوش میں نہیں ہوں۔ ہوش حواس تو مدت ہوئی چھن چکے ہیں۔ کس کے لئے یہ سب جانتے ہیں۔ کیوں تنویر''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار جولیا بجائے غصہ کھانے کے بے اختیار ہنس پڑی۔ شاید عمران کے فقرے نے اس ماحول میں اس کے دل کے کسی تار کو جھنجھنا دیا تھا البتہ تنویر کا منہ بن گیا تھا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں نہیں رکے رہنا چاہئے۔ ہمیں کسی محفوظ جگہ پہنچنا چاہئے۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ گشت کرتے ہوئے ادھر

آنکلیں“...... صفدر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی ہم کھلی جگہ پر موجود ہیں“...... عمران نے کہا اور وہ جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر وہ سب تیزی سے درختوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں وہ ایک پہاڑی کے پاس پہنچ گئے۔ سامنے پہاڑی میں ایک بڑا سا کریک تھا۔ یہ سارا علاقہ صاف تھا۔ عمران نے انہیں وہیں درختوں کے پاس رکنے کا کہا اور خود جھکے جھکے انداز میں کسی جنگلی خرگوش کی طرح اس دراڑ کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ گیا۔

”میں نے ایک محفوظ جگہ تلاش کر لی ہے۔ آؤ میرے ساتھ“...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے اس دراڑ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ ان کے پاس اسلحہ نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ دراڑ قدرتی تھی اور خاصی دور تک آگے کو چلی گئی تھی۔ ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے وہ جلد ہی ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں جا کر دراڑ ختم ہو گئی اور آگے ایک کھلی غار سی بنی ہوئی تھی۔ غار کی چھت یوں تو کٹی پھٹی سی تھی لیکن ایک کونے میں ایسا ہول تھا جس میں سے ہلکی ہلکی روشنی غار کے اندر آ رہی تھی۔ ہول اتنا بڑا تھا کہ اس میں سے ایک آدمی گزر سکتا تھا۔ لیکن یہ ہول عمودی انداز میں اوپر کی طرف جا رہا تھا۔

”کیا ہے اس طرف“...... جولیا نے اس ہول کی طرف دیکھتے

ہوئے کہا۔

”یہ روشنی بتا رہی ہے کہ یہ ہول جزیرے کی اوپر والی سطح تک جاتا ہے“...... صفدر نے ہول میں جھانکتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ تمہارا آئیڈیا درست ہے۔ اب تم سب پھر یہاں رکو میں اوپر جا کر حالات چیک کر کے آتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اب تم اکیلے نہیں جاؤ گے۔ ہم سب چلیں گے تمہارے ساتھ“...... جولیا نے کہا۔

”کیوں“...... عمران نے کہا۔

”تمہارا اس طرح اکیلے جانا زیادہ خطرناک ہو سکتا ہے“۔ جولیا نے کہا۔

”مس جولیا ٹھک کہہ رہی ہیں عمران صاحب۔ ہم سب ہی نہتے ہیں۔ ہمارے پاس ایک خنجر تک نہیں ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ ہم اکٹھے رہیں“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر جولیا پہلے اوپر جائے گی اور جولیا یہ ہول بالکل عمودی ہے۔ اس لئے تم نے جسم کو پھیلا کر اوپر چڑھنا ہے۔ آؤ میرے کاندھوں پر چڑھ کر جلدی سے ہول میں داخل ہو جاؤ“...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران ہول کے بالکل نیچے ہو کر قدرے جھک گیا۔ جولیا نے عمران کے کاندھوں پر ہاتھ رکھا اور پھر اچھل کر اس کے کاندھوں پر سوار ہو گئی تو عمران آہستہ آہستہ اٹھنا شروع ہو گیا۔

"احتیاط کے ساتھ"...... عمران نے کہا تو جولیا ہول کے کنارے پکڑ کر اچھلی اور اس نے کنارہ پکڑتے ہی اپنا جسم سکیڑ کر اوپر اٹھایا اور پھر دوسرے لمحے اس کا آدھا جسم ہول کے اندر پہنچ گیا۔ ہول میں داخل ہوتے ہی جولیا نے دونوں بازوؤں کو پھیلایا اور اوپر کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

"ویل ڈن۔ تم بالکل ٹھیک جا رہی ہو"...... نیچے سے عمران نے کہا اور جولیا ہاتھوں اور پیروں سے ہول کی دیواروں کی سائیڈوں پر موجود ابھرے ہوئے پتھروں کو پکڑتی ہوئی ہول کے عمودی حصے کے موڑ تک پہنچ گئی اور پھر اس کے لئے آگے جا کر کرالنگ کرنا آسان ہو گیا اور وہ تیزی سے موڑ مڑ کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئی۔

"اب تم آؤ تنویر"...... عمران نے تنویر سے کہا اور چند لمحوں بعد تنویر بھی جولیا کی طرح اچھلتا ہوا اوپر چلا گیا۔ اس کے بعد عمران نے کیپٹن شکیل کو بھی اوپر پہنچا دیا۔

"اب تمہاری باری ہے"...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن آپ کیسے جائیں گے"...... صفدر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا۔

"بے فکر رہو۔ میں نے جولیا کو آگے بھیج دیا ہے اور اس کے پیچھے تنویر کو تو پھر بھلا میں یہاں کیسے رک سکتا ہوں"...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ پھر صفدر بھی عمران کے کندھوں پر سوار ہو کر ہول میں داخل ہو کر دیواروں کے پتھروں کو پکڑتا ہوا موڑ تک پہنچا اور پھر کرالنگ کرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

جیسے ہی صفدر موڑ سے غائب ہوا۔ عمران جو ہول کے نیچے کھڑا تھا یکلخت اس طرح اچھلا جیسے ہائی جمپ لگا رہا ہو اور دوسرے لمحے اس کا آدھے سے زیادہ جسم ہول کے اندر پہنچ گیا۔ اس نے بازو پھیلا لئے اور پھر وہ بھی دیواروں میں موجود پتھروں کو پکڑتا ہوا اس عمودی ہول سے اوپر چڑھنا شروع ہو گیا۔ موڑ کے پاس پہنچ کر وہ کہنیوں اور گھٹنوں کے بل کرالنگ کرتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ موڑ کے بعد ہول بجائے بالکل سیدھا ہونے کے ستر درجے کے زاویے کے انداز میں آگے جا رہا تھا۔ اس لئے وہ آسانی سے آگے بڑھ سکتا تھا اس کی رفتار خاصی تیز ہو گئی اور چند لمحوں بعد جب اس نے ہول میں سے سر نکالا تو ہول کے گرد ایک کافی بڑی اور گھنی جھاڑی موجود تھی جو اوپر جا کر ایسے مل گئی تھی کہ اس میں سے روشنی تو چھن کر نیچے آ رہی تھی لیکن اوپر سے یہ ہول کسی طرح بھی نظر نہ آ سکتا تھا عمران سائیڈ پر جھاڑی ہٹاتا ہوا اور رینگتا ہوا آگے بڑھا اور ہول سے باہر آ گیا۔

یہاں ہر طرف اس طرح کی بے شمار جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں اور ان جھاڑیوں سے کافی فاصلے پر ایک کافی بڑی چھتری سی بنی

ہوئی تھی جس میں رکھی ہوئی ایک طاقتور دوربین اتنی دور سے بھی انہیں صاف نظر آرہی تھی۔ وہاں چار مسلح افراد بھی موجود تھے دوربین کا رخ ان کی مخالف سمت میں تھا اور وہاں موجود تمام مسلح افراد بھی اسی طرف دیکھ رہے تھے۔

''عمران۔ ان افراد کے پاس اسلحہ ہے سب سے پہلے ہمیں یہ اسلحہ حاصل کرنا ہے''...... جولیا کی آواز سنائی دی۔ وہ قریب ہی ایک جھاڑی کی اوٹ میں تھی۔

''ہاں ٹھیک ہے''......عمران نے کہا۔

''لیکن وہ ہمیں دیکھ سکتے ہیں''......صفدر نے کہا۔

''فکر نہ کرو۔ اسی طرح رینگتے ہوئے آگے بڑھتے جاؤ''۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود بھی کرالنگ کرتے ہوئے آگے بڑھنا شروع کر دیا اس کے رینگتے ہی مختلف جھاڑیوں کی اوٹ میں موجود اس کے ساتھی بھی کرالنگ کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ وہ بہت محتاط انداز سے آگے بڑھ رہے تھے۔ عمران کی رفتار چونکہ ان سب سے تیز تھی اس لئے وہ ان سب سے آگے بڑھ گیا تھا۔ ابھی انہوں نے آدھا فاصلہ طے کیا ہو گا کہ اچانک کہیں دور سے جھینگر کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی چھتری کے نیچے موجود چاروں افراد اس طرح حرکت میں آئے جیسے وہ انسان کی بجائے روبوٹ ہوں اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی دوربین کو بھی گھما کر اس کا رخ انہی جھاڑیوں کی طرف کر دیا۔

عمران اور اس کے ساتھی ان لوگوں کے اچانک حرکت میں آنے کی وجہ سے لاشعوری طور پر اپنی اپنی جگہوں پر ساکت ہو گئے تھے۔ دوسرے لمحے اس دوربین کے بڑے سے شیشے سے نیلگوں رنگ کی تیز روشنی نکل کر عمران اور اس کے ساتھیوں پر پڑی تو انہیں یوں محسوس ہوا جیسے ان کے جسموں پر کسی نے اچانک کھولتے ہوئے تیل کے ڈرم الٹ دیئے ہوں۔ اس کے ساتھ ہی انہیں اپنے جسموں سے جان سی نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔ انہوں نے حرکت کرنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ وہ سن سکتے تھے۔ دیکھ سکتے تھے لیکن نہ بول سکتے تھے اور نہ ہی اپنی جگہوں سے حرکت کر سکتے تھے۔ ان کے جسم بے جان ہو کر پتھروں کی طرح سخت ہو گئے تھے۔ اسی لمحے چاروں افراد تیزی سے ان کی طرف دوڑ پڑے۔

''یہ تو اجنبی معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ سائٹ ون میں کیسے پہنچ گئے''...... ایک آدمی کی چیختی ہوئی آواز عمران کے کانوں میں پڑی۔

''فائرنگ کر کے ان سب کو یہیں ہلاک کر دو''...... اچانک ایک اور آواز انہیں سنائی دی۔

''رک جاؤ۔ فائر مت کرو۔ میں چیف سے بات کرتا ہوں جب تک چیف نہ کہیں گے ہم انہیں ہلاک نہیں کر سکتے ہیں''۔ اچانک دور سے ایک اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور آواز کے فاصلے سے عمران نے اندازہ لگایا کہ یہ آواز اس چھتری کی طرف سے آ گئی ہے۔ پھر کافی دیر تک خاموشی چھائی رہی۔ عمران کا منہ چونکہ جھاڑی

کی طرف تھا۔ اس لئے وہ آس پاس موجود کسی آدمی کو نہ دیکھ سکتا تھا۔

"ہونہہ۔ چیف آرام کر رہا ہے"...... کافی دیر بعد فائرنگ سے روکنے والے آدمی کی آواز سنائی دی۔

"تو کیا کریں ان کا"...... پہلے آدمی نے کہا۔

"جب تک چیف نہیں جاگ جاتے ہمیں انہیں زندہ رکھنا ہو گا"...... آنے والے آدمی نے کہا۔

"لیکن انہیں رکھیں گے کہاں"...... پہلے آدمی نے پوچھا۔

"مین بنکر میں۔ تم انہیں اٹھا کر مین بنکر میں پہنچا آؤ"...... وہی چیختی ہوئی آواز دوبارہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کسی نے عمران کو اٹھا کر اس طرح کندھے پر ڈال لیا جیسے عمران کا کوئی وزن ہی نہ ہو۔ اب عمران اس آدمی کے کاندھے پر لدا ہوا تھا اس لئے اردگرد کے ماحول کا تھوڑا سا حصہ دیکھ سکتا تھا۔ کچھ دور سیدھا چلنے کے بعد وہ آدمی کسی گہرائی میں اس طرح اترنے لگا جیسے کسی پہاڑی سے اتر رہا ہو اور پھر وہ گھوما اور اس کے بعد سیدھا چلنے لگا۔

اب وہ کسی سرنگ نما راستے سے گزر رہے تھے چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے بنکر میں پہنچ گئے۔ انہیں اس بنکر کے فرش پر لٹا دیا گیا اور انہیں لے آنے والے واپس چلے گئے۔ اس کے ساتھ ہی بنکر میں موجود روشنی یکلخت غائب ہو گئی اور عمران سمجھ گیا کہ بنکر کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے لیکن چونکہ اس کا جسم اسی طرح بے حس و

حرکت تھا۔ اس لئے وہ نہ ہی بول سکتا تھا اور نہ گردن گھما کر اپنے ساتھیوں یا بنکر کا جائزہ لے سکتا تھا۔ بس دس فٹ اوپر سپاٹ چھت پر اس کی نظریں جمی ہوئی تھیں اور وہ بے بس اور لاچار پڑا ہوا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ تھوڑی سی احتیاط کر لیتا اور جھینگر کی آواز سنتے ہی اپنے ساتھیوں کے ساتھ جھاڑیوں میں چھپ گیا ہوتا تو وہ اس جسم کو مفلوج کر دینے والی ریز کے اثر سے محفوظ رہ جاتے لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ وہ دشمنوں کے قبضے میں آ چکے تھے اور اب نجانے انہیں کب تک اس حال میں پڑا رہنا تھا۔ انہیں وہاں پر پڑے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی کہ اچانک باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر دروازہ ایک زور دار دھماکے سے کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا۔

"اوہ اوہ۔ یہ تو عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ ان کی لانچ تو میں نے خود میزائلوں سے تباہ کرائی تھی۔ پھر یہ زندہ سلامت یہاں کیسے پہنچ گئے۔ کیا یہ سچ مچ انسان ہیں یا بھوت۔ یہ زندہ کیسے بچ گئے ہیں آخر کیسے"...... اسی لمحے ایک حلق کے بل چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران اس چیخنے والے کو نہ دیکھنے کے باوجود سمجھ گیا کہ بولنے والا مارگس ہے۔

"ہم سائٹ ون میں چیکنگ کر رہے تھے کہ یہ اچانک ہی سائٹ ون میں نمودار ہوئے اور پھر انہیں الٹرا کراسک ریز کی مدد سے بے بس کر لیا گیا۔ آپ چونکہ آرام کر رہے تھے۔ اس لئے

انہیں یہاں پہنچا دیا گیا تھا''...... ایک اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ویری سیڈ۔ آخر یہ لوگ سائٹ ون پر کیسے پہنچ گئے۔ اس کے بارے میں مجھے معلوم کرنا پڑے گا۔ یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے۔ اس کا مطلب ہے کوئی ایسا راستہ ہے کہ یہ لوگ بغیر کسی کو نظر آئے سائٹ ون تک پہنچ گئے ہیں''...... سائرل نے تیز لہجے میں کہا۔

''اب ان کا کیا کرنا ہے باس۔ آپ کا حکم ہو تو انہیں اسی حالت میں ہلاک کر دیا جائے''...... پہلی آواز نے کہا۔

''نہیں میگراتھ۔ اس عمران کی صرف زبان کو حرکت میں لے آؤ۔ اسے ون سی ایم کا انجکشن لگاؤ لیکن انتہائی احتیاط سے ہمیں صرف اس کی زبان کھلوانی ہے۔ اس کا باقی جسم بے حرکت رہنا چاہئے۔ یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد سائرل کی آواز سنائی دی اور میگراتھ کا نام سن کر عمران چونک پڑا۔ یہ نام سائرل کے ڈی سیکشن کے چیف کا تھا جس کے بارے میں اسے ٹرانکو سے معلوم ہوا تھا۔ میگراتھ کی یہاں موجودگی سے عمران سمجھ جائے گا کہ اس کا اندازہ درست ثابت ہوا ہے۔ سائرل کا اصل ہیڈ کوارٹر اس شلانگ جزیرے پر ہی موجود تھا جبکہ کارٹم جزیرے کا انہوں نے محض نام ہی استعمال کیا تھا۔ شلانگ جزیرے پر جس پائریٹ تنظیم کا قبضہ تھا وہ سائرل تنظیم ہی تھی جس کے ڈی سیکشن کا انچارج میگراتھ کا کنٹرول تھا اور اب مارگس بھی وہاں آ

پہنچا تھا۔ میگراتھ کی زبان سے ہی عمران نے سنا تھا کہ مارگس لانچ کے ذریعے وہاں پہنچا تھا اور یہاں آ کر آرام کرنے چلا گیا تھا۔ اب اس بات میں کوئی شک نہیں رہا تھا کہ سائرل کا دوسرا نام مارگس ہے۔

''یس باس''...... میگراتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کسی کے قدموں کی آواز ابھری اور پھر عمران نے اسے بنکر کے دوسرے حصے کی طرف جاتے دیکھا۔ پھر اس نے ایک فولادی الماری کھلنے کی آواز سنی۔

''تعجب ہے۔ یہ لوگ واقعی مافوق الفطرت ہوتے ہیں۔ ان کے جسموں پر معمولی سے بھی زخم کا کوئی نشان دکھائی نہیں دے رہا ہے جیسے یہ لوگ میزائل پروف ہوں''...... مارگس کی بڑبڑاہٹ سنائی دی تو عمران دل ہی دل میں مسکرا دیا اور پھر چند لمحوں بعد قدموں کی آواز دوبارہ ابھری اور عمران کے قریب آ کر رک گئی۔ پھر ایک آدمی اس پر جھکا اس کے ساتھ ہی عمران کو گردن پر ہلکی سی چبھن کا احساس ہوا اور پھر وہ آدمی پیچھے ہٹ گیا۔

''ٹھیک ہے۔ اب اسے اٹھا کر سامنے دیوار کے ساتھ لگا کر بٹھا دو''...... سائرل نے کہا اور پھر عمران کو کسی نے اٹھایا اور گھسیٹ کر بنکر کی ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بٹھا دیا چند لمحوں بعد ہی عمران نے محسوس کیا کہ اب نہ صرف وہ بول سکتا تھا بلکہ وہ اپنا سر بھی ادھر ادھر گھما سکتا تھا البتہ اس کا جسم اسی طرح بے حس و حرکت

تھا۔ اب عمران بنکر کو دیکھ سکتا تھا یہ ایک خاصا بڑا بنکر تھا جس کی ایک سائیڈ پر آہنی الماریوں کی طویل قطار موجود تھی الماریاں بند تھیں سامنے ہی سائرل کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ دو مسلح افراد تھے۔

''عمران۔ مجھے بتاؤ کہ تم لانچ تباہ ہونے کے باوجود یہاں کیسے پہنچ گئے''...... سائرل نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم اپنے پیروں پر چل کر آئے ہیں سائرل''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''سائرل نہیں۔ میرا نام مارگس ہے''...... سائرل نے غرا کر کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''میں تمہاری آواز پہچانتا ہوں سائرل۔ مارگس تمہارا دوسرا نام ہے لیکن اصل میں تم ہی سائرل ہو''...... عمران نے کہا تو سائرل کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''بکواس بند کرو نانسنس۔ مجھے وہ راستہ بتاؤ جس کے ذریعے تم سائٹ ون تک پہنچ گئے تھے''...... اس کی بات سن کر سائرل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''ضروری تو نہیں کہ ہم سائٹ ون پر آئے ہوں۔ ہو سکتا ہے سائٹ ون خود کنویں کی طرح چل کر ہمارے پاس پہنچ گئی ہو''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نہیں بتاؤ گے۔ ٹھیک ہے ہم خود راستہ تلاش کر لیں گے۔ میں تمہیں زیادہ دیر زندہ رکھ کر کوئی

رسک نہیں لے سکتا۔ اس لئے میں نے تمہیں تمہارے ساتھیوں سمیت ہلاک کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ میگراتھ۔ اڑا دو ان سب کو''۔ سائرل نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے ساتھ ایک مسلح آدمی بھی تھا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ وہ تیزی سے آگے آ گیا۔

''بے بس انسانوں کو ہلاک کرنا اگر سائرل کا شیوہ ہے تو پھر ٹھیک ہے۔ کر دو ہمیں ہلاک۔ میں تو سمجھتا تھا کہ سائرل یا اس کا گروپ بے بس اور لاچار انسانوں کو اس وقت تک ہلاک نہیں کرتے جب تک وہ مکمل طور پر حرکت کے قابل نہ ہو جائیں یا بے ہوشی سے ہوش میں نہ جائیں۔ تم بزدل ہو''...... عمران نے غرا کر کہا تو سائرل چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''تم مجھے چکر نہیں دے سکتے ہو عمران۔ میں تمہارے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں۔ بہرحال ٹھیک ہے۔ اگر تمہاری یہ آخری خواہش ہے تو میں اسے ضرور پوری کروں گا''...... سائرل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میگراتھ''...... سائرل نے میگراتھ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... میگراتھ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہاں ایک اور مسلح شخص کو بلا لو۔ انہیں اس وقت تک ہلاک نہیں کرنا جب تک ان کے جسم مکمل طور پر حرکت میں نہ آ جائیں۔ انہیں ابھی مضبوط رسیوں سے بندھوا دو تاکہ جب ان کے جسم

حرکت میں آئیں تو یہ کوئی چکر نہ چلا سکیں اور پھر جیسے ہی ان کے جسم حرکت میں آئیں ان سب کو ایک ساتھ گولیوں سے بھون ڈالنا''...... سائرل نے کہا۔

''یس چیف''...... میگراتھ نے کہا تو سائرل مڑا اور تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا بنکر سے باہر نکلتا چلا گیا۔ میگراتھ بھی اس کے پیچھے بڑھ گیا۔ تھوڑی ہی دیر بعد ایک اور مسلح آدمی اندر آ گیا اس کے ہاتھوں میں رسی کا بنڈل تھا۔

''باس نے ان سب کو باندھنے کا کہا ہے''...... آنے والے نے کہا۔

''کیا ضرورت ہے۔ یہ سب بے بس پڑے ہوئے ہیں۔ تم سائیڈ پر جا کر کھڑے ہو جاؤ اور ان پر مشین گن تان لو۔ تھوڑی ہی دیر میں ان کے جسم حرکت میں آ جائیں گے اور پھر جیسے ہی یہ حرکت میں آئیں گے انہیں ہم بھون دیں گے''...... پہلے سے موجود مشین گن بردار نے کہا تو آنے والے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران مطمئن بیٹھا تھا کیونکہ انہیں یہاں سے بچ نکلنے کا اچھا موقع مل گیا تھا۔ ورنہ اس بے بسی کی حالت میں تو واقعی انہیں آسانی سے گولیوں سے چھلنی کیا جا سکتا ہے۔ اسے اپنے جسم میں توانائی سی بھرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ شاید اسے انجکشن کا ڈوز کچھ زیادہ ہی لگا دیا گیا تھا اور یہ انجکشن کا اثر تھا جس نے پہلے اسے گردن تک ٹھیک کیا تھا اور اب اس انجکشن کے اثر سے اسے

اپنے باقی جسم میں بھی حرکت محسوس ہونا شروع ہو گئی تھی۔ لیکن وہ کچھ دیر مزید جان بوجھ کر اسی طرح پڑا رہا جیسے وہ بے حس و حرکت ہو۔

''بات سنو''...... عمران نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

''کیا تکلیف ہے تمہیں''...... اس آدمی نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں جواب دیا۔

''دیکھنا۔ میری گردن پر کسی کیڑے نے کاٹا ہے۔ وہ انتہائی زہریلا معلوم ہوتا ہے کیونکہ مجھے شدید تکلیف ہو رہی ہے''...... عمران کے لہجے میں ہلکی سی دہشت کا تاثر نمایاں تھا اور وہ آدمی عمران کی بات سن کر آگے بڑھا اور عمران کے قریب پہنچ کر وہ اس کی گردن دیکھنے کے لئے جھکا ہی تھا کہ یکلخت اڑتا ہوا اپنے ساتھی پر جا گرا۔ عمران نے بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے اسے دونوں ہاتھوں سے وہیں بیٹھے بیٹھے اچھال دیا تھا۔ بنکر میں دونوں کی چیخوں کی آوازیں ابھریں اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے عمران اٹھ کر ان کے سروں پر پہنچ چکا تھا۔

پھر اس کی دونوں ٹانگیں کسی تیز رفتار مشین کی سی تیزی سے چلنے لگیں اور ان دونوں کو ہی اٹھنا نصیب نہ ہو سکا اور چند لمحوں بعد وہ بے حس و حرکت ہو کر فرش پر ڈھیر ہو گئے عمران تیزی سے پلٹا اور اس الماری کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے الماری کھولی دوسرے لمحے اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ الماری میں میڈیکل ایڈ باکس موجود

تھا۔ عمران کو ایک خانے میں چند انجکشن کی شیشیاں دکھائی دیں۔ عمران نے ان شیشیوں کو اٹھا کر دیکھا تو اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ یہ اس ریز کے توڑ والے اینٹی انجکشن تھے جس سے انہیں بے حس و حرکت کیا گیا تھا اور میگراتھ نے شاید اسی الماری سے انجکشن نکال کر اسے لگایا تھا۔ وہاں سرنجیں بھی پڑی تھیں۔ عمران نے انجکشن کی ایک شیشی اور سرنج لئے اور اپنے ساتھیوں کی طرف دوڑ پڑا۔

اس نے سب سے پہلے جولیا پھر صفدر، پھر کیپٹن شکیل اور آخر میں تنویر کی گردن میں انجکشن لگا دیا۔ اس نے انہیں ڈبل ڈوز دی تھی تا کہ وہ جلد حرکت میں آ سکیں اور پھر ایسا ہی ہوا۔ ان سب کے جسم چند لمحوں میں حرکت میں آ گئے۔ عمران نے ایک مسلح آدمی کی مشین گن اٹھائی اور دروازے کی طرف لپکا۔ اس نے سر باہر نکال کر دیکھا تو وہ ایک راہداری سی تھی جو خالی پڑی ہوئی تھی۔

''تم کہاں جا رہے ہو''...... جولیا نے عمران کو باہر جاتے دیکھ کر پوچھا۔

''تم یہیں رکو۔ میں باہر جا کر چیک کر آؤں۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں پر ڈاکٹر حسن کی بیٹی نسرین حسن کو لایا گیا ہے۔ ہم اپنے ٹارگٹ تک پہنچ چکے ہیں۔ بس اب شاید لاسٹ ایکشن ہی باقی ہے۔ میں ایکشن کا ماحول دیکھ آؤں پھر تمہیں بھی بلا لوں گا۔ تب تک تم ان الماریوں کو کھول کر چیک کر لو۔ میں نے ایک کھلی ہوئی

الماری میں اسلحہ دیکھا تھا''...... عمران نے مڑ کر کہا اور پھر مشین گن اٹھائے تیزی سے باہر راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

عمران انتہائی احتیاط سے قدموں کی آواز پیدا کئے بغیر راہداری میں چند قدم ہی آگے بڑھا تھا کہ یکلخت دور سے کسی کے قدموں کی آواز سنائی دی۔ یہ راہداری آگے جا کر مڑ جاتی تھی۔ عمران تیزی سے موڑ کے قریب جا کر دیوار سے لگ گیا قدموں کی آواز قریب آتی جا رہی تھی اور عمران کو قدموں کی آواز سے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ آنے والا اکیلا ہے۔ اس لئے اس نے مشین گن کاندھے سے لٹکالی تھی۔

عمران اس آنے والے آدمی کو قابو کر کے اس سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ آدمی موڑ سے نمودار ہو گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ عمران کو دیکھ کر سنبھلتا عمران یکلخت کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹ پڑا۔ اس آدمی کے حلق سے چیخ سی نکلی اور اس نے تڑپ کر عمران کی گرفت سے نکل جانا چاہا لیکن عمران نے یکلخت اسے اٹھا کر فرش پر پٹخ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی لات اس کی گردن پر جم گئی۔

اس آدمی نے کروٹ لے کر اپنی ٹانگیں عمران کو مارنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اسی لمحے اپنے پیر کو گھما دیا اور اس آدمی کا جسم یکلخت ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا چلا گیا۔ عمران نے پیر کو ایک بار پھر ذرا گھمایا کر ہٹا دیا۔ اس آدمی کے جسم

نے ذرا سی حرکت کی تو عمران کے دونوں ہاتھ اس کی گردن پر جم گئے اور وہ آدمی ساکت ہو گیا۔ عمران نے انگوٹھا اس کی گردن کی ایک مخصوص رگ پر رکھا ہوا تھا۔

''اپنا نام بتاؤ''...... عمران نے غرا کر کہا۔

''ٹٹ۔ٹٹ۔ٹرانگ''...... اس آدمی کے حلق سے بھینچی بھینچی سی آواز نکلی۔

''سائرل کہاں ہے''...... عمران نے انگوٹھے کو دباتے ہوئے کہا اور ٹرانگ کی آنکھیں باہر کو ابل آئیں۔

''بگ چیف سائرل یہاں نہیں ہے اور نہ وہ یہاں آتا ہے''۔ ٹرانگ نے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ مارگس اور میگراتھ کہاں ہیں''...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

''وہ۔ وہ کنٹرول روم میں ہیں''...... ٹرانگ کے حلق سے بمشکل آواز نکلی۔ اس آدمی کا چہرہ دیکھ کر ہی عمران کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ شخص بے حد چھوٹے دل کا مالک ہے۔

''اب انسانوں کی طرح اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور مجھے بتاؤ کنٹرول روم کہاں ہے ورنہ میں تمہارے سر پر گولی مار دوں گا''۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کی غراہٹ اس قدر درندگی سے بھرپور تھی کہ اپنی گردن کو مسلتے ہوئے ٹرانگ کا جسم بری طرح کانپ اٹھا تھا۔

''جلدی بتاؤ ورنہ''...... عمران نے اسی لہجے میں کہا اور ٹرانگ اس طرح بولنے لگا جیسے ٹیپ ریکارڈ آن کر دیا گیا ہو۔

''بب بب۔ بس اب میری جان بخش دو۔ میں نے تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے''...... ٹرانگ نے رو دینے والے لہجے میں کہا اور پھر اس نے کنٹرول روم کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

''ٹھیک ہے۔ لیکن تم یہاں کیوں آئے تھے''...... عمران نے پوچھا۔

''باس نے کہا تھا کہ میں مسلح افراد سے کہہ کر تم سب کو گولیوں سے ہلاک کرا دوں اور لاشیں برقی بھٹی میں ڈال آؤں''۔ ٹرانگ نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ''...... عمران نے ہنکارہ بھرا اور پھر اس نے یکلخت ہاتھ گھمایا اور ٹرانگ چیختا ہوا ایک بار پھر فرش پر گر پڑا عمران نے اس کے سینے پر مشین گن کا دستہ پوری قوت سے مارا تھا۔ ٹرانگ سے بات کرتے ہوئے وہ مشین گن کو نال سے پکڑ چکا تھا۔ ٹرانگ کے نیچے گرتے ہی عمران نے اس کی کنپٹی پر ایک بار پھر مشین گن کا دستہ مار دیا۔ اس بار جیسے ٹرانگ کی کھوپڑی کھل گئی۔ عمران نے اس کے سر پر دو مزید ضربیں لگائیں اور چند لمحوں میں ہی ٹرانگ کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔ عمران دراصل یہاں فائر نہ کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا وہ تیزی سے پلٹا اور پھر اس نے اپنے ساتھیوں کو بلا لیا۔

چند لمحوں بعد وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ راہداری کا موڑ مڑ کر عمران آگے بڑھا اور پھر تیزی سے ایک دروازے کے سامنے جا کر رک گیا۔ اس نے یکلخت دروازے پر لات ماری اور اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن نے شعلے اگلنے شروع کر دیئے اور کمرے میں موجود چار افراد ڈھیر ہو گئے۔ دروازے کے سامنے دیوار میں ایک بڑی سی مشین نصب تھی اس کے سامنے دو آدمی تھے جبکہ تین افراد ان کے عقب میں مشین گنیں اٹھائے کھڑے تھے عمران نے اندر داخل ہوتے ہی دیکھ لیا تھا کہ مشین کے سامنے بیٹھے ہوئے دو افراد میں سے ایک سائرل تھا اس لئے اس نے سوائے سائرل کے باقی چاروں کو یکلخت فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ سائرل بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اپنے سامنے عمران اور اس کے پیچھے موجود اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر بے اختیار اس کے ہاتھ اٹھتے چلے گئے۔ اس کے چہرے پر عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ کر یکلخت زردی پھیل گئی۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ تم سب اتنی جلدی کس طرح ٹھیک ہو گئے اور یہاں کیسے پہنچ گئے۔ کیا تم انسان ہو یا مافوق الفطرت مخلوق''...... سائرل انہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر عبدالحسن کی بیٹی کہاں ہے۔ سائرل''...... عمران نے

غراتے ہوئے کہا۔

''مم۔ مم میں نہیں جانتا ار میں سائرل نہیں ہوں۔ میں مارگس ہوں سائرل کے سپیشل سیکشن کا انچارج''...... سائرل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''جھوٹ مت بولو۔ میں تمہاری آواز پہچانتا ہوں۔ سچ بتاؤ تم سائرل ہو نا''...... عمران نے اسی طرح غرا کر پوچھا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ میں سائرل نہیں ہوں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوں''...... سائرل نے اسی طرح ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم سائرل نہیں ہو تو پھر مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے۔ گڈ بائی''...... عمران کے لہجے میں درندگی سی ابھر آئی۔ اس نے مشین گن کا رخ اس کی جانب کر دیا اور ٹریگر پر انگلی کا دباؤ ڈالا تو یہ دیکھ کر سائرل بوکھلا گیا۔

''رر رک۔ رک جاؤ۔ میں سائرل ہوں۔ میں ہی سائرل ہوں لیکن یہاں کوئی نہیں جانتا کہ میں سائرل ہوں''...... سائرل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ بڑی بڑی تنظیموں کے سربراہ اسی طرح اکڑتے پھرتے ہیں اور بڑی سفاکی سے دوسروں کو نہ صرف ہلاک کر دیتے تھے بلکہ خوش ہو کر ان کی موت کا تماشہ بھی دیکھتے تھے لیکن جب ان کی موت سامنے آتی تھی تو ان کی ساری اکڑ فوں نکل جاتی تھی اور پھر

وہ بھیڑ سے بھی زیادہ معصوم بن جاتے تھے۔

"تم سب جاؤ اور یہاں جو بھی ہے سب کو ہلاک کر دو۔ سائرل نے اپنی اصلیت مان لی ہے۔ ڈاکٹر حسن کی بیٹی بھی یقیناً یہیں ہو گی۔ اسے تلاش کرو اور کسی کے ساتھ رعایت نہ کرنا۔ یہ وحشی درندے اور سفاک صفت انسان ہیں جن کا زندہ رہنا ضروری نہیں ہے"...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر انتہائی سرد لہجے میں کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ تیزی سے وہاں سے نکل کر باہر کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

"کیا تم نے اس لڑکی کا مائنڈ اسکین کرایا تھا"...... عمران نے اپنے ساتھیوں کے جانے کے بعد سائرل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ ابھی اس کی دماغی پوزیشن ٹھیک نہیں ہے اس لئے ہم نے ابھی اس کا مائنڈ اسکین نہیں کرایا ہے۔ لیکن آج کل میں کرانے والے تھے"...... سائرل نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ابھی تمہیں فارمولا نہیں ملا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں۔ نہیں ملا ہے"...... سائرل نے کہا۔

"یہ کیسی مشین ہے"...... عمران نے سامنے موجود عجیب ساخت کی ایک مشین کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈسٹرکشن مشین ہے اور یہ جزیرے پر نصب تمام سائنسی اسلحے کو کنٹرول کرتی ہے اور میزائل فائر کرتی ہے۔ اس مشین کے

ذریعے ہم جزیرے کے اندر اور باہر کی چیکنگ کرتے ہیں اور شک کی صورت میں کہیں بھی میزائل فائر کر سکتے ہیں یا آٹو میٹک ہیوی مشین گنوں کو کنٹرول کر سکتے ہیں"...... سائرل نے جواب دیا۔

عمران اس سے سوال کرتا رہا پھر اس نے یکلخت مشین گن کی نال پکڑی اور پھر اس سے پہلے کہ سائرل کچھ سمجھتا عمران نے اس کے سر پر مشین گن کا دستہ مار دیا۔ سائرل نے بچنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ دوسرے لمحے وہ لہرایا اور عمران کی دوسری ضرب نے اسے ہوش و حواس سے بیگانہ کر دیا۔ عمران نے جھک کر اس کی نبض اور دل کی دھڑکن چیک کی۔ وہ بے ہوش تھا اور مکر نہ کر رہا تھا۔ اسے بے ہوش دیکھ کر عمران مطمئن ہو کر مشین پر جھک کر اسے سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں مشین کی کارکردگی اس کی سمجھ میں آ گئی۔ عمران نے چند بٹن پریس کئے تو اسے جزیرے کا منظر دکھائی دیا جہاں بے شمار مسلح افراد ہر طرف پھیلے ہوئے تھے اور مشین گنوں سے گولیاں برساتے ہوئے ادھر ادھر بھاگتے پھر رہے تھے۔ عمران ناب گھما گھما کر جزیرے کا منظر بدلتا چلا گیا۔ اسے اپنے ساتھی بھی دکھائی دیئے جو ان مسلح افراد سے نبرد آزما تھے اور ان پر فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ ہینڈ گرنیڈز کا بھی آزادانہ استعمال کر رہے تھے۔ وہ نہایت چابک دستی اور تیز رفتاری سے دشمنوں کا صفایا کر رہے تھے اور دشمنوں کو ان سے بچ نکلنے کا موقع ہی نہ مل رہا تھا۔ عمران نے مشین کی اسکرین پر ان پوائنٹس کو بھی

چیک کر لیا جہاں ہیوی مشین گنیں اور میزائل لانچر نصب تھے۔ عمران نے مشین گنوں کو کنٹرول کیا اور پھر وہ اس مشین پر بیٹھ کر باہر موجود دشمنوں کا صفایا کرنا شروع ہو گیا۔ جزیرے پر موجود دشمنوں پر تو جیسے قیامت ہی ٹوٹ پڑی تھی۔ انہیں کسی بھی جانب سے بچ نکلنے کی راہ نہ مل رہی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی ان پر موت بن کر جھپٹ رہے تھے اور ان کی لاشوں کے پشتے لگتے چلے جا رہے تھے۔

عمران نے دشمنوں کی تعداد کم ہوتے دیکھی تو اس نے جزیرے کے مختلف حصوں پر لگے ہوئے میزائل لانچروں پر توجہ دی اور پھر اس نے مشین سے ان میزائلوں کے رخ موڑنے شروع کر دیئے۔ اس نے ان میزائلوں کو ایک خاص پوائنٹ پر ایڈجسٹ کیا اور پھر اس نے ان میزائلوں کو چارج کرتے ہوئے ان کی ڈسٹرکشن ٹائمنگ ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ وہ اپنے کام میں اتنا مصروف تھا کہ اس پتہ ہی نہ چل سکا کہ اس دوران سائرل کو کب اور کیسے ہوش آ گیا۔

سائرل نے ہوش میں آتے ہی اچھل کر اس پر حملہ کر دیا۔ اس کی ٹانگیں چلی تھیں اور عمران کرسی سمیت مشین کے سامنے سے اچھل کر دور جا گرا۔

''تو تمہیں ہوش آ گیا ہے۔ شاید تم بھی میری طرح ڈھیٹ مٹی کے بنے ہوئے ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر

کھڑا ہو گیا۔ سائرل اسے غصیلی نظروں سے گھور رہا تھا۔ غصے سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

''تم نے میرا سب کچھ تباہ کر دیا ہے عمران۔ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا''...... سائرل نے غراتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ یہ وہی مشین گن تھی جو عمران کے پاس تھی اور عمران نے مشین پر کام کرنے کے لئے سائیڈ پر رکھ دی تھی۔

''تو اب تم مجھے گولیاں مارو گے''...... عمران نے اس کے ہاتھ میں موجود مشین گن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں مشین گن کے ٹریگر پر موجود سائرل کی انگلی پر جمی ہوئی تھیں۔

''ہاں''...... سائرل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر دباؤ ڈالا لیکن دوسرے لمحے وہ چیختا ہوا اچھل کر نیچے گرا۔ عمران نے مشین گن کی پرواہ نہ کرتے ہوئے یکلخت اچھل کر اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ اس کی ٹانگ سائرل کے ہاتھ میں موجود مشین گن پر پڑی اور سائرل کے ہاتھ سے مشین گن نکلتی چلی گئی ساتھ ہی وہ لہرا کر نیچے گرا۔ عمران آگے بڑھا تو سائرل نے ٹانگوں کی ضرب سے عمران کو ایک طرف اچھال دیا۔ عمران پشت کے بل نیچے گرا تو سائرل ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گرنے والی مشین گن کی طرف لپکا۔ لیکن عمران یکلخت اس طرح اٹھ کھڑا ہوا جیسے اس کے جسم میں سپرنگ لگے ہوں۔ اسے اس طرح اچانک کھڑا ہوتے دیکھ کر سائرل بھی اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران نے اس پر چھلانگ لگا

دی لیکن سائرل بھی ماہر فائٹر معلوم ہوتا تھا اس نے عمران کو چھلانگ لگاتے دیکھ کر اپنا جسم گھمایا اور پھر اس کی گھومتی ہوئی لات عمران کے پہلو پر پڑی عمران رول ہوتا ہوا نیچے فرش پر گرا۔ سائرل نے اچھل کر اس کی کنپٹی پر لات مارنی چاہی لیکن عمران نیچے گرتے ہی تیزی سے گھوما اور سائرل کی ٹانگیں اس کے ہاتھوں میں آ گئیں اور سائرل چیختا ہوا نیچے گرا۔ عمران نے اچھل کر اس کے اوپر آنے کی کوشش کی لیکن سائرل نے تیزی سے کروٹ بدلی اور دوسرے لمحے وہ اس کے اوپر آ گرا اور پھر اس کے دونوں ہاتھ اچانک عمران کی گردن پر جم گئے۔

''اب تمہاری موت طے ہے عمران۔ میں تمہاری گردن توڑ دوں گا''...... سائرل نے دانت کچکچا کر پورا زور لگاتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھوں کی گرفت واقعی کسی آہنی شکنجے سے کم نہ تھی۔ عمران کا چہرہ تیزی سے متغیر ہوتا چلا گیا لیکن یکلخت وہ تڑپا اور اس کا دایاں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے سائرل کی ناک پر پڑا اور سائرل چیختا ہوا پہلو کے بل فرش پر جا گرا اس کے ہاتھ عمران کی گردن سے ہٹ گئے۔ عمران نے اس کے نیچے گرتے ہی کروٹ بدلی اور ایک لمحے میں وہ اُڑتا ہوا سائرل کے اوپر جا گرا۔ سائرل نے گھٹنے اٹھا کر اسے اچھالنا چاہا لیکن عمران پر تو اس وقت وحشت سوار تھی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے سر جھکا کر کسی وحشی اور بپھرے ہوئے سانڈ کی طرح اس کے ناک پر زور دار ٹکر مار دی۔

سائرل کے حلق سے بے اختیار زور دار چیخ نکلی۔ اس نے تڑپ کر عمران کے نیچے سے نکل جانا چاہا لیکن عمران نے اس دوران ایک اور پھر پور ٹکر اس کی ناک پر جما دی اور سائرل کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی لیکن ساتھ ہی اس کے گھٹنے تیزی سے سکڑے اور عمران اچھل کر پیچھے جا گرا لیکن نیچے گرتے ہی وہ تیزی سے اچھلا اسی لمحے سائرل نے بھی اچھل کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن عمران نے ایک ہاتھ سے اس کی ٹانگوں کو یکلخت اوپر کی طرف اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی تیزی سے اوپر کو اٹھتا گیا۔

سائرل نے اپنے جسم کو گھما کر اپنے آپ کو ایک طرف ہٹانا چاہا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔ عمران نے اسے پوری قوت سے اچھال دیا تھا اور ساتھ ہی ایک بار پھر اچھل کر سائرل کے سر پر ضرب لگائی تو سائرل ایک لمحے کے لئے ساکت ہوا ہی تھا کہ عمران نے دونوں ٹانگیں آگے کر کے اس کے کندھوں کی دوسری طرف رکھیں اور پھر پورے جسم سمیت اس کی ٹانگوں پر زور دیتا ہوا اس کے سر کی طرف گرتا گیا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی سائرل کے حلق سے اس قدر تیز چیخ نکلی کہ پورا کمرہ گونج اٹھا۔ عمران نے پوری قوت صرف کی تھی اور پھر اس نے سائرل کی ریڑھ کی ہڈی کا کڑاکا سنا تو وہ ایک طرف ہٹ گیا۔ سائرل اب زمین پر سیدھا بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

اس کی ریڑھ کی ہڈی کے کئی مہرے مکمل طور پر ٹوٹ گئے تھے اور اب اس کے لئے حرکت کرنا ممکن نہیں رہا تھا لیکن وہ ہوش میں تھا اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ ہو گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی وہاں آ گئے۔ سائرل کو بے بس دیکھ کر وہ چونک پڑے۔

''ہم نے جزیرے پر موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا ہے۔ جزیرے پر آٹو میٹک ہیوی مشین گنیں لگی ہوئی تھیں۔ وہ نجانے کیسے چل پڑیں اور ان کی فائرنگ سے جزیرے پر موجود بے شمار دشمن ہلاک ہو گئے تھے''...... جولیا نے اندر آتے ہی کہا۔

''ان مشین گنوں کو عمران صاحب نے اس کنٹرولنگ مشین سے آپریٹ کیا تھا''...... کیپٹن شکیل نے مشین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اسی لئے گولیاں ہماری طرف آنے کی بجائے دشمنوں کو ہی چاٹ رہی تھیں''...... تنویر نے کہا۔

''سب باتیں چھوڑو اور بتاؤ کہ نسرین حسن ملی ہے یا نہیں''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ایک بنکر میں وہ مل گئی ہے۔ اس کی حالت ابھی ٹھیک نہیں ہے۔ وہ نیم بے ہوش ہے لیکن بہرحال زندہ ہے''...... جولیا نے جواب دیا تو عمران کے چہرے پر سکون آ گیا۔

''تم نے اسے ابھی تک زندہ کیوں رکھا ہوا ہے۔ میں اسے گولی

مار دیتا ہوں۔ یہی ہے سارے فساد کی جڑ''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اس نے مشین گن کا رخ سائرل کی جانب کر دیا۔ اس سے پہلے کہ وہ سائرل پر فائرنگ کرتا عمران نے تیزی سے ہاتھ مار کر اس کی مشین گن کا رخ بدل دیا۔

''ابھی اسے گولی نہیں مارنی۔ میں نے جزیرے پر موجود تمام میزائلوں کے رخ اسی جزیرے کی طرف کر کے ان پر ٹائمنگ ایڈجسٹ کر دی ہے۔ یہ جزیرے سے نکلنے کے راستے جانتا ہے۔ ہم اسے ساتھ لے جائیں گے تاکہ جلد یہاں سے نکل سکیں۔ اس کی مزید فورس کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتی ہے اور ہمیں ان کے آنے سے پہلے یہاں سے نکلنا ہے''...... عمران نے کہا تو تنویر نے بے اختیار دانت کچکچانے شروع کر دیئے۔

سائرل آنکھیں کھولے بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔ عمران اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ سائرل چونکہ تنظیم کا بگ چیف ہے اس لئے وہ یقیناً یہاں سپیشل لانچ کے ذریعے ہی آیا ہو گا اور یہ جزیرہ بے حد بڑا تھا وہ لانچ کہیں بھی چھپا سکتا تھا جسے تلاش کرنے میں انہیں وقت لگ سکتا تھا اس لئے اس نے سائرل کو زندہ رکھا تھا تاکہ اس سے لانچ کا پتہ پوچھ سکے اور پھر اس کے بتائے ہوئے راستوں سے ہوتا ہوا کوسٹ گارڈز سے بچ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں سے نکل سکے۔ سائرل بے ہوش ہو گیا تھا۔

عمران نے گن کی نال پکڑ کر سائرل کے جبڑے پر اس کا دستہ زور سے مارا۔ ایک ہی ضرب سے سائرل چیخ کر ہوش میں آ گیا۔ اس نے بے اختیار پھڑکنا چاہا لیکن اعصاب اور جسم نے اس کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ وہ اب دہشت زدہ نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ عمران کا چہرہ دیکھ کر اس کے ذہن پر دھماکے ہو رہے تھے۔

''تم اس جزیرے پر جس لانچ پر آئے تھے۔ وہ کہاں ہے بولو۔ ہمیں فوری طور پر یہاں سے نکلنا ہے اور سنو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم ہمیں یہاں سے کوسٹ گارڈز کی نظروں میں آئے بغیر نکال دو تو میں تمہیں ٹھیک کر دوں گا اور تمہیں ہلاک بھی نہیں کروں گا''...... عمران نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

''اور اگر نہ بتاؤں تو''...... سائرل نے ہذیانی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر میں تمہاری بوٹیاں اُڑا دوں گا۔ تم جیسے سفاک درندے سے میں کسی قسم کی رعایت برتنے کا عادی نہیں ہوں۔ تمہاری لانچ جزیرے پر ہی کہیں موجود ہے۔ ہم اسے ڈھونڈ لیں گے اور پھر یہاں سے نکل جائیں گے''...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوہ اوہ۔ نہیں مجھے ہلاک مت کرو۔ میں بتاتا ہوں۔ میری سپیشل لانچ وہ جنوبی پہاڑی کے سمندر کی طرف جھکی ہوئی چٹان کے پیچھے موجود ہے''...... سائرل نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم تمہیں ساتھ لے جائیں گے۔ تمہیں راستہ بتانا ہے''...... عمران نے کہا تو سائرل نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس کے کہنے پر صفدر نے آگے بڑھ کر اسے اسی حالت میں اٹھا لیا اور پھر وہ وہاں سے نکلتے چلے گئے۔ سائرل انہیں راستہ بتاتا رہا اور وہ اس طرف بڑھتے چلے گئے۔ تنویر اور جولیا جا کر نسرین حسن کو بھی لے آئے تھے جو نیم بے ہوشی کی حالت میں تھی۔ تنویر نے اسے اپنے کاندھے پر ڈالا ہوا تھا۔ وہ سب تیزی سے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔

''ڈی سیکشن کا انچارج میگراتھ بھی یہاں تھا۔ اس کا کیا ہوا ہے''۔ عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہی موجود تھا۔ اس نے بھاگنے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے اسے برسٹ مار کر گرا لیا تھا''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک شاندار اور انتہائی قیمتی لانچ کے قریب پہنچ گئے۔ یہ لانچ دو منزلہ ہونے کے ساتھ ساتھ جنگی آلات سے بھی لیس تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی لانچ پر آئے اور پھر عمران کے کہنے پر صفدر نے اس لانچ کا کنٹرول سنبھال لیا اور پھر لانچ تیزی سے جھکی ہوئی چٹان کے نیچے سے نکل کر سمندر کی طرف دوڑتی چلی گئی۔

کافی دور پہنچ کر عمران نے صفدر کو لانچ روکنے کا کہا تو اس نے لانچ روک لی۔ عمران نے سب کو عرشے پر بلا لیا۔ انہیں دور

شلا نگ جزیرہ دکھائی دے رہا تھا۔

''کیا ہوا ہے۔تم نے لانچ کیوں رکوائی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں چاہتا ہوں تم کاؤنٹ ڈاؤن شروع کرو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کاؤنٹ ڈاؤن۔ کس لئے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''کاؤنٹ ڈاؤن ہوتے ہی تنویر میرے حق سے دست بردار ہونے کا اعلان کر دے گا اور صفدر سب کی موجودگی میں خطبہ نکاح پڑھے گا اور پھر......'' عمران نے کہا تو وہ سب ہنس پڑے جبکہ تنویر اور جولیا کا منہ بن گیا۔

''تم پھر اپنی بکواس پر اتر آئے ہو''...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

''کاؤنٹ ڈاؤن شروع کرو۔ جلدی کرو''...... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے تیز لہجے میں کہا تو جولیا نے منہ بناتے ہوئے کاؤنٹ ڈاؤن کرنا شروع کر دیا اور پھر اس کا جیسے ہی کاؤنٹ ڈاؤن مکمل ہوا اسی لمحے انہوں نے دور شلا نگ جزیرے کی طرف آگ کا طوفان سا بلند ہوتے دیکھا اور پھر یکلخت تیز اور نہ ختم ہونے والے زور دار دھماکوں کا سلسلہ شروع ہو گیا اور انہوں نے شلا نگ جزیرے کو تباہ ہوتے دیکھا۔

''یہ آپ نے جزیرے پر موجود میزائل اس جزیرے پر ٹارگٹ کر دیئے تھے اور ٹائمنگ ایڈجسٹ کر آئے تھے''...... کیپٹن شکیل

نے کہا۔

''ہاں۔ میں اس جزیرے کی تباہی اور خاص طور پر سائرل جیسی ظالم اور سفاک تنظیم کا اصل ٹھکانہ تباہ ہوتے تم سب کو دکھانا چاہتا تھا اور یہی نظارہ میں سائرل کو بھی دکھانا چاہتا تھا۔ کیوں سائرل دیکھا تم نے۔ میں نے تمہارے ہی لگائے ہوئے میزائلوں سے تمہارے اس جزیرے کو تباہ کر دیا ہے جہاں سے تم اپنی تنظیم کو کنٹرول کرتے تھے اور اس جزیرے پر تم نے اسلحے کا ڈھیر لگا رکھا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے سائرل سے مخاطب ہو کر کہا جسے تنویر نے ریلنگ کے ساتھ لگا کر کھڑا کر رکھا تھا۔ عمران کی بات سن کر سائرل کی آنکھیں بجھ سی گئیں۔ جزیرے پر مسلسل دھماکے ہو رہے تھے اور آگ کے شعلوں کے ساتھ سیاہ رنگ کا دھواں آسمان پر بلند ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

''اب کچھ ہی دیر میں نیوی نے یہاں پہنچ جانا ہے اس لئے لانچ کو فل سپیڈ سے دوڑانا شروع کر دو''...... عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور دوبارہ انجن روم میں چلا گیا۔ کچھ ہی دیر میں لانچ حرکت میں آئی اور پھر ایک بار پھر سمندر کے فراخ سینے پر دوڑنی شروع ہو گئی۔ عمران کے کہنے پر تنویر بے حس سائرل کو ایک کیبن میں ڈال آیا تھا۔ نسرین حسن کو وہ پہلے ہی ایک کیبن میں پہنچا چکے تھے۔ عمران ریلنگ کے پاس کھڑا تھا کہ کچھ دیر بعد تنویر بھاگتا ہوا وہاں آ گیا۔

''کیا ہوا''...... عمران نے اسے دیکھ کر کہا۔

''وہ سائرل ہلاک ہو گیا ہے۔ اس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی تھی اور تم نے اسے اس کا سارا جزیرہ تباہ ہوتے دکھا دیا تھا جس سے وہ اس قدر دلبرداشتہ ہو گیا کہ اس کے دماغ کی نس پھٹ گئی۔ اس کی ناک اور اس کے کانوں سے خون بہہ نکلا ہے''...... تنویر نے جواب دیا۔

''خس کم جہاں پاک۔ چلو میرا اس سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو گیا ۔ہم نے اسے نہیں ہلاک کیا اور وہ اپنی موت آپ مر گیا''۔ عمران نے کہا۔

''اس کی لاش کا کیا کرنا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''اٹھا کر سمندر میں پھینک دو۔ بے چاری مچھلیوں کو بھی خوراک مل جائے گی''...... عمران نے کہا تو تنویر نے اثبات میں سر ہلایا اور کیبن کی طرف چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سائرل کی لاش کاندھوں پر ڈالے واپس آیا اور اس نے ریلنگ کے پاس آ کر لاش سمندر میں اچھال دی۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات تھے۔

''ویسے تمہارے ذہن کا بھی جواب نہیں۔ جس سائرل کو دنیا بھر کے لوگ تلاش نہیں کر سکے۔ تم نے نہ صرف اسے تلاش کر لیا بلکہ اس کا اصل ٹھکانہ بھی ڈھونڈ لیا''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اسی لئے تو کہتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے کچھ بھی چھپایا نہیں جا سکتا سوائے ایک چیز کے''...... عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''کون سی چیز''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''یہ کہ تنویر کے دل میں آخر تمہارے لئے ہے کیا''...... عمران نے کہا تو وہ سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ تنویر برے برے منہ بنانا شروع ہو گیا۔

ختم شد